

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

لَعِبْرِكَ الْهَمِيرُ لَفِي سَكْرَتِهِمْ نَجْمُهُونَ ○ سورة الحجر (آیت ۷۴)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ سورة النجم (آیت ۳)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ  
حَرِيصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ سورة التوبة (آیت ۱۲۸)

حصہ دوم

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف  
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیر کے عسکوار کا جوہر

# سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از افاضات

حضرت الغلامہ مولانا محمد ادریس صاحبِ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ



الطائف اینڈ سنٹر

پل اوپنس نمبر ۵۸۸۲ کراچی ۷۴۰۰۰ پاکستان فیکس ۶۵۱۲۷۷۳-۲۱ (۹۲)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

لَعَبْرُكَ أَتَهْمِي سِرِّي تَهْمِي هَوْنٌ ○ سورة الجحيم (آیت: ۷۲)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ سورة النمل (آیت: ۲۴)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ سورة التوبة (آیت: ۱۲۸)

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف  
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیر کے علما کا جوہر

# سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

## حصہ دوم

از افاضات

حضرت علامہ مولانا محمد ادیس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

## الطائف اینڈ سنز

بی۔ اوکس نمبر ۵۸۸۲ کراچی ۴۰۰۰ پاکستان فیکس ۵۱۲۷۷۴-۲۱ (۹۲)

# حصہ دوم

نام کتاب \_\_\_\_\_ سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف \_\_\_\_\_ حضرت علامہ مولانا محمد ادریس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

## ملنے کے پتے

### صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس، انظر پارٹننس، 458، مارڈن ایسٹ،  
پی. او. بکس. 609 کراچی۔ 74800 پاکستان، فیکس: (021) 7228823

### مکتبہ المعارف

دارالعلوم الحسینیہ

شہدادپور، سندھ پاکستان۔ فون: 02232 41376

### رئیسہ الجامعة الاسلامیة لبنات الاسلام

جامعہ اسلامیہ اسٹریٹ

نوارہ چوک گجرات، پاکستان

فون: 525710 - 510015 (0433)

### ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K,

QARI ABDUR RASHID TEYLOR

119-121- HALLIWELL ROAD,  
BOLTON. BL 13NE, U.K.

TEL / FAX : 01204 - 389080, MOB : 07930 - 464843

MOULANA MUSA KARMADI, LONDON, U.K,

Mobile : 07710 - 407175

HAFIZ SULEMAN, U.K,

DEWSBURY - MOB : 07773 - 514324

### DARUL ULOOM AL MADANIA, U.S.A.

182, SOBIESKI ST. BUFFALO, NY. 14212

TEL : (0716) 892-2606. FAX : (0716) 892-6621,

E-mail : office@madania.org

### AN-NOOR ISLAMIC BOOKS, CANADA.

YAKOOB S. NAIKIWALA

2680 LAWRENCE AVE. # 201,

SCARBOROUGH, ONT. MIP 4Y4 (CANADA)

TEL : (001) 416 - 759-6185, FAX : (001) 416 - 267-4192

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
فہرست مضامین سیرت المصطفیٰ ﷺ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵	سریہ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ	۸	چساو فی سبیل اللہ
۴۶	سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۹	حکم جہاد
۴۶	غزوہ البوار	۱۱	جہاد کے اغراض و مقاصد
۴۶	غزوہ بواط	۱۳	جہاد کی حقیقت
۴۸	غزوہ عسیرہ		یعنی اعلامیہ اللہ کے لئے جو جنگ کی جائے
۴۹	غزوہ بدر اوسے		جہاد اس کو کہتے ہیں قوم اور دین کی آزادی کیلئے
۵۰	سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ		جو جنگ کی پہلے شریعت میں اس کو جہاد
۵۲	اسلام میں پہلی فہمیت		نہیں کہتے
۵۵	غزوہ بدر کبریٰ	۱۸	قوم پرستوں کا ایک مخالف اور اس کی ازالہ
۵۶	آغ زرقہ	۲۰	آداب جہاد
۶۱	قریش کی روانگی کی اطلاع اور صحابہ سے	۲۳	جہاد کی اتسام اقسام اور دفاعی
	مشورہ اور حضرات صحابہ کی جان نثارانہ	۲۵	جہاد کی مثال
۶۱	تقریریں	۲۶	دوسری مثال
۶۲	حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر	۲۶	جہاد کی غرض و غایت
	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی عاشقانہ	۲۶	اسلام اور جبر
۶۳	اور وہابانہ بیہ نظیر تقریر	۳۲	اسلام اور مسئلہ غلامی
۶۶	عاصم بن ہشام بن المطلب کا خواب	۳۲	ایک شبہ کو اس کا ازالہ
۶۶	جبر بن الصلت کا خواب	۳۳	سیاسی غلامی
۶۱	جنگ کی تیاری	۳۴	سلسلہ غزوات و سرایا
۶۵	میدان کربلا میں عقبہ کی تقریر	۳۴	تعداد غزوات
۶۶	آغاز جنگ	۳۴	تعداد سرایا
۶۸	ذکر قتل عتبہ بن خنیسہ و ولید	۳۵	سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۶	اسرار حضرت بدر مین		آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں دعا
۱۳۵	اسرار ملائکہ بدر مین	۸۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۱۳۶	شبہ اور بدر مین	۸۳	اہل اسلام کی امداد کے لئے آسمان فرشتوں کا نزول۔
۱۵۱	اسیران بدر کے نام و احوال	۸۵	فرشتوں کو طریقہ جہاد و قتال کی تعلیم
۱۵۶	اسلام کے مظاہرین قوم اور وطن کی حمایت	۸۶	ابو جہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کے لئے جوڑش دلانا۔
۱۵۸	غزوہ بدر پر دوبارہ نظر علامہ شبلی کے اس خیال فاسد کا ازالہ کہ غزوہ بدر کا مقصد قریش کے کارون تجارت پر حملہ کرنا تھا	۹۲	امتیاد اس کے بیٹے کا قتل
	بلکہ قریش کے حملہ کا دنا غارتھا آیات اور احادیث صریحہ اور علماء امت کی نصوص اور تصریحات سے اس خیال کو غلط ثابت کیا ہے۔	۹۵	ابو جہل عدو اللہ فرعون امت رسول اللہ کا قتل فتح کے بعد ابو جہل کی لاش کی تلاش اور ابو جہل کا حضور پر نور کی طرف ایک پیام۔
۱۶۵	قتل عصا یہودیہ	۹۸	اسیران بدر
۱۶۶	غزوہ قریظہ اللہ	۱۰۲	مقتولین بدر کی لاشوں کا کنوئیں میں ڈلوانا۔
۱۶۶	قتل ابی علقم یہودی	۱۰۳	فتح کی بشارت کے لئے مدینہ منورہ کا قصد مدائن کرنا۔
۱۶۸	غزوہ بنی نضیر	۱۰۴	وال غنیمت کی تحسین
۱۷۰	غزوہ سولق	۱۰۵	اسیران بدر کے ساتھ سلوک اور احسان کا حکم
۱۷۱	عید الاضحیٰ	۱۰۹	اسیران بدر کی بابت مشورہ
۱۷۱	نکاح حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	۱۰۹	فدیہ لینے پر غناہ الہی کا نہندل
۱۷۲	غزوہ غطفان	۱۱۳	حضرت انبیا کرام کی خطرات و اجتہاد کی تحقیق اور اہل حق کا مسلک
۱۷۳	غزوہ بکمران	۱۱۷	مقدار فدیہ
"	قتل کعب بن اشرف یہودی	۱۲۰	ادب اسیران بدر کے حالات
۱۷۹	کعب بن اشرف کے قتل کے وجہ	۱۲۰	فصل فی بدر مین
۱۸۱	اسلام ترویجیت بن مسعود	۱۲۲	صلوات العیدین
۱۸۲	عمر بن عبد ربیع بن عاصم	۱۲۲	نقد اور بدر مین
۱۸۲	قتل ابی رافع	۱۳۷	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر مندر ہوا جانا۔	۱۸۵	غزوہ احد
"	حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ	۱۸۶	قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا
۲۱۹	ابی بن خلف کا قتل	۱۸۷	حضرت پر نور کا صحابہ سے مشورہ
"	حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونا۔	۱۹۰	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری
۲۲۰	قریش کا سلمان بن امیہ کی لاشوں کا منظر کرنا	۱۹۰	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی اور
"	ابوسفیان کا قوی آواز اور حضرت عمر کا جواب	۱۹۱	فوج کا معائنہ
۲۲۳	نوائے مستبظ از حدیث مذکور	۱۹۳	لشکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی
۲۲۴	سعد بن زید کی شہادت کا ذکر	۱۹۴	ترتیب فوج
۲۲۶	حضرت عمرہ کی لاش کی تلاش	۱۹۵	قریش کے لشکر کا حال
۲۲۷	عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۱۹۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے سے ایک خط
۲۳۰	عبداللہ بن عمرو بن حرام کی شہادت کا ذکر	۱۹۷	آغاز جنگ اور بارہین قریش کا ایک ایک کر کے قتل۔
۲۳۲	عمرو بن الحمور رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۲۰۰	ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
۲۳۷	حضرت خبیرہ کی شہادت کا ذکر	۲۰۱	حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور شہادت کا ذکر
"	حضرت امیر مہر کی شہادت کا ذکر	۲۰۲	حضرت خنظلہ بن اسلم کی شہادت کا ذکر
۱۲۵	مدینہ منورہ کے مہر علی بن ابی طالب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرنے کے لئے ہجوم۔	۲۰۵	مسلمان تیرا ناموں کا پانی جگہ سے ہٹ جانا
۲۳۶	عین مسرکہ کا رنار میں صحابہ پر حق قحالی کا	۲۰۵	عبداللہ بن جبریر - معصب بن جبریر
"	ایک خاص انعام یعنی ان پر رشود کی طاری کر دی گئی۔	۲۰۶	آن حضرت کے مخالفین
۲۳۷	جنگ میں عورتوں کی شرکت اور اس کا حکم	۲۰۹	زیاد بن سکن کی شہادت
۲۴۰	شہدا راحد کی تجویز و تکفین	۲۱۱	ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی جان شہداء
۲۴۱	ایک شہید کرم کا ذکر	۲۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سرداران
۲۴۲	غزوہ احد کی شکست اور ہار	۲۱۵	قریش کے حوین بد دعا کرنا اور آیت کا نازل ہونا
۲۵۰	غزوہ احد میں فتح کے بعد ہر حکمت پیش	۲۱۵	روای میں قتادہ بن انعمان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری کا ذکر
			صل جان اور حضور پر نور کا اس کو اپنی جگہ پر دینا اور اس کا پیچہ سے ہر جانا۔
		۲۱۰	حضرت علی اور حضرت طلحہ کا حضور پر نور

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۲	نزول حجاب	۲۲۹	اسراء و کبر اجمالی نظر
۳۳۳	سریہ محمد بن مسلمہ	۲۵۵	غزوة حمراء الاسد
۳۳۴	غزوة بنی حنیان	۲۵۶	واقعات متفرقة سلسلہ
"	طرونہ ذی القعدہ	۲۵۷	ذکر فرائد سلسلہ
۳۳۹	سریہ عکاشہ بن محنف	"	سریہ الی سلسلہ
"	سریہ محمد بن مسلمہ	۲۵۶	سریہ عبداللہ بن امیس
۳۴۰	سریہ ابو عبیدہ	۲۵۸	واقعہ حنین
"	سریہ مجوم	۲۶۷	سریہ انصار لہمی فتحہ بیروٹہ
"	سریہ عین	۲۷۰	غزوة بنی نضیر سلسلہ
۳۴۱	سریہ طرقت	۲۷۲	تحریم غمر
"	سریہ حسنی	"	غزوة ذات الریان
۳۴۲	سریہ وادی القری	۲۷۶	غزوة بدر موعد
"	سریہ دومتہ الجندل	۲۷۸	واقعات متفرقة سلسلہ
۳۴۲	سریہ فذک	۲۷۹	غزوة دومتہ الجندل
۳۴۵	سریہ ام قریظہ	"	غزوة مرہبہ یا بنی المصطلق
"	سریہ عبداللہ بن عتیک برائے قتل	۲۸۳	فائدہ علیہ جہیں میں اچھی باتوں کا خوشبودار
"	ابی رافعہ سیودی	"	بونا اللہ ہی باتوں کا بدبودار بننا بیان کیا گیا ہے
"	سریہ عبداللہ بن عداہ	۲۸۷	واقعہ انک
۳۴۶	سریہ کزین جابر موعدے عزمین	۲۹۵	نزول آیات برکات در بارہ ام المؤمنین عائشہ
۳۴۷	بعث عمرو بن امیہ ثمری	"	صدیقہ رضی اللہ عنہا
۳۴۹	غرة احمد سید	۳۰۵	ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اسد دیگر انداز
۳۵۱	بیعتہ الرضوان	"	مطبوعات پر تبصرت لکھنے والوں کا حکم
۳۵۱	صلح حدیبیہ کے واقعہ کی تفصیل	۳۰۸	نزول آیت نیم
۳۵۸	صلح نامہ کی شرائط	۳۰۹	غزوة خندق و احزاب
۳۶۶	فائدہ و لطائف اور مسائل و احکام متعلقہ	۳۲۳	غزوة بنی قریظہ
"	بقصہ حدیبیہ	۳۳۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب سے نکاح

نزول اسراء کی تاریخ کے احوال و کبریا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۵	غنائم خیبر کی تقسیم: حضرت ابو ہریرہؓ کی حاضری	۲۵۰	بیعت کی فضیلت
۲۲۹	فائدہ برائے مدرسین	۲۵۵	بارشاہان عالم کے نام و دعوت اسلام کے خطوط
۲۳۰	روائع الانفال یعنی مجاہدین کا انصار کرنا	۲۵۷	تیسرے آدم کے نام نامہ مبارک
	باغات واپس کرنا	۲۵۸	تیسرے آدم کے دربار میں حضرت وحیہ کی تقریر
۲۳۱	شہر حرام میں قتال	۲۵۹	تیسرے آدم کا ابرہہ بن ابی سفیان سے مکالمہ
۲۳۲	تقسیم آرامی	۲۶۸	کسریٰ شاہ ایمان کے نام نامہ مبارک
۲۳۳	منوعات خیبر	۲۸۹	نبی شاہ حبشہ کے نام نامہ مبارک
	تحریم متعہ	۲۹۲	نباشی کی طرف سے آپ کے والد نامہ کا جواب
۲۳۴	حرم متعہ	۲۹۴	مقتول شاہ مصر کے نام نامہ مبارک
۲۳۵	ابتداء اسلام میں راحت متعہ	۳۹۶	حضرت حاطبؓ کی دباہہ مقتول میں تقریر
۲۳۶	حرم متعہ کا وجہ الی دلیل	۳۹۷	بادشاہ کا جواب
"	مجاہدین حبشہ کی دباہی	"	شاہ مصر اور مغیرہ بن شعبہ کا حضورؐ پر ہونے
۲۳۷	مراجعت اور ولایت انعمریس	"	کے بارے میں مکالمہ
۲۴۵	زناات ام حبیبہؓ	۴۰۲	منذر بن سادہ کی شاہ مجرین کے نام نامہ
"	حجۃ القضاء و یقودہ شہر		مبارک
۲۴۸	حضرت یونسؑ سے نکاح	۴۰۳	منذر بن سادہ کی کا جواب
۲۴۹	سریہ اخزم ذوالحجہ شہر	۴۰۵	شاہ عمان کے نام نامہ مبارک
"	سریہ غالب بن عبد اللہؓ		شاہ عمان کا عمرو بن العارض سے مکالمہ
۴۵۰	اسلام خالد بن ولیدؓ	۴۰۹	رفیقؓ پیامدہ کے نام نامہ مبارک
۴۵۸	غزوہ موتی جمادی الاولیٰ شہر	۴۱۱	امیر دمشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک
۴۶۶	سریہ عمرو بن العاصؓ	۴۱۱	فرائد و لطائف متعلقہ بخطوط و دعوت اسلام
	بجانب ذات السلاسل	"	بنام شاہان عالم
۴۶۸	سریہ ابو عبیدہؓ بجانب سیف البحر	۴۶۳	غزوہ خیبر عزم الحرام شہر
	—————*—————	۴۶۴	فتح ندک
۴۶۸	قلعہ تاعم قلعہ قوس	۴۶۵	زہر دینے کا واقعہ
۴۶۱	قلعہ صعب بن معاذ حسن قلعہ	۴۶۶	غبارہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## جہاد فی سبیل اللہ

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اللہ جل جلالہ کی ایسی عظیم شان نعمت ہے کہ ہر بن مویٰ اگر زبان بن جائے تو کسی طرح اس نعمت کبریٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا اگر ان حضرات کا وجود باوجود نہ ہوتا تو اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کی ہم گماہوں کو کون بتاتا کرتا اور مولائے حقیقی کی مرضیات اور نامرضیات سے ہم کو کون آگاہ کرتا۔ اور اس معبود برحق کی عبادت اور بندگی کے طریقے کون سکھاتا۔ ہدایت اور ضلالت، سعادت اور قحط کا فرق کون سمجھتا۔ معاش اور معاد اور دین اور دنیا، فقری اور ورثی، اور حکمرانی اور عدل عمرانی کی راہیں ہم کو کون سمجھاتا مسجد کے بورے پر بیٹھ کر کیسے حکومت کی جاسکتی ہے اور قیصر و کسریٰ کا تختہ کیسے اٹا جاسکتا ہے مسجد کا امام بھی اور امیر مملکت بھی ہوا شیخ طریقت بھی اور مسجد کے صحن میں قیصر و کسریٰ کے خزانے مسلمانوں میں تقسیم کرتا ہو یہ امر سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں بتا سکتا ہماری ناقص عقلیں بغیر نور نبوت کی رہنمائی اور ہدایت کے بالکل معطل اور بے کار ہیں۔

آنکھ کتنی ہی روشن اور بصیر کیوں نہ ہو۔ جب تک آفتاب اور ماہتاب کا نور معین اور مددگار نہ ہو۔ اس وقت آنکھ بے کار ہے۔ اسی طرح سے نور عقل اور نور بصیرت سے حق اور باطل کا فرق جب ہی نظر آسکتا ہے کہ جب نور نبوت اور شیخ ہدایت اس کی ہادی اور رہنما ہو۔ جس طرح شب و بجزیریں آنکھ کی روشنی کام نہیں دیتی اسی طرح ضلالت اور گمراہی کے شب تاریک میں عقل کی روشنی کام نہیں دیتی۔

عقل بھی اگرچہ حجت ہے مگر ناقص ہے مرتبہ بلوغ تک نہیں پہنچی حجت بانہ  
تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہے جس پر آخرت کے دائمی عذاب و ثواب اور  
جزا و سزا کا مدار ہے۔ خلقِ اطفال اندر جزمت خدا ہے نیست بانخ جزر مہید از ہوا  
یہ اندھی اور ٹولی اور سنگسری عقل۔ خداوند ذوالجلال کے اسرارِ حق  
اور صفاتِ حق اور اس کی مرضیات اور نامرضیات کو بغیر حضراتِ انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام  
صلوات اللہ کے تعلیم و ارشاد کے کہاں جاسکتی ہے۔

الحاصل حضراتِ انبیاء اللہ کی بعثت عین رحمت اور عین نعمت ہے کہ جس پر دنیا اور  
آخرت کی سعادت اور فلاح کا مدار ہے، حق جل و علانے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
اس سلسلہ کا آغاز فرمایا اور یکے بعد دیگرے بندوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجے تاکہ لوگوں کو  
مولائے حقیقی کی اطاعت کی دعوت دیں اور اُس کی نافرمانی سے بچائیں مطیع اور فرمانبرداروں  
کو جنت کی بشارت سنائیں نافرمانوں اور سرکشوں کو جہنم سے ڈرائیں۔

جو سعید اور خوش نصیب تھے انھوں نے اس نعمتِ کبریٰ کی قدر کی اور اللہ کا شکر  
کیا، اور دنیا سے فاصلہ رکھ کر حضراتِ انبیاء اللہ کا آدامن پکڑا اور اپنے ارادوں اور  
خواہشوں اور مرضیات و مرغبات سے دست بردار ہو کر اپنی ہر حرکت اور سکون کو حضراتِ  
انبیاء کے احادیث کے تابع کر دیا اور اپنے کو ان حضرات کے ایسا حوالہ اور سپرد کیا کہ جیسا  
مردہ بدست زندہ ہو اور جو بے وقوف اور بد نصیب تھے انھوں نے اس نعمتِ کبریٰ کی  
قدر نہ جانی اور تکلیفات شرعیہ اور ادا و امر الہیہ کی بجا آوری ان پر شاق گزری اور حمیانات اور  
بہائم کی طرح شتر بے مہار بنا رہنا اپنے لئے پسند کیا اور اس شرف اور کرامت پر نظر نہ کیا کہ  
خداوند ذوالجلال نے اپنے اور مرد و نرہی کے خطاب سے ہم کو عزت بخشی اور بجائے اس کے  
نفسِ آلودہ اور شیطانِ بعین کی تسویل اور اغیار سے انبیاء اللہ کے انکار و تکذیب دشمنی اور  
مقابلہ پر تڑپ گئے۔ خدا اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی اطاعت کو عار اور قلتِ بکھا اور نفس



شیطان کی اطاعت کو عزت سمجھا، حضراتِ انبیاء ان کو نہایت ملامت اور نرمی سے خدائے برتر کی طرف بلاتے رہے۔

جس طرح مشفق اور مہربان باپ، نالایق اولاد کی اصلاح و تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا، اسی طرح حضرت انبیاء نے اپنے مخلصانہ نصائح اور مشفقانہ مواظبت سے امت کے نالایق اور بدبخت افراد کی تفہیم اور اصلاح میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔

ایک مدتِ مدید اور عرصہ دراز تک نہایت ملامت اور نرمی سے ان کو اللہ کی طرف بلاتے رہے مگر وہ بد نصیب و ن بدن اور اللہ سے دور بھاگتے گئے، کما قال نعمائے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَ  
نَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دَعَائِي ۚ  
إِلَّا فِرَارًا ۚ وَإِنِّي مُكَلِّمًا دَعْوَتَهُمْ  
لَتُخْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أُصَافِعَهُمْ فِي  
أَذَانِهِمْ ۚ وَاسْتَعْشَوْا ثِيَابَهُمْ  
وَاصْتَرَوْا ۚ فَانْتَحَبُوا ۚ وَانْتَحَبَا ۚ

فرجِ عالیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار میں  
نے اپنی قوم کو دن رات مسلسل اللہ کی طرف  
بلا یا پس میرے بلانے سے سماعت حق سے بھاگتے  
کے اور کسی چیز میں زیادتی نہ ہوئی اور میں نے جب  
کبھی ان کو حق کی دعوت دی تاکہ ان کے ایمان  
لانے سے تو ان کے گناہوں کو معاف کرے تو  
ان لوگوں نے نفرت کی وجہ سے کانوں میں انگلیاں  
دے لیں اور کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنی ضد پر

دنون، آیتہ ۶۵۳) جھر رہے اور غایتِ درجہ سرکش کی۔

جب حضرت انبیاء نصیحت کرتے کرتے ٹھک گئے اور ان پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی سرکشی اور شرارت اور بڑبڑ گئی اور خدا کے پرستاروں کو خدائے قدوس کا نام لینا دشوار ہو گیا اور انبیاء اللہ اور ان کے اصحاب اور متبعین کے تکلیف و تعذیب اور استہزاء اور تمخر پڑ گئے تب اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ مومنین مخلصین کو بچایا اور منکرین اور مکذبین کو ہلاک اور برباد کیا۔ کسی کو غرق کیا اور کسی کو زمین میں دھنسیا اور کسی پر آسمان سے پتھر برسائے اور کسی پر زلزلہ بھیجا۔

کسی پر تندرست اور کوئی بندہ اور سورنبا یا گیا۔ اللہمَّ احْفَظْنَا مِنْ ذَٰلِكَ حَتَّىٰ  
 'اِجِیْن'، الغرض انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کا اس طرح عذابِ خداوندی سے ہلاک  
 اور برباد ہونا تاریخِ عالم کے کمالات سے ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔  
 اس میں شک نہیں کہ اہل عذاب دینے والا ہی عزیزِ مہتمم ہے لیکن ظہور اس کا ہمیشہ کسی  
 حجاب اور واسطہ ہی سے ہوتا ہے جس کو بھی اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے وہی  
 ہے چونکہ چلا اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

کبھی دریا کو اپنے دشمنوں کے فرق کر لینے کا حکم دیا اور کبھی زمین کو دھسنانے کا اور ہوا کو پارہ  
 پارہ کرنے کا اور کبھی دشتوں کو ان کے ہلاک اور برباد کرنے کا حکم دیا۔

### خلاصہ

یہ کہ جب سے خداوندِ عالم کی نافرمانی اور آکھم الحاکمین اور اس کے وزراء و نائبین یعنی  
 انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین سے بغاوت اور کفری کا سلسلہ جاری ہے، اسی  
 وقت سے ان کی تعذیب و بربادی اور قسم قسم کے عذابوں سے اُن کی ہلاکت اور سوائی کا سلسلہ  
 بھی جاری ہے جو عینِ حکمت اور عینِ مصلحت ہے، پس جس طرح ملائکہ اللہ فرشتوں کے  
 ہاتھوں سے حضراتِ انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کو عذاب و دنیا عینِ حکمت اور عین  
 صواب ہے۔

اسی طرح خود حضراتِ انبیاء و مرسلین اور اُن کے اصحابِ متبعین کئے ہاتھوں سے بھی  
 منکرین اور مکذبین کو عذاب و دنیا عینِ حکمت اور عینِ صواب ہے، کما قال تعالیٰ  
 قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللّٰهُ بِأَيِّدِنَا ۖ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۝ ان کا فرد سے جہاد و قتال کرو تا کہ اللہ ان کو  
 عذاب دے تمہارے ہاتھوں سے۔ (التوبہ۔ آیت ۱۴۱)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو عذاب بندوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے وہ حقیقت  
 میں اللہ کا فعل ہے بندہ کا ہاتھ اُس کے فعل (عذاب) کے لئے محض منہجر اور واسطہ ہے جس طرح

ضرب اور قتل بعض مرتبہ ضارب سے بلا واسطہ صادر ہوتی ہے اور بعضی مرتبہ تیر اور تلوار کے واسطہ سے اسی طرح عذاب الہی کا ظہور کبھی بلا واسطہ ہوتا ہے اور کبھی انسان یا فرشتہ کے ہاتھ سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔

وَنَحْنُ نَقْتَبِصُ بِكُمْ اَنْ  
يَقْبِصَ بِكُمْ اللهُ بَعْدَ ابْتِ  
عِيْدِكُمْ اَوْ يَبْأَيِدُنَا۔ ۵  
اور ہم نظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو براہِ راست  
اپنی طرف سے عذاب پہنچائے یا ہمارے  
ہاتھوں کے ذریعے۔

یہ عذاب الہی کبھی فقط فرشتوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی فقط انسانوں کے ہاتھ سے بشکل جہاد و قتال ظہور میں آتا ہے اور انسانوں اور فرشتوں دونوں کے ہاتھ سے عذاب الہی کا ظہور ہوتا ہے جیسے جنگ ہدر میں کفار مکہ کا قتل صحابہ کرام کے ہاتھ سے ظہور میں آیا اور ملائکہ کریمین کے ہاتھ سے بھی مومنین غلصین اور ملائکہ مکرمین دونوں فریق نے مل کر محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے منکرین اور مکذبین کا مقابلہ اور ان سے مقابلہ کیا تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب غزوہ ہدر کے بیان میں آنے والی ہے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ مجرم کا قتل امیر و حاکم کی نظر منسوب ہوتا ہے جلا و درسیات و تلوار چلانے والے کی طرف منسوب نہیں ہوتا اس لئے ارشاد فرمایا،

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ  
قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اَوْ دَمَيْتَ وَ  
لَكِنَّ اللّٰهَ رَحِيْمٌ ۝ (انفال: آیت: ۱۷)  
سوائے کہ تم نے نہیں مارا بلکہ اللہ نے ان کو مارا  
اور آپ نے مشت خاک نہیں پھینکی جس وقت  
کہ آپ نے پھینکی لیکن وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

یعنی ان باغیوں کے قاتل حقیقت میں ہم ہیں اور تم محض آلہ اور واسطہ ہیں جس طرح تیر اور تلوار تمہارے انحال کے لئے آلہ اور واسطہ ہیں اسی طرح تم ہمارے انحال کے لئے مثل تیر اور کمان کے واسطہ اور ظہور ہو و قتال البر الطیب۔

فانت حسام الملک اللہ ضارب مانت لواء الدین واللہ عاقد

پس تو تم لو اے سلطنت کی اور اللہ مارنے والا ہے اور تو دین کا جھنڈا ہے ، اور اللہ اس کو باندھنے والا ہے بلکہ بجائے فرشتوں کے انسانوں کے ہاتھ سے جہاد و قتال کی شکل میں غلاب الہی کا ظہور ایک خاص رحمت ہے اس لئے کہ فرشتوں کے ذریعہ سے جن امتوں کو ہلاک کیا گیا ان کو پھر جہلت نہیں ملی۔ اور جن امتوں سے انبیاء و مرسلین اور ان کے تابعین نے جہاد و قتال کیا ان کو جہلت ملی سنبھلنے کا اور سننے کا اور حق میں غور اور فکر کرنے کا کافی اور دانی موقع ملا۔ چنانچہ مہبت سے یہ دیکھ کر تائید ربانی اور حمایت رحمانی اور نصرت آسمانی اور ان حضرات کی حامی اور مددگار ہے اور خداوند ذوالجلال کے فرشتوں کا بے شمار لشکر ان کے دشمنوں کو غیظ و غضب کی نظروں سے دیکھ رہا ہے حق کے سامنے جھک پڑے اور کچھ گئے کہ یہ خدا کے فرستادہ ہیں آسمان اور زمین ہر دو بجز شر اور حجر سب ان کی حمایت پر ہیں ان حضرات کے سامنے گردن تسلیم خم کرنے ہی میں سلاستی ہے اور جواز لی شتی اور بد نصیب تھے وہ پھر بھی بے حیائی اور ڈھٹائی سے مقابلہ پر ڈٹتے رہے ، نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور آخرت کی ذلت کا تو پوچھنا ہی کیا دنیا میں دیکھ لیجئے کہ مراحم خسروانہ سے بڑے سے بڑا انصور معاف ہو سکتا ہے لیکن بغاوت کی سزا سوائے قتل اور حبس و دام کے کچھ نہیں۔ حالانکہ یہ بھی انسان ہے دُرُہ بھی انسان۔

ایام معدودہ (چند روزہ) کی مجازی بادشاہت جرم بغاوت کو ناقابلِ عفو قرار دیتی ہے اور تمام مقلد اس کو حق اور صواب ، بجا اور درست سمجھتے ہیں حالانکہ باغی شخص نہ بادشاہ کا مخلوق اور پیدا کیا ہوا ہے اور نہ ذرہ برابر کبھی چیز میں اس کا مختار ہے۔

معلوم پھر اس حکم الحاکمین اور رب العالمین اور خدا نے ذوالجلال اور کبر متعال اور اس کے وزراء و نائبین یعنی حضرات انبیاء و مرسلین سے بغاوت رکھ کر کو کیوں معمولی اور حقیر سمجھتے ہو اور خداوند قدوس کے وزراء سے سرتابی کرنے والوں کی سرکوبی اور احکام الہیہ سے گردن کشی کرنے

دلوں کی گردن کٹشی کو کہیں ظلم اور تعدی خیال کرتے ہو۔

سلاطین عالم کا اپنے مخالفوں پر فرج کٹشی کر کے کسی کو قتل کرنا اور کسی کو اسیر کرنا اور ان کے مال اور اسباب کو ضبط کرنا اور پھر اس مال کو خیر خواہان سلطنت اور دنا داران حکومت پر بطور انعام تقسیم کرنا، عین شان شوکت و سلطنت کا اقتضار سمجھتے ہو، لیکن اس احکم الحاکمین اور شہنشاہ سہموات و ارضین سے بغاوت دکھرا کرنے والوں سے جہاد و قتال اور ان کو اسیر اور گرفتار کرنے اور ان کے غلام بنانے اور ان کے مال و متاع کے ضبط کرنے پر اعتراض کرتے ہو۔

پس جس طرح جنگ میں دشمن کو جانی نقصان پہنچانا عین سیاست اور فوجی تدبیر کا کمال ہے اسی طرح دشمن کی جنگی اور مالی قوت پر قبضہ کر لینا بھی فوجی تدبیر کا کمال ہے۔ عجیب بات کہ یورپ دشمن کی مالی قوت پر قبضہ کرتا ہے تو اس کو سیاست اور فوجی تدبیر بتلایا جاتا ہے اور جب اسلام خدا کے باغیوں کی مالی قوت پر قبضہ کرنے کے لئے کوئی پیش قدمی کرتا ہے تو اس کا نام لوث اور غارتگری ہوجاتا ہے۔ پھر یہ کہ جب جنگ میں دشمن کی جان ہی لے لینا جائز ہے تو پھر اس کے مال کے متعلق کیوں اس قدر رشور و غوغا ہے، آخر اسلام نے جب کبھی کسی کاروان تجارت پر حملہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی تو کیا وہ ان دشمنوں کا قافلہ نہ تھا کہ جو اسلام کی جان و مال کے دشمن تھے ایسے لوگوں کی جان و مال پر چھاپہ مارنے کے لئے پیش قدمی کرتا کہ اس آئین اور قاعدہ سے محبوب ہے اور پھر جبکہ وہ چھاپہ مارنا مال حاصل کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ فقط اس وجہ سے ہو کہ یہ لوگ خداوند ذوالجلال کے باغی اور سرکش ہیں علاوہ ازیں سلاطین عام کی فرج کٹشی باعث مرگ تو بیع مملکت ہے جو سب کے نزدیک روا اور جائز ہے۔ اور حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جہاد اور صحابہ کرام کا یہ تمام اقدام محض اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے تھا تاکہ احکام خداوندی کی یہ جہت نہ ہر سکے اور اشرار خداوند کو دغا کر کے احکام کا استہزاء اور تمسخر نہ کر سکیں اور خدا کے نام لیا اپنے مولائے ضعیفی کا اطمینان کے ساتھ نام لے سکیں، کفار و فجار چاہے ایمان لائیں یا نہ لائیں مگر احکم الحاکمین اور شہنشاہ سہموات و ارضین کے احکام کے اجراء و تنفیذ میں مزاحمت نہ کر سکیں۔

حضرت یثرب بن نزل اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جہاد اسی غرض سے تھا اور حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد اسی غرض سے دجال اور اس کے لشکر کے ساتھ جہاد فرمائیں گے جیسا کہ مکا شفا یوحنا اور پلوس کے دوسرے خط ہلکنیوں کے نام میں مقرر ہے۔ دنیا کی جہاد سے جہاد اگر یہ چاہے کہ بدولت و سلطنت اور بدولت و بدولت کے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کر سکے تو ناممکن ہے یا کوئی حکومت اگر یہ چاہے کہ اپنی قوم سے مراسم تقیہ اور رسوم باطلہ اور خیالات فاسدہ اور اوہام و افسانہ کو بدولت سیاست اور انشلاخ کے مشاوت سے قدامت سے باہر ہے۔

پند و نصیحت بے شک مژدہ ہے لیکن مسلم طبیعتوں کے لئے۔ آپ کتنی ہی اخلاص اور ہمدردی سے بہتر سے بہتر نصیحت فرمائی لیکن ہٹ و دھرم طبیعتیں کبھی اثر پذیر نہیں ہو سکتیں۔

بنی زرع انسان کی طباع یکساں نہیں کسی کے لئے خدا نے کتاب اتاری اور کسی کے لئے ہوا اتارا۔ آج اگر ہزار اعظم کر یہ چاہیں کہ اپنی تقریر و پذیر سے کسی قبیح رسم کو مٹا دیں تو نہیں مٹا سکتے مگر ایک شاہی فرمان وقت و آمد میں ملک کے اس سرے سے اس سرے تک اُس برائی کو مٹا سکتا ہے۔

نبی اکرم سید ولد آدم خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آلہ و اصحابہ جمعین کو جب احکم الحاکمین اور شہنشاہ سموات وارضین نے بشیر و نذیر بنا کر عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تو اس وقت آپ باطل و حق تباہ تھے نہ کوئی آپ کا معین و مشیر تھا نہ کوئی آپ کا وزیر یا تدبیر تھا۔

نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا تو حیدر بانی کی دعوت دی کہ خداوند فدا بجلال کو ایک مانو اور ایک جانو ایک سمجھو اُسی سے مانگو اُسی کے سامنے جھکو ہر نفس اور بے حیائی اور ہریری بات سے روکو اور محاسن اخلاق اور مکالمات انفعال کی ترغیب دی غرض یہ کہ آپ نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی نہ چھوڑی کہ جس کی تعلیم و تلقین اور جس کا حکم نہ کیا ہو اور دنیا اور آخرت کی کوئی

برائی ایسی نہیں چھڑی کر جس سے منع نہ فرمایا ہو۔

سلیم مباح نے آپ کے ارشاد سراپا ہدایت و ارشاد کو گوشِ ہوش سے سنا اور قبول کیا۔ اور جڑبٹ و حرم اور ضدی اور مال و دولت کے نشہ سے غمور تھے۔ انھوں نے فقط انکار اور تکذیب ہی پر کفایت نہ کی بلکہ تکلیف اور انداز اور تسخر اور استہزا پر تل گئے۔ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ (جس کی تفصیل پہلے گذر چکی) مگر آپ مبرا و تحمل فرماتے اُن گمراہوں کے لئے دعائے ہدایت فرماتے۔ اللہم اھد قومی فاسہم لا یعلمون۔

اللہ جل جلالہ کی طرف سے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس کی مطلق اجازت نہ تھی کہ دشمنین کے سے زبان سے یا ہاتھ سے کسی قسم کا انتقام یا بدلہ لیں۔ بلکہ حکم یہ تھا،

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ  
اللَّهُ بِأَمْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرہ، آیتہ ۱۰۹) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں تک کہ آپ اور آپ کے صحابہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور جہاد کی اجازت نازل ہوئی۔

## حکم جہاد

ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عائشہ صدیقہ اور ابو بکر صدیقؓ۔ زہری سعید بن جبیر۔ مجاہد عروہ بن زبیر زید بن اسلم۔ قتادہ۔ مقاتل بن حیان اور دیگر سلف سے یہ منقول ہے کہ جہاد کی اجازت

۱۔ ابن عباسؓ کی روایت مسند احمد اور ترمذی، نسائی اور مستدرک وغیرہ میں مذکور ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن بتلایا۔  
حاکم کہتے ہیں کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے (زند قانی و زاد المعاد ابو ہریرہ کی روایت کہ عبد اللہ بن ابی بنہ سے ذکر کیا ہے) در المنثور ص ۳۶۶ اور حضرت عائشہؓ کی روایت نسائی میں باسناد صحیح مذکور ہے۔ زند قانی ص ۳۰۷  
ابو بکر صدیقؓ اور زبیرؓ اور سعید بن جبیرؓ کا ذکر ابو بکر رازی خصائص احکام القرآن میں کیا ہے ص ۲۵ اور  
مقاتل تک تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۵ میں مذکور ہیں۔



میں جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے۔

اَمْذَنَ لِلَّذِينَ يُعْتَدُونَ بِاَنَّهُمْ  
تُطْلَمُوا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ  
لَقَدِيرٌ ۚ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ  
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَن يَقُولُوا  
رَبَّنَا اللّٰهُ ۙ وَلَوْ لَا دَفَعَ اللّٰهُ النَّاسَ  
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتْ مَوَاصِعُ  
دِيْعٍ ۚ وَصَلَوْتُ وَمَسْجِدٌ يُذَكِّرُ  
فِيْهَا اِسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۚ وَلَيَنْفَرَنَّ  
اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ  
عَزِيْزٌ ۚ الَّذِيْنَ اِنْ هَمَكْنٰهُمْ فِى  
الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا  
الزَّكٰوةَ وَآمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ  
وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَلِلّٰهِ  
عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ۝

راجع، آیت: ۳۹-۴۱

ان کو روئے زمین کی بادشاہت اور حکومت بھی  
دیں تو ہماری جادہ اطاعت سے ذرہ برابر منحرف

نہیں گے نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور دوسروں کو ہر نیک کا حکم  
کریں گے اور ہر بے بائی سے منع کریں گے اور تمام امور کے انجام کا اللہ ہی کو اختیار ہے

لہ۔ علامہ زر قافی فرماتے ہیں کہ یہ آیت "مصر" میں نازل ہوئی۔ زر قافی ص ۲۴ اور بعض کے کلام سے معلوم  
ہوتا ہے کہ قتال کی آیت کا نزول ہجرت کے پہلے سال میں ہوا۔

اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ پہلی آیت کہ جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے یعنی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ۔  
 اخرجہ ابن جریر من ابی العالیہ اور حاکم نے اکلیل میں یہ کہا ہے کہ رَتِ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةَ ط  
 قتال کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی درناں ہے

## جہاد کے اغراض و مقاصد

ان آیتوں میں حق جل و علا نے اجمالاً جہاد کے کچھ اغراض و مقاصد کا ذکر فرمایا ہے اور اشارہ لوگوں کے اس شعبہ کا بھی جواب دیا ہے کہ جہاد کی اجازت دیکر خونریزی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں اپنا سابقین کو بھی جہاد کی اجازت دی گئی۔ ورنہ اگر جہاد کی اجازت نہ دی جاتی تو اللہ کا نام لینا دشوار ہو جاتا۔ اور تمام معاہدہ منہدم کر دیئے جاتے۔ اور خداوند ذوالجلال کی یہ قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے مخلصین کو جہاد کا حکم دیتا رہا تاکہ مفسدین اور فتنہ پردازوں کے شر اور فساد کو دفع فرمائے۔  
 کما قال تعالیٰ۔

وَلَوْ لَا دَفْعُ النَّاسِ عَنْ قُلُوبِهِمْ  
 يَبْعَثُ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ  
 اللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔  
 اگر اللہ بعض لوگوں کے شر اور فساد کو بعض لوگوں  
 کے ہاتھ سے دفع نہ فرمائے تو تمام زمین میں  
 فساد پھیل جاتا لیکن اللہ جہانوں پر بڑا بخشنے والا ہے  
 فرمائے والا ہے کہ فتنہ اور فساد دفع کرنے کے لئے

جہاد کی اجازت دی۔

کند زنگے مست در کعبہ تے اگر چوب حاکم بنا شد ز پے

ان آیتوں میں جہاد کی عام و غرض دفاعیت کے علاوہ اس کی علت بھی بیان فرمائی ہے کہ صحابہ کرام کو کہیں جہاد و قتال کی اجازت دی گئی۔ وہ یہ کہ ان پر طرح طرح سے ظلم و زیادتی کی گئی اور بے قصور اور بلا وجہ اپنے گھروں سے نکال دئے گئے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور جہاد کی اجازت سے فقط مشرکین مکہ کے پنجہ ظلم سے چھڑنا مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کی نفرت و حمایت کریں۔

وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَمَتَدِيرٌ  
اور تحقیق اللہ تعالیٰ ان بے کسوں اور بے سرو سامانوں کی فتح و نصرت پتلا دے۔

اور اس تاؤد مطلق کو یہ قدرت ہے کہ روئے زمین ان کے قبضہ میں دین اور اپنے احکام کے اجراء و تنفیذ کی مکنیت و قدرت عطا فرمائیں تاکہ زمین پر دسترس پانے کے بعد خود بھی جان و مال سے خدا کی عبادت اور بندگی کریں نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی بھلی باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں سے منع کریں۔

یعنی جن لوگوں کو ہم نے جہاد کی اجازت دی ہے اور جن کی نصرت و حمایت کا وعدہ کیا ہے ان لوگوں کی شان یہ ہے کہ بادشاہ ہونے کے بعد سلاطین دنیا کی طرح عیش و عشرت میں مبتلا نہ ہوں گے بلکہ جان و مال سے خدا کے پورے مطیع اور فرمانبردار رہوں گے اور دوسروں کو ٹھیک راستہ پر چلائیں گے، نیک باتوں کا حکم کریں گے اور بری باتوں سے منع کریں گے، غرض یہ کہ خود کامل و مکمل ہوں گے اور دوسروں کے لئے مکمل ہوں گے خود بھی حمایت پر ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہدایت الابنیں گے چنانچہ یہ اوصاف ناصطہ خلفاء راشدین میں علی دجا اکمال موجود تھے اور کہیں نہیں جن کو خدا آسانی یا بادشاہت کے لئے منتخب فرمائے ان کے یہی اوصاف ہونے چاہئیں۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں حق جل شانہ نے

خلافت اور بادشاہت عطا فرمانے سے پہلے ہی اُن کی شناخت و تعریف فرمائی کہ وہ خلیفہ اور بادشاہ ہونے کے بعد ایسے ہوں گے۔

## جہاد کی حقیقت

جہاد جہد بمعنی طاقت سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی طاقت کو عا شا مال و دولت کے لئے نہیں۔ عصبیت اور قومیت اور وطنیت اور اہلدار مرانگی و شجاعت اور توسیع سلطنت و مملکت کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی طاقت کو پانی کی طرح بہا دینا اس کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔

اعلا رکلمہ اللہ یعنی اللہ کا بول بالا کرنا، اگر مقصود نہ ہو بلکہ فقط مال و زر مطلوب ہو یا قطع نظر حق اور باطل سے وطن اور قوم کی حمایت مقصود ہو یا اپنی جہاد کی اور شجاعت کا اظہار منظور ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ جہاد نہیں جہاد تو وہ ہے کہ جو محض خالص اللہ جل جلالہ کے رضا اور خوشنوی کے لئے ہو، دنیاوی اور نفسانی اغراض کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہو۔

## خلاصہ

یہ کہ خدا تعالیٰ کے وفاداروں کا خدا تعالیٰ کے باغیوں سے محض خدا کا باغی ہونے کی وجہ سے لڑنا اور اس کی راہ میں انتہائی جان بازی اور سرفروشی کا نام جہاد ہے بشرطیکہ وہ جان بازی اور سرفروشی محض اس لئے ہو کہ اللہ کا بول بالا ہو اور اس کے احکام بے حرمتی سے محفوظ ہو جائیں اور دنیا کا کسی قسم کا نفع مقصود نہ ہو۔ اسی جان بازی اور سرفروشی کو شریعت اسلام میں جہاد کہتے ہیں۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ  
سرود ستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اگر یاں مقصود ہو یا نام مطلوب ہو یا بلحاظ اسلام قوم و وطن مقصود ہو تو شریعت میں

وہ جیاد بنیں بلکہ ایک قسم کی جنگ ہے چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ انسان کبھی اظہار شجاعت کے لئے جنگ کرتا ہے اور کبھی قومی غیرت و حمیت کی بناء پر لڑکھن دینا دی نمود اور شہرت کے لئے ان میں سے کوئی جنگ جہاد فی سبیل کا مصداق ہے تو ارشاد فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ لِيَتَكُونَ سَلَمَةً لِلَّهِ هُوَ  
الْعَلِيَّاءُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (بخاری مسلم)

جو شخص فقط اس لئے لڑے تاکہ اللہ ہی کا برل بالا رہے بس وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک باب منعقد فرمایا۔ باب لا یقال فلان شهید یعنی کسی کے متعلق تقس طوری پر یہ نہ کہا جائے کہ فلان شخص شہید مرا۔ اس لئے کہ نیت اور خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں اور اس باب میں ایک واقعہ روایت کیا کہ کسی غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین سے مقابلہ ہوا تو قرآن نامی ایک شخص صحابہ کرام کے لشکر میں تھا جو درپردہ منافق تھا اس نے اس لڑائی میں مشرکین کا قرب مقابلہ کیا۔ اور کار نمایاں دکھلائے سہل بن سعد مدی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ

ما اجزا منا اليوم احدكما  
اجزا فلان۔

آج ہم میں سے کسی نے اتنا کام نہیں کیا جتنا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا:

اما انه من اهل الناس  
بالاخر کافروں سے لڑتے لڑتے یہ شخص شہید زخمی ہوا اور زخموں کی تکلیف سے گھبرا کر خودکشی کر لی۔ حافظ عثمانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت یہ ہے کہ اس شخص نے اللہ کے لئے قتال نہیں کیا تھا بلکہ قوم کے لئے قومی حمیت کے پرش میں قتال کیا تھا۔ اس لئے ایسا شخص شہید نہیں کہلایا جاسکتا۔ انتہی کلامہ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی کی حمایت میں کافروں سے بھی جنگ کرے مگر خدا کے لئے نہیں بلکہ قوم اور وطن

کے لئے جنگ کرے تو ایسا شخص مجاہد اور شہید نہیں کہلایا جاسکتا چہ جائیکہ تو می اور ملی بھائیوں کے ساتھ ہو کر اسلامی بھائیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو۔ حافظ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ میدان قتال میں سب سے پہلے یہ شخص یعنی قرآن نکلا اور سب سے پہلے اس نے کافروں پر تیر چلایا اور للکار کر یہ کہا کہ اے آل اوس! اپنے حسب و نسب یعنی قبیلہ اور قوم کی حفاظت کے لئے قتال کرو قتادہ بن النعمان صحابیؓ کا جب اس شخص پر گزر رہا تو اس کی نازک حالت کو دیکھ کر یہ کہا:

هنيئاً لك الشهادة - اے قرآن تجھ کو شہادت مبارک ہو۔

قرآن نے یہ کلمہ سن کر جواب دیا۔

اِنِّى وَاللّٰهُ مَا قَاتَلْتُ عَلَىٰ دِيْنٍ خدا کی قسم میں نے دین اسلام کے لئے قتال نہیں کیا۔ میں نے تو فقط قوم اور قبیلہ کی حفاظت کیلئے قتال کیا ہے۔

صان مطلب یہ تھا کہ قوم اور وطن کے لئے جنگ کرنے اور اس راویں مارے جانے سے آدمی مجاہد اور شہید نہیں بنتا، ہض خدا کے لئے جو قتال خدا کے دشمنوں سے ہو اس میں مارے جانے سے شہید بنتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے خود کشی کر لی۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مرد فاجر اور کافر کے ذریعہ سے بھی دین کو قوت پہنچا دیتے یہ روایت عمدۃ القاری ص ۶۳ باب لا یتقال فلان شہید میں مذکور ہے۔

حق جل شانہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا آصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ اور جو کچھ تم کو مصیبت پہنچی جس دن دو جماعتوں

ملے۔ - حفظہ مسئلہ کی اصل عبارت یہ ہے ووجہ انداز ترجمہ: مسلمان شہداء پر مجاہد فی امر الجملہ ملوک ان قتل لم یقتل ان یشتد الہا لشہادۃ وند لہم منہ اذ لم یقال للشدۃ مات قاتل مضمناً لہم ولا یصلح علی کل مقتول فی الجملۃ انہ شہید لا قتال ان یکون شل نہایت مبارکہ ص ۶۷ کتاب الجہاد باب لا یتقال فلان شہید۔

فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ  
لَهُمْ تَعَاذُوا فَإِنَّ سَبِيلَ  
اللَّهِ أَوْ أَذِ نَعُوا ط

یعنی کافروں اور مسلمانوں کا مقابلہ پہلے ہی احد  
کے دن سودہ اللہ کے حکم سے ہوا اور اس میں حکمت  
یہ تھی کہ مومنین مخلصین اور منافقین ایک دوسرے  
سے تمیز اور جدا ہو جائیں اس لئے کہ مصیبت کے  
وقت میں اخلاص اور نفاق ظاہر ہو جاتا ہے

اس دن منافقین سے یہ کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں خدا کے لئے قتال کرو اور  
اگر خدا کی راہ میں نہیں لڑتے تو قومی اور وطنی حیثیت کے لئے اپنی قوم اور وطن اور  
مال اور اولاد کی حفاظت کے لئے دشمن کی ممانعت کرو۔

کیونکہ اگر دشمن کا مایاب ہو گیا تو انتقام لینے میں مومنین اور منافقین کی تمیز نہ کرے گا اور عام  
مسلمانوں کی طرح تم کو بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ آیت رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول  
کے ہارے میں نازل ہوئی۔ غزوہ احد میں مسلمانوں نے خدا کے لئے قتال کیا اور عبداللہ بن ابی  
اور دیگر منافقین نے جو قتال کیا تو محض قومی اور وطنی حیثیت کی بنا پر دشمن کی ممانعت کی جس سے  
صاف معلوم ہوا کہ قوم اور وطن کے لئے دشمن کی ممانعت کرنے کا نام حیا و نہیں آیت شریفہ میں جو  
أَوْ أَذِ نَعُوا كَرَفَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ کا تہم قرار دیا گیا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے جو ہم نے  
عرض کیا۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ کچھ مسلمان (جنگ بدویں) مشرکین کی  
تعداد بڑھانے کے لئے اہل مکہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نکلے اور بدر  
کی لڑائی میں یہ مسلمان جو کافروں کی فوج میں شریک تھے صحابہؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تو ان کے  
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔



إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْهُمْ الْمَلَائِكَةُ  
ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ  
تَأْتُواكُم مِّنْضَعِفِينَ فِي الْأَرْضِ  
تَأْتُواكُم تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً  
نَتَّهَاجُهَا فِيهَا فَأُولَئِكَ  
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے روح قبض کی  
ورائے لیکہ انھوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا تو  
فرشتوں نے ان سے بطور زبرد قریب یہ کہا کہ  
تم کس حال میں تھے ان ظالموں نے کہا کہ ہم  
سرزمین کفر میں مغلوب اور مجبور تھے فرشتوں  
نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ وطن  
کو چھوڑ کر وہاں چلے جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانا

(النساء، آیت: ۹۷) جہنم جہاں برا ٹھکانہ ہے۔

یہ آیت جن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے باوجود دعائے  
اسلام کے قوم اور وطن کے ساتھ ہجر اسلام کا مقابلہ کیا۔ اور قومی اور وطنی کافروں کے لشکر  
میں ہجر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ (اعاونا اللہ من ذالک)

### خلاصہ کلام

یہ ہجر اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے جو جنگ کی جلتے اس کا نام جہاد ہے اور  
وطنی کافروں کے ساتھ مل کر غیر وطنی کافروں سے بلا لحاظ اسلام محض وطن کی آزادی کے لئے  
جنگ کرنے کا نام ہرگز نہ ہرگز جہاد نہیں، حضرات انبیاء کلام نے اپنے ہم وطن کافروں سے نہ کبھی  
اتحاد کیا اور نہ ان کی ساتھ مل کر کوئی مشترک حکومت بنائی بلکہ اپنے اصحاب کو سب سے  
فرمائی اور اپنی قوم کے کافروں سے ہٹ کر اپنا الگ ٹھکانہ بنایا اور جہاد کی نیادری کی اور سب سے  
پہلے نبی کافر قوم پر حملہ آور ہوئے اور اس کو فتح کیا۔ ہر رسول نے سب سے پہلے اپنی قوم کے  
کافروں سے جہاد کیا۔ غیر قوم کے کافروں سے بعد میں جہاد کیا۔ کَمَا تَأْتِيهِمْ لَاقَاتِلُوا  
الَّذِينَ يَكُونُ كُفْرُكُمْ مِنَ الْكُفْرِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۝

تم غزوات اور جہادات اپنی ہی قوم اور اپنے ہی خویش و اقارب اور اپنے ہی اعداء اور اجاب



یہ ان کا ایک مغالطہ اور دھوکہ ہے، اس گمراہ کا ایک خاص نظریہ اور خاص عقیدہ ہے جو شخص اس عقیدہ اور نظریہ میں ان کا موافق اور ہم خیال ہے وہ ان کا دوست ہے اگرچہ وہ دوسرے ملک اور دوسرے وطن کا باشندہ ہو اور جو شخص اس نظریہ اور اس عقیدہ میں ان کا مخالفت ہو ان کا دشمن ہے اگرچہ وہ ان کا باپ یا بیٹا یا بھائی یا استاد ہی کیوں نہ ہو۔

مشرق اور مغرب کے باشندے جو اشتراک عقیدہ رکھتے ہوں وہ دونوں ہا وجود بعد المشرقین کے قریب اور ایک ہیں اور دو حقیقی بھائی ایک گھر کے رہنے والے اگر مختلف المملکت ہوں تو وہ دونوں ایک دوسرے سے غایت درجہ بعید ہیں معلوم ہوا کہ اتحاد کا دار و مدار وطنیت اور قومیت پر نہیں بلکہ اتحاد کا معیار اور مدار اتحاد مملکت پر ہے پس اگر شریعت اتحاد اور اخوت کا مدار اسلام اور کفر پر رکھتی ہے تو اس کو تعصب اور تنگ نظری کیوں بتاتے ہو۔

شریعت کے کل احکام اسی ایمان اور کفر کی تقسیم پر مبنی ہیں مسلمان اور کافر ایک دوسرے کا وارث نہیں اسی اسلامی تعلق سے ہلال جنتی اور صہیب رومی اور سلمان فارسی، اسلامی بلوچیا میں شامل ہو گئے اور ابو جہل اور ابولہب باوجود قربت قریب کے بعید ہو گئے اور ابوطالب جیسا جاں نثار چچا اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ اور مقابر مسلمین میں دفن سے محروم رہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابوطالب کے لئے دعا مغفرت کا ارادہ فرمایا تو مانعت کی آیت نازل ہو گئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَهْمَابُ الْجَحِيمِ ۝ اور قیامت تک کے لئے حکم نازل ہو گیا کہ کافر اور مشرک رشتہ داروں کے لئے دعا مغفرت بھی جائز نہیں۔

فَوَمَنْ أَحْبَبَ لَا عَصِيَّةَ فِي السَّوْءِ  
فَسَاءَ بِهِ وَبِخُسْنِهِ وَبِهَاسِهِ

## آداب جہاد

- (۱)۔ جب جہاد کے لئے گھر سے نکلو تو اللہ کا نام لے کر نکلو۔  
 (۲)۔ اتراتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے نہ نکلو۔  
 (۳)۔ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنا نہ کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو  
 کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔  
 (۴)۔ مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہو۔ صبر اور تحمل سے کام لو۔  
 (۵)۔ عین معرکہ قتال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو جس کے لئے جان بازی اور سرفروشی  
 کرنے بچے ہو ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت نہ ہو قال تعالیٰ۔
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ  
 فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ  
 كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ . وَأَطِيعُوا  
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا  
 فَنفَشُوا وَتَذْهَبَ رِجْمُكُمْ  
 وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ  
 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا  
 مِنْ دِيَارِهِمْ أَتْبَاعًا ذَرِفَاءَ النَّاسِ  
 وَيَقْعُدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ  
 وَاللَّهُ يَمُوتُ بِمَا يَفْعَلُونَ يُخِيطُ
- اسے ایمان والو جب کافروں کی جماعت سے  
 تمہارا مقابلہ ہو تو امور بڑیل کو ملحوظ رکھو۔  
 (۱) جہاد میں ثابت قدم رہو۔  
 (۲) اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ اس کے  
 نام کی برکت سے تم کامیاب ہو۔  
 (۳) اور ہر امر میں اللہ اور اس کے رسول کی  
 اطاعت اور فرمانبرداری کو ملحوظ رکھو۔  
 (۴) اور آپس میں جھگڑنا نہ کرو کہ اس سے تم بزدل  
 ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی  
 (۵) اور ان کافروں کی طرح حسرت ہو جاؤ کہ  
 (جو اسی واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے

اتراتے ہوئے اور دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا محیط ہے۔

(۶)۔ اپنی کثرت اور ساندوسا ان پر کبھی مغرور نہ ہوا ورنہ کثرت سے کبھی گھبراؤ نہیں بہر حال میں خداوندِ الجلال پر اقامہ دار و بھروسہ رکھو فتح و نصرت کا مالک صرف اسی کی ذات کو جانو، کما قال تعالیٰ -

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ  
كَثِيرَةٍ. وَيَوْمَ مَدْيَنَ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ  
كُنُوزُهُمْ فَلَاحِظٌ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ  
وَمَا قَتَلْتُمْ عَلَيْهِمُ الْآلِهَةَ فَبَادِرَ حَيْثُ  
نُصِرْتُمْ مَدْيَنَ  
ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ  
وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا  
لَمْ تَدْرُوهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ  
كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

تحقیق اللہ تعالیٰ نے بہت میدانوں میں تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تمہاری کثرت تم کو غرور پسندی میں مبتلا کر دیا تو تم کو تمہاری کثرت ذرہ برابر کام نہ آئی اور زمین باد جو وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پشت پھر کر بھاگ پڑے اللہ تعالیٰ نے یہی حکایت اور طمانیت کو اتنا مادہ اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اور ایسے لشکرا تارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں کو سزا دی اور اور یہی سزا ہے کافروں کی۔

(۷)۔ جب سوار ہونے لگو تو اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تمہاری آسائش کے لئے یہ سامان سفر پیدا فرمایا اور یہ پڑھو -

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا  
وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ. وَإِنَّا إِلَى  
رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہماری سواری کے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھا اور تحقیق ہم سب اللہ کی لٹنے والے ہیں

- (۸)۔ جب کسی بلندی پر چڑھو تو خداوندِ خدا جلّال کی عظمت و کبریائی کا خیال کر کے اللہ اکبر کہو اور جب سہمی اور نشیب کی طرف اتر دو سبحان اللہ کہو۔ کہ وہ بہرستی سے پاک اور منزعجہ  
(۹)۔ اَللّٰہُ اِگر اپنے فضل سے فتح و ظفر نصیب فرمائے تو اُمیرِ لشکر کو چاہئے کہ مجاہدین کی صفیں قائم رکھے ان الفاظ میں اللہ کا شکر اور اس کی حماد و شاکرے اور تمام شکر آمین کہے۔

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَمْ يَلَمْ يَلَمْ لَا قَابِضُ لَمْ يَبْسُطْ وَلَا بَاسِطُ  
لَمْ يَقْبِضْ وَلَا هَادِي لَمْ يَضِلَّ وَلَا مُضِلُّ لَمْ يَهْدِ لَمْ يَهْدِ وَلَا مُعْطِي  
لَمْ يَمْنَعْ وَلَا مَانِعٌ لَمْ يَعْطِ وَلَا مَقْرِبٌ لَمْ يَبْعُدْ وَلَا مَبْعُدٌ لَمْ يَقْرُبْ  
لَمْ يَبْعُدْ لَمْ يَقْرُبْ لَمْ يَبْعُدْ لَمْ يَقْرُبْ لَمْ يَبْعُدْ لَمْ يَقْرُبْ  
رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرَفَقَتِكَ . (رداء الناسی و ابنِ جبان)

- (۱۰)۔ فتح و نصرت کے بعد بطورِ فخر یہ نہ کہو کہ ہم نے فتح کیا بلکہ اللہ کی طرف منسوب کر دو کہ اُس نے محض اپنے فضل اور رحمت سے ہم کو فتح دی۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے واپس ہوتے تو یہ کلماتِ توحید آپ کی زبان پر ہوتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَيُّبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَ حْدَهُ . (بخاری مسلم ترمذی نسائی)

- (۱۱)۔ گستاخ اور گھنٹا اور باجہا ہمراہ نہ ہو جس قافلہ میں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ فرشتے ان کے ہمراہ نہیں ہوتے۔ (رداءِ مسلم ابی ہریرہ رضی)

یعنی عیش و طرب کا کوئی سامان ساتھ نہ ہو۔

ناظرینِ کرام غور فرمائیں کہ اسلامی جہاد کی یہ شان ہے کہ دیکھنے میں مجاہدین کا لشکر ہے اور ویرہہ نُور السُّلُوتِ وَالْأَرْضِ کے عاشقوں کا ایک گروہ جا رہا ہے۔

## جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف قسمیں ہیں، جہاد کی ایک قسم دفاع ہے جس کو دفاعی جہاد کہتے ہیں یعنی کافروں کی کوئی قوم ابتداءً تم پر حملہ آور ہو تو تم اس کی مدافعت کے لئے ان کا مقابلہ کرو جہاد کی اس قسم کو حق تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝  
اور قتال کرو خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو تحقیق اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُنَاقِلُونَ بَيْنَهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۚ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ ۝  
مسلمانوں کو ان کافروں سے جہاد و قتال کی اجازت دی گئی کہ جو کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ مسلمان ستم رسیدہ ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد پر قادر ہے یہ مسلمان اپنے گھروں سے محض بے وجہ نکالے گئے سوائے اس کے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار ایک اللہ ہے

جہاد کی دوسری قسم۔ اقدامی جہاد ہے یعنی جبکہ کفر کی توت اور شوکت سے اسلام کی آڑا دی کو خطرہ ہو تو ایسی حالت میں اسلام آپے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم دشمنان اسلام پر جارحانہ حملہ اور باجمانہ اقدام کرو کہیں کہ جب دشمنوں کی طرف سے خطرہ ہو تو اور با احتیاط اور حفظ ماتقم کا مقتضایہ یہ ہے کہ تم ان پر جارحانہ اقدام کرو تاکہ اسلام اور مسلمان کفر اور شرک کے فتنہ سے محفوظ رہو جائیں اور بغیر کسی خوف و خطر کے امن و عافیت کے ساتھ خداوندِ مہذب و جلال کے احکام



کو بھلا لائیں اور کوئی قوت و طاقت ان کو ان کے سچے دین سے نہ ہٹا سکے اور نہ پھیر سکے اور نہ  
 کوئی طاقت قانونِ خداوندی کے اجراء و تنفیذ میں مزاحم ہو سکے۔ اے موقع پر عقل اور فراست  
 تدبیر اور سیاست کا یہی مقتضی ہے کہ خطرہ کو پیش آنے سے پہلے ختم کر دیا جائے، اس انتظار میں رہنا  
 کہ جب خطرہ سر پہ آجائے گا اس وقت مدافعت کریں گے یہ اعلیٰ درجہ کی حماقت اور سفاہت ہے  
 جس طرح شیر اور چیتے کو حملہ کرنے سے پہلے ہی قتل کر دینا اور کاٹنے سے پہلے ہی سانپ اور بچھوکا  
 سرکھن کر دینا ظلم نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کا تدبیر اور انجام بخیر ہے، اسی طرح کفر اور شرک کا سراٹھانے سے  
 پہلے ہی سرکھن کر دینا اعلیٰ درجہ کا تدبیر ہے، چور اور قزاق یا درندے اگر کسی جنگل اور بیاہن میں جمع  
 ہوں تو عقل اور دانائی کا مستغنی یہ ہے کہ قبل اس کے وہ شہر کا رخ کریں ان کو آبادی کا رخ  
 کرنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے ورنہ دلوں کے قس میں اتمام ہی عقل اور دانائی ہے اور نَاقِصُوا  
 الْمَشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَآخِذُوا بِمَنْبُتِهِمْ اور اَمَّا تِلْكَ الْأَمْثَلُ أَوَّلَ الْآيَاتِ  
 میں اس قسم کے کافر مراد ہیں۔ ورنہ دلوں کے قتل میں وناغ کا تصور کرنا اور یہ سوچنا کہ جب یہ درندہ  
 مل کر ہم پر حملہ آور ہوں گے اس وقت ہم ان کی مدافعت کریں گے، اس قسم کا تصور اہل عقل کے  
 نزدیک کھل ہوئی حماقت اور نادانی ہے حق جل شانہ کے اس ارشاد سر بارشاد و قَاتِلُوا هَٰؤُلَاءِ  
 حَتَّى لَا يَكُونُ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ میں اس قسم کا جہاد مراد ہے، یعنی  
 اے مسلمانو تم کافروں سے یہاں تک جہاد و قتال کرو کہ کفر کا فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کے دین کو  
 پورا غلبہ حاصل ہو جائے، اس آیت میں فتنہ سے کفر کی قوت اور شوکت کا فتنہ مراد ہے اور وَكَلَّمَ  
 اللَّهُ ابْنَ مَرْيَمَ وَجَعَلَهُ نَذِيرًا میں ہے لِيُنْظِرَهُمْ وَأَعْلَى  
 الدِّينِ كُلِّهِ یعنی دین کو اتنا غلبہ اور قوت حاصل ہو جائے کہ کفر کی طاقت سے اس کے مغلوب  
 ہونے کا احتمال باقی نہ رہے اور دین اسلام کو کفر کے فتنہ اور خطرہ سے بالکلیہ اطمینان حاصل ہو جائے۔  
 اب رہا یہ امر کہ دین اسلام کو کفر کے فتنہ سے کس طرح اطمینان حاصل ہو سکتا ہے، سو اس  
 اطمینان کی تین صورتیں ہیں ایک صورت تو اطمینان کی یہ ہے کہ کفار، مسلمانوں کے سامنے ہتھیار

گال دیں اور مسلمانوں کی رعایا بن کر اور جزیہ دے کر اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہنا منظور کریں یا بجائے جزیہ کے مسلمانوں کے رقیق یعنی غلام بن کر رہیں۔

دوسری صورت اطمینان کی یہ ہے کہ کافر مسلمانوں سے پُرمان معاہدہ کریں۔ تیسری صورت استیمان کی ہے یعنی کافر مسلمانوں سے امن اور پناہ طلب کر کے اُن کی پناہ میں آجائے۔ ان صورتوں میں ایسے کافروں سے جہاد و قتال کا حکم اٹھ جاتا ہے بشرطِ اسلامیہ میں جہاد کا حکم کفارِ محاربین کے ساتھ مخصوص ہے، کافرِ فرمی اور ستامین کے احکام دوسرے ہیں۔

جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہوں وہ اندرونِ اسلام عدالتی اور شہری احکام میں مسلمانوں کے برابر ہیں، ان کی جان و مال اور آمد کی حفاظت مسلمانوں اور اسلامی حکومت پر فرض ہے بشرطیکہ غذا کی اور خفیہ سازشیں نہ کریں اور دشمن اور غیر دشمن، مجارب اور غیر مجارب کے احکام میں فرق تمام عقلاء کے نزدیک مسلم ہے۔

**جہاد کی مثال ۱۔** جہاد کی مثال اس طرح سمجھ کر جب کسی کے ہاتھ میں پھنسی یا پھوڑا نکل آئے تو پہلا درجہ مریم کا ہے کہ اس کے نگلانے سے فاسد مادہ نکل جائے یا تحلیل ہو جائے دوسرا درجہ نشتر کا ہے کہ شگاف دے دیا جائے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر اس عضو کو کاٹے تاکہ دوسرے اعضاء صحیح اس سے متاثر نہ ہوں۔

ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کسی کا ہاتھ یا پیر کو کاٹ دے تو سب اس کے ممنون و مشکور ہوتے ہیں اور اگر انقدر نفیس کا ہدیہ اور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور مدتِ العمر اس کی مدد میں رطب اللسان رہتے ہیں کہ اس نے اس عضو کو کاٹ کر باقی اعضاء کو گھنے اور سڑنے سے بچا لیا اور کوئی شخص ڈاکٹر کے اس فعل کو دُشیا نہ اور ظالمانہ فعل نہیں کہتا اسی طرح اطباء روحانی (انبیاء و رسل) اَدْلَا کُفْر کے دُہل (بھوڑے) پر وعظ و نصیحت کا ہم ہم رکھتے ہیں اور اگر اس سے فائدہ نہ ہوا اور عضو کے صحیح ہونے کی امید منقطع ہو گئی اس کے برعکس یہ خطرہ ہو جائے کہ یہ مرض متعدی ہو کر دوسرے اعضاء یعنی اہل ایمان کو بھی خراب کر دے گا تو پھر اس عضو کو کاٹ

ڈالتے ہیں تاکہ باقی اعضاء اُس کے ضرر سے محفوظ ہو جائیں اور یہ غیثِ مادہ آگے نہ بڑھنے پلے۔  
**دوسری مثال :-** چوروں اور رہنروں کی سرکوبی حکومت کے لوازم اور فرائض میں سے ہے اگر نہ کی جائے تو نظامِ حکومت درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح جولوگ دولتِ ایمان کے رہن ہوں اور یہ چاہتے ہوں کہ ہم سے ایمان اور حق کی دولت لوٹ کر لے جائیں اور اس امر کے خواہشمند ہوں کہ معاذ اللہ۔ اہل حق کو بھی اپنے جیسا رہن اور قزاق یعنی کافر بنا لیں اور خداوندِ فدا بجلال کے وفاداروں کی فہرست سے اپنا نام کٹا کر باغیوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو ایسے لوگوں سے بھی جہاد و قتال کرنا میں حکمت اور عین مصلحت ہوگا بلکہ فرض اور واجب ہوگا اور شریعتِ لازم اور فرائض میں سے ہوگا کہ ان قزاقوں کا قلع تھ کرے۔

**جہاد کی غرض و غایت :-** جہاد کے حکم سے خداوندِ قدوس کا یہ ارادہ نہیں یکلخت کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اللہ کا دین دنیا میں حاکم بن کر رہے اور مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور امن و عافیت کے ساتھ خدا کی عبادت اور اطاعت کر سکیں کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے کہ اُن کے دین میں خلل انداز ہو سکیں۔ اسلام اپنے دشمنوں کے نفس وجود کا دشمن نہیں بلکہ ان کی ایسی شوکت و حشمت کا دشمن ہے کہ جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرہ کا باعث ہو۔

دنیا کی مہذب اور متمدن قومیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اپنی جان و مال عزت اور آبرو کی حفاظت کے لئے جنگ کرنا انسان کا فطری حق ہے اور ایک شریفانہ اور ہیادانہ خیال ہے لیکن نہ معلوم مسلمانوں کے لئے اس حق کے تسلیم کرنے میں کرنے میں کیوں بخل کیا جاتا ہے۔ دنیا کی ہر مہذب اور متمدن سیاسی پارٹی ہر جائز اور ناجائز جھوٹ اور سچ مکر اور فریب جس طرح بھی ممکن ہو اپنے حقوق اور اقتدار کی طلب کا رہے اور اپنے مخالفین کو زیر کرنے میں جو حربہ بھی استعمال کیا جائے اس کا نام سیاست اور تدبیر رکھتی ہے لیکن اگر حق اور حقانیت، جائز طریق اور غایتِ عدل اور نہایت انصاف کے ساتھ باطل پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے۔

تو خود غرضوں کی پارٹیاں اس کا نام تعصب اور مذہبی جنون رکھتی ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ جس دینِ حق میں اپنے دشمنوں پر جھوٹ بولنا اور ان پر تہمت لگانا اور ان پر ظلم و ستم کرنا حرام ہے اور دنیا کے جان و مال اور عزت اور آبرو کی حفاظت اس کا اولین فریضہ اور مقصد ہے اس کے تفوق اور برتری اور اُس کے حاکم نہ اقتدار پران خود غرض پارٹیوں اور سیاسی جوروں اور قزاقوں کا کیا منہ ہے کہ اس دینِ برحق کی عادلانہ جدوجہد میں کچھ لب کشائی کر سکیں۔

جہادِ اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ حق اور حقیقی عدل و انصاف دنیا کا حاکم بن کر رہے اور خود غرض افراد یا پارٹیوں دنیا کے امن کو خراب نہ کر سکیں۔

جس جنگ کا مقصد یہ ہے کہ عدل و انصاف اور امانت و صداقت کی حفاظت ہو جائے اور رشوت خواری اور چمڑی اور بدکاری اور بدنام کاری اور بداخلاقی اور بے حیائی اور تمام برائیوں اور خود غرضیوں کا قلع قمع ہو جائے ایسی جنگ بربریت نہیں بلکہ اعلیٰ ترین عبادت ہے اور خلقِ خدا پر انتہائی شفقت و رحمت ہے۔

اور قرآن کریم میں جو جزیہ کا حکم مذکور ہے اس سے مقصد یہی ہے کہ کفر اور باطل کا زور ٹوٹ جائے اور حق اور عدل کے برتری اور حکمرانی کے سامنے باطل اپنی گردن جھکا دے آیت جزیہ میں حَتَّىٰ يَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدَيْهِمْ وَأَن يَكُونَ لَهَا مِغْرَابٌ وَلَا يُجَاهِدُوا فِي الْحَرْبِ ۚ ذَٰلِكَ أَصْلَ حَرْبِ الْمُسْلِمِينَ ۚ وَأَن يَخْشَوْنَ اللَّهَ عَظِيمًا ۚ اِسْلَامِ اور کتر می مراد ہے ادا ایسے جزیہ دینے والوں کو اصطلاح شریعت میں زمی اور معاہدہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

## اسلام اور جہاد

جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے ہے اور دنیا کی کوئی قوم اور عالم کا کوئی مذہب بدون حکومت کے اپنی حفاظت

نہیں کر سکتا مخالفین اسلام، آسمان اور زمین کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور زبان اور قلم سے ٹیٹھڑا پٹیتے رہتے ہیں کہ اسلام بزدل شمشیر بھیلّا۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان شخص کہلاتا ہے کہ جبر برضار و رغبت حقانیت اسلام کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور جو شخص کسی طبع اور لالچ یا کسی خوف اور ہراس سے اسلام کا محض زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق اور اعتقاد نہ رکھے تو وہ شخص شریعت اسلامیہ میں مسلمان نہیں بلکہ منافق کہلاتے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد جانم اور یقین تام رجحان اسلام کا جزو لا ینفک بلکہ اسکی عین حقیقت ہے کسی جبر و اکراہ سے حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ کسی ترغیب و ترہیب سے، اور نہ کسی تحریص و تحذیر سے۔ زبان اگرچہ جبر و اکراہ سے کسی شئی کا اقرار کرے مگر قلب جب ہی تصدیق کر سکتا ہے کہ جب اس کو براہین اور دلائل سے اس کا حق ہونا منکشف ہو جائے عالم کی تمام قوتیں بھی اگر یہ چاہیں کہ جبر و اکراہ سے کسی کے قلب کو مطمئن کر دیں تو ناممکن لادریحال ہے، شیخ تبرادر خجری نے کئی عقیدہ قلب میں نہیں اتر سکتا۔ اور غالباً اس واضح حقیقت کا کوئی معمولی سے معمولی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا لہذا یہ کہنا کہ اسلام بزدل شمشیر بھیلّا ہے بالکل غلط ہے۔

(۶۷)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و رضو اعنہ کا کفار مکہ سے ہاتھ سے مسلسل تیرہ سال تک طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنا، ماں باپ خویش و اقارب سب کو اسلام کی خاطر چھوڑ بیٹھنا اس امر کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ انھوں نے اسلام کو بہ ہزار رضار و رغبت قبول کیا تھا اور اسلام کی حلاوت و شیرینی ان کے دلوں میں ایسی اتر چکی تھی کہ جس نے دنیا کے تلخ سے تلخ مصائب کو شیریں اور لذیذ بنا دیا تھا اور تالذیذ بنایا کہ جان و مال سب ہی اس پر قربان کر ڈالا۔ مخالفین اور معترضین ذرا بتلائیں تو سہی کہ جو شیخ بجز و اکراہ اور گردن پر تھوڑا رکھ کر منوائی جاتی ہے کیا اس کی یہی شان ہوتی ہے۔

(۶۸)۔ نیز شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ برضار و رغبت اُس کے احکام کی تصدیق کریں تاکہ ثواب اور نجات آخر دی اس پر مرتب ہو سکے بندہ ایمان اختیار کیا مگر

ہے، اللہ اس کے رسول کے نزدیک وہی ایمان اور اسلام معتبر ہے کہ جدول سے ہر بجاری اور اضطراری ایمان کا اعتبار نہیں اسی وجہ سے ارشاد ہے

وَكُوْشَاءَ دُخْلَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اِمْرَاۃً جَبِيْعًا اَنْتَ تَكْفِرُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

اگر خدا چاہتا تو تمام دے زمین والے ایمان لے آتے۔ کیا آپ لوگوں پر مبرہہ کر سکتے ہیں کہ وہ سب مومن ہو جائیں۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ سَوْمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ ۝

جو چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے وہ کفر کرے حق واضح ہے جبر کی ضرورت نہیں

(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس وقت تنہا تھے کوئی حکومت اور سلطنت آپ کے پاس نہ تھی، نہ ہاتھ میں کوئی تلوار تھی جس سے نہ ایمان لانے والوں کو ڈرتے ہوں غیروں کا زور کیا ذکر کنبہ اور خاندان جو انسان کا حامی اور مددگار ہوتا ہے وہی آپ کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو گیا تھا ظلم و ستم کی کوئی نوع اور کوئی قسم ایسی باقی نہ بچھڑی کہ جس کا آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تجربہ نہ کر لیا ہو۔ اگر وہی ربانی آپ کی تسلی اور دلاسا نہ کرتی تو پھر ان مصائب و لواشب کا تحمل تقریباً ناممکن تھا۔ ایسی حالت میں کیسے جبر اور اکراہ ممکن ہے۔

(۵)۔ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ سال آپ کا قیام رہا۔ اسی زمانے میں اور اسی حالت میں صد ہا قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، ابوذر غفاری شروع ہی زمانے میں سلمان ہوئے اور جب واپس ہوئے تو ان کی دعوت سے نصف قبیلہ غفار مسلمان ہو گیا۔ ہجرت سے قبل تراشہ سرد اور اٹھٹھ عورتوں نے، اکہ جو مشرقت باسلام ہو چکے تھے، کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہشامی شاہ حبشہ جعفر طہید کی تقریریں کر مشرقت باسلام ہوا۔ ہجرت سے قبل مدینہ کے شتر آدمیوں نے مقام منیٰ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت

کی مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے ایک ہی دن میں تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا بعد ازاں باقی ماندہ انصار بھی مشرف باسلام ہو گئے۔

یہ سب قبائل جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہوئے اور ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعین جنہوں نے چاروں انگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجایا یہ بیادارانِ اسلام بھی آیت جہاد و قتال کے نازل ہونے سے پہلے ہی اسلام کے حلقہِ گروش بن چکے تھے۔

(۶)۔ بخران اور شام کے نصاریٰ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ بطور وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کریں۔ ہر طرف سے وفد کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلام قبول کرتے۔ جبر تو دیکھنا آپؐ نے تو ان کے بلانے کے لئے کوئی قاصد نہیں بھیجا تھا۔ جیسا کہ آئندہ چل کر وفد کا بیان پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

(۷)۔ مسئلہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بھی میسرہ موجود تھا پس اگر اسلام کی ترقی اور اشاعت کا سبب صرف جہاد ہے تو دوسرے جن میں یہ موجود تھا وہ کیوں اس سرعت کے ساتھ شائع نہ ہوئے، خصوصاً جبکہ تاریخ میں بجزرت ایسی نفیسیں موجود ہیں کہ بروقت قدرتِ سلاطین و یہود و نصاریٰ کے اپنے اپنے مخالفین کا قتل عام کر لیا ہے۔

(۸)۔ سلاطین اسلام اگر لوگوں کی جبراً مسلمان بندتے یا اُس قسم کی تدبیریں کرتے جو عیسائیت کے لئے کی گئیں اور یہی ہیں تو کم از کم اسلامی قلم نویسوں کو کسی غیر مذہب کا وجود باقی نہ رہتا۔ اس لئے کہ اگر حق و صداقت کے ساتھ مادی امانت و مساعدت بھی شامل ہو جائے تو پھر حق کے قبول کرنے میں کیا مائل ہے جبکہ طبع اور لاپرواہی سے تخلیث کا گو گھدھنڈا اور ایک ذاتِ انسانی میں باوجود ہزار اہتمام کے بغیریت اور الوہیت کا اجتماع اور خیر اور محبہ خدا اور مادہ اور رُوح کو خدا تعالیٰ کی طرح قدیم اصالتی ایسی اور سرمدی منوالیا جاسکتا ہے تو خداوندِ اجلال کی توحید

خاص اور یکتائی اور اس کی بے چونی اور چگونگی اور شانِ عظیمی و تقدیری اور کبھی و بصیری کو طبع و لالچ سے منوانا کیا مشکل ہے مگر اسلام کا خدا و احد و جمال اس سے منزہ اور مستغنی ہے کہ درہم و دینار کی چمک کو ذریعہٴ شاعت بنائے اور شیطانِ کائنات کے ذریعے سے اپنے تیر چلائے جو لوگ اس راہ سے کسی مذہب کو اختیار کرتے ہیں وہ خدا کے بندے نہیں بلکہ وہ درہم اور دینار کے بندے ہیں، نعوذ باللہ من ذالک۔

(۱۹)۔ نیز اسلام کے قوانین خود اس کے شاہد ہیں کہ اسلام بزرگِ شمشیر نہیں پھیلا اس لئے کہ اسلام میں اشاعتِ اسلام کا قانون یہ ہے کہ جب کسی قوم پر حملہ کرو تو ازل ان پر اسلام پیش کرو کہ ایمان لے آؤ۔ پس اگر وہ ایمان لے آئیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں سب برابر ہو اور اگر اسلام نہ لائیں اور اپنے مذہب پر قائم بنا چاہیں تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم اسلامی حکومت کی اشاعت کا عہد کرو اور جزیرہ دنیا قبول کرو اور حکومت میں کوئی بدامنی نہ پھیلاؤ تو ہم تمہاری جان اور آبرو کی حفاظت کے فخر دار ہیں، تمہاری جان اور مال اور آبرو کی حفاظت مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو کی طرح ہوگی اس شرط کے ساتھ تم اسلامی حکومت میں عیسائی اور یہودی اور مجوسی بن کر رہ سکتے ہو حکومت اسلامیہ مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی اور مزید برآں تمہارے لئے یہ آزادی ہوگی کہ اسلام اپنے خاص حکام تم پر جاری نہ کرے گا، مثلاً شراب پینا اسلام میں منع ہے اور تمہارے مذہب میں جائز ہے اس لئے اسلام تم کو شراب پینے اور اس کی خرید و فروخت سے تم کو منع نہ کرے گا نکاح کے لئے اسلام میں جو خاص شرائط ہیں اسلام تم کو ان کے کرنے پر مجبور نہ کرے گا تم کو اپنے مداح کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر جزیرہ دنیا بھی منظور نہ کریں تو پھر شمشیر کا حکم ہے معلوم ہوا کہ شمشیر کا حکم مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ آخری درجہ میں ان کی کمرشئی کے جواب میں ہے، پس اگر اسلام تمہارے سے پھیتا تو

۱۰۔ فیضان کا مقولہ ہے کہ عورت میری قدیم ترس یعنی پرانی کمان ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو شیر چلا تا ہوں وہ خطا نہیں جاتا۔ ناہم ذلک واستقم۔



سب سے پہلے تو اراکھم ہوتا تیسرے درجہ میں نہ ہوتا۔

(۱۰)۔ اگر اسلام جبر و اکراہ سے پھیلتا تو جبر و اکراہ سے اسلام لانے والے اسلام پر عاشق اور فریفتہ نہ ہوتے اس لئے کہ جبر و اکراہ کا اثر ظاہر لوہدن پر ہوتا ہے قلب پر نہیں ہوتا پس جبر و لوگ جبراً مسلمان بنائے گئے ان کی حالت یہ ہوتی کہ ظاہر میں زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے اور دل میں اس سے متنفر اور بغیر ہوتے حالانکہ یہ لوگ دل و جان سے ظاہر و باطن جلوت اور خلوٰت میں اسلام پر فریفتہ اور شیدائے اور بہ نسبت مسجد کے گھر میں زیادہ عبادت کرتے تھے اور اسلام پر اپنی جان اور مال دینے کو سعادت سمجھتے تھے علاوہ ازیں شریعت اسلامیہ کا مسئلہ ہے کہ جو شخص محض زبان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے اس کا قتل جائز نہیں پس جس مذہب نے دشمن کے ہاتھ میں یہ سپردے رکھی ہو کہ ایک مرتبہ زبان سے کلمہ پڑھ لینے پر فوراً چھوڑ دے گا زنگے کیا وہ مذہب جبر اور اکراہ سے پھیل سکتا ہے جبر کہ اس میں گنجائش ہی نہیں۔ ہر کا فرقہ تقیہ کر کے کلمہ پڑھ کر قتل سے بچ سکتا ہے اور پھر قدرت اور موقع پانے پر اپنے سابق مذہب کی طرف عود کر سکتا ہے آخر اس کی کیا وجہ کہ جن لوگوں نے بقول معتزلیں جبر اور اکراہ سے اسلام کو قبول کیا تھا وہ ساری عمر کیوں اس جبر کے پابند رہے موقع پا کر اپنے سابق مذہب کی طرف کیوں نہ لوٹ گئے۔ فَنَلَقَ عَشْرًا كَامِلَةً

## اسلام اور مسئلہ غلامی

حق جل شانہ نے جبر عزت اور کرامت انسان کو دی وہ کسی مخلوق کو نہیں دی۔ اپنی خاص صفات کما یبہ۔ علم و قدرت مع و بصیرت حکم دار اور گاہ بنایا اپنی خلافت سے سر فراز فرمایا مسجد ملاکہ بنایا تمام مخلوق پر اس کو نصیحت دی حتیٰ کہ ابلیس یسین یہ بول اٹھا هَذَا الَّذِي كَرَّمْتُمْ عَلَيَّ جَمْعَ کائنات کو اس کے لئے پیدا کیا اور اس کو اپنی عبادت اور عبودیت کے لئے بنایا اس کو وہ حریت اور آزادی عطا فرمائی کہ تمام دوسرے زمین اس کی ملک اور تصرف میں دی، کہا قال لَمَّا خَلَقْتُ لَكُمْ مَعًا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لِيَكُنْ حَبَسَ اس نامان انسان نے اپنے

خالق اور پروردگار کے واجب الاطاعت ہونے ہی سے انکار کر دیا اور خداوند ذوالجلال سے بغاوت (کفر) کی ٹھکان ل اور انبیاء و مرسلین سے مقابلہ اور مقابلہ کے لئے میدان میں تکل آیا تو ساری کرامتیں اور عترتیں خاک میں مل گئیں اور وہ حریت اور آزادی جو اس کو عطا کی گئی تھی وہ یکلفت سلب کر لی گئی اور حق جل و علانے اس باغی اور سرکش انسان کو اپنے اُن عباد صالحین کا رجھوں نے اس کا بول بالا کرنے کے لئے جہان بازی اور سرفروشی کی) عباد مملوک بنادیا اور ان کو یہ اجازت دی کہ بہائم اور اموال مملوک کی طرح جس طرح چاہیں اس کی خرید و فروخت کر دے تم کو اس کی بیع و شراء بہہ اور رہن کا کئی اختیار ہے اور یہ تمہاری بغیر اجازت کے کوئی تصرف نہیں کر سکتا جرم کی سزا اس کی نوعیت کے لحاظ سے ہوتی ہے جس درجہ کا جرم ہو گا اسی درجہ کی سزا ہوگی۔ چوری اور زنا کے مجرم چند سوز سزا پانے کے بعد رہا کر دیئے جلتے ہیں کیونکہ یہ جرم رعیت کے مقابلہ میں ہے لیکن بغاوت کا جرم معاف نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ حکومت کے مقابلہ میں ہے اور حکومت سے انحراف اور سربازی ہے اس وجہ سے ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ  
تحقیق اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں کریں گے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور شرک سے کم درجہ کے جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔

کیونکہ کافر و منکر اصولی طور پر خدا تعالیٰ کو واجب الاطاعت اور اس کے پیچھے ہونے کا قانون کو واجب العمل نہیں سمجھتا اور نہ اپنے کو خداوند ذوالجلال کی مرضی کا پابند خیال کرتا ہے اس لئے یہ شخص خدا کا باغی ہے اگرچہ فطری یا عقلی یا اخلاقی طور پر اس سے ایسے ہی اعمال صادر ہوتے ہوں کہ جو شریعت کے مطابق ہوں کیونکہ یہ اطاعت اور قیامت نہیں بلکہ محض صورتہ قرآن و سنت اور موافقت ہے اصولی طور پر نہ مخالفت اور باغی ہی ہے اور ظاہر ہے کہ اصولی مخالفت اور کل نافرمانی اور اعتقادی انحراف

کے بہتے بہتے جزئی اور ظاہری مراقبت کیا معتبر ہو سکتی ہے اس لئے بغیر ایمان اور تسلیم کے مغفرت نامکن ہے اور تمام اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ بغیر ایمان کے بیچ میں بخلاف مومن فاسق کے کہ اس کی مخالفت جزئی ہے وہ اصولی طور پر خدا اور اس کے رسول کو واجب الاطاعت سمجھتا ہے جب کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو بارگاہِ ولایت میں رجوع ہو کر بعد غز و نیا نادر ہزار فجالت و ندامت عفو تقصیر کی درخواست کرتا ہے اسی وجہ سے ارشاد ہے۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۚ  
وَلَوْ آتَىٰ جَبْكُمُ أُولَٰئِكَ يَذْعَبُونَ  
إِلَى النَّارِ ط

اور ایک غلامِ مسلمان آزاد کا فرسے کہیں بہتر ہے  
اگرچہ وہ تم کو پسند آئے کیونکہ یہ لوگ جہنم کی طرف  
بلاتے ہیں۔

جانِ شہداء اور نادار کو باغی اور غدار کے برابر کر دینا عقل اور فطرت اور توازنِ سلطنت میں صریح ظلم ہے وہ کوئی متہدن حکومت ہے کہ جس کے قانون میں۔ فرمانبردار اور مجرم تمام احکام میں مساوی ہوں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے۔

أَفَتَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ  
كَالْمُجْرِمِينَ۔

کیا ہم اپنے فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں  
کہ دونوں کے احکام میں کوئی فرق نہ رہے۔

تمام متہدن حکومتوں میں باغیوں اور پولیٹیکل مجرموں کی منسل جوڑوں اور بد معاشوں اور دھوکہ بازوں اور جعل سازوں سے کہیں زیادہ ہے جس پر بغاوت اور سازش کا جرم ہم اس کی منزا بجز سزائے موت یا عمر بھر کی جلائے وطنی اور کچھ نہیں ہوتی اگرچہ مادہ تہرود معصیاں اور سرکشی کا دونوں مجرموں میں ہے مگر جوڑوں اور بد معاشوں کا تہرود رعیت کے کسی ایک یا چند افراد کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور باغیوں اور پولیٹیکل مجرموں کا تہرود اور عصیان سلطان وقت اور حکومت اور قانون حکومت کے مقابلہ میں ہوتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ یہ حکومت ہی مٹ جائے۔ اور تمام متہدن حکومتوں کی نظر میں بغاوت سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں۔ چوری اور بددی کا جرم بغاوت

کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا حکومتوں کا مسئلہ قانون ہے کہ جو شخص بغاوت کرے تو اس کی تمام فطری آزادی یکلفت سلب ہو جاتی ہے اور مال و جائیداد سب ضبط ہو جاتی ہے اور حق و ذیل چوپایہ کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگرچہ یہ پولیٹیکل مجرم کتنا ہی لائق اور عاقل اور فاضل کیوں نہ ہو اور مجب نہیں کہ یہ مجرم عقل اور فہم اور تعلیم میں صدر جمہوریہ سے بھی بڑھ کر ہو پس جبکہ خالی اور میزانی حکومتوں کو اپنے باغیوں کی آزادی سلب کرنے کا اختیار ہے تو اس خداوند و الجلال کو جس نے ان باغیوں کو وجود اور حیات اور عقل اور فہم کی دولت عطا کی ہے یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے باغیوں کو زہل سے اپنی دی ہوئی آزادی سلب کر سکے۔

**الحاصل ۱:-** چونکہ علامی خداوند و الجلال سے بغاوت یعنی کفر کی سزا ہے اس لئے اس مسئلہ کا ذکر توریت اور انجیل میں بھی پایا جاتا ہے بلکہ کوئی ملت اور مذہب ایسا نہیں کہ جس میں علامی کا مسئلہ نہ ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استرقاق اور علامی کا مسئلہ تمام ادیان اور ملل کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے۔

استرقاق اگر قبیح لذتہ ہوتا تو کسی شریعت میں ہائز نہ ہوتا توریت اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و مرسلین اس کو جائز رکھتے آئے۔ معاذ اللہ اگر استرقاق قبیح لذتہ تھا یا کوئی وحشیانہ رسم تھی یا کوئی مثر مناک فعل تھا تو حضرات انبیاء نے اس کو کیسے جائز رکھا کیا حضرات انبیاء کرام کو اس کا علم نہ تھا کہ استرقاق قبیح لذتہ ہے اور قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔ ماریہ قبطیہ بطور کنیز آپ کے فرش میں تھیں جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدۃ العمر اس قبیح ذاتی کے مرتکب رہے اور معاذ اللہ قانونِ فطرت کے خلاف کرتے رہے اور اگر بغیر ضحال حضرات انبیاء سے اس بارے میں کوئی اجتہادی غلطی ہو گئی تھی تو پھر سوال یہ ہے کہ اس علیم و تدبیر نے بذریعہ وحی کے اس غلطی پر کیوں نہ متنبہ کیا۔

اسلام سے پیشتر کوئی قوم ایسی نہ تھی کہ جس میں علامی کا رواج نہ ہو اسلام آیا اس نے فقط

غلامی کو جائز رکھا لیکن ان تمام چیزوں اور خلاف انسانیت امور کو جو غلاموں کے ساتھ برتنے جاتے تھے بخلت بند کر دیا، ان کے اور ان کے آقاؤں کے حقوق متعین کے طرح طرح سے ان کے آزاد کرنے کی راہیں بتلائیں جو کتب حدیث اور فقہ میں تفصیل مذکور ہیں۔

ہاں اسلام نے غلامی کو بالکل ختم نہیں کر دیا کیونکہ وہ خداوند ذوالجلال سے بغاوت یعنی کفر کی سزا ہے۔ جب تک اس عالم میں کفر اور شرک باقی ہے اس وقت تک استرقاق اور غلامی بھی باقی ہے اور سہنی چاہیے جب جرم موجود ہے تو سزا کیوں نہ ہو، شریعت نے اصل غلامی کو باقی رکھا اور اس کے مفاسد کی اصلاح کر دی، اس میں شک نہیں کہ غلامی بہت بڑی ذلت ہے لیکن کفر اور شرک کی ذلت اس سے کہیں زائد ہے، ہر جرم کا قبح اور اس کی برائی محدود ہے مگر خداوند ذوالجلال سے بغاوت اور سزائے قبح اور برائی کی کوئی حد اور نہایت نہیں ہے جسے کہ کفر کی سزا دائمی عذاب اور ایمان کی جزا دائمی ثواب مقرر ہوئی کیونکہ کفر کے قبح اور برائی کی اور ایمان کے حسن اور خوبی کی کوئی حد اور نہایت نہیں اور اسلام کا مقصد ہی کفر کو ذلیل کرنا ہے چھری اور بدمکاری کا منشا حرص اور شہوت ہے اور خداوند ذوالجلال سے بغاوت کا منشا اباہ اور استکبار یعنی تکبر اور نخوت ہے کما قال تعالیٰ: اَبٰی ذَا سُلْطٰنٍ ذَکَانَ مِنْ اَنکَا فِرْدٰیْنِ۔ اس لئے اوّل الذکر جرائم کی سزائے مناسب تجویز کی گئی اور جس جرم کا منشا تکبر اور نخوت تھا اس کی سزا ذلت یعنی غلامی سے تجویز کی گئی۔ و جزا رسیۃ سیۃ مبہلہ اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو تسلیم کیا اور اس کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی دکھائی تو حق جل و علا نے ان کی عزت افزائی فرمائی کہ ان کو۔ ان شکستہ ترین اور باغیوں کا مالک اور آقا بنا دیا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِذِی سُوْلِهِ وَلِلسُّوْمِیّٰنِ وَلَیْکِنَّا فَعِیْنٌ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

جو شخص اس عالم میں خیر و شر ایمان اور کفر، نیک اور بد، حسن اور کافر کی تقسیم کا قائل ہے اس کے لئے اس مسئلہ میں کوئی اشکال نہیں اور شخص سرے سے خیر اور شر نیک اور بد کی تقسیم ہی کا قائل نہیں اس سے ہمارا کوئی خطاب نہیں وہ انسان نہیں بلکہ حیوان مطلق ہے۔

قرآن کریم میں مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کا لفظ پندرہ جگہ آیا ہے اور گناہوں کے کفارہ میں غلام کے آزاد کرنے کا حکم بھی قرآن کریم میں صراحتہً مذکور ہے اور اسی طرح غلاموں کو مکاتب بنانے کا حکم بھی قرآن کریم میں صراحتہً مذکور ہے اس قسم کی تمام آیات سے غلامی کا ثبوت اس درجہ واضح ہے کہ کسی بنیاد پر مشنوار کے سے تو مجال انکار نہیں اور حدیث میں ہے المکاتب عبد بالقول علیہ درجہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم بھی باقی ہے، سعد بن معاذ نے جب بنی قریظہ کے بارے میں یہ حکم دیا کہ تقتل مقاتلتہم وتبس ذریتہم کہ ان کے لڑنے والے جہان تو قتل کئے جائیں اور ان کی ذریت غلام بنائی جائے تو آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ قَضَيْتُ بِحُكْمِ اللّٰهِ اے سعد تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا اور غزوہ اوطاس کے استرقاق کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ قرآن وحدیث سے غلامی کا ثبوت انہیں اکٹھا ہے۔

عارف رومی قدس اللہ سرہ السامی شنی ص ۱۱۱ دفتر چہام میں فرماتے ہیں :

در تفسیر این حدیث نبوی کہ اس حدیث نبوی کی تفسیر میں

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ الْمَلٰٓئِكَةَ  
وَسَكَبَ فِيْهِمُ الْعَقْلَ خَلَقَ الْبَهائمَ  
وَسَكَبَ فِيْهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ نَبِيَّ  
اٰدَمَ وَرَكَّبَ فِيْهِمَا الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ  
فَمِنْ غَلَبَ عَقْلُهُ عَلَى شَهْوَتِهِ  
فَهُوَ اَعْلٰی مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَمَنْ  
غَلَبَتْ شَهْوَتُهُ عَلَى عَقْلِهِ فَهُوَ  
اَدْنٰی مِنَ الْبَهَائِمِ مُصَدِّقُ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان میں خالص عقل رکھی اور بہائم کو پیدا کیا اور ان میں شہوت رکھی اور نبی آدم کو پیدا کیا اور ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی پس جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ اور ان سے اور جس کی شہوت عقل پر غالب آگئی وہ بہائم سے بھی بدتر ہے شک ایسا ہی ہے۔ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا۔

در حدیث آمد کہ یزدان مجید خلق عالم را سہ گونہ آفرید  
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسم پر پیدا فرمایا ہے۔

یک گرہ را محمد علم و عقل و جود آں فرشتہ است و نہاند جز بحد  
ایک گرہ کو سرا یا علم و دانش اور محم جود و کرم بنایا یہ فرشتوں کا گرہ ہے جو سوائے  
بحود یعنی اطاعت خداوندی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

نیست اندر عنقرش حرص و ہوا نور مطلق زندہ از عشق خدا  
اس کی ماہیت میں حرص اور ہوائے فضالی کا کہیں نام و نشان نہیں نور سے پیدا ہونے  
ہیں خدا کے عشق اور محبت سے ان کی زندگی ہے۔

یک گرہ ہے دیگ از دانش تہی ۱ بہو حیواں از علف و زہی  
دوسرا گرہ وہ ہے کہ جو عقل و دانش سے بالکل خالی ہے جیسے حیوان جس کا کام سوائے  
چرنے اور سوتے ہونے کے کچھ نہیں۔

اونہ بیند جز کہ اسطبل علف از شقاوت غافل ست دز شرف  
وہ سوائے اسطبل اور چارہ کے کچھ نہیں جانتا شقاوت اور سعادت سے بالکل بیخبر ہے۔  
آن سوم ہست آدمی زاوہ بشر از فرشتہ نیمی دیش زخہ  
تیسرا گرہ یہ انسان ہے جس کا نصف حقہ ملکی ہے اور نصف ہماری یعنی حیوانی ہے  
ملکیت اور حیوانیت سے مل کر ہوتا ہے۔

نیسم خرد و مائل سفلی بود نیسم دیگر مائل علوی بود  
اس بشر کو نصف ہماری حیوانات کی طرح سفلیات کی طرف مائل ہے اور دوسرا نصف  
ملکی ملائکہ کی طرح مائل بہ علویات ہے۔

تا کما دین فسالب آید در نبرد زمین دو گانہ تا کما دین برہم نبرد  
اور ان دو حصوں میں باہمی جنگ ہے دیکھئے کہ اب اس جنگ میں کون غالب آئے اور

اس امتحان میں کون بازی سے جائے۔

عقل گر غالب شود پس شد فزوں از ملائک این بشر در آزمون  
پس اگر اس امتحان میں عقل غالب آگئی اور حیوانیت مغلوب ہو گئی تو پھر یہ شخص ملائکہ اللہ سے  
بھی افضل اور بہتر ہے کہ باوجود حیوانی اور شہوانی موانع کے عقل کو ترجیح دی۔ بخلاف ملائکہ  
کے کہ ان کے میلان علوی میں کوئی شئی مزاحم نہیں۔

شہوت از غالب شود پس کمتر است از بیہائم این بشر زان کمتر است  
اگر شہوت غالب آگئی تو پھر یہ شخص بیہائم اور حیوانات سے بھی بدتر ہے، کما قال تاملے  
اُولَٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

اں دو قوم آسودہ از جنگ و حساب دیں بشر با دو مخالف در عذاب  
وہ دونوں گروہ یعنی فرشتے اور بیہائم۔ نفس اور شیطان کے مجاہدہ اور مقابلہ سے فارغ  
ہیں۔ مگر یہ تیسری نوع یعنی انسان عقل اور شہوت کی مخالفت اور منازعت سے ایک عذاب  
اور کشمکش میں ہے۔

دیں بشر ہم ز امتحان قسمت شدند آدمی فعل اند و سداست شدند  
پھر یہ بشر باعتبار امتحان اور ابتلاء کے تین قسموں پر منقسم ہے، کما قال تاملے فَاصْحَابُ  
الْيَمِينَةِ مَا اَصْحَابُ الْيَمِينَةِ ۚ اَصْحَابُ الشِّمَّةِ ۚ اُولَٰئِكَ الْهَاقِمُونَ ۚ  
ایک گروہ مستغرق مطلق شدہ ہجو عینی بالک ملحق شدہ  
ایک گروہ وہ ہے کہ جو اللہ جل جلالہ کی محبت اور عشق میں مستغرق اور فنا ہے اور آخرت  
یعنی علیہ السلام کی طرح فرشتوں کے ساتھ ملحق ہو گیا۔

رفائدہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ فقرہ جبریلی سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے  
وہ صورتہ انسان اور معنی فرشتہ ہیں۔ تفصیل کے لئے فتوحات مکیہ اور نفوس الحکم کی مراجعت



کی جائے۔

نفس آدم ایک معنی جبریل رستہ از شتم و ہواؤ قال قیل  
یہ گروہ صورتہ بشر ہے اور معنی جبریل ہے شہوت اور غضب اور ہر قسم کی قیل و قال  
سے معرا اور متبر ہیں یہ گروہ مقررین اور سابقین کا ہے۔

قسم دیگر باخسہ ان ملحق شدند خشم محض و شہوت مطلق شدند  
دوسرا گروہ وہ ہے کہ جو گدھوں اور جانوروں کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے اور سہرا  
شہوت و غضب بن گئے ہیں کما مال تعالیٰ کَانَتْهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرٌ ۖ وَ قَالَ تَعَالٰی  
اُولٰٓئِكَ كَانُوا لَنَا عَامًا بَلَّغْنَاهُمْ اٰمَلًا۔

وصف جبریلی و رایشان بود رفت تنگ بود آسناہ و آن وصف رفت  
وصف جبریلی ان سے جاتا رہا غرت کی تنگی سے وہ وصف ان میں باقی نہ رہا یہ دوسرا  
گروہ اصحاب الشمال کا ہے۔

ماندیک قسم دیگر اندر جہاد نیم حیوان نیم جیہ بارشاد  
میں قسموں میں سے ایک قسم باقی رہ گئی وہ عوام مومنین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب  
المیمنہ یعنی اصحاب الیمین فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے لیکن ہنوز ان کا نفس  
مطمئنہ نہیں ہوا۔ ایمان اللہ کی طرف کھینچتا ہے اور نفس لذائذ اور شہوات کی طرف لیجا ناچتا  
ہے عجب کشمکش میں ہیں کبھی نفس حیوانی غالب آتا ہے اور کبھی ایمان اور ہدایت غالب آتی ہے۔  
روز و شب در جنگ و اندر کشمکش کردہ چالش و دُش با آخرش  
روز و شب یہی جنگ اور کشمکش ہے عقل کا نفس کے ساتھ اور روح کا جسم کے ساتھ مقابلہ  
عارف مدنی کا یہ کلام ہم نے مختصر مع مختصر توضیح کے ذکر کر دیا ہے اب اہل مقصد کی  
طرف رجوع کرنا ہوں۔

آدم پہر مطلب : انسان کو جو صفت حریت اور صفت آزادی حاصل ہے، وہ

اس کی ذات اور مابیت کا اقتضا نہیں کہ اس وصف کا انفکاک اس سے محال ہو بلکہ صفات ملکی کے ساتھ متصف ہونے کا ثمر ہے، جب تک صفات ملکی کیساتھ متصف رہا اس وقت اس کو انادوی حاصل رہی اور جب نعمات ہمیشہ کیساتھ متصف ہوا تو وہ حریت اور آزادی سب ختم ہو گئی۔  
نصوص قرآنیہ سے یہ امر صراحتہ ثابت ہے کہ انسان کفر اور شرک کرنے سے بہانم اور حیوانات کے حکم میں ہوجاتا ہے کما قال تعلقے!

إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔  
نہیں ہیں یہ کافر مگر مثل چرواہوں کے بلکہ ان سے کہیں زیادہ گم کردہ راہ میں۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا۔  
تحقیق بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اللہ کے منکر ہوئے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ يَخْلَوْنَ غَيْظًا۔  
اور کافر دنیا میں خوب عیش کرتے ہیں اور چرواہوں کی طرح اندھا دھن اور کھڑے کھڑے اور چپے چپے کھاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ ذَلٰلٍ

جیسا کہ آجکل اس حیرانی تہذیب اور یہی تمدن کا چرچا ہے حق تعالیٰ نے جو خبر دی تھی آجکل کی تمدن مجالس میں اس کی تصدیق بلکہ مشاہدہ ہو رہا ہے کیا دنیا کے عقلا راہِ اخلاقی مجرموں کو حیوانات اور بہائم سے بدتر نہیں سمجھتے تو پھر اگر اسلام خدا کے باغیوں کو حیوانات سے بدتر بتلاتا ہے تو کیا غلط کہتا ہے۔

پس جس طرح حیوانات پکڑنے اور شکار کرنے سے ملوک ہوجاتے ہیں اسی طرح خداوند فردا بجلال کے باغی اسیر اور گرفتار کرنے سے ملوک بن جاتے ہیں اور جس طرح حیوانات میں قید اور صید ہلک کا سبب ہے اسی طرح کفار پر غلبہ اور استیلا ان کے تملک اور استرقاق کا سبب قائم ہے۔ انسان تعمیران میں جو فرق ہے وہ محض عقل اور ادراک کی بنا پر ہے اور اسی وجہ سے تمام

عقلا کے نزدیک غیر ذی العقول ہونے کی وجہ سے حیوانات کی بیخ و شمار فقط جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے پس انسان جب بے عقلی پر اتر آئے اور کسی کی حق تلفی کرے تو ہر اوقات عدالت بھی اس کی بیخ و شمار کو کا عدم قرار دیتی ہے اور ہر اوقات عدالت جبراً اس کے اموالی الماک فروخت کر کے لوگوں کے حق دلاتی ہے کیا یہ حریت اور آزادی کا مطلب نہیں۔

**ایک شبہ اور اس کا ازالہ :-** جاننا چاہیے کہ انسان کو جو فطرۃً آزاد کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حریت اور آزادی انسان کی نفس مابیت کے لوازم اور مقتضیات سے ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس لئے فطرتاً آزاد ہے اور جب اسلام زائل ہو گیا تو آزادی بھی زائل ہو گئی اور یہ غلامی اس جرم کی سزا ہے جو خلاف فطرت ہے اور اگر تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے کہ آزادی انسان کا فطری حق ہے تو ہمارا یہ سوال ہے کہ یہ حق کس کا دیا ہوا ہے اور کیا یہ ایسا اعلیٰ حق ہے کہ کوئی جرم کر دے، کفر کر دے، شرک کر دے خداوند جلّال سے بغاوت کر دے اس کے امارے ہوئے قانون کے اجراء اور تنفیذ میں مداخلت کر دے اس کے پیچھے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاؤ ان کا تسخر کر دے، ان کا مقابلہ کر دے اس کے پرستانوں کو ستاؤ غرض یہ کہ جو جرم چاہو کر دے مگر تمہارا یہ حق آزادی کسی طرح زائل نہیں ہو سکتا۔

کچھ اور خوب سمجھ لو کہ تمام ادیان سماویہ اور اہل البیہ اس پر متفق ہیں کہ کفر و شرک کے بعد حیات اللہ وجود کا حق بھی باقی نہیں رہتا۔ صفت حریت اور وصف آزادی کا تو ذی کیا ہے۔ اور ایسی آزادی تو کسی بڑی سے بڑی متمدن اور جمہوری حکومت میں بھی کہ حکومت کو کبھی نہ مانو، وزراء اور حکام سلطنت کو کبھی نہ مانو۔ قانون حکومت کو کبھی نہ مانو اور اس کے خلاف تقریریں کر دے اور اس کے اجراء اور تنفیذ میں مداخلت کر دے اور پھر بھی تم آزاد ہو اور نہ کوئی گرفتاری عمل میں آئے۔ اور نہ کوئی مقدمہ چلایا جائے اور نہ تمہاری زمین اور جائداد پر حکومت قبضہ کرے اور تمہاری دولت کا سرمایہ جو تنگ میں جمع ہے وہ بھی ضبط نہ ہو۔ کیوں نہیں۔ جب تم حکومت سے بغاوت کر دے گے تو حکومت بھی وہ سب کچھ کرے گی جس کے تم مستحق ہو اعضا جسمانی اور حیات انسانی اُمور فطریہ میں

سے ہیں لیکن حدود و قصاص میں اعضا رجمانی کا قطع اور حیات انسانی کا انزال اور اعدام واجب ہو جاتا ہے۔ ارتکاب جرم سے فطری حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں

## سیاسی غلامی

فرنگی تو ہیں اسلامی غلامی کا ذکر کرتی ہیں مگر تو ریت اور بائبل میں جو غلامی کا مسئلہ مذکور ہے اس کا نام نہیں لیتیں اور سیاسی غلامی کو اپنے لئے واجب اور ضروری سمجھتے ہیں موجودہ سیاست نے پوری قوم اور پورے ملک کو غلام بنانے کے طریقہ ایجاد کر دیے ہیں اس لئے انفرادی غلامی کی ضرورت نہیں رہی اور آج بھی اس دور جمہوریت اور مساوات میں سفید فام کو سیاہ فام پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ امریکہ کی دلائیات متحدہ میں سرخ فام باشندوں کے لئے سیاہ فام باشندوں سے الگ قانون بنا رکھا ہے۔

سلسلہ غزوات و سرایا  
یعنی

راہِ خداوندی میں حضراتِ صحابہ کرام کی ہے مثالِ جاننا زید اور فرید  
اور خداوندِ اجلالہ ہے سرتابی اور گردنے کُٹھے کرنے والوں کے سر کو لیے  
اور گردنے کُٹھے کا ایک باب -

جہاد کا حکم نازل ہوا اور آپ نے جہاد و قتال شروع فرمایا اور اطراف و جوار میں لشکر روانہ فرمائے جس جہاد میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ علماء سنیہ کی اصلاح میں اس کو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں آپ شریک نہیں ہوئے اس کو سریہ اور بغت کہتے ہیں۔

**تعداد غزوات :-** موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحق، داؤدی، ابن سعد، ابن جوزی، بیہقی  
عراقی نے غزوات کی تعداد ستائیس بتائی ہے اور سعید بن مسیب سے چوبیس اور جابر بن عبد اللہ  
سے اکیس اور زید بن ارقم سے ائیس کی تعداد مردی ہے علامہ سیبلی فرماتے ہیں، درجہ اختلاف  
کی یہ ہے کہ بعض علماء کے چند غزوات کو قریب قریب اور ایک سفر میں ہونے کی وجہ سے ایک  
غزوہ شمار کیا اس لئے ان کے نزدیک غزوات کی تعداد کم رہی اور ممکن ہے کہ بعض کو بعض غزوات  
کا علم نہ ہوا ہو۔

تعدا و سرایا و۔ علی ہذا سرایا کی تعدا میں بھی اختلاف ہے۔ ابن سعد سے چالیس اور ابن

عنه رواه عبد الرزاق بسند صحيح ۱۲ - عنه رواه ابو يعلى باسناد صحيح - عنه رواه البخاري ومسلم والترمذي ۱۳ -

۳۸۸. فتح الباری - ج ۱، ص ۲۱۸. زمر قانی ج ۱، ص ۳۸۸

عبدالبرہہ بنیہیں اور محمد بن اسحق سے ازلمیں اور وادی سے اڑتالیں اور ابن جوزی سے چھین  
کی تعداد منقول ہے تفصیل کے لئے زرقانی ص ۳۶۶ کی مراجعت کریں ۱۲

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ہجرت کے  
ساتھ چھینے بعد رمضان المبارک ۱ھ میں یاربیع الاول ۱ھ میں علی اختلاف الاقوال میں  
مہاجرین کی جمعیت کو حضرت حمزہؓ کی سرکردگی میں سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا تاکہ قریش کے  
تین سو سواروں کا قافلہ جو ابو جہل کی سرکردگی میں شام سے مکہ واپس آ رہا ہے اس کا تعاقب کریں  
ہجرت کے بعد یہ پہلا سریہ تھا اس جمعیت میں مہاجرین کے سوا انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ جب  
حضرت حمزہ سیف البحر پہنچے اور فریقین کا آمنہ سامنا کر گیا اور جنگ کے لئے حصین قائم ہو گئے۔  
نومحمد بن عمر جینی نے درمیان میں چکر بچ بچا کر دیا ابو جہل قافلہ لے کر مکہ چلا گیا اور حضرت  
حمزہ مدینہ واپس آ گئے۔ ۱۳

سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ :- پھر ہجرت کے آٹھ مہینہ بعد ۱۰ شوال ۱ھ  
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساتھ یا اسنی سواروں پر عبیدہ  
بن الحارث رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر لایق کی طرف روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں کوئی انصاری نہ تھا۔  
وہاں پہنچ کر قریش کے دو سو سواروں کی جمعیت سے مدعیہ طیر ہو گئی۔ مگر لڑائی کی فوجت  
نہیں آئی۔ بہت سلاہن ابی وقاصؓ نے ایک تیر چلایا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں چلایا گیا۔ ابو  
حنیفہؓ بن حرب یا عکرمہ بن ابی جہل یا کزیز بن حصین علی اختلاف الاقوال اس جماعت کے افسر

۱۴۔ بعض کہتے کہ اس سریہ میں کچھ انصار بھی تھے ابن سعد کہتے کہ صحیح یہ ہے کہ انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ غزوہ بدر  
سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی سریے روانہ کیے ان میں کوئی انصاری نہ تھا اس لئے کہ انصار نے یہ  
میں رو کر حفاظت کا وعدہ کیا تھا مگر ان کا کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا اس لئے آپؐ غزوہ بدر میں انصار سے مطلب ہو کر  
فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے طبقات الباصد ص ۳۶۶ ۱۵۔ ۱۶۔ طبقات ابن سعد ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔  
البدایہ والنہایہ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

تھے۔ مقداد بن عمرو۔ اور عقبہ بن غزوٰں جو پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے مگر قریش کے پیغمبر میں ہونے کی وجہ سے ہجرت سے مجبور تھے۔ قریش کے قافلہ کے ہولے تاکہ جب موقع پڑے تو مسلمانوں میں جا ملیں چنانچہ اس موقع پر جب مسلمانوں اور قریش کا مقابلہ ہوا تو یہ دونوں حضرات کفار کے گروہ سے نکل کر مسلمانوں میں آئے بلکہ

حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ کی روانگی چونکہ نہایت قریب قریب ہے اس لئے علماء کا اختلاف سے بعض حضرت حمزہ کی روانگی کو مقدم بتاتے ہیں اور بعض حضرت عبیدہ کی روانگی کو مقدم کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں بعثت معاً واقع ہوئے اس لئے اشتباہ ہو گیا کسی نے سر یہ، حمزہ کو مقدم بتلایا اور کسی نے سر یہ عبیدہ کو پہلے بتلایا اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ صحیح ہے۔

سر یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۱۔ پھر ماہ ذی قعدہ ۸ھ میں بیس مہاجرین کی پاپیادہ جمعیت کو سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں خثار کی طرف روانہ فرمایا۔

خثار مخضفہ کے قریب ایک دادی ہے۔ فدیہ غم بھی اسی کے قریب میں واقع ہے۔

یہ لوگ دن کو چھپ جاتے اور رات کو چلتے۔ خثار پہنچ کر معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ نکل چکا ہے، یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ ۸ھ

جاننا چاہیے کہ واقعہ دادی اور محمد بن سعد کے نزدیک یہ تینوں سر یہ ۸ھ میں ہجری میں روانہ کئے گئے اور محمد بن اسحق یہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں سر یہ ۸ھ میں ہجری میں بعد غزوۃ البواہ کے روانہ کئے گئے۔ ۸ھ اور ابن ہشام نے بھی اپنی سیرت میں اسی کو اختیار کیا ہے کہ اول غزوۃ روانہ کر دیا اور پھر سر یہ عبیدہ بن الحارث اور پھر سر یہ حمزہ کو لکھا کہ اس ناچیز نے حافظ ابن قیہام علامہ قسطلانی اور علامہ زندقانی کا اتباع کیا۔

**غزوہ البوار:** یہ پہلا غزوہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نفس نفیس اشرفین لے گئے اور غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے۔

شروع صفر ۳۳ھ میں ساٹھ مہاجرین کو جن میں کوئی انصاری نہ تھا اپنے ہمراہ لے کر قافلہ قریش اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کے لئے البوار کی طرف روانہ ہوئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جاننا سنیں مقرر فرمایا اس غزوہ میں جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ البوار پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا بنی نضیر کے سردار مخش بن عمرو سے صلح کر کے واپس ہوئے شرائط صلح یہ تھیں کہ بنو نضیر نہ مسلمانوں سے جنگ کریں گے اور نہ مسلمانوں کے کسی دشمن کی مدد کریں گے اور نہ مسلمانوں کو کبھی دھوکہ دیں گے اور عند الضرورت مسلمانوں کی اعانت اور امداد کرنی ہوگی۔ ۳۵

اس غزوہ کو غزوہ دؤان بھی کہتے ہیں۔ البوار اور دؤان دو مقام ہیں جو قریب قریب ہیں جن میں صرف چھ میل کا فاصلہ ہے

اس غزوہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز کے بعد بلا قتال مدینہ منورہ واپس ہو گئے اس سفر میں نوبت قتال کی نہیں آئی عیون لاثر ۲۲ و فتح البدری ۲۱ ۳۵

### غزوہ لبواط:

پھر آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم ہوا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ مکہ جا رہا ہے اس لئے آپ ماہ ربیع الاول ۳۳ھ یاربیع الاثنی میں و دستوں کو لے کر قریش کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے لبواط کی طرف روانہ ہوئے اور سائب بن عثمان بن مظعون کو جرہ سابقین اوسین اور مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ مدینہ کا حکم مقرر فرمایا۔

۱۔ البوار بیخ الحمزة وسكن الموعدة بالمدینة من على الفرج يهاجمون الجحفة من جهة المدينة ثلثة عشر

ملاقات الہاری ص ۱۱۱ کتاب المغازی - ۳۵ طبقات ابن سعد - ج ۲، ص ۳۰

۲۔ عیون لاثر - ج ۱، ص ۳۶۶ - ۳۶۷ - مکہ بڑا طبار فتح - اور بارہ مضموم بھی پڑھا جاتا ہے۔ یہ ایک

پہلو کا نام ہے جو جس کے قریب ہے مدینہ سے کچھ کم و بیش اترائیں میں کا نفل ہے - ۱۲ منقاری



قریش کے اس قافلہ میں وحاشی ہزار اونٹ تھے اور امتیہ بن خلف اور نضال آدمی قریش کے تھے براہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل چکا ہے اس لئے آپ بلا جدال و قتال مدینہ منورہ واپس آ گئے۔  
غزوہ عسیرہ : انصار جمادی الاولیٰ ۳ھ میں آپ نے روضہ مہاجرین کو لے کر قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے عسیرہ کی طرف خروج فرمایا۔ جو منبع کے قریب ہے اور مدینہ میں ابولکته بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور سواری کے لئے تین اونٹ سہرا لئے۔ جس پر صحابہ تربت بہ تربت سوار ہوتے تھے۔

آپ کے پہنچنے سے کئی روز پیشتر قافلہ نکل چکا تھا آپ بقیۃ ماہ جمادی الاولیٰ اور چند راتیں جمادی الثانیہ تک وہیں قیام پذیر رہے اور بنی مدلج سے معاہدہ کر کے بلا جنگ کھٹے ہوئے مدینہ واپس ہوئے معاہدہ کے الفاظ یہ تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
هٰذَا کِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ	هٰذَا کِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ
لِبَنِي ضَمْرَةَ بَا نَهُمْ اٰمَنُوْنَ عَلٰی	لِبَنِي ضَمْرَةَ بَا نَهُمْ اٰمَنُوْنَ عَلٰی
اٰمِرَالْهَمْدِ وَالنَّفْسِ هَمْدٌ وَّ اَنْ لِّعَم	اٰمِرَالْهَمْدِ وَالنَّفْسِ هَمْدٌ وَّ اَنْ لِّعَم
النَّصْرِ عَلٰی مَنْ رَا مَهْمٌ اَنْ لَا	النَّصْرِ عَلٰی مَنْ رَا مَهْمٌ اَنْ لَا
یَحَارِبُوْا اِلٰی دِیْنِ اللّٰهِ مَا بَلَ بَحَر	یَحَارِبُوْا اِلٰی دِیْنِ اللّٰهِ مَا بَلَ بَحَر
صَوْفَةٍ وَّ اَنْ النَّبِیَّ اِذْ دَعَا هُمْ	صَوْفَةٍ وَّ اَنْ النَّبِیَّ اِذْ دَعَا هُمْ
لِنَصْرِهِ اِجَابُوْهُ . عَلَیْهِمْ بِذٰلِکَ	لِنَصْرِهِ اِجَابُوْهُ . عَلَیْهِمْ بِذٰلِکَ
ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَّسُوْلِهِ وَلَهُمْ	ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَّسُوْلِهِ وَلَهُمْ
النَّصْرُ عَلٰی مَنْ بَرَّ وَاَتَّقٰی .	النَّصْرُ عَلٰی مَنْ بَرَّ وَاَتَّقٰی .

اور اس کے رسول کا عہد ہے اور جو شخص ان نبی نیک اور پرہیزگار رہے گا اس کی مدد کی جائے گی۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کونسا غزوہ وقوع میں آیا۔ محمد بن اسحاق اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ سب سے پہلا غزوہ - البوار ہے پھر بواط اور پھر عشیہ۔ اسی ترتیب کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں اختیار فرمایا اور اسی کو حافظ عسقلانی نے شرح بخاری میں اختیار فرمایا۔ اور بعض علماء اس طرز کے ہیں کہ پہلا غزوہ غزوہ عشیہ ہے۔

نیز علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ اول الذکر تین سرے یعنی سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ و سرہ سعد - یہ تین سرے ہجرت کے پہلے سال میں - غزوہ البوار کے بعد سترہ میں وقوع میں آئے۔ اکثر علماء نے ان تین سروں کو ہجرت کے پہلے سال میں غزوہ البوار سے مقدم ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اذن قتال کے بعد منازکی کی ابتداء بعوث اور سرایا سے ہوئی اور حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اور علامہ سطلانی نے مہاسب میں اور علامہ زر قانی نے شرح مہاسب میں اول الذکر تین سرے کو یعنی سرہ حمزہ اور سرہ عبیدہ اور سرہ سعد کو ہجرت کے پہلے سال کے واقعات میں شمار کیا اور اس ناچیز نے غزوات اور سرایا کی ترتیب میں اکثر سطلانی اور زر قانی کا اتباع کیا ہے اور محمد بن اسحاق وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ منازکی کی ابتداء غزوہ البوار سے ہے اور اس کے بعد سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ روانہ کئے گئے چونکہ حضور پرورد نے ان دونوں سروں کی روانگی کا حکم معادیا اس لئے روایت کرنے والوں کو اشتباہ ہو گیا کہ کونسا سرہ پہلے روانہ کیا گیا اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اسی ترتیب کو اختیار فرمایا کہ اول غزوہ دوان کو ذکر کیا اور پھر سرہ عبیدہ ابن الحارث کو اور پھر سرہ حمزہ کو اور پھر اس کے بعد غزوہ بواط کو اور پھر غزوہ عشیہ کو ذکر کیا۔ اور ان تمام سرایا اور غزوات کو سترہ کے واقعات سے شمار کیا۔

غزوہ بدر اولیٰ - غزوہ عشیہ سے واپسی کے بعد تقریباً دس روز آپ نے مدینہ تیار فرمایا ہر گاہ کہ کربن جابر بن ہریر نے مدینہ کی چراگاہ پر شب خون مارا اور لوگوں کی لالچ اور بکریاں لے بھاگا۔

آپ یہ فرماتے ہی اس کے تعاقب میں مقام سُفْوَان تک گئے جو بدر کے قریب ایک موضع ہے  
مگر آپ کے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی کرزیاں سے نکل چکا تھا۔ اس لئے مدینہ کی طرف  
مراجعت فرمائی۔

سُفْوَان چونکہ بدر کے قریب ایک موضع ہے اور آپ اُس کے تعاقب میں بدر تک  
گئے۔ اس لئے اس غزوہ کو غزوہ بدر اُدی کہتے ہیں اور غزوہ سُفْوَان بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں  
جالتے وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا گئے تھے

کرزین جابر۔ رسولاء قریش میں سے تھے بعد میں مشرک باسلام ہوئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عنین کے تعاقب میں بیس سو اوروں کا ایک دستہ  
 روانہ فرمایا تو کرزین جابر رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر بنایا۔ فتح مکہ میں شہید ہوئے تھے

## سریہ عبداللہ بن حش رضی اللہ عنہ

غزوہ سُفْوَان سے واپسی کے بعد ماہِ حجب ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے عبداللہ بن حش رضی اللہ عنہ کو مقامِ خُثُل کی طرف روانہ فرمایا اور گیارہ ہاجرین کو آپ کے  
بمراہ کیا جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۲۔ عکاشہ بن محص رضی اللہ عنہ

۱۔ ابو خذیفہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ

۴۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۳۔ عقبہ بن غزوآن رضی اللہ عنہ

۶۔ واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۵۔ عامر بن رجیع رضی اللہ عنہ

۸۔ سہیل بن سیف رضی اللہ عنہ

۷۔ خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ

۱۰۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ

۹۔ عامر بن ایاس رضی اللہ عنہ

۱۱۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۱۲۔ اسامہ بن جریج رضی اللہ عنہ

۱۳۔ عکاشہ بن محص رضی اللہ عنہ

۱۴۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ

۱۱۔ صفوان بن یغیر رضی اللہ۔

یہ گیارہ ہاجرین آپ کے ہمراہ تھے اور بارہوی خود امیر سر رہے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ایک سر یہی بیچے گا املاہ کیا اور یزید یا کہ تم پر ایسے مرو کہو امیر بناؤں گا کہ جو تم میں سب سے زیادہ بھوک اور پیاس پر صابر ہوگا۔ بعد ازاں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا یہ اسلام میں پہلے امیر تھے معجم طبری میں باسنا حسن، جناب ثعلبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبداللہ بن جحش کو روانہ فرمایا تو ایک خط لکھ کر دیا اور یہ حکم کیا کہ جب تک وودن کا راستہ نہ قطع کرو اس وقت تک اس خط کو کھول کر نہ دیکھنا وودن کا راستہ ملے کرنے کے بعد اس خط کو دیکھنا جو اس میں لکھا ہوا ہے پر عمل کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرنا۔ چنانچہ وودن کا راستہ ملے کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے آپ کا رالانا مکہ کو لے دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا کہ تم برابر چلے جاؤ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے مابین مقام نخل میں جا کر اترو اور قریش کا انتظار کرو اور ان کی خبروں سے مطلع کرتے رہو۔ عبداللہ بن جحش نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ کہا ستمغا و طاعت میں نے آپ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی اور تمام ساتھیوں کو اس صفوں سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور نہیں کرتا جس کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ سب نے طیب خاطر سے آپ کی مرافقت کو منظور کیا اور آپ کی ساتھ ہوئے۔

راستہ میں سعد اور قتیبہ کا اونٹ راستہ سے بٹھ کر کہیں چلا گیا اس لئے یہ دونوں حضرات اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور گم ہو گئے اور قتیہ حضرات نے مقام نخل پہنچ کر قیام کیا۔ فتح الباری ص ۱۲۳ باب ما ذکر فی النہایۃ و کتاب اہل العلم الی البلدان ۱۲ و عمیون الاثر و زرقانی ص ۳۹

## اسلام میں پہلی غنیمت!

قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ واپس آ رہا تھا اس دن رجب الحرام کی آخری تاریخ تھی (اس مہینہ میں قتل و قتال حرام تھا) قرۃ شعبان کے اشتباہ میں اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔

واقعہ بن عبد اللہ نے قافلہ کے سرگروہ عمرو بن العاصی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے مرتے ہی قافلہ والے مسلحہ اور پریشان ہو کر بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے قافلہ کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیاں کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک تقسیم غنائم کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے محض اپنے جہاد سے چار غنم غانمین پر تقسیم کر دیئے اور ایک غنم (دپانچواں حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا جب مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی آپ نے فرمایا میں نے تم کو شہر حرم میں قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ غیر جب تک کوئی وحی نازل نہ ہو اس وقت تک مالی

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں چار مہینوں میں قتل و قتال حرام تھا۔ ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم تین مہینے مسلسل اور ایک رجب، ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔ ایک مہینہ قبل اور ایک مہینہ بعد کا اس لئے حرام کیا گیا۔

۲۔ ہمارے دور میں آنے والے حجاج امن کے ساتھ چکر کے واپس ہر جاں اور ماہ رجب میں عمرو کرنے کے لئے اکثر دین روگ آتے تھے جو مکہ مکرمہ سے دن پندرہ ایم کے مسافت پر رہتے تھے، اس لئے ماہ رجب کو حرام کیا گیا۔ چھ دن پندرہ آدھے اور چھ دن پندرہ دن پندرہ کے لئے حرام کر کے بغیر قذات کے قافلے بھی انہی مہینوں میں آتے تھے اس لئے ان مہینوں کو حرام کیا گیا تاکہ لوگوں کے جان و مال و مال و مال سے مامون رہیں۔ کہا قال تعالیٰ جَعَلَ اللَّهُ الْكَافِرَ وَالْمُنَافِقَ وَالْحَرَامَ رِيًّا مَا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شروع اسلام تک یہ حکم رہا۔ یہاں تک آیت سید سے حکم شروع ہو گیا۔ اور ان مہینوں میں قتل کی اجازت دی گئی لیکن اوجہ جہاد و قتال کی اجازت کے عظمت و حرمت اب بھی ان مہینوں کی باقی ہے۔ کہا قال تعالیٰ۔ وَمَنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرَمٌ فَلَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْهِنَّ اُولَئِكَ مَعْصِيَةُ اللَّهِ فَالَّذِينَ لَا يُغِثُوْنَ النَّفْسَ الْكَافِرَةَ اُولَئِكَ يَنْفَرُوْنَ فِيْهَا

مطافرت ہے یہ کسان مہینوں میں یہ دو قتال کے حرام ہونے کا حکم اب بھی باقی ہے۔ شروع نہیں ہوا۔

رد من الائف ص ۲۰

غنیمت اور قیدیوں کو حفاظت سے رکھو۔ اس پر عبداللہ بن محض اور ان کے رفقاء بہت نادرم اور شیامان ہوئے اور ہر شرکین اور یہود نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے شہر حرام میں قتل و قاتل کو طلال کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْمَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ  
فِيهِ قُلُودٌ قَاتِلٌ فِيهِ حَيٌّ وَصَدٌّ عَنْ  
سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ  
عِنْدَ اللَّهِ - وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ  
الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ  
حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ  
اسْتَطَاعُوا -

آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت دریافت  
کرتے ہیں۔ آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ بیشک ماہ حرام  
میں قصد قتال کرنا بڑا گناہ ہے لیکن خدا کے راستے  
کسی کو روکنا اور خدا کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام  
سے روکنا اور اہل حرم کو حرم سے نکالنا اللہ  
کے نزدیک یہ جرم سب جرموں سے زیادہ  
سخت اور بڑا ہے اور کفر اور شرک کا فتنہ اس قتل  
سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور یہ کافر

بیشک تم سے جنگ کرتے رہیں گے تاکہ تم کو تمھارے دین سے ہٹا دیں اگر ان میں طاقت ہو۔  
خلاصہ یہ کہ کسی اشتباہ اور التباس کی بنا پر نادانستہ طور پر شہر حرام میں قتل و قاتل کا واقع  
ہو جانا کوئی بڑی چیز نہیں البتہ کفر و شرک کا فتنہ اور مسلمانوں کا مسجد حرام سے ویدہ و دانستہ روکنا  
ایک عظیم فتنہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں، اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آپ نے  
خمس قبول فرمایا اور باقی ال غنیمت کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا عبداللہ بن محض اور ان کے رفقاء اس  
آیت کو سن کر خوش ہو گئے اب اس کے بعد عبداللہ بن محض اور ان کے رفقاء کو اجراء ثواب  
کی طبع و اسٹیج ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس غزوہ پر کچھ اجر کی بھی امید رکھ سکتے ہیں اس پر  
یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ  
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ایسے لوگ بلاشبہ اللہ کی رحمت کی امید کر سکتے اور کہیں نہیں اللہ تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی اور عرب بن حضری پہلا مقتول تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کسبان کا فدیہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا جب تک میرے ساتھی سعد اور عقبہ واپس نہ آجائیں اس وقت تک میں تمھارے قیدیوں کو نہ چھوڑوں گا۔ اس لئے کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل نہ کرو، اگر تم میرے ساتھیوں کو قتل کر دو گے تو میں بھی تمھارے آدمیوں کو قتل کروں گا۔

اس کے چند دن بعد سعد اور عقبہ واپس آ گئے آپ نے فدیہ لے کر عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ عثمان تو رہا مرنے ہی تک واپس ہو گیا اور مکہ ہی میں جا کر کا فر مرا۔ اور حکم اور کسبان مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک غزوہ بدر معونہ میں شہید ہوئے۔ ۱۷  
اور اسی بارے میں عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

تَعْدُونَ قَتْلًا فِي الْحَدَا مِنْ عَظِيمَةٍ      وَاعْظَمُ حِنَّةً لَوْ يَرَى الْمَوْتُ دَايِدًا  
مَدَّوْدُكُمْ عَنَّا يَقُولُ مُحَمَّدٌ      وَكُفْرُ بِهِ دَالِقٌ رَاعٍ وَشَاهِدٌ  
تم لوگ شہر حرام یعنی جب کے مہینہ میں قتل و قتل کر بڑی شے خیال کرتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں اس سے روکن اور ان کے ساتھ کفر کرنا اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش کر لیں کچھ دار و دریا خیال کرے اور اللہ خوب دیکھنے والا اور مشاہد کرنے والا ہے۔

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللَّهِ أَهْلَهُ      لِيَلَا يُرَى فِي النَّبِيِّ لِلَّهِ سَاجِدٌ  
اور تمھارا اللہ کے گھر سے اللہ والوں کو نکالنا تاکہ اللہ کا سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ لے  
یہ بھی شہر حرام میں قتال کرنے سے کہیں غور کیجئے۔

فَانَا وَانْصَبْتُكُمْ نَا بَقْتِدًا      وَأَرْجَبَ بِالْإِسْلَامِ بَايَعٌ وَحَاسِدٌ

سَقَيْنَا مِنْ ابْنِ الْحَضْرَمِ رِمَاحَنَا بِخَفْلَةٍ لَمَّا أَوْقَدَ الْحَرْبَ وَأَقْدَمَا وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَثْمَانُ بَيْنَنَا يَنَازِعُهُ عُدَّتُ مِنَ الْقَيْدِ عَائِدًا

تم اگرچہ ہم کو اس قتل پر عار و لاؤ اور حاسد لوگ اسلام کے متعلق کتنی ہی جھوٹی خبریں اڑائیں لیکن ہم کو پر دانیوں بے شک ہم نے عمرو بن الحضرمی کے خون سے مقام نخدہ میں اپنے نیزوں کو سیراب کیا جبکہ وادق بن عبداللہ نے لڑائی کی آگ بجھڑکانی اور عثمان بن عبداللہ ہمارے مابین اسیر محتاج کو طوق و سلاسل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ والہاذا الماکل یعنی میل فیمیلہ و یجذبہ (سیرۃ بن ہشام ص ۹۹ وحسن الصحابہ ص ۳۳)

## غزوہ بدر کبیر عظمیٰ ثانیہ

### رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ سَلَامٌ

یہ غزوہ غزوات اسلام میں سب سے بڑا غزوہ ہے اس لئے کہ اسلام کی عزت و شوکت کی ابتداء اور علی بذاکفر و شرک کی ذلت و رسوائی کی ابتدا بھی اسی غزوہ سے ہوئی۔ اور اللہ جل جلالہ کی رحمت سے اسلام کو بلا غلاطی اور بادی اسباب کے محض غیب سے توت حاصل ہوئی اور کفر و شرک کے سر پر ایسی کالسی ضرب لگی کہ کفر کے داغ کی تہی چور چور ہو گئی میدان بدر جس کا شاہد عدل اب تک موجود ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اس دن کو قرآن کریم میں یَوْمَ الْقُدُّ قَانُ فرمایا یعنی حق اور باطل میں فرق اور امتیاز کا دن بلکہ یہ مہینہ ہی فرقان تھا یعنی رمضان المبارک تھا جس میں حق جل و علا نے قرآن مجید اور فرقان حمید کو نازل فرمایا کہ حق اور باطل بدایت اور فضالت کا فرق واضح فرمایا۔ اور پھر اسی مہینہ میں روزے فرض فرمائے

۱۔ سیرۃ ابن ہشام - ۵ : ۲ : ص ۹۰

۲۔ بدایہ کاغذ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے پارس نزل اور اٹھائیس فرساع یعنی تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے جس میں یکلذ بن نضر کنینا بسین الحارث کی طرف منسوب ہے۔ حماس کا بانی تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ بدر نامیک کنون کا نام ہے کنون ہی کے نام سے بت مشہور ہو گئی۔ (دند قالی ص ۲۱)



ہا کہ مجین و مخلصین۔ ماضقین و دالہین کا امتحان فرمائے کہ کون اس کا محب صادق ہے کہ کس کا صاوق  
سے لے کر غروب آفتاب تک اس کی محبت میں سخت سے سخت گرمی میں شائد کوہِ رواشت کرتا  
ہے اور کون محب کا ذب ہے۔ کہ اپنے پیٹ۔ اور جڑوں کا زرخیز غلام ہے غرض  
یہ کہ یہ ہمیں ہی فرقان کا ہے کہ اس میں مختلف حیثیات اور متعدد حیات سے مخلص اور غیر مخلص کا  
فرق ظاہر اور نمایاں ہوتا ہے۔

## آغازِ قصہ

شروع رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ ابوسفیان قریش کے  
قافلہ تجارت کو شام سے مکہ داپس لارہا ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے۔  
آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے اس کی خبر دی اور فرمایا یہ قریش کا کاروان تجارت ہے جو  
مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے تم اس کی طرف خروج کرو۔ عجب نہیں کہ حق جل و علائم کو وہ قافلہ  
غنیمت میں عطا فرمائے۔

چونکہ جنگ و جدال اور قتل و قتال کا دم و گمان بھی نہ تھا اس لئے بلا کسی جنگی تیاری اور  
اہتمام کے نکل کھڑے ہوئے ابوسفیان کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا اس لئے جب ابوسفیان حجاز کے  
قریب پہنچا تو ہر راہ گیر اور مسافر سے آپ کے حالات اور خبریں دریافت کرتا تا آنکہ بعض مسافروں  
سے اس کو یہ خبر ملی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نیرے قافلے کی طرف خروج کا حکم  
دیا ہے۔ ابوسفیان نے اسی وقت مضمر غفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قریش  
کو اطلاع کر دے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے قافلہ کی خبر لیں اور اپنے سر راہ کو بچانے کی کوشش  
کریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو لے کر اس قافلہ سے تعارض کئے روانہ ہوئے ہیں۔

۱۔ یہ روایت سیرۃ ابن ہشام میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے حال ابن النخعی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
وعدہ الثبوتی بنی بکر بن زید بن ریان عن عروۃ بن الزبیر ویزید بن عمار عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے صحیح اور صحیح  
شروط بخاری اور مسلم پر روئے کی کوئی خبیثیہ۔ ۱۲۔ وذلک ظاہر لمن کان لہ قلب وادعی السمع وحوشیہ۔  
البدایہ و النہایہ ج ۳: ص ۲۵۶۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

لما خلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة غزاها الا في غزوة تبوك غير اني تخلفت عن غزوة بدر ولم يعاقب احد تخلف عنها انما خرج رسول الله صلى الله يربيد غير قرين حتى جمع الله بينهم وبين عدوهم على غير ميعاد صحيح بخاري باب قصة غزوة بدر

میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تغیر نہیں گئے ہوں مگر غزوہ تبوک غزوہ بدر کے علاوہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا، لیکن غزوہ بدر سے تخلف کرنے والوں پر کوئی عتاب نہیں ہوا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قافلہ قریش کے ارادہ سے پیچھے تھے۔ حسب الاتفاق بلا کسی قصد کے اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

(نکتہ)۔ کعب بن مالک نے غزوہ تبوک اور غزوہ بدر کے تخلف کو علیحدہ علیحدہ حروف استنار سے ذکر فرمایا۔ دونوں کو ایک حرف استنار سے مستثنیٰ نہ کیا۔ اور اس طرح نہیں فرمایا الا فی غزوة تبوک وغزوة بدر کی غزوہ تبوک کے استنار کے لئے حرف ا کا اور غزوہ بدر کے لئے حرف غ کا استعمال کیا۔ اور اس طرح فرمایا الا فی غزوة تبوک غیر انی تخلفت عن غزوة بدر اور دونوں کو ایک حرف استنار کے ساتھ مستثنیٰ نہ کیا۔ کیونکہ دونوں تخلف ایک نوع اور ایک قسم کے نہ تھے۔ غزوہ تبوک کا تخلف مذموم تھا تبوک سے تخلف کرنے والوں پر بارگاہِ خداوندی سے عتاب نازل ہوا اور غزوہ بدر کا تخلف مذموم نہ تھا چنانچہ جو شخص غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا اس پر کوئی عتاب نہیں اس لئے غزوہ بدر کے تخلف کو حرف غ کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ غزوہ بدر کے تخلف کا غزوہ تبوک کے تخلف سے معایر اور مباین ہونا معلوم ہو جائے۔ فافہم ذلک فانہ قریق و طیف

ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لئے آپ نے غزوہ ذی العشرہ میں

موتو مہاجرین کو ہمراہ لے کر خروج فرمایا تھا اب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا چونکہ آپ کا خروج فقط قافلہ کی غرض سے تھا اس لئے جملت میں بہت تھوڑے آدمی آپ کے ہمراہ ہو سکے اور یہ سفر خنک جیاد و قتال کے لئے نہ تھا اس لئے نہ جانے والوں کبھی قسم کا عتاب اور کسی قسم کی ملامت بنیں گی۔

**روایت ۱۲:** ۱۲ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تین سوتیرہ یا چودہ یا پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے بے سرو سامانی کا یہ عالم تھا کہ اتنی جماعت میں صوف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک گھوڑا حضرت زبیر بن عوام کا اور ایک حضرت مہاد کا تھا۔ اور ایک ایک اونٹ دو دو اور تین تین آدمیوں میں تھا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بدھ میں جاتے وقت ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا۔ نوبت نبوت سوار ہوتے تھے۔ ابوالباقہ اور علیؓ رسول اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو ابوالباقہ اور علیؓ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ پا چل لیں گے۔ آپ یہ ارشاد فرماتے، تم چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور تم سے میں زیادہ خدا کے اجر سے بے نیاز نہیں۔

بیرابی غنیہ پر پہنچ کر جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے تمام جماعت کا معاینہ فرمایا جو کم عمر تھے ان کو واپس فرما دیا، مقام روحاریں پہنچ کر ابوالباقہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کا حکم مقرر فرما کر واپس کیا۔

اس لشکر میں تین غلام تھے ایک حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں اور دوسرا مصعب بن عمیر اور تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا۔

۱۳۔ من سرتہ کا قول مندا حمد بڑا اور سچ طبرانی میں عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور چودہ کا قول بمع طبرانی میں ابوالباقہ انصاری سے اور پندرہ کا قول یسعی میں اسناد حسن عبداللہ بن عمرو بن العاص سے منقول ہے۔ صحیح البخاری ج ۲ باب مدۃ اصحاب بدر۔

جب مقام سفر کے قریب پہنچے تو بس بن عمر و جہنم اور عدی بن ابی الریحلہ جہنم کو قافلہ ابی سفیان کے قبضے کے لئے آگے روانہ کیا۔  
اور اُدھر ضحکم غفاری ابو سفیان کا پیام لے کر کہ پہنچا تھا قافلہ معرضِ خطر میں ہے  
وہ وادہ جلد از جلد اس کی خبر لو۔

اس خبر کا پہنچنا تھا کہ تمام مکہ میں ہل چل پڑ گئی اس لئے کہ قریش میں کاکوئی مودارِ عورت  
ایسا نہ رہا تھا کہ جس نے اپنی پردہ پوشی اور سرمایہ اس میں شریک نہ کر دیا ہو، اس لئے اس خبر کے  
سننے ہی تمام مکہ میں جوش پھیل گیا۔ ایک ہزار آدمی پردے ساز و سامان کے ساتھ نکل کھڑے  
ہوئے۔ ابو جہل سردارِ لشکر تھا۔

قریش نہایت کروفر اور سامانِ عیش و طرب کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں اور  
طبیلوں اور طبلچیوں کو ساتھ لے کر اکڑتے ہوئے اترتے ہوئے معانہ ہوئے کما قال تعالیٰ  
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَخَذُوا صِغَارَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي طَرِيقِ الْمَوْتِ  
وَيَبْأَرُهُمْ أَبْطُورًا وَدِرَاسًا ۚ وَالتَّائِبِينَ  
اے مسلمانو تم اُن کافروں کی طرح مت ہو جانا  
جو اپنے گھروں سے اترتے ہوئے کھول پانی قوت  
اور شوکت کو دکھلاتے ہوئے نکلتے ہیں۔

تقریباً تمام سردارانِ قریش شریکِ لشکر ہوئے مرنِ ابو لہب کسی وجہ سے نہ جاسکا اور  
اپنے بجائے ابو جہل کے بجائی عاص بن ہشام کو روانہ کیا۔

عاص بن ہشام کے فوجی ابو لہب کے چار ہزار درہم قرض تھے اور مفلس ہو جانے کی وجہ سے  
اداکر نے کی استطاعت نہ رہی تھی اس لئے قرض کے دباؤ میں ابو لہب کے عرضِ جنگ میں جانا  
قبول کیا۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج: ۲، ص: ۶۰ - ۱۱۰ - ۱۲۰ - ۱۳۰ - ۱۴۰ - ۱۵۰ - ۱۶۰ - ۱۷۰ - ۱۸۰ - ۱۹۰ - ۲۰۰ - ۲۱۰ - ۲۲۰ - ۲۳۰ - ۲۴۰ - ۲۵۰ - ۲۶۰ - ۲۷۰ - ۲۸۰ - ۲۹۰ - ۳۰۰ - ۳۱۰ - ۳۲۰ - ۳۳۰ - ۳۴۰ - ۳۵۰ - ۳۶۰ - ۳۷۰ - ۳۸۰ - ۳۹۰ - ۴۰۰ - ۴۱۰ - ۴۲۰ - ۴۳۰ - ۴۴۰ - ۴۵۰ - ۴۶۰ - ۴۷۰ - ۴۸۰ - ۴۹۰ - ۵۰۰ - ۵۱۰ - ۵۲۰ - ۵۳۰ - ۵۴۰ - ۵۵۰ - ۵۶۰ - ۵۷۰ - ۵۸۰ - ۵۹۰ - ۶۰۰ - ۶۱۰ - ۶۲۰ - ۶۳۰ - ۶۴۰ - ۶۵۰ - ۶۶۰ - ۶۷۰ - ۶۸۰ - ۶۹۰ - ۷۰۰ - ۷۱۰ - ۷۲۰ - ۷۳۰ - ۷۴۰ - ۷۵۰ - ۷۶۰ - ۷۷۰ - ۷۸۰ - ۷۹۰ - ۸۰۰ - ۸۱۰ - ۸۲۰ - ۸۳۰ - ۸۴۰ - ۸۵۰ - ۸۶۰ - ۸۷۰ - ۸۸۰ - ۸۹۰ - ۹۰۰ - ۹۱۰ - ۹۲۰ - ۹۳۰ - ۹۴۰ - ۹۵۰ - ۹۶۰ - ۹۷۰ - ۹۸۰ - ۹۹۰ - ۱۰۰۰ - ۱۰۱۰ - ۱۰۲۰ - ۱۰۳۰ - ۱۰۴۰ - ۱۰۵۰ - ۱۰۶۰ - ۱۰۷۰ - ۱۰۸۰ - ۱۰۹۰ - ۱۱۰۰ - ۱۱۱۰ - ۱۱۲۰ - ۱۱۳۰ - ۱۱۴۰ - ۱۱۵۰ - ۱۱۶۰ - ۱۱۷۰ - ۱۱۸۰ - ۱۱۹۰ - ۱۲۰۰ - ۱۲۱۰ - ۱۲۲۰ - ۱۲۳۰ - ۱۲۴۰ - ۱۲۵۰ - ۱۲۶۰ - ۱۲۷۰ - ۱۲۸۰ - ۱۲۹۰ - ۱۳۰۰ - ۱۳۱۰ - ۱۳۲۰ - ۱۳۳۰ - ۱۳۴۰ - ۱۳۵۰ - ۱۳۶۰ - ۱۳۷۰ - ۱۳۸۰ - ۱۳۹۰ - ۱۴۰۰ - ۱۴۱۰ - ۱۴۲۰ - ۱۴۳۰ - ۱۴۴۰ - ۱۴۵۰ - ۱۴۶۰ - ۱۴۷۰ - ۱۴۸۰ - ۱۴۹۰ - ۱۵۰۰ - ۱۵۱۰ - ۱۵۲۰ - ۱۵۳۰ - ۱۵۴۰ - ۱۵۵۰ - ۱۵۶۰ - ۱۵۷۰ - ۱۵۸۰ - ۱۵۹۰ - ۱۶۰۰ - ۱۶۱۰ - ۱۶۲۰ - ۱۶۳۰ - ۱۶۴۰ - ۱۶۵۰ - ۱۶۶۰ - ۱۶۷۰ - ۱۶۸۰ - ۱۶۹۰ - ۱۷۰۰ - ۱۷۱۰ - ۱۷۲۰ - ۱۷۳۰ - ۱۷۴۰ - ۱۷۵۰ - ۱۷۶۰ - ۱۷۷۰ - ۱۷۸۰ - ۱۷۹۰ - ۱۸۰۰ - ۱۸۱۰ - ۱۸۲۰ - ۱۸۳۰ - ۱۸۴۰ - ۱۸۵۰ - ۱۸۶۰ - ۱۸۷۰ - ۱۸۸۰ - ۱۸۹۰ - ۱۹۰۰ - ۱۹۱۰ - ۱۹۲۰ - ۱۹۳۰ - ۱۹۴۰ - ۱۹۵۰ - ۱۹۶۰ - ۱۹۷۰ - ۱۹۸۰ - ۱۹۹۰ - ۲۰۰۰ - ۲۰۱۰ - ۲۰۲۰ - ۲۰۳۰ - ۲۰۴۰ - ۲۰۵۰ - ۲۰۶۰ - ۲۰۷۰ - ۲۰۸۰ - ۲۰۹۰ - ۲۱۰۰ - ۲۱۱۰ - ۲۱۲۰ - ۲۱۳۰ - ۲۱۴۰ - ۲۱۵۰ - ۲۱۶۰ - ۲۱۷۰ - ۲۱۸۰ - ۲۱۹۰ - ۲۲۰۰ - ۲۲۱۰ - ۲۲۲۰ - ۲۲۳۰ - ۲۲۴۰ - ۲۲۵۰ - ۲۲۶۰ - ۲۲۷۰ - ۲۲۸۰ - ۲۲۹۰ - ۲۳۰۰ - ۲۳۱۰ - ۲۳۲۰ - ۲۳۳۰ - ۲۳۴۰ - ۲۳۵۰ - ۲۳۶۰ - ۲۳۷۰ - ۲۳۸۰ - ۲۳۹۰ - ۲۴۰۰ - ۲۴۱۰ - ۲۴۲۰ - ۲۴۳۰ - ۲۴۴۰ - ۲۴۵۰ - ۲۴۶۰ - ۲۴۷۰ - ۲۴۸۰ - ۲۴۹۰ - ۲۵۰۰ - ۲۵۱۰ - ۲۵۲۰ - ۲۵۳۰ - ۲۵۴۰ - ۲۵۵۰ - ۲۵۶۰ - ۲۵۷۰ - ۲۵۸۰ - ۲۵۹۰ - ۲۶۰۰ - ۲۶۱۰ - ۲۶۲۰ - ۲۶۳۰ - ۲۶۴۰ - ۲۶۵۰ - ۲۶۶۰ - ۲۶۷۰ - ۲۶۸۰ - ۲۶۹۰ - ۲۷۰۰ - ۲۷۱۰ - ۲۷۲۰ - ۲۷۳۰ - ۲۷۴۰ - ۲۷۵۰ - ۲۷۶۰ - ۲۷۷۰ - ۲۷۸۰ - ۲۷۹۰ - ۲۸۰۰ - ۲۸۱۰ - ۲۸۲۰ - ۲۸۳۰ - ۲۸۴۰ - ۲۸۵۰ - ۲۸۶۰ - ۲۸۷۰ - ۲۸۸۰ - ۲۸۹۰ - ۲۹۰۰ - ۲۹۱۰ - ۲۹۲۰ - ۲۹۳۰ - ۲۹۴۰ - ۲۹۵۰ - ۲۹۶۰ - ۲۹۷۰ - ۲۹۸۰ - ۲۹۹۰ - ۳۰۰۰ - ۳۰۱۰ - ۳۰۲۰ - ۳۰۳۰ - ۳۰۴۰ - ۳۰۵۰ - ۳۰۶۰ - ۳۰۷۰ - ۳۰۸۰ - ۳۰۹۰ - ۳۱۰۰ - ۳۱۱۰ - ۳۱۲۰ - ۳۱۳۰ - ۳۱۴۰ - ۳۱۵۰ - ۳۱۶۰ - ۳۱۷۰ - ۳۱۸۰ - ۳۱۹۰ - ۳۲۰۰ - ۳۲۱۰ - ۳۲۲۰ - ۳۲۳۰ - ۳۲۴۰ - ۳۲۵۰ - ۳۲۶۰ - ۳۲۷۰ - ۳۲۸۰ - ۳۲۹۰ - ۳۳۰۰ - ۳۳۱۰ - ۳۳۲۰ - ۳۳۳۰ - ۳۳۴۰ - ۳۳۵۰ - ۳۳۶۰ - ۳۳۷۰ - ۳۳۸۰ - ۳۳۹۰ - ۳۴۰۰ - ۳۴۱۰ - ۳۴۲۰ - ۳۴۳۰ - ۳۴۴۰ - ۳۴۵۰ - ۳۴۶۰ - ۳۴۷۰ - ۳۴۸۰ - ۳۴۹۰ - ۳۵۰۰ - ۳۵۱۰ - ۳۵۲۰ - ۳۵۳۰ - ۳۵۴۰ - ۳۵۵۰ - ۳۵۶۰ - ۳۵۷۰ - ۳۵۸۰ - ۳۵۹۰ - ۳۶۰۰ - ۳۶۱۰ - ۳۶۲۰ - ۳۶۳۰ - ۳۶۴۰ - ۳۶۵۰ - ۳۶۶۰ - ۳۶۷۰ - ۳۶۸۰ - ۳۶۹۰ - ۳۷۰۰ - ۳۷۱۰ - ۳۷۲۰ - ۳۷۳۰ - ۳۷۴۰ - ۳۷۵۰ - ۳۷۶۰ - ۳۷۷۰ - ۳۷۸۰ - ۳۷۹۰ - ۳۸۰۰ - ۳۸۱۰ - ۳۸۲۰ - ۳۸۳۰ - ۳۸۴۰ - ۳۸۵۰ - ۳۸۶۰ - ۳۸۷۰ - ۳۸۸۰ - ۳۸۹۰ - ۳۹۰۰ - ۳۹۱۰ - ۳۹۲۰ - ۳۹۳۰ - ۳۹۴۰ - ۳۹۵۰ - ۳۹۶۰ - ۳۹۷۰ - ۳۹۸۰ - ۳۹۹۰ - ۴۰۰۰ - ۴۰۱۰ - ۴۰۲۰ - ۴۰۳۰ - ۴۰۴۰ - ۴۰۵۰ - ۴۰۶۰ - ۴۰۷۰ - ۴۰۸۰ - ۴۰۹۰ - ۴۱۰۰ - ۴۱۱۰ - ۴۱۲۰ - ۴۱۳۰ - ۴۱۴۰ - ۴۱۵۰ - ۴۱۶۰ - ۴۱۷۰ - ۴۱۸۰ - ۴۱۹۰ - ۴۲۰۰ - ۴۲۱۰ - ۴۲۲۰ - ۴۲۳۰ - ۴۲۴۰ - ۴۲۵۰ - ۴۲۶۰ - ۴۲۷۰ - ۴۲۸۰ - ۴۲۹۰ - ۴۳۰۰ - ۴۳۱۰ - ۴۳۲۰ - ۴۳۳۰ - ۴۳۴۰ - ۴۳۵۰ - ۴۳۶۰ - ۴۳۷۰ - ۴۳۸۰ - ۴۳۹۰ - ۴۴۰۰ - ۴۴۱۰ - ۴۴۲۰ - ۴۴۳۰ - ۴۴۴۰ - ۴۴۵۰ - ۴۴۶۰ - ۴۴۷۰ - ۴۴۸۰ - ۴۴۹۰ - ۴۵۰۰ - ۴۵۱۰ - ۴۵۲۰ - ۴۵۳۰ - ۴۵۴۰ - ۴۵۵۰ - ۴۵۶۰ - ۴۵۷۰ - ۴۵۸۰ - ۴۵۹۰ - ۴۶۰۰ - ۴۶۱۰ - ۴۶۲۰ - ۴۶۳۰ - ۴۶۴۰ - ۴۶۵۰ - ۴۶۶۰ - ۴۶۷۰ - ۴۶۸۰ - ۴۶۹۰ - ۴۷۰۰ - ۴۷۱۰ - ۴۷۲۰ - ۴۷۳۰ - ۴۷۴۰ - ۴۷۵۰ - ۴۷۶۰ - ۴۷۷۰ - ۴۷۸۰ - ۴۷۹۰ - ۴۸۰۰ - ۴۸۱۰ - ۴۸۲۰ - ۴۸۳۰ - ۴۸۴۰ - ۴۸۵۰ - ۴۸۶۰ - ۴۸۷۰ - ۴۸۸۰ - ۴۸۹۰ - ۴۹۰۰ - ۴۹۱۰ - ۴۹۲۰ - ۴۹۳۰ - ۴۹۴۰ - ۴۹۵۰ - ۴۹۶۰ - ۴۹۷۰ - ۴۹۸۰ - ۴۹۹۰ - ۵۰۰۰ - ۵۰۱۰ - ۵۰۲۰ - ۵۰۳۰ - ۵۰۴۰ - ۵۰۵۰ - ۵۰۶۰ - ۵۰۷۰ - ۵۰۸۰ - ۵۰۹۰ - ۵۱۰۰ - ۵۱۱۰ - ۵۱۲۰ - ۵۱۳۰ - ۵۱۴۰ - ۵۱۵۰ - ۵۱۶۰ - ۵۱۷۰ - ۵۱۸۰ - ۵۱۹۰ - ۵۲۰۰ - ۵۲۱۰ - ۵۲۲۰ - ۵۲۳۰ - ۵۲۴۰ - ۵۲۵۰ - ۵۲۶۰ - ۵۲۷۰ - ۵۲۸۰ - ۵۲۹۰ - ۵۳۰۰ - ۵۳۱۰ - ۵۳۲۰ - ۵۳۳۰ - ۵۳۴۰ - ۵۳۵۰ - ۵۳۶۰ - ۵۳۷۰ - ۵۳۸۰ - ۵۳۹۰ - ۵۴۰۰ - ۵۴۱۰ - ۵۴۲۰ - ۵۴۳۰ - ۵۴۴۰ - ۵۴۵۰ - ۵۴۶۰ - ۵۴۷۰ - ۵۴۸۰ - ۵۴۹۰ - ۵۵۰۰ - ۵۵۱۰ - ۵۵۲۰ - ۵۵۳۰ - ۵۵۴۰ - ۵۵۵۰ - ۵۵۶۰ - ۵۵۷۰ - ۵۵۸۰ - ۵۵۹۰ - ۵۶۰۰ - ۵۶۱۰ - ۵۶۲۰ - ۵۶۳۰ - ۵۶۴۰ - ۵۶۵۰ - ۵۶۶۰ - ۵۶۷۰ - ۵۶۸۰ - ۵۶۹۰ - ۵۷۰۰ - ۵۷۱۰ - ۵۷۲۰ - ۵۷۳۰ - ۵۷۴۰ - ۵۷۵۰ - ۵۷۶۰ - ۵۷۷۰ - ۵۷۸۰ - ۵۷۹۰ - ۵۸۰۰ - ۵۸۱۰ - ۵۸۲۰ - ۵۸۳۰ - ۵۸۴۰ - ۵۸۵۰ - ۵۸۶۰ - ۵۸۷۰ - ۵۸۸۰ - ۵۸۹۰ - ۵۹۰۰ - ۵۹۱۰ - ۵۹۲۰ - ۵۹۳۰ - ۵۹۴۰ - ۵۹۵۰ - ۵۹۶۰ - ۵۹۷۰ - ۵۹۸۰ - ۵۹۹۰ - ۶۰۰۰ - ۶۰۱۰ - ۶۰۲۰ - ۶۰۳۰ - ۶۰۴۰ - ۶۰۵۰ - ۶۰۶۰ - ۶۰۷۰ - ۶۰۸۰ - ۶۰۹۰ - ۶۱۰۰ - ۶۱۱۰ - ۶۱۲۰ - ۶۱۳۰ - ۶۱۴۰ - ۶۱۵۰ - ۶۱۶۰ - ۶۱۷۰ - ۶۱۸۰ - ۶۱۹۰ - ۶۲۰۰ - ۶۲۱۰ - ۶۲۲۰ - ۶۲۳۰ - ۶۲۴۰ - ۶۲۵۰ - ۶۲۶۰ - ۶۲۷۰ - ۶۲۸۰ - ۶۲۹۰ - ۶۳۰۰ - ۶۳۱۰ - ۶۳۲۰ - ۶۳۳۰ - ۶۳۴۰ - ۶۳۵۰ - ۶۳۶۰ - ۶۳۷۰ - ۶۳۸۰ - ۶۳۹۰ - ۶۴۰۰ - ۶۴۱۰ - ۶۴۲۰ - ۶۴۳۰ - ۶۴۴۰ - ۶۴۵۰ - ۶۴۶۰ - ۶۴۷۰ - ۶۴۸۰ - ۶۴۹۰ - ۶۵۰۰ - ۶۵۱۰ - ۶۵۲۰ - ۶۵۳۰ - ۶۵۴۰ - ۶۵۵۰ - ۶۵۶۰ - ۶۵۷۰ - ۶۵۸۰ - ۶۵۹۰ - ۶۶۰۰ - ۶۶۱۰ - ۶۶۲۰ - ۶۶۳۰ - ۶۶۴۰ - ۶۶۵۰ - ۶۶۶۰ - ۶۶۷۰ - ۶۶۸۰ - ۶۶۹۰ - ۶۷۰۰ - ۶۷۱۰ - ۶۷۲۰ - ۶۷۳۰ - ۶۷۴۰ - ۶۷۵۰ - ۶۷۶۰ - ۶۷۷۰ - ۶۷۸۰ - ۶۷۹۰ - ۶۸۰۰ - ۶۸۱۰ - ۶۸۲۰ - ۶۸۳۰ - ۶۸۴۰ - ۶۸۵۰ - ۶۸۶۰ - ۶۸۷۰ - ۶۸۸۰ - ۶۸۹۰ - ۶۹۰۰ - ۶۹۱۰ - ۶۹۲۰ - ۶۹۳۰ - ۶۹۴۰ - ۶۹۵۰ - ۶۹۶۰ - ۶۹۷۰ - ۶۹۸۰ - ۶۹۹۰ - ۷۰۰۰ - ۷۰۱۰ - ۷۰۲۰ - ۷۰۳۰ - ۷۰۴۰ - ۷۰۵۰ - ۷۰۶۰ - ۷۰۷۰ - ۷۰۸۰ - ۷۰۹۰ - ۷۱۰۰ - ۷۱۱۰ - ۷۱۲۰ - ۷۱۳۰ - ۷۱۴۰ - ۷۱۵۰ - ۷۱۶۰ - ۷۱۷۰ - ۷۱۸۰ - ۷۱۹۰ - ۷۲۰۰ - ۷۲۱۰ - ۷۲۲۰ - ۷۲۳۰ - ۷۲۴۰ - ۷۲۵۰ - ۷۲۶۰ - ۷۲۷۰ - ۷۲۸۰ - ۷۲۹۰ - ۷۳۰۰ - ۷۳۱۰ - ۷۳۲۰ - ۷۳۳۰ - ۷۳۴۰ - ۷۳۵۰ - ۷۳۶۰ - ۷۳۷۰ - ۷۳۸۰ - ۷۳۹۰ - ۷۴۰۰ - ۷۴۱۰ - ۷۴۲۰ - ۷۴۳۰ - ۷۴۴۰ - ۷۴۵۰ - ۷۴۶۰ - ۷۴۷۰ - ۷۴۸۰ - ۷۴۹۰ - ۷۵۰۰ - ۷۵۱۰ - ۷۵۲۰ - ۷۵۳۰ - ۷۵۴۰ - ۷۵۵۰ - ۷۵۶۰ - ۷۵۷۰ - ۷۵۸۰ - ۷۵۹۰ - ۷۶۰۰ - ۷۶۱۰ - ۷۶۲۰ - ۷۶۳۰ - ۷۶۴۰ - ۷۶۵۰ - ۷۶۶۰ - ۷۶۷۰ - ۷۶۸۰ - ۷۶۹۰ - ۷۷۰۰ - ۷۷۱۰ - ۷۷۲۰ - ۷۷۳۰ - ۷۷۴۰ - ۷۷۵۰ - ۷۷۶۰ - ۷۷۷۰ - ۷۷۸۰ - ۷۷۹۰ - ۷۸۰۰ - ۷۸۱۰ - ۷۸۲۰ - ۷۸۳۰ - ۷۸۴۰ - ۷۸۵۰ - ۷۸۶۰ - ۷۸۷۰ - ۷۸۸۰ - ۷۸۹۰ - ۷۹۰۰ - ۷۹۱۰ - ۷۹۲۰ - ۷۹۳۰ - ۷۹۴۰ - ۷۹۵۰ - ۷۹۶۰ - ۷۹۷۰ - ۷۹۸۰ - ۷۹۹۰ - ۸۰۰۰ - ۸۰۱۰ - ۸۰۲۰ - ۸۰۳۰ - ۸۰۴۰ - ۸۰۵۰ - ۸۰۶۰ - ۸۰۷۰ - ۸۰۸۰ - ۸۰۹۰ - ۸۱۰۰ - ۸۱۱۰ - ۸۱۲۰ - ۸۱۳۰ - ۸۱۴۰ - ۸۱۵۰ - ۸۱۶۰ - ۸۱۷۰ - ۸۱۸۰ - ۸۱۹۰ - ۸۲۰۰ - ۸۲۱۰ - ۸۲۲۰ - ۸۲۳۰ - ۸۲۴۰ - ۸۲۵۰ - ۸۲۶۰ - ۸۲۷۰ - ۸۲۸۰ - ۸۲۹۰ - ۸۳۰۰ - ۸۳۱۰ - ۸۳۲۰ - ۸۳۳۰ - ۸۳۴۰ - ۸۳۵۰ - ۸۳۶۰ - ۸۳۷۰ - ۸۳۸۰ - ۸۳۹۰ - ۸۴۰۰ - ۸۴۱۰ - ۸۴۲۰ - ۸۴۳۰ - ۸۴۴۰ - ۸۴۵۰ - ۸۴۶۰ - ۸۴۷۰ - ۸۴۸۰ - ۸۴۹۰ - ۸۵۰۰ - ۸۵۱۰ - ۸۵۲۰ - ۸۵۳۰ - ۸۵۴۰ - ۸۵۵۰ - ۸۵۶۰ - ۸۵۷۰ - ۸۵۸۰ - ۸۵۹۰ - ۸۶۰۰ - ۸۶۱۰ - ۸۶۲۰ - ۸۶۳۰ - ۸۶۴۰ - ۸۶۵۰ - ۸۶۶۰ - ۸۶۷۰ - ۸۶۸۰ - ۸۶۹۰ - ۸۷۰۰ - ۸۷۱۰ - ۸۷۲۰ - ۸۷۳۰ - ۸۷۴۰ - ۸۷۵۰ - ۸۷۶۰ - ۸۷۷۰ - ۸۷۸۰ - ۸۷۹۰ - ۸۸۰۰ - ۸۸۱۰ - ۸۸۲۰ - ۸۸۳۰ - ۸۸۴۰ - ۸۸۵۰ - ۸۸۶۰ - ۸۸۷۰ - ۸۸۸۰ - ۸۸۹۰ - ۸۹۰۰ - ۸۹۱۰ - ۸۹۲۰ - ۸۹۳۰ - ۸۹۴۰ - ۸۹۵۰ - ۸۹۶۰ - ۸۹۷۰ - ۸۹۸۰ - ۸۹۹۰ - ۹۰۰۰ - ۹۰۱۰ - ۹۰۲۰ - ۹۰۳۰ - ۹۰۴۰ - ۹۰۵۰ - ۹۰۶۰ - ۹۰۷۰ - ۹۰۸۰ - ۹۰۹۰ - ۹۱۰۰ - ۹۱۱۰ - ۹۱۲۰ - ۹۱۳۰ - ۹۱۴۰ - ۹۱۵۰ - ۹۱۶۰ - ۹۱۷۰ - ۹۱۸۰ - ۹۱۹۰ - ۹۲۰۰ - ۹۲۱۰ - ۹۲۲۰ - ۹۲۳۰ - ۹۲۴۰ - ۹۲۵۰ - ۹۲۶۰ - ۹۲۷۰ - ۹۲۸۰ - ۹۲۹۰ - ۹۳۰۰ - ۹۳۱۰ - ۹۳۲۰ - ۹۳۳۰ - ۹۳۴۰ - ۹۳۵۰ - ۹۳۶۰ - ۹۳۷۰ - ۹۳۸۰ - ۹۳۹۰ - ۹۴۰۰ - ۹۴۱۰ - ۹۴۲۰ - ۹۴۳۰ - ۹۴۴۰ - ۹۴۵۰ - ۹۴۶۰ - ۹۴۷۰ - ۹۴۸۰ - ۹۴۹۰ - ۹۵۰۰ - ۹۵۱۰ - ۹۵۲۰ - ۹۵۳۰ - ۹۵۴۰ - ۹۵۵۰ - ۹۵۶۰ - ۹۵۷۰ - ۹۵۸۰ - ۹۵۹۰ - ۹۶۰۰ - ۹۶۱۰ - ۹۶۲۰ - ۹۶۳۰ - ۹۶۴۰ - ۹۶۵۰ - ۹۶۶۰ - ۹۶۷۰ - ۹۶۸۰ - ۹۶۹۰ - ۹۷۰۰ - ۹۷۱۰ - ۹۷۲۰ - ۹۷۳۰ - ۹۷۴۰ - ۹۷۵۰ - ۹۷۶۰ - ۹۷۷۰ - ۹۷۸۰ - ۹۷۹۰ - ۹۸۰۰ - ۹۸۱۰ - ۹۸۲۰ - ۹۸۳۰ - ۹۸۴۰ - ۹۸۵۰ - ۹۸۶۰ - ۹۸۷۰ - ۹۸۸۰ - ۹۸۹۰ - ۹۹۰۰ - ۹۹۱۰ - ۹۹۲۰ - ۹۹۳۰ - ۹۹۴۰ - ۹۹۵۰ - ۹۹۶۰ - ۹۹۷۰ - ۹۹۸۰ - ۹۹۹۰ - ۱۰۰۰۰

اداسی طرح۔ امیہ بن خلفت ناخلف نے بھی آؤل آؤل ہدر میں جانے سے انکار کیا لیکن ابوجہل کے جبر اور اصرار سے ساتھ ہو لیا۔

امیہ کے انکار کا سبب یہ تھا کہ سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے۔ امیہ جب بغرض تجارت شام جاتا تو راستہ میں مدینہ میں سعد بن معاذ کے پاس اترتا اور سعد بن معاذ جب مکہ جاتے تو امیہ کے پاس اترتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مرتبہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے مکہ آئے اور حسب دستور امیہ کے پاس ٹھہرے اور امیہ سے یہ کہا کہ طواف کرنے کے لئے مجھے ایسے وقت ملے چلو کہ حرم لوگوں سے خالی ہو یعنی ہجرم نہ ہو۔ امیہ دوپہر کے وقت سعد بن معاذ کو رے کہ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سامنے سے آگیا اور یہ کہنے لگا ای ابو صفوان رہ امیہ کی کنیت ہے یہ تمھارے ساتھ کون شخص ہے۔ امیہ نے کہا سعد ہے ابوجہل نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص الطینان سے طواف کر رہا ہے ہاں ایسے بے دنیوں کو ٹھکانہ دینے ہوا اور ان کی اعانت اور امداد کرتے ہو، اسے سعد خدا کی قسم اگر یہ ابو صفوان یعنی امیہ تمھارے ساتھ نہ ہوتا تو تم یہاں سے صبح و سالم واپس نہیں جاسکتے تھے، سعد نے بلند آواز سے کہا اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو خدا کی قسم میں مدینہ سے تیرا شام کا راستہ بند کر دوں گا۔ امیہ نے سعد سے کہا کہ تم ابوالحکم (یعنی ابوجہل) پر اپنی آواز نہ بلند کرو یہ اس دادی کا سر ہمارا ہے سعد نے ترش روئی سے کہا کہ ابے امیہ بس رہنے دے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو حضور پر ٹوڑ کے اصحاب اور احباب کے ہاتھ سے قتل ہوگا امیہ نے کہا کہ کیا میں تم میں مارا جاؤں گا۔ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں اور کس جگہ مارا جائے گا۔ یہ سن کر امیہ گھبرا گیا اور نہایت ڈر گیا اور جا کر اپنی بیوی ام صفوان سے اس کا تذکرہ کیا اور ایک دعا بتائی کہ امیہ نے یہ کہا واللہ ما یکذب محمد فکا دان یکدث۔ خدا کی قسم مجھ کو غلط نہیں کہتے، اور قریب تھا کہ خوف ہراس کی وجہ سے امیہ کا پیشاب اور سچا نہ خطا ہو جائے نفع الباری ص ۲۲۷ اور امیہ پر اس وجہ خوف و ہراس غالب ہوا کہ یہ امدادہ کر لیا کہ کبھی مکہ سے باہر نہ نکلوں گا چنانچہ جب

ابو جہل نے لوگوں سے بدر کی طرف بھگنے کو کہا تو امیہ کو مکہ سے بھٹنا بہت گراں تھا اس کو اپنی جان کا ڈر تھا۔ ابو جہل، امیہ کے پاس آیا اور چپنے کے لئے اصرار کیا۔ ابو جہل نے جب یہ دیکھا کہ امیہ چلنے پر تیار نہیں تو یہ کہا کہ آپ سردار میں اگر کاپ نہیں نکلیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی اہل لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ غرض ابو جہل امیہ کو چھیڑا اور بد برا مرار کرتا رہا۔ بالآخر یہ کہا کہ اس صفوان نیرے لئے نہایت عمدہ اور تیز رو گھوڑا خرید دوں گا تاکہ جہاں خطرہ محسوس کروں فوراً اس پر بیٹھ کر واپس آجاؤ۔ امیہ بھانسنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور گھر میں جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سفر کا سامان تیار کر دو۔ بیوی نے کہا کہ رے ابو صفوان تم کو اپنے شیر بی بھائی کا قوار یا د نہیں رہا امیہ نے کہا میرا ارادہ تھوڑی دور تک جانے کے لئے ہے پھر واپس آجاؤں گا پس امیہ اسی ارادہ سے روانہ ہوا جس منزل میں اترا اپنا اونٹ ساتھ باندھتا۔ مگر قصار و قدر نے بھاگنے کا موقع نہیں دیا۔ بدر پہنچا اور میدان قتال میں صحابہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (بخاری شریف غزوہ بدر) غرض یہ کہ امیہ کو اپنے قتل کا یقین تھا ابو جہل کی زبردستی سے ساتھ ہو لیا ابو جہل خود بھی تباہ ہوا اور سردوں کو بھی تباہ کیا۔ احوالوا قومہم اذل البواد جہنم یصلونہا ولبس القرا۔

## قریش کی رانگی کی اطلاع اور صحابہ مشورہ اور حضرات صحابہ کرام کی جان نثارانہ تقریریں

روحانہ سے چل کر جب آپ مقام صفراء پہنچے تو تبسٹ اور عدی ثانی نے اگر آپ کو قریش کی رانگی کی اطلاع دی اس وقت آپ نے ہاجرین اور انصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا اور قریش کی اس شان سے رمانگی کی خبری ابو بکر رضی اللہ عنہ سنستے ہی فوراً کھڑے ہو گئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اہلہ و عیال نثاری فرمایا اور سب کو چشم آپ کے اشارے کو قبول کیا اور دل و جان سے اطاعت کیلئے کمر بستہ ہو گئے اس کے بعد عرضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ اہلہ و عیال نثاری فرمایا۔

## حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

بعد ازاں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا،

امض لہا امرک اللہ (تعالیٰ)،  
 فنحن معک واللہ لا نقول کہا قالت  
 بنو اسرائیل لموسیٰ اذہب انت و  
 ربک فقاتلا انا ہمنا قاعدون  
 ولكن اذہب انت و ربک فقاتلا  
 انا معکم مقاتلون۔  
 یا رسول اللہ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا  
 اس کو انجام دیجیے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں  
 خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے  
 کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو ہمیں  
 بیٹھے ہیں ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے  
 کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد و قتال کیسے  
 ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے۔

یہ ابن اسحق کی روایت کے الفاظ ہیں۔۔۔ اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ولکنا نقاتل عن یمینک وعن شمالک  
 و بین یدیک و خلفک۔  
 ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے  
 سے لڑیں گے۔

راوی حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ الرزق فرط مسرت سے چمک اٹھا بخاری شریف ص ۵۶۷، غزوہ بدر  
 ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مقداد کے لئے دھاتے خیر  
 فرمائی۔

۱۔ محمد بن اسحق کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقداد نے یہ تقریر مقام صفراء میں فرمائی اور صحیح بخاری اور  
 سنن ابی داؤد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کے دن یہ تقریر کی فتح الباری ص ۲۰۲ لیکن دونوں روایتوں میں کوئی  
 ناواقف نہیں اولیٰ حضرت مقداد نے یہ تقریر صفراء میں آپ کے جراب میں کہ اور بعد ازاں مختلف مقامات پر لڑا  
 و سزا اٹائی لیکن نہ مال کر کے لئے نہ جان نثارانہ اور غلغلاہ کلمات کو بار بار دہراتے رہے واللہ اعلم  
 تعالیٰ اعلم ۱۳۔ مکہ نسائی ج ۱، ص ۴۱۴۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۱۲۰۔

ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قافلہ الی سفیان کی خبر دی اور فرمایا کہ اگر تم اس کی طرف خروج کرو تو مجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو غنیمت عطا فرمائے۔ ہم نے عرض کیا بہتر ہے اور روانہ ہو گئے، جب ایک دو دن کا راستہ طے کر چکے تب آپ نے ہم کو مکہ سے قریش کے روانہ ہونے کی خبر دی اور جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ بعض لوگوں نے کچھ تامل کیا کہیونکہ گھر سے اس ارادہ سے نہ چلے تھے، حضرت مقداد کھڑے ہوئے اور انہار جان شاری فرمایا کاش ہم سب ایسا ہی کہتے جیسا مقداد نے۔ (رواہ ابن ابی حاتم) یعنی کاش ابتداً ہم سب ایسا ہی کہتے اس لئے کہ بعد میں پھر سب نے یہی کہا دل میں سب کے وہی تھا جو حضرت مقداد فرما رہے تھے چنانچہ مسند احمد میں باسنو حسن مروی ہے۔

قال اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال  
عليه وسلم لا نقول كما قالت  
بنو اسرائيل ولكن انطلق انت  
وربك فقاتلا انا معكم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب  
شفقہ طور پر یہ کہا۔ یا رسول اللہ ہم نبی اسرائیل  
کی طرح نہ کہیں گے۔ ہم ہر حال میں آپ کے  
ساتھ ہیں۔

باوجود اس شافی اور کافی جواب کے آپ نے قیسی بار پھر یہی ارشاد فرمایا۔

استيدوا على ابها الناس اے لوگو مجھ کو مشورہ دو۔

سوراب انصار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ نبی اکرم افسح العرب واعم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیخ اشارہ اور دقیق نکتہ کو سمجھ گئے اور فرغاً عرض کیا۔ یا رسول اللہ شاید روئے عن انصار کی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ

سہ۔ چونکہ انصاریوں نے آپ سے صریح بیعت عقبہ میں اس کا عہد کیا تھا کہ جو دشمن آپ پر حملہ کرے ہر گاہ اس وقت ہم آپ کے حامی اور مددگار رہیں گے۔ مدینہ سے باہر چاکا آپ کی ساتھ جنگ کرے گا وعدہ نہ تھا۔

اس لئے آپ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے سعد بن معاذ نے آپ کے اس اشارہ کو سمجھ کر جواب دیا اللہ

خوب جواب دیا، یعنی اللہ تعالیٰ عنہ دارفہ آمین ۱۲۔ البیاض والہامیۃ ص ۲۳۳۔ ۱۳۔ ابن جریر اللہ ص ۲۳۳۔



## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اطاعت اور جان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو بجزتہ بعد و مشاق دے چکے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ مدینہ سے کسی اور شہر کو بھیجے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی جو بشار مبارک ہے اس پر چلے اور جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہیں تعلق قطع کریں اور جس سے چاہیں مسلح کریں اور جس سے چاہیں۔ دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ہم کو برک انعام دینے کا حکم دیں گے تو بلا تردد ہم آپ کے ساتھ جائیں گے

یا رسول اللہ! قد اصابک  
ومد ثالث و شہدنا ان  
ما جئت بہ هو الحق واعطیناک  
علی ذالک عہودا و موثیق علی  
السبح والطاعة و لعلک یا رسول اللہ  
خرجت لا صرفا حدث اللہ غیرہ  
فامض لہا شئت۔ و صل حبال من  
شئت و اقطع حبال من شئت و سالم  
من شئت و عاد من شئت و خذ  
من امرنا ما شئت و اعطنا ما  
شئت و ما احدث منا کان احب  
الینا مما ترکک و ما امرت بہ  
من امرنا فامرنا تبع لا مریک  
لئن سرت حتی تاتی بربک الغیاد  
لنسرین معک فوالذی بعثک  
بالحق لوامتعضنت بنا ہذا

۱۔ میں میں اس وقت اشلہ ہے کہ ہمارے امال میں آپ کی ملک ہیں۔ اگر ہمارے مال میں سے ہمارے آپ کو کچھ چھوڑ دیں گے تو گوارہ آپ کا علیہ ہوگا۔ ۲۔ منہ عفا عنہ۔

البحر۔ لخصناه وما تخلق منا  
رجدا واحد وما نكره ان نلقى  
عدونا انا الصبر عند الحرب  
صداق عند اللقاء ولعل الله يريد  
منا ما تقرب به عينك فسرنا على  
بركة الله (زرقالی ص ۳۲۱)

تم ہے اس فات پاک کی جس نے آپ کو حق و دیکر  
بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم  
دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور  
اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا ہم دشمنوں  
سے مقابلہ کرنے کو کمرہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق ہم  
طوائف کے وقت بڑے مابراور مقابلہ کے سچے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس  
کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے نام پر ہم کہنے کر چلے۔  
تنبیہ : بعض روایات میں سعد بن معاذ کے بجائے سعد بن عبادہ ذکر آیا ہے مگر یہ  
صحیح نہیں، راوی کا دم ہے اس لئے کہ سعد بن عبادہ بالاتفاق بدر میں حاضر نہیں ہوئے تفصیل کیلئے  
زرقالی کی مراجعت کی جائے۔ ۱۲

رسول اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے یہ جان نثارانہ جوابات سن کر مسرور ہوئے اور فرمایا  
اللہ کے نام پر چلو اور تم کو بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابو جہل یا ابوسہیل  
کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کر دوں گا۔  
اور مجھ کو تو تم کفار کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئی ہیں کہ فلاں شخص فلاں جگہ اور فلاں  
شخص فلاں جگہ پچھاڑا جائے گا۔  
وقال تعالیٰ :

وَإِذْ يَبْعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ  
أَنَّهُمَا لَكُمْ دَعْوَةٌ أَنْ عَيِّرَا تِ  
الشُّوْكَةَ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تم سے یہ وعدہ  
کرا تھا کہ کافروں کی دو جماعتوں میں سے ایک  
جماعت تم کو لے گا اور تم پر پند کرتے ہو کہ غیری

اَنْ يَّحْيِيَ الْهَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ  
كُلَّ مَا لَكَ بِرَيْنٍ لِّيَحْيِيَ الْهَقَّ وَ  
يُنْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ

شوکت جماعت تم کو اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ  
حق کو اپنے آیات سے ثابت کرے اور کافروں  
کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل  
ہونا ظاہر طور پر واضح ہو جائے۔

عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب :

ادھر نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے صحابہ کو  
یہ خبر دی کہ مجھ کو قوم کی بچھاڑے جانے کی  
جگہیں دکھائی گئیں اور ادھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی عاتکہ بنت عبد المطلب  
نے منہم غفاری کے مکہ پہنچنے سے پہلے یہ خواب دکھیا کہ ایک شتر سوار آیا اور اطمح میں اُڈٹ بٹھا کر  
بادار بند یہ پکار رہا ہے۔

الا انظروا یا آلِ عَبْدِ الْمُصَاطِمِ  
فی ثلاثہ

اے اہل خند اپنے مقتل اور بچھڑنے کی جگہ کی نظر  
تین دن میں نکل جاؤ۔

لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے، پھر وہ اپنا اڈٹ لے ہوئے مسجد حرام میں گیا اور پھر  
یہی آواز دی اس کے بعد جبل ابی قیس پر چڑھا اور اوپر سے پتھر کی ایک چٹان پھینکی۔ جب چٹان  
پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو چوہر چھڑ ہو گئی اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا کہ جس میں اس کا کوئی ٹکڑا ہا کر  
نہ گرا ہو۔

عاتکہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس سے ذکر کیا اور کہا اے بھائی خدا کی قسم  
آج میں نے یہ خواب دکھیا ہے اور اندیشہ ہے کہ تیری قوم پر کوئی بلا اور مصیبت آنے والی ہے۔  
دیکھو اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرنا عباس گھر سے باہر نکلے اور اپنے دوست ولید بن عتبہ سے  
اس خواب کا ذکر کیا اور یہ تاکید کی کہ اس خواب کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا گرویدہ نے اپنے باپ

۱۔ سۃ انفال، آیت ۱۰۰

۲۔ چرمکن لوگوں نے اللہ اس کے رسول سے خبر کیا تھا، اس نے حکم دیا میں ان کو قاتل نہ کہتا ہوں اور مجھ سے  
شیعہ ملو دیکھا برا دیکھو کہ مفسرین شیطان کے تھے اس نے ان کو قاتل نہ کہتا ہوں واللہ اعلم۔

عقبہ سے اس خواب کا لفظ بلفظ تذکرہ کر دیا اسی طرح بات تمام مکہ میں پھیل گئی۔ دوسرے قیس ربیع  
روز حضرت عباس مسجد حرام میں گئے تو دیکھا کہ ابو جہل ایک مجلس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے ابو جہل نے  
حضرت عباس کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ اے ابو الفضل تمھارے مرد تو نبوت کے مدعی تھے ہی اب تمھاری  
عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں میں نے دریافت کیا کیا بات ہے، ابو جہل نے عاتکہ کے  
خواب کا ذکر کیا مایاں اثنائیں مضمغم غمخواری۔ ابرہہ سفیان کا پیام لے کر اس شان سے مکہ میں پہنچا کہ  
پیر ابن چاک ہے اور اونٹ کی ناک کٹی ہوئی ہے اور یہ پکارتا آ رہا ہے کہ اے گروہ قریش اپنے  
کاروان کی خبر لو اور جلد از جلد ابرہہ سفیان کے قافلہ کی مدد کو پہنچو۔

یہ خبر سنتے ہی قریش پورے ساندو سامان کے ساتھ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں  
پہنچ کر خواب کی تعبیر بحالت بیداری آنکھوں سے دیکھ لی بلکہ وقال اہتی رعاہ الطبرانی مرسلاد فیہ  
ابن ہشیم و فیہ ضعف و حدیث حسن۔ مجمع الزوائد موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ مضمغم غمخواری  
جب مکہ آیا تو قریش کو عاتکہ کے خواب سے ڈر پیدا ہو گیا بلکہ

ف۔ عاتکہ بنت عبد المطلب کے اسلام میں اختلاف ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ  
عاتکہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ۱۲۔ اصابت ترجمہ عاتکہ بنت عبد المطلب۔

جہیم بن الصلت کا خواب : غرض یہ کہ قریش پورے ساندو سامان کے ساتھ گاتے  
بجالتے روانہ ہوئے جب مقام جحفہ میں پہنچے تو

جہیم بن صلت نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور ایک اونٹ اس کے  
بمراہ ہے۔ وہ اگر کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہے۔ قتل ہوا عقبہ بن ربیعہ اور شعیب بن ربیعہ اور ابو العکم بن  
ہشام یعنی ابو جہل۔ اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں۔ بعد ازاں اس شخص نے اونٹ کے ایک  
برچھا مار کر لشکر میں چھوڑ دیا۔ لشکر میں کا کوئی غمیا ایسا نہ تھا جس پر اس کے خون کے چھینٹے نہ پڑے

۱۔ مستدرک للحاکم ج ۳، ص ۱۹، مجمع الزوائد ج ۴، ص ۱۱، ۱۲،

۲۔ الہدایت و النہایت ج ۳، ص ۲۵۸،

۳۔ الامامہ ج ۴، ص ۳۵۰،

ہوں۔ ابو جہل کو جب اس خواب کی اطلاع ہوئی تو بہت برعزم ہوا اور یہ کہا کہ یہ بنی المطلب میں دوسرا نبی پیدا ہوا ہے کل کو جب مقابلہ ہوگا تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ میں ہم میں سے کون قتل ہوگا۔

بیش اور عدی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کے جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ جب مقام بدر پہنچے تو ایک ٹیلہ کے نیچے جہاں ایک پانی کا چشمہ تھا۔ اپنے اونٹوں کو بٹھلایا اتنے میں دو عورتیں دکھائی دیں جن میں سے ایک دوسری پر اپنے قرض کا قعندہ کرتی تھی تو اس نے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ شام سے آنے والا ہے، اس وقت منت و مزدوری سے جو کماؤں گی اس تیرا حق ادا کر دوں گی۔

مجدی بن عمر وجہی بھی پانی کے چشمہ پر موجود تھا اور یہ تمام گفتگو سن رہا تھا جب قرضدار عورت نے قرض خواہ عورت سے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ آنے والا ہے۔ اس وقت قافلہ کا کچھ کام کر کے تیرا حق ادا کر دوں گی تو مجدی نے یہ کہا۔ سچ کہتی ہے اور یہ کہہ کر بیچ بچاؤ کر دیا بیش اور عدی یہ سستے ہی اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اطلاع کی اطلاع دی۔

بیش اور عدی کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل و حرکت کی خبر لینے کی غرض سے اس مقام پر پہنچا اور مجدی بن عمرو سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔

مجدی نے کہا کسی کو نہیں دیکھا صرف دو سواروں کو دیکھا کہ اس ٹیلہ کے نیچے آکر اونٹ بٹھلائے اور پانی پلایا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر چلے گئے ابوسفیان فوراً اس مقام پر پہنچا وہاں کچھ میٹینیاں چڑی تھیں ایک میٹگنی کو اٹھا کر تو اس میں سے ایک گٹھلی برآمد ہوئی۔ ابوسفیان نے اس گٹھلی کو دیکھ کر کہا۔ خدا کی قسم۔ شیربہ رمدیہ کے کھجور کی گٹھلی ہے۔

نوراً وہاں سے واپس ہوا اور قافلہ کا رخ بدل دیا۔ اور ساحل کے راستہ سے قافلہ کو بچا کر صحیح سامنے گیا اور قریش کو یہ پیام دے کر بھیجا۔ انکم انفا خرجتم لمتنعوا غیرکمہ و بجاکم و اموالکم وقد نجاها اللہ فارجعوا۔ یعنی تم صرف اس لئے نکلے تھے کہ قافلہ کو اور اپنے آدمیوں کو اور اپنے اموال کو بچا لو اللہ نے سب کو بچالیا۔ لہذا تم سب مکہ واپس ہو جاؤ۔ ابو جہل نے کہا جب تک ہم بدر پہنچ کر تین دن تک کھاپی کر اور گاجا کر خوب مرے نہ اڑالیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

انفس بن شریق سردار بنی زہرہ نے کہا کہ اے بنی زہرہ تم فقط اپنے اموال کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ سو اللہ نے تمہارے اموال بچائے اب میں اڑنے کی ضرورت نہیں بے وجہ ہم کربلاک میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے جیسا کہ یہ شخص ابوہیل کہتا ہے لہذا تم واپس ہو جاؤ قبیلہ بنی زہرہ کے تمام لوگ اپنے سردار انفس بن شریق کے کہنے سے واپس ہو گئے اور بنی زہرہ میں سے کوئی شخص بھی بدر میں شریک نہیں ہوا اور دیگر بعض نے بھی یہی کہا کہ جب ہمارا قافلہ صحیح سالم بچ گیا تو اب جنگ کی کیا ضرورت رہی۔ مگر ابو جہل نے ایک نہ مٹتی اور بدر کی طرف روانہ ہوا۔

اور اودھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے بدر پر پہنچ گئے۔ مگر قریش نے پیچھے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقعوں کو اپنے لئے چھانٹ لیا۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ جگہ مناسب ملی۔ یہی تلامیہ میدان تھا جہاں چٹناہی دستارِ رخساریت میں چہرہ حسن و حسن جاتے تھے۔ حق جل و علانے بارانِ رحمت نازل فرمائی جس سے تمام ریت جم گیا۔ اور پانی جمع کرنے کیلئے مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنائے تاکہ پانی وضو وغسل کے کام آئے سورہ انفال میں حق تعالیٰ شانہ اس احسان کو ذکر فرمایا ہے۔

وَمِيزُوا عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً  
اور اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا  
لِيَطْهَرُوا عَنْكُمْ رِيحٌ وَجِبَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ  
تاکہ تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور

رَجَزَ الشَّيْطَانُ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ ۖ كُودَ اُورْتَاكَ تَحَارَے دِلوں کو مضبوط کرے  
وَيُحْيِيَّتْ بِهِ الْاَلْفَادَامَہ ۖ اُور تَحَارَے قد میں کو حمارے ۔

یہ پانی اگرچہ مسلمانوں نے اپنی ضرورت کے لئے جمع کیا تھا مگر نبی اکرم رحمت عالم۔ رات  
مجم نے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اس سے پینے کی اجازت دی۔

جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور زبیر بن عوام اور سعد بن  
ابی وقاص اور خند صحابہ کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا اتفاق سے ان کو وہ غلام ہاتھ آگئے  
ان کو پکڑ لائے اور دریافت کرنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ان غلاموں  
نے کہا ہم قریش کے ساتھ ہیں پانی لانے کے لئے نکلے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کہنے کا کچھ یقین  
نہ آیا اور یہ سمجھ کر ان کو کچھ مارا ۔

کشاہد مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کا کچھ حال بتلائی  
جب ان کچھ مار پڑی تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ  
کہا تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا، خدا کی قسم یہ قریش کے آدمی ہیں یعنی ابوسفیان  
کے بھراہیوں میں سے نہیں، آپ نے فرمایا کہ قریش کہاں ہیں ان غلاموں نے کہا واللہ اس مَقْنَفَسِ  
ٹیلے کے پیچھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہتے لوگ ہیں۔ جواب دیا کہ بہت ہیں۔ اپنے  
فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے، غلاموں نے کہا ہم کو ان کی شمار اور تعداد معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا  
مدناہ کھانے کے لئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ ایک دن نو اور ایک دن  
دس آپ نے فرمایا ہزار اور نو سو کے دو بیان ہیں۔

بعد ازاں آپ نے دریافت کیا کہ سر داران قریش میں سے کون کون ہیں۔ انھوں نے کہا  
کہ عقیبہ اور شعیبہ سپران ربیعہ اور ابوالہجتر بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خولید اور  
حارث بن عامر اور طعیمہ بن عدی اور نصر بن الحارث اور زمعہ بن اسود اور ابو جہل بن ہشام اور۔

امیہ بن خلف اور بنیہ اور بنیہ سپران حجاج اور سہیل بن عمرو اور مروان عبدود۔ یہ تین لوگ آپ امیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ مکہ نے آج اپنے تمام جگر گوشوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے۔ انھوں نے اس طرح آپ نے قریش کا حال معلوم کیا۔

## جنگ کی تیاری

جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی تیاری کی اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے سے آپ کے قیام کے لئے میلہ پر ایک چھپر بنایا گیا

ان سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔  
قال یا نبی اللہ الان نبی لک مرینا نکون  
فیہ ونعد عندک رکائبک ثم نلقی  
عدونا فان اعزنا اللہ و اظہرنا  
کان ذلک ما اھینا وان کانت الاخری  
جلت علی رکائبک فلحققت بہمن  
درائنا من قومنا فنقد تخلف  
عنک اقوام یا نبی اللہ ما نحن  
باشد لک حبا منهم ولو ظنوا انک  
تلقى حربا ما تخلفوا عنک یمنعک اللہ  
بہم یناھکون ویجاھدون معک  
فاثنی علیہ رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ

سعد بن معاذ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ کے لئے ایک چھپر نہ بنا دیں جس میں آپ تشریف رکھیں اور سواریاں آپ کے قریب تیار رکھیں پھر ہم دشمن سے جا کر مقابلہ کریں پس اگر اللہ نے ہم کو عزت دی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہماری مین تمنا ہے اور اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو آپ سواری پر ہو کر ہماری قوم کے بال بندہ لوگوں سے جا ملیں قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں اسے پیغمبر خدا ہم ان سے زیادہ آپ کے محب نہیں۔ اگر ان کو کسی وجہ سے اس میں بھی یہ گمان ہوگا کہ آپ کو جنگ کا سامنا ہوگا تو برگزینے کے ذریعے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی

لے۔ یہ انتہائی اخلاص ہے کہ باوجود انتہاء وجہ کے محب اور جان نثار ہونے کے زبان سے اور دل سے اس محبت کا کوئی دعویٰ ہے محب نفس رہی ہے جس کا اپنے اخلاص پر بھی نظر نہ ہو۔ ۱۲ منہ فغانہ



و سلم خیر اودعاله بخیر ثم  
بنی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلم عریق فکان فیہ .  
حفاظت فرماتا اور وہ نہایت اخلاص اور خیر  
خواہی سے آپ کے ساتھ جہاد کرتے۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے معدن معاذکی تعریف کی  
اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی بعد ازاں آپ  
کے لئے ایک چھپر بنایا گیا آپ اس میں رہے

یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر بنایا گیا جس پر کھڑے ہو کر تمام میدان کا راز نظر آتا تھا۔  
حضرت انسؓ حضرت عمرؓ سے راوی ہیں کہ جس شب کی صبح کو میدان کا زلزلہ گرم ہو گیا  
تھا اس شب میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام جم کو میدان کا زلزلہ کی طرف لے کر چلے تاکہ اہل مکہ  
کی قتل گاہیں ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیں چنانچہ آپ اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے  
جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے ہذا مخرج فلان غذا انشاء اللہ یہ ہے فلان کی قتل گاہ صبح کو  
انشار اللہ اور مقام قتل پر ہاتھ رکھ کر نام بنام اسی طرح صحابہ کو بتلاتے رہے قسم ہے اس خدا کی  
جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا کسی ایک نے بھی اس جگہ سے سز تو تجاویز نہ کیا جہاں آپ نے  
اپنے دست مبارک سے اس کے قتل کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ (رواہ مسلم)

باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل بندہ

بعد ازاں آپ اور آپ کے یار غار رفیق جان غار صدیق المہاجرین ابو بکر صدیق رضی اللہ  
عنہ اس غریش پر چھپیں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور صدیق الانصار سعد بن معاذ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپر کے دروازہ پر تھوڑے کرکھڑے ہو گئے تھے

۱۵۔ مسند احمد میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ کئی نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا آپ بھی بدین حاضر  
ہوئے تھے، اپنے فرمایا میں بد سے کہل غائب ہو گیا تھا اور حضرت انسؓ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے آپ کے ہمراہ  
گئے تھے میغیر من ہونے کے وجہ سے قتال میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی تھی اگر وہ  
آپ کا بدین میں شمار نہیں کیا گیا۔ زرقانی ص ۴۲۴ عہ یہ چھپر کچھور کی شاخوں کا تھا۔ طبقات ابن سعد

۱۶۔ زرقانی ج ۱ ص ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بدر کی شب میں کوئی شخص ہم سے ایسا نہ تھا جو سونہ رہا ہو سوائے آپ کی ذات بابرکات علیہ الف صلوات والفق والفق تہیات کہ تمام شب نماز اور دعا گریہ و زاری میں گزاری۔ اسی طرح صبح کو وہ الطہرانی وابن جریر وابن خزیمہ وغیرہم طلوع فجر ہوتے ہی آپ نے یہ آرازی الصلاۃ عبداً واللہ اے اللہ کے بندوں نماز کا وقت آگیا۔ آواز کا سننا تھا کہ سب جمع ہو گئے۔ آپ نے ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر اللہ کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی کی ترغیب دی (دعاہ ابن بی شیبہ و احمد وابن جریر وصحیح منقب کنز العمال ج ۹)۔

بعد ازاں آپ نے اصحاب کی صفوں کو سیدہ اکیا اور کفار کی مغفیں تیار تھیں ماہ رمضان المبارک کی شترہ تاریخ ہے اور جمعہ کا روز ہے کہ ایک طرف سے حق کی جماعت اور دوسری طرف سے باطل کی جماعت میدانِ فرتان کی طرف بڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی عظیم اٹھان جماعت کو پورے ساز و سامان کے ساتھ میدانِ کارزار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بارگاہِ انبوی میں یہ عرض کیا، اے اللہ -

اللهم هذه قریش قد اقبلت  
بنحیلة شها و فخرها اتحادك  
وتكذب رسولك اللهم  
فنصرک الذی وعدتني اللهم  
اجنهم الغداة -

یہ قریش کا گروہ ہے جو تکبر اور غرور کے ساتھ مقابلہ کئے آیا ہے نیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے اے اللہ اپنی فتح و نصرت نازل فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا، اور اے اللہ ان کو ہلاک کر،

سیرۃ ابن ہشام فتح الباری، باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم الی تزلزلت الارض والارض زلزلة عظیمة بعد ازاں آپ نے لشکر اسلام کو مرتب فرمایا۔ ترتیب اور صف آرائی کے وقت دست

۱۷۔ حق تعالیٰ نے یوم بدر کو یوم الفترتان فرمایا ہے یعنی حق اور باطل میں فرق اور فیصلہ کا دن اسی مناسبت سے اس نام پڑنے سے میدانِ فرتان سے تعبیر کیا ہے کہ اسی میدان میں اور باطل، زور و ظلمت کا فرق نمایاں ہوا۔ ۱۲۔

مبارک میں ایک تیر تھا نصف میں سے سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ فرما آگے کو نکلے ہوئے تھے۔ آپ نے بطور مطلق سواد بن غزیہ کے پیٹ پر تیر کا ایک ہلکا سا کوچہ دے کر فرمایا استویا سواد۔ اے سواد سیدھا ہو جا۔

سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ار جعتنی وقد بعثك الله بالحق والعدل فأقْدَنِي۔  
یا رسول اللہ اپنے مجھ کو درمند کیا اور تحقیق اللہ نے آپ کو حق اور عدل کے ساتھ بھیجا ہے میرا بدلہ دیدیجئے۔

آپ نے شکم مبارک پر اہن شریف کو اٹھا کر سواد سے فرمایا اپنا بدلہ لے لو۔ سواد رضی اللہ عنہ نے شکم مبارک کو گھس لگایا اور بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ شاید یہ آخری ملاقات ہو آپ صبر و بردہ رہئے اور سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے لئے و مائے خیر فرمائی۔ اصابعہ، ترجمہ سواد بن غزیہ الفاریسیؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکراً سلام کو مرتب اور اس کی صفوف کو صفوف ملائکہ کی طرح درست اور ہموار فرما کر عرش (چھپر) میں تشریف لے گئے صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ عرش میں داخل ہوئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار سے کر عرش کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔

ابو مخنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ۵

وُسِّيتَ صِدِّيقًا وَكَلَّمَكَ مَاجِرٌ  
آپ کا نام صدیق رکھا گیا۔ اور ہر مہاجر  
سَوَاكَ يُسْمَى بِاسْمِهِ غَيْرَ مَسْكِرٍ  
آپ کے سوا دوسرے نام سے پکارا جاتا ہے  
وَكُنْتُ حَبْلِيًّا بِالْعَرِيشِ الْمَشْهُرِ  
وَكُنْتُ حَبْلِيًّا بِالْعَرِيشِ الْمَشْهُرِ  
آپ کے اسلام کی طرف ہجرت کی اور اللہ گواہ ہے۔  
اور چھپر میں آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم نشین تھے

وَبِالْعَارِ اِذْ سُبِّحَتْ بِالْعَارِ صَاحِبَا وَكُنْتَ رَفِيقًا لِلنَّبِيِّ الْبَطْهَرِ  
اور علی بذانائیں بھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اسی وجہ سے آپ کو یارِ فاکر کہا جاتا ہے۔  
(استیعاب لابن عبد البر، ترجمہ ابی بکرؓ)

قریش جب مطمئن ہوئے تو آغاز جنگ سے پہلے عُمیر بن وہب جمعی کو مسلمانوں کی جماعت کا  
اندازہ لینے کے لئے بھیجا۔ عُمیر بن وہب گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ارد گرد بچھ کر واپس آئے  
اور یہ کہا کہ کم و بیش تین سو آدمی ہیں لیکن مجھ کو ذرا جھلت و دکریہ دیکھ آؤں کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے  
اور جماعت تو کہیں کمین گاہ میں چھپی ہوئی نہیں۔ چنانچہ عُمیر گھوڑے پر سوار ہو کر دُور دُور ایک چکر  
لگا کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کوئی کمین اور مدد نہیں لیکن اے گروہ قریش میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ  
مدینہ کے ادنیٰ موت (عمر قتل) کو اپنے اوپر لا دے ہوئے ہیں اس قوم کا سوائے ان کی تلواروں  
کے کوئی پناہ اور ہمالا نہیں، خدا کی قسم میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے جب تک اپنے مقابل  
کو نہ مارے گا اس وقت تک ہرگز نہ اٹا جائے گا۔ پس اگر ہمارے آدمی بھی انھیں کے برابر مارے  
گئے تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا رہا۔ سوچ کر کوئی رائے قائم کر لو۔

حکیم بن حزام نے کہا بالکل درست ہے اور اٹھ کر عقبہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید آپ  
قریش کے سردار اور بڑے ہیں کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمیشہ خیر اور بھلائی کے ساتھ آپ کا ذکر ہو رہا ہے  
عقبہ نے کہا کیا ہے حکیم نے کہا کہ لوگوں کو لوٹا مے چلو۔ اور عمرو بن حفصؓ کا خون بہا اپنے ذمہ سے لو۔  
عقبہ نے کہا میں عمرو بن حفصؓ کا خون بہا اور ویت کا ذمہ دار ہوں لیکن ابوجہل سے بھی مشورہ کر لو  
اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

## میدانِ کارزار میں عقبہ کی تقریر

اے گروہ قریش واللہ تم کو محمد (صلی علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے جنگ کے کوئی  
فائدہ نہ ہوگا۔ یہ سب تمھارے قرابت دار ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے باپ اور بھائی بنی الامیام اور

بنی الاخرال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے۔ محمد اور عرب کو چھوڑ دو، اگر عرب نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غلبہ دیا تو وہ بھی تمہارے لئے باعث عزت و شرف ہوگا کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم کے ہیں ان کا غلبہ تمہارا غلبہ ہے) دیکھو میری نصیحت کو رومیت کرو اور مجھ کو سفید اور نادان نہ بناؤ۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابو جہل کے پاس آیا۔ ابو جہل اس وقت زہرہ بن کر ہتھیار سج رہا تھا۔ میں نے کہا عقبہ نے مجھ کو یہ پیام دے کر بھیجا ہے۔

ابو جہل سنتے ہی عقدہ سے بھڑک اٹھا اور یہ کہا کہ عقبہ اس لئے بھی لڑائی سے جان چڑاتا ہے کہ اس کا بیٹا ابو ذلفہ مسلمانوں کے ساتھ رہے اس پر کوئی آپج نہ آئے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مابین فیصلہ نہ کر دے اور عمرو بن العفری کے بھائی عامر بن العفری کو ملا کہ یہ کہا کہ یہ تیرا حلیف، عقبہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے، عامر نے سنتے ہی داعلہ و اعمرہ ہائے عمرو ہائے عمرو کا نعرہ لگانا شروع کیا جس سے تمام فوج میں ہوش بھیل گیا۔ اور سب لڑائی کے لئے تیار ہو گئے (رفاؤد ص ۷۷) ابو جہل، عمار بن العفری کے خون کا ذکر، لوگوں کو محض جوش دلانے کیلئے کرتا تھا اصل مقصد جس کے لئے قریش مکہ سے نکلے تھے وہ کاروان تجارت کی حفاظت تھی جب وہ بچ نکلا تو لوگ جنگ کے لئے آمادہ نہ تھے اور قدم قدم پر واپسی کا مسئلہ زیر بحث آتا تھا، لہذا کسی علامہ کا یہ گمان کرنا کہ قریش محض عمار بن العفری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تھے بالکل غلط ہے، تمام روایات کے خلاف ہے۔

## آغاز جنگ

ابو جہل کی طعن آمیز گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ عقبہ بھی ہتھیار سج کر جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور گروہ

مشکین میں سب سے پہلے عبید بن ربیعہ ہی اپنے بھائی شعیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر میدان میں آیا۔ اور للکار کر اپنا تمباڑنا در مقابل طلب کیا۔

لشکر اسلام میں سے تین شخص مقابلہ کے لئے نکلے۔ عوف اور متوذسپہانِ حارث اور عبد اللہ بن رواحہ۔

عتبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ ان لوگوں نے کہا درہط من الانصار یعنی ہم گروہ انصار سے ہیں۔ عتبہ نے کہا انا بکم من حاجتہ یعنی ہم کو تم سے مطلب نہیں ہم تو اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں، اور شخص نے للکار کر یہ آمادگی۔

یا محمد اخرج الینا اکفاءنا اے محمد ہماری قوم میں سے ہماری جھڑکے ہم من قنومنا۔ سے لڑنے کو بھیج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ صفِ قتال کی طرف واپس آ جائیں اور حضرت علی اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث کو نامِ بنام مقابلہ کے لئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔ حسب الارشاد یہ تینوں مقابلہ کے لئے نکلے۔ چہروں پر چونکہ نقاب تھے اس لئے عتبہ نے دریافت کیا تم کون ہو عبیدہ نے کہا میں عبیدہ ہوں حمزہ نے کہا میں حمزہ ہوں علی نے کہا میں علی ہوں عتبہ نے کہا:

نعم اکفاء جدنا ہاں تم ہمارے جھڑاؤ برابر کے ہو اور محترم ہو۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

۱۔ عوف اور متوذ کے باپ کا نام حارث ہے اور ان کا نام عفر آد ہے۔ عفر آد بھی صحابی ہیں۔ حافظ عثمان فرماتے ہیں عفر آد میں ایک نامِ نصویمیت ہے جو کسی اور صحابی میں نہیں ہائی جاتی۔ وہ یہ کہ عفر آد نے اول نکاح حارث سے کیا حارث تین بیٹے ہوئے عوف اور متوذ اور عازہ۔ حارث کے بعد بکرم بن یاسل سے نکاح کیا جس سے چار لڑکے ہوئے، ایسا اور عائشہ اور خالدہ اور عاتکہ۔

اور یہ ساتوں بیٹے تین پہلے شہید ہوئے اور چار دوسرے شہید ہوئے سب کی کُل غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ایسی حالت میں کہ ساتوں لڑکے ہمیشہ شریک ہوئے ہوں صوف عفر آد رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ ۱۲۔ زرقانی ج ۲ ص ۱۴

توموا یا بنی ہاشم بعقکم اسے بنی ہاشم اس حق کے ساتھ جس کو اللہ  
الذی بحث اللہ بہ بینکم اذ نے تمہارے نبی کو دے کر بھیجا ہے یہ باطل کو  
جاءوا بآطلہم لیظفونہم انرا اللہ۔ کے کہ اللہ کا نور بجھانے آئے ہیں۔

## ذکر قتل عقبہ و شیبہ ولید

اس کے بعد جنگ شروع ہو گئی۔ عبیدہؓ عقبہ کے مقابلہ میں نکلے اور حمزہ شیبہ کے اور  
علیؓ ولید کے مقابل ہوئے۔

حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے تو اپنے اپنے مقابل کا ایک ایک ہی دامن کام تمام  
کر دیا۔ عبیدہؓ خود بھی زخمی ہوئے اور اپنے مقابل کو بھی زخمی کیا۔ بالآخر عقبہ نے حضرت عبیدہؓ پر تلوار  
ایسا دار کیا جس سے حضرت عبیدہؓ پر کٹ گئے حضرت علیؓ اور حمزہؓ اپنے اپنے مقابل سے فارغ ہو کر  
حضرت عبیدہؓ کی امداد کا پہنچنے اور عقبہ کا کام تمام کیا۔ اور عبیدہؓ کو اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آئے، عبیدہؓ کی  
پینڈلی کی ہڈی سے خون جاری تھا۔ عبیدہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا میں شہید ہوں اپنے فرمایا ہاں۔  
اس پر عبیدہؓ نے کہا کاش اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ ان کے اس فخر کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔

وَسَلِّمْ حَتَّى نَفْوَ عَ حَوْلَهُ وَنَدَّ هَذَا عَنْ آبْنَانَا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کر کے ہیں کہ جب ہم سب اُن  
سے پہلے قتل کر دیئے جائیں اور اپنے بیٹوں اور بی بیٹیوں سے بے خبر ہو جائیں اور اس کے بعد  
یہ شعر پڑھے :

فَإِنْ يَقْطَعُوا رَوْحِي فَنَاقِي مُسْلِمٍ أَوْ تَجِي بِهِ عَيْشًا مِنْ اللَّهِ عَالِيَا

۱۔ یہ محمد بن اسحق کی روایت ہے کہ عبیدہؓ عقبہ کے اور حمزہؓ شیبہ کے مقابلہ میں بنی ہاشم کی روایت میں اس کے  
برعکس ہے کہ عبیدہؓ شیبہ کے اور حمزہؓ عقبہ کے مقابلہ میں بنی ہاشم کی روایت میں اس کے برعکس ہے کہ عبیدہؓ شیبہ کے اور حمزہؓ عقبہ کے مقابلہ میں بنی ہاشم کی روایت میں اس کے  
ہیں ابوطالب کا ایک بیٹا اس وقت تک زندہ تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ شیبہ کے مقابلہ میں تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلوہم اعلیٰ  
والتفصیل فی باب دمار النجاشی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح ہجری باب نکل الی جبل جعفرؓ وندغانی میں

اگر کافروں نے میرا یہ کٹا دیا تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صلہ میں عترتِ وحل سے بہت ہی بلند عیش کا امیدوار ہوں یعنی پیرِ قطع ہو جانے سے یہ حیاتِ فانیہ قطع ہوگی۔ مگر اس کے بدلے میں ایسی حیات ملے گی جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔

وَابْتَسِمِ الْوَرَعُونَ مِنْ فَضْلِ مَوْلَانَا لِبَاسًا مِنَ الْإِسْلَامِ عَطَى الْمَسَاوِيَا  
 اے کیوں نہ امید کروں خداوند مہربان ہی نے محض اپنی مہربانی سے مجھ کو اسلام کا لباس پہنایا جس نے  
 تمام برائیوں کو ڈھانک لیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس جسم پر اسلام اور تقویٰ کا لباس نہ ہو تو وہ عریاں اور مجسّم ہے۔ عالم شہادت دے اے اگر آپس عریانی کا احساس نہ کر سکیں مکن عالم غیب کے رہنے والے اس بڑی کو ضرور محسوس کرتے ہوں گے۔ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ جب حضرت لبید مشوف باسلام ہوئے تو یہ شعر کہا: ۱۵

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا هٰٓؤُلَآءِ سَبِيْلًا يَّتَمَلَّكُ الْغَيْبُ عَلَيْهِنَّ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ حَتّٰى اَكْتَسَبَتْ مِنْ اِلٰهِ سَلَامٍ سِرًّا لَا يُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَلَهُ الْوَحْدَانِيُّ فَذَرُوهُمْ وَاَنْتُمْ رَوِّفُوْهُنَّ ۚ اُولٰٓئِكَ مَخْلُوْقَاتٌ خَفِيَ عَنْكُمْ ذِكْرُنَّ فَاَنْتُمْ تُخَالِفُوْنَ ۝

یہ شعری اسی کا مودی ہے اگر اندلیغی طوائف نہ ہوتا۔ تو کتاب وسنت سے کچھ اور شراب د  
ذکر کرتا حضرات اہل علم ادنیٰ تو جسے معلوم کر سکتے ہیں۔

فاصلہ : عقبہ اور شعیبہ - اصل میں جنگ سے اس نے جان چراتے تھے کہ اوّل تو عالمکہ اور پھر جبریل بن صلت کے خواب کیوجہ سے پریشان تھے اور پھر یہ کہ مکہ سے چلتے وقت یہ ماجرا پیش آیا کہ عداس رضی اللہ عنہ نے (جو عقبہ اور شعیبہ کے غلام تھے اور فرامینت سے تاب ہو کر طائف کی واپسی میں حضور کے دست مبارک پر مشرف ہو چکے تھے) جب عقبہ اور شعیبہ بدر کے لئے روانہ ہونے لگے تو جاتے وقت عداس نے عقبہ اور شعیبہ کے سر پر کپڑے اور یہ کہا :

۵۔ ایک روایت میں ہے کہ جب صحابہ نے یہ حالت دیکھی تو مفید ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت کے بیچ ہونے جیٹھ نکلنا نہ سارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک پر رکھ کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ اگر لوگ طاب زندہ برتے لہر کم کو کچھے تر وہ جان لیوے کہ ہم اس سے زیادہ اس شعور کے تحت ہیں جس کے بعد وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنک شہدائیکم کو یاد تیار کرکے فرشتہ ہوا اور انسانی جسم کی ابتدا و انتہا یہ ہے



بابی و امی انتہا واللہ انہ  
لرسول اللہ و ماتا قان الا  
الی مصار حکما۔  
میرے ماں باپ تم پر خدا ہوں خدا کی قسم وہ یعنی  
محمد بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نہیں ہانکے  
جارے ہر تم مگر اپنے اپنے مقتل و قتل گاہ

کی طرف اور دوڑے۔ عاص بن شیبہ نے حضرت عداس کو روکتے ہوئے  
دیکھ کر روئے کا سبب دریافت کیا تو عداس نے کہا کہ میں اپنے ان آقاؤں کی  
وجہ سے رہتا ہوں کہ دونوں اللہ کے رسول سے قتال اور جنگ کے لئے  
جارے ہیں، عاص نے کہا۔ کیا واقعی وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عداس کا نپاٹھ  
اور یہ کہا :

ای واللہ انہ لرسول اللہ الی  
الناس كافة۔ (صحابہ ترجمہ دلاؤں)  
ہاں خدا کی قسم تحقیق وہ اللہ کے رسول ہیں جو  
تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔  
عداس کا یہ کلام عقبہ اور شیبہ کے دل میں اتر چکا تھا کہ یہ سب لوگ مارے جائیں گے۔  
اس لئے عقبہ اور شیبہ جنگ سے جان چراتے تھے فقط ابو جہل کے طعن کی وجہ سے عقبہ اور شیبہ  
نے بسقت کی۔ ابو جہل بار بار عقبہ اور شیبہ کو بزدلی اور نامردی کا طعنہ دیتا تھا۔ اس لئے سب سے پہلے  
یہ دونوں جنگ کی طرف بڑھے تاکہ اپنے سے بزدلی اور نامردی کے طعنہ کو دور کریں ابو اسید  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا، اپنے تیروں  
کو دقت کے لئے بچا رکھنا۔ جب کا فر تم پر ہجوم کر دیں اور قریب آجائیں اس وقت تیر مارنا۔  
د بخاری شریفین غزوہ بدر)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ خداوندی میں عارفت

عقبہ اور شیبہ کے قتل کے بعد میدان کارنار گرم ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپرے  
برآمد ہوئے اور صحابہ کی صفوں کو بھوار کیا۔ اور پھر ابو بکر صدیق کو ساتھ لیے ہوئے عرش چھپرا

میں واپس تشریف لے گئے اور سعد بن معاذؓ تلوار لے کر چھپرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے حضورؐ پرورد نے جب اپنے اصحاب اور احباب کی قلت اور بے سرو سامانی کو اور اعداء کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا میں مشغول ہو گئے اور یہ دعا مانگتے تھے۔

اللَّهُمَّ افِ الْبَشَرِ عَهْدٌ اے اللہ میں تیرے عہد اور وعیدہ کی وفا  
و وعدك اللهم ان شئت لم کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے  
تعبد۔ تو تیری پرستش نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع و خضوع کی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ بارگاہ  
خداوندی میں کبھی سر بسجود تضرع و ابتهال نہاتے اور کبھی سائلانہ اور فقیرانہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر  
فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ دوش مبارک سے رواں گر گر پڑتی تھی۔  
حضرت علیؓ راوی ہیں کہ میں نے بدر کے دن کچھ قتال کیا اور آپؐ کی طرف آیا دیکھا کہ  
کہ آپؐ سر بسجود ہیں اور یا حسیٰ یا قیومؐ کہتے جاتے ہیں میں لوٹ گیا اور قتال میں مصروف  
ہو گیا اور کچھ دیر بعد پھر آپؐ کی طرف آیا پھر اسی حال میں پایا۔ تین مرتبہ اسی حال میں پایا پھر تھی  
بار اللہ نے آپؐ کو فتح دی۔ (رواہ النسائی والحاکم فتح الباری۔ باب قول اللہ تعالیٰ انا تنغيثون  
رکب صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بدر کا دن  
ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مکہ ایک ہزار ہیں اور آپؐ کے اصحاب تین  
سو سے کچھ زیادہ ہیں تو آپؐ عرشِ چھپرے میں تشریف لے گئے اور مستقبل قبلہ ہو کر بارگاہ خداوندی  
میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَ نَحْيِ اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو  
اللَّهُمَّ ان تَهْلِكْ هَذِهِ الْعَمَابَةِ پھلا دے۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک  
من اهل الاسلام لا تعبد في الارض ہو گئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی۔



غرض یہ کہ صدیق اکبر مقامِ رجائیں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ خوف میں۔  
**ایک شغبہ اور اس کا ازالہ :** شغبہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی طرف سے فتح اور نصرت کا وعدہ تھا تو حضور پُر نور کیوں اس درجہ مضطرب تھے۔

**جواب :** زبان و مکان اور کوئی واقعہ اور محل معین نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حق جل و علا کی شانِ بے نیازی پر تھی کہ وہ مالکِ مطلق ہے جو چاہے سو کرے۔  
 مقامِ ربوبیت کا ادب یہی ہے کہ باوجود وعدہ برحق کے اُس سے ڈرے اور یہ کھتا رہے کہ کوئی شئی کسی حال میں اس پر واجب نہیں بندہ کا کام مانگئے کا ہے وہ جو کچھ عطا فرمائے وہ اس کا فضل اور انعام ہے اور اگر وعدہ نصرت کا وقت معین بھی ہو تو اس میں یہ اتالی ہے کہ ممکن ہے کہ اس وعدہ کا وقوع اور تحقیق ایسے مخفی اسباب و شرائط پر معلق ہو جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت اور مصلحت کی بنا پر اپنے پیغمبروں کو بھی آگاہ نہ کیا ہو کہ اقال تعالیٰ وَلَا يُجِزِلُونَ بِشَيْءٍ اِنْ عِلْمِهِ اَكْبَرُ بِمَا شَاءَ عَزَّ وَجَلَّ اللہ تعالیٰ پر یہ امر واجب نہیں کہ کسی واقعہ اور کسی وعدہ کے اسباب و شرائط سے انبیاء کرام کو آگاہ کرے بسا اوقات حکمت بالغہ کا اقتضایہ ہوتا ہے کہ اہل تحقیق سرِ مکتوم رہے تاکہ بندہ کی نظر سے اللہ کی عظمت اور ہیبت اور شانِ لا ابالی اور جہل نہ ہر جائے۔

اس لئے حضراتِ انبیاء کرام کا اس طرح کی مبالغہانہ اور مضطربانہ دعائیں مانگنا۔ اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کو وعدہ خداوندی پر وثوق نہیں ہوتا بلکہ خداوندِ جلال کی لا ابالی کا خوف ان پر غالب ہوتا ہے۔  
 (ماخوذ از مدارج النبوة)

اس صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی نے عرض کیا:

كفناك مناشدتك و بك فانه بس الله سے آپ کا یہ سوال کافی ہے تحقیق وہ

سینجز لك ما وعدك . اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِذْ تَنْتَفِيشُونَ رِجْلَكُمْ فَاِنتِجَابَ لَكُمْ  
اَنِّيْ مَعَكُمْ بِاَمْنٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ  
مُرُوْنِیْنَ . وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی  
وَلِتَطْمَیْنُ بِہٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ  
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ  
حَكِیْمٌ ۝۴

یا ذکر اس وقت کہ جب تم اللہ سے فریاد کرو گے  
تھے پس اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں  
تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو  
مجھے بعد و گیسے آنے والے ہوں گے اور نہیں  
بنایا اللہ نے اس امداد کو مگر محض تمہاری بشارت  
اور خوشخبری کے لئے اور اس لئے کہ تمہارے دل

مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں مدد نہیں مگر اللہ کی جانب سے بے شک اللہ غالب

اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے، آپ اس وقت عرشِ دجیتر سے باہر تشریف لائے

اور زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ  
الدُّبُرَ ۝

عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی  
اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔

ابن السخنی کی روایت میں ہے کہ وہ مانگتے مانگتے آپ پر نیند طاری ہو گئی، غمزدگی ویر بعد

آپ بیدار ہوئے اور ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔

اٰ بشر یا ابا بکر انا لى نصر اللہ  
ہذا جبریل اخذ بعنان فرسہ  
یعودہ علی ثنایا العنبار ۝

اے ابو بکر تجھ کو بشارت ہو۔ تیرے پاس اللہ کی  
مدد آگئی۔ یہ جبریل امین گھوڑے کی باگ کپڑے  
ہارے ہیں دانتوں پر ان کے غبار ہے۔

## اہلِ سلام کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نزول

اول حق تعالیٰ نے ایک ہزار اور پچترن ہزار اور پھر پانچ ہزار فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لئے آکرے۔

**نکتہ:** جو عجمہ اس جنگ میں کفار و مشرکین کے امداد کے لئے ابلیس بعین اپنا شکر لے کر حاضر ہوا اس لئے حق جل و علانے مسلمانوں کی امداد کے لئے جبریل و میکائیل و اسرافیل کی سرکردگی میں آسمان سے اپنے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں اداس کے لشکر کے لگ بنی مدج کے مردوں کی شکل میں ظاہر ہوئے جیسا کہ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ ۱۵

اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں ہی کی شکل میں نمودار ہوئے جیسا کہ علامہ سہیل اور امام قرطبی نے تصریح کی ہے۔ ۱۶

اور جن حضرات کی امداد اور اعانت کے لئے آسمان سے فرشتے اترے وہ حضرات اگرچہ صورتہ انسان تھے مگر معنی فرشتے تھے اور بلاشبہ اس کا مصداق تھے۔

نقش آدم یک معنی جبریل رستہ از جملہ ہوا ذقال و قیل

ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ (جو صحابہ بدر میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ بدر کے دن فرشتے زرد رنگ کے عاموں میں اترے تھے موند سروں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ (دواہ ابن جریر باسناد حسن اور ایسا ہی ابن ابی حاتم نے زبیر بن عمام سے روایت کیا ہے اور زبیر رضی اللہ عنہ خود بھی بدر کے دن زرد علامہ بازھے ہوئے تھے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے عاموں کا رنگ سیاہ تھا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید تھا۔

حافظ سیوطی فرماتے ہیں صحیح روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عاموں کا رنگ زرد تھا۔ سیاہ اور سفید رنگ کے ہارے میں جس قدر بھی روایتیں ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ ۱۵  
**نگتہ ۱۰**۔ مجب نہیں کہ فرشتوں کے عاموں کا رنگ زرد و مسلمانوں کے فرحت و مسرت کے لئے رکھا گیا ہو اس لئے کہ زرد رنگ کو دیکھ کر فرحت و مسرت ہوتی ہے کما قال تعالیٰ :

صَفَرَاءَ فَانِعُ لَزَنَہَا سَمَرًا لِّلنَّاطِلِینَ ۝۱۵ دیکھنے والوں کو فرحت اور مسرت بخشا ہے۔  
 الحاصل حق جل شانہ نے مسلمانوں کی امداد کے لئے فرشتوں کا لشکر آسمان سے نازل فرمایا۔ اول تر ملا کہ کا نقطہ نزول ہی موجب خیر و برکت تھا جیسے غزوہ حنین میں فقط ملا کہ کا نزول ہی فتح کا باعث ہوا۔ کما یساقی انشاء اللہ تعالیٰ۔  
 دوسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کو روحانی طور پر تقویت پہنچائیں کما قال تعالیٰ۔

اِذْ یُوحِی رَّبُّکَ اِلَی الْمَلَائِکَۃِ اَنِّی مَعَکُمْ ۝۱۶ اس وقت کہ راؤ کہ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں  
 نَسَبْتُہَا لِّلَّذِینَ اٰمَنُوْا۔ ۱۷ کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم  
 اہل ایمان کو ثبات اور استقامت میں تروت پختاؤ

جس طرح حق تعالیٰ نے شیطان کو دلوں میں دوسے ڈالنے کی قدرت دی ہے  
 اسی طرح ملائکہ مگر میں کو دلوں میں نیک باتوں کے انقار کی قدرت عطا فرمائی ہے جس کو  
 لہذا اور ابہام کہتے ہیں۔ سو فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں میں خداوند فدا بجلال سے مکرشی کرنے  
 والوں کے مقابل میں سرفروشی اور جابجائی کا انقار کیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت  
 کرنے والوں کے مقابل میں ثابت قدم رہو لَعَمَّا لَہُمْ وَاُولٰٓئِکَ اَلنَّصِیْرُ تمہارا حامی

۱۵۔ زرقانی ج: ۱، ص: ۳۲۳۔ ۱۶۔ سورہ بقرہ، آیت: ۲۹۔

۱۷۔ سورہ انفال، آیت: ۱۲۔

اور مددگار ہے اور اُس کے فرشتوں کا لشکر تحاری پشت پناہی کے لئے حاضر ہے۔ پھر کیا فکر اور کیا غم ہے اور فتح و شکست کا مدار دلوں کی قوت اور ضعف پر ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

تیسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد اور قتال کا حکم دیا۔

چوتھا انعام یہ فرمایا کہ فرشتوں کو ان کا معین اور مددگار بنایا، اصل جہاد کرنے والے صحابہ تھے، فرشتے ان کے تابع تھے جیسا کہ مہم کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے۔

پانچواں انعام یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالنا کمال تعالیٰ سُنَّ بَقِيَ فِي تِلْكَ الْوَيْدِ كَفَرًا وَ الرَّعْبُ -

## فرشتوں کو طریقہ جہاد و قتال کی تعلیم

فرشتوں کو چونکہ آدمیوں کے قتل کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے ان کو قتل کا طریقہ بتلایا۔

فَاَضْرِبُوا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوا اے فرشتو! مارو کافروں کی گردنوں پر اور مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ لے کاٹ دو ان کے ہر لہر کو۔

ربیع بن انس سے مروی ہے کہ بد سنے دن، فرشتوں کے مقتولین انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پہنچانے جاتے تھے مقتولین ملائکہ کے گردنوں اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔ (فتح الباری باب ثہود الملائکہ بدن)

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان مرد ایک مشرک کے پیچھے درڑا اور پھر سے ایک کوڑے اور سوار کی آواز سنائی دی کہ اے جیزم آگے بڑھو۔ اس کے بعد جو اس مشرک



پرنظر پڑی تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ مشرک زمین پر چپٹ پڑا ہوا ہے۔ اور اُس کی ناک اور چہرہ۔  
کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا ہے۔

انصاری نے اگر یہ تمام واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے سن کر فرمایا۔  
تو نے سچ کہا۔ یہ تمیرے آسمان کی امداد تھی۔

صبح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے لئے  
یہ ارشاد فرمایا،

هذا جبرئیل آخذ بؤآس فوسہ یہ میں جبرئیل جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے  
علیہ اداة الحرب ہرے ہیں سامان جنگ سے آماستہ میں؛

و بخاری شریف باب شہود الملائکہ بدرًا۔)

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم نے یہ دیکھا کہ ہم میں کوئی  
شخص جب مشرک کی طرف اشارہ کرتا ہے تو قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچے اس کا سر کٹ  
زمین پر گر جاتا ہے، حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اور ان کے تلمیذ یہ بھی  
اور نیز ابن قیم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

سہیل بن سعد راوی ہیں کہ ابراہیم نے مجھ سے یہ کہا کہ اے بھتیجے اگر میں اد تو بد میں ہوتے  
تو میں تجھ کو وہ گھائی دکھاتا چھاں سے فشتہ بخاری امداد کے لئے برآمد ہوئے تھے جس میں  
کوئی شک اور شبہ نہیں رواہ الطبرانی و فیہ سلامۃ بن روح وثقہ ابن حبان وضعفہ غیرہ و غلطہ فیہ۔  
الحاصل جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور  
پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان کا جہاد و قتال کرنا۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے صراحتہ ثابت  
ہے جس میں کسی کے انکار اور شبہ کی گنجائش نہیں۔

فرشتوں کا گھوڑوں پر سوار ہونا یہ بھی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ ابلیح گھوڑوں پر سوار تھے یہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے اور کسی موقع پر قتال نہیں کیا۔ ہاں مسلمانوں کی نقطہ تائید اور تقویت اور بحیرہ جامت اور سکینت و طمانیت کیلئے فرشتوں کا نازل ہونا دوسرے مواقع میں بھی ثابت ہوا ہے مثلاً غزوہ حنین میں ملائکہ کا نزول سورۃ توبہ میں مذکور ہے، لکن انا قال تعلقے :

فَأَنزَلَ جُنُودَ الْأَمِّ تَزْوَهَا۔ اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔

مگر بخاری اور مسلم کی ایک حدیث سے میں غزوہ احد میں بھی جبرئیل و میکائیل کا قتال کرنا مذکور ہے لیکن وہ قتال تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ تھا۔ صرف فاطمہ بنت اسد علیہا السلام و انبیاء کی حمایت و حفاظت کے لئے تھا۔

**نکتہ :** چونکہ یہ عالم۔ عالم اسباب ہے، اس لئے حق جل و علانے عالم اسباب کی رعایت ہے۔ فرشتوں کو لشکر کی صورت میں مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل فرمایا اور نہ ایک ہی فرشتہ سب کے لئے کافی تھا۔ اہل ناعل تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس عالم میں اس کی قدرت کا ظہور اسباب اور وسائل کے ذریعے سے ہوتا ہے اس لئے عالم اسباب کے طریقے کے مطابق فرشتوں کا ایک لشکر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش سے باہر شریف لائے اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص میری تلوار اٹھائے اور صدق نیت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جہاد کرے گا اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔

۱۔ نعتانی - ج ۲، ص ۲۶۰ - ایضاً : ج ۱، ص ۱۱۵ - ۲۶۵

۲۔ فتح الہدی - ج ۱، ص ۲۲۳

عمر بن عام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت کچھ کھجوریں تھیں جن کے کھانے میں مشغول تھے۔ یہ ایک جب یہ کلمات طہیات ان کے کان میں پہنچے تو سستے ہی پھل اٹھے۔

بغیر افسوس و توبہ ان ادخل ماہ میرے اور جنت کے مابین ناخدا  
الجنة الا ان یقتلن ھوکما ۛ  
یہ کیا رہ گیا مگر من اتاک یہ لوگ بھوکے تھے کڑواں  
اور کھجوریں ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار سے کر جھاڑ شروع کیا اور کڑواں شروع کیا یہاں تک  
شہید ہو گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
عوف بن حارثؓ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ما یضحک الرب  
یا رسول اللہ پر دودھا کر کہ بندہ کی کیا چیز ہنسائی  
من عبدا  
ہے۔ یعنی خوش کرتی ہے۔

آپ ارشاد فرمایا۔ بندہ کا برہنہ ہو کر خدا کے دشمن کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگ دینا  
عوفؓ نے یہ سنتے ہی زہر آمار کر پھینک دی اور تلوار سے کرمال شروع کیا یہاں تک  
شہید ہو گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۱۵۔ ابن ہشام۔ ج : ۲ ، ص : ۱۸۔ طبقات ابن سعد ج : ۲۔ ص : ۱۶۱

۱۶۔ باپ کا نام حارث اور ماں کا نام غفراء ہے یعنی معاذ اور معوذ کے بھائی ۱۲۔

۱۷۔ یعنی جس آدمی سے بندہ کو خداوند خدا بجلال کی انتہائی رضامندی حاصل ہو جس مقام پر خوشنودی کے ساتھ بشارت  
کواس شہرت و محبت کا اظہار مقصود ہو وہاں بولنے والے کے حکم کا استعمال ہوتا ہے بلکہ انتہائی خوشنودی اور انتہائی  
رضامندی اور غایت محبت پر دلالت کرے اس لئے کہ آقا با اوقات اپنے ظلم سے راضی ہوتا ہے  
مگر اس کا انکار نہیں کرتا جب تک کہ غلط خوشنودی اور اس کے اظہار و دلالت پر ملامت کرتا ہے جیسا کہ طلحہ بن براء رضی اللہ  
عنہ کے حق میں حدیث میں آیا ہے۔

اللہم انی ظلمتہ یضحک الیک  
و یضحک الیک  
اے اللہ ظلم سے اس مال میں ملاقات فرما کہ وہ تیرے کو دیکھ کر  
ہنسنے اور تیرا سر دیکھ کر ہنسنے۔

یہاں اس ملاقات فرما کہ جو انتہائی رضامندی اور انتہائی محبت کرنا ہو کہ تیرے کو دیکھ کر ہنسنے اور تیرا سر دیکھ کر ہنسنے۔

## ابو جہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کے لئے جوش دلانا

عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل ہو جانے کے بعد۔ ابو جہل نے لوگوں کو یہ کہہ کر بہت اور جرات دلائی اور جنگ پر آمادہ کیا۔

اے لوگوں۔ عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے گھبراؤ نہیں ان لوگوں نے عجلت سے کام لیا تم ہے لات اور غزی کی تم اس وقت تک ہرگز داہیں نہ ہوں گے جب تک ہم ان کو رسیوں میں نہ باندھ لیں گے۔

اور اُس کے بعد ابو جہل نے اللہ سے یہ دعا مانگی اے اللہ ہم میں سے جو قرابتوں کا قطع کرنے والا اور فیہ معروف امور کا مرتکب ہو اس کو ہلاک فرما۔ اور ہم میں سے جو تیرے نزدیک سب زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو آج اس کو فتح اور نصرت دے۔

اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنْ كُنْتُمْ حٰزِمًاۙ فَكُنْ اَوَّلًاۙ كَمَا اَنْفَضٰۙ  
وَاِنْ تَنْتَحِرُوْا فَهِيَ رَٰسُكُمْۙ  
وَاِنْ لَّعَوْدُ وَاَنْعٰدٌۙ وَكُنْ نَّعِيۙ  
عَنْكُمْۙ يَنْفُكُمُ شَيْۡۡءٌۙ وَكُوۙ كُفُّوۙ  
وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيۙ  
اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو دیکھ لو تمھارے سامنے  
فتح آگئی اب اگر آئندہ کو باز آگئے لو تمھارے  
لئے بہتر ہے اور تمھاری جماعت ذرہ برابر تمھارے  
کام نہ آئے گی اگرچہ وہ جماعت کتنی ہی زیادہ  
کثیر نہ ہو۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے  
ساتھ ہے۔

(اخر جہ ابن اسحاق و الحاکم و صحیح ابی یوسف عن عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر) خصائص کبریٰ ج ۲۲

نادی السواد ج ۲ و قال ابن کثیر۔ اخر جہ الامام احمد و النسائی و رواہ الحاکم ثم قال صحیح علی شرط  
الشیخین و لم یخرجاه۔ البدایہ و النہایہ ج ۲

دلائلِ سبقت اور دلائلِ الٰہی نعم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل کی دعا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے پروردگار اگر (خدا نخواستہ) یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں کبھی تیری پرستش نہوگی۔ ایک طرف ابو جہل دعا مانگ رہا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول دعا تھے ماس کے بعد فریقین میں گھسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ اس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عریشِ چھپرے سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کو جہاد و قتال کی ترغیب دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخصیں خدا کی راہ میں مارا جائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کے اشارے سے ایک مشیتِ خاک لے کر مشرکین کے چہروں پر پھینک ماری اور صحابہ کو حکم دیا کہ کافروں پر حملہ کر و مشرکین میں کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ اور ہاتھ اور منہ میں یہ مٹی نہ پہنچی ہو۔

خواہی کو معلوم ہے کہ اس مشقتِ خاک میں کیا تاثیر تھی کہ اس سے پھینکنے ہی دشمن بھاگ اٹھے۔ اسی بارے میں یہ نازل فرمائی :

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ  
اللَّهُ رَمَاهُ ۚ

اور نہیں پھینکی وہ مشیتِ خاک آپ نے جس وقت  
کہ آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی ۔

یعنی ظاہراً اگرچہ آپ نے ایک مٹی خاک کی پھینکی لیکن ایک نہرا لشکر جزاؤ کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں اُس مشت خاک کے ریزوں کا پہنچانا آپ کا کام نہ تھا بلکہ یہ اللہ کا کام اس کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔

جب جنگ کی شدت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بڑا ہوا اور

۵۔ زندگانی۔ ج ۱۔ ۱ و ۲ ص ۱ و ۲۴ تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۲۴ : ۴۴

۷۔ - مشیتِ نیک کے پھیلنے کا واقعہ معجم طبرانی میں حکیم ابن خزام اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔ حنفیہ بھی فرماتے ہیں کہ حکیم ابن خزام کی روایت کی سند سن ہے اور ابن عباس کے روایت کے رجال - بنحوہ کے رجال ہیں۔

مجمع الزوائد . ۲۳/۷ . ۱۰۰ سورۃ الفأل ، آیتہ ۱ ، ۲

دیے چہرے خراب ہوئے اچھہ کہ ایک مٹی سے گزیرے قریش کی طرت پھیکے اور صحابہ کو حملہ کا حکم دیا۔ ایک کلمہ کی ہمت اور ایک لمحہ کا وقفہ نہ گورا کہ اصرار اللہ کے چہروں پر حسی اللہ معنی فطرت کا غبار چھا گیا اور آنکھیں ملنے لگیں۔ اُدھر مسلمانوں نے دھاوا بول دیا۔ ابن شہاب زہری اور عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشیتِ ناک کی عجب شان بنائی ہر شخص سرنگوں اور حیران تھا کہ کہاں اور کدھر جائے۔

مشیتِ ناک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا اور بڑے بڑے بہادر اور جانناز قتل اور قید ہونے لگے اور مسلمان، خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے اور گرفتار کرنے میں مشغول ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ دروازہ پر تلوار کے ذات تدسی صفات اور ننگی بہات علیہ افضل الصلوات والعتیات کی حفاظت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ قریش کو گرفتار کرنے میں مشغول ہیں اور سعد بن معاذ کے چہرہ پر ناگوارگی کے آثار اس درجہ نمایاں ہیں کہ گریا کر ابتر اور ناگواری کوئی محسوس شئی ہے جو سعد کے چہرہ میں رکھی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے سعد غالباً تجھ کو قریش کا گرفتار کرنا ناگوار ہے۔ سعد نے عرض کیا:

اجل د الله يا رسول الله کانت اول دقة او قعها الله تعالى باهل الشرك فكان الا شخان في القتل احب الي من استبقاء الرحال۔  
 اہل۔ خلوک تم یا رسول اللہ یہ پہلا حادثہ ہے۔  
 جواللہ تعالیٰ نے اہل شرک پر نازل فرمایا میرے نزدیک خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کا قتل اور خمر پینے والوں کے زندہ چھوڑنے سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

جن کے قلوب۔ حتی مل وعلاک تو حید و تفرید سے لبریز ہو چکے ہوں اُن کے دلوں میں

۱۔ یہ ترجمہ کتبہ فاکہ ہے اس نے روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

قولوا صد بہیں اور فانیہن صوا اور کفر فانیہن جماع الہیہ۔ تعقیب بلا ہمت کے لئے متعل

خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کے لئے کہاں گنجائش ہو سکتی ہے۔

نیز مخلوق باخلاق اللہ کا اقتضار بھی یہی ہے کہ شرک کو معاف دیکھا جائے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ      تحقیق اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا  
وَيَغْفِرُ مَا دُونَهُ لِمَنْ يَشَاءُ      البتہ جو گناہ شرک سے کم دیکھا ہوا اس کو معاف  
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ      کرو تیسرے جس کے لئے چاہے ہزار شخص اللہ کے  
إِسْمًا عَظِيمًا      ساتھ شرک ٹھہرائے اس نے بڑے ہی جرم کا

۱۵ ارتکاب کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے پیٹری یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ لوگ بنی ہاشم اور دیگر قبائل کے رضاء و رغبت سے نہیں بلکہ قریش کے محض جبر اور اکراہ سے آئیں ہیں۔ ان کو قتل نہ کیا جائے۔ ہمیں ان سے قتل و قاتل کی ضرورت نہیں لہذا تم میں سے جو شخص ابوالختری بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب کو پائے تو قتل نہ کرے اس لئے صحابہ بچائے قتل کے ان لوگوں کی گرفتاری کے درپے رہے۔

چنانچہ محمد بن زیاد و انصاری نے جب ابوالختری کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے۔

ابوالختری کے ساتھ ایک رفیق بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا جس کا نام مجناؤہ بن ملحیہ تھا۔ ابوالختری نے کہا میرا رفیق بھی محمدؐ نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ہم تیرے رفیق کو ہرگز نہیں نہیں چھوڑ سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مرتد تیری مابست حکم دیا ہے ابوالختری نے کہا خدا کی قسم یہ مجھ سے ممکن نہیں کہ میں اپنے ساتھی کو چھوڑ دوں۔ بل کہ مکہ کی عورتیں مجھ کو یہ طعنہ دیں گی کہ فقط اپنی جان بچانے کے لئے اپنے رفیق کو چھوڑ دیا۔ لہذا یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ کے لئے آگے بڑھا۔

۱۵۔ سورۃ نساء، آیت ۸۱۔ ۸۲۔ ابوالختری اگرچہ مشرک باسلام نہ ہوئے لیکن کفر کا یہ کچھ حامی نہ ہوگا۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کا ابوالختری کا وطن سے کبھی کبھی ناگوار کلام بھی نہیں آئی۔ اور قاطعاً وہ قاطعاً صمیم کا نقص میں پیش قدمی کی۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۱۵۰۔ اہدایۃ الہدایۃ ص ۲۴۰

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُوتٍ زَمِيكَهُ هَتَّى يَمُوتَ اَوْ يَمُوتَ سَبِيْلَهُ  
ایک شریف زادہ اپنے رفیق کی امانت اور دشگیری سے کبھی دشمن نہیں ہو سکتا یہاں تک مر جائے  
یا اپنا راستہ دیکھے۔

ابو الجحزی کا مقابلہ پر آنا تھا کہ مجذرمضی اللہ عنہ کی تلوار نے کام تمام کیا۔ اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ جَهَدْتُ قَوْمَ هَذَا نَافَاً لَمْ يَكُنْ يَكْتُمُ لَكَ  
ان یتأسفوناً قتلک به فابی الا ان یتأسفوناً قتلک به فابی الا ان  
یقاتلنی فقاتلته فقتله۔  
قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر  
بھیجا البتہ تحقیق میں نے ہڈی کرکشی کی ابو الجحزی  
قید ہو جائے اور میں اس کو آپ کی خدمت حاضر  
کردوں لیکن نہ مانا یہاں تک مقابلہ اور مقابلہ کیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔

## امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل

امیہ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا جس وقت  
جنگ بدر کا کوئی دم دھماکا نہ تھا اس وقت سعد بن مسعود کی زبانی کہہ ہی میں اپنے قتل کی پیشین  
گویی سن چکا تھا۔ اس لئے بدر کے موقع پر جنگ میں شریک ہونے سے جان چھوٹا اور جہل نے یہ کہہ کر  
اَدْرِ كُنْوَ عَيْنِي كَعَه۔ اپنے تھائی تالہ کی خبر لورہنی تالہ بانی سیان کی،

لوگوں کو جنگ کے لئے تہادہ کیا امیہ نے پہلو تہی کی۔ ابو جہل نے کہا اے ابو صفوان آپ  
اس وادی کے سردار ہیں آپ کی پہلو تہی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پہلو تہی کریں گے۔ ابو جہل  
برابر اصرار کرتا رہا۔ امیہ جب مجبور ہو گیا تو یہ کہہ کہ خدا کی قسم میں ایک نہایت عمدہ بہادریز و داؤد  
خریدوں گا تاکہ جب موقع ملے تو راستہ ہی سے واپس آ جاؤں اور اپنی بیوی اُم صفوان سے ہا کر  
کہا کہ سفر کا سامان تیار کر دے۔ ام صفوان نے کہا کیا تم کو اپنے پیشین بی بھائی کا قول ذکر تم محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھ سے لہے ہاؤ گے، یا نہیں دلا۔ امیہ نے کہا نہیں، خوب یاد ہے۔



میں ادا نہ جانے کا نہیں بھڑکی دند تک ساتھ جاتا ہوں اور پھر موتی پا کر واپس ہو جاؤں گا، اسی طرح تمام منزلیں طے کرتا ہوا بدست تک پہنچ گیا۔ بخاری شریف باب من یقتل بدرۃً۔ جب بدر کے میدان میں آیا تو بلال رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی جن کو امیہ مکہ میں گرم پتھروں پر لٹایا رہا تھا۔ بلال نے امیہ کو دیکھتے ہی انصار کو لٹکارا۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ امیہ قتل نہ ہو بلکہ گرفتار ادا سیر ہو جائے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس پہاڑ سے اس کو ہدایت نصیب فرمائی۔ اور ہمیشہ کے عذاب سے تجارت پائے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کے ہاتھ میں کچھ زہریں تھیں جو کافروں سے چھینی تھیں۔ ان کو تو زمین پر ڈال دیا اور امیہ اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بلال نے دیکھ کر آواز دی پکڑ کفر کے سردار امیہ کو نہ بچوں میں اگر امیہ بچ جائے۔ انصاریہ آواز سنتے ہی دوڑے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور امیہ کی طرف دوڑے عبدالرحمنؓ امیہ کے اوپر لیٹ گئے مگر انصاریہ نے اسی حالت میں پیروں کے نیچے سے تلواریں چلا کر امیہ کو قتل کیا جس سے عبدالرحمنؓ کے پیروں پر زخم آیا اور ہڈیوں تک اس زخم کا نشان باقی رہا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ فرمایا کرتے تھے خدا بلال پر رحم فرمائے میری زندگی میں بھی گئی اور میرے قیدی بھی ہاتھ سے گئے۔ صحیح بخاری کتاب الوکالہ

## ابو جہل عَدُوّ اللہ - فرعون اُمتِ رسول اللہ کا قتل

عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں بسکے دن صف میں کھڑا تھا اچانک نظر جوڑی تو دیکھا کیا ہوا کریمؐ دائیں بائیں انصار کے دو جوان ہیں۔ اس نے مجھ کو اندیشہ ہوا کہ لوگ آکر مجھ کو لڑکوں کے درمیان

۱۔ فتح ابوالی ج ۱، ص ۳۲۱

۲۔ اصل روایت صحیح بخاری کی ہے تو میں کی درمیان مبارک متلازی ابن عاتکہ کی عہدت کا ترجمہ ہے جس سے قتالی کی عہدیت کی شرح ہو جاتی ہے۔ فتح ابوالی ج ۱، ص ۳۲۲

کھڑا دیکھ نہ آگھیریں)

اسی خیال میں تھا کہ ایک نے آہستہ سے کہا اے چچا بھٹکے ابو جہل دکھاؤ کہ فرسائے میں نے کہا اے میرے بیٹے ابو جہل کو دیکھ کر کیا کر گئے اس نوجوان نے کہا میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابو جہل کو دیکھ پاؤں تو اس کو قتل کر ڈالوں، یا خود مارا جاؤں اس نے کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرتا ہے۔ تم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا ہونگا۔ یہاں تک ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہے نہ مر جائے۔

اُن کی یہ گفتگو سن کر دل سے یہ آرزو جاتی رہی کہ کاش میں بجائے دو لڑکوں کے دو مردوں کے امین ہوتا۔ میں نے اشارہ سے ابو جہل کو بتایا۔ سنتے ہی۔ شکرے اور باز کی طرح ابو جہل پر دوڑے اور اس کا کام تمام کیا۔ در بخاری شریف کتاب الجہاد باب من لم یخس الاسلاب، و بخاری شریف جلد دوم باب غزوہ بدر)

یہ دو نوجوان۔ عفرہ کے بیٹے معاذ اور معوذتہ تھے۔

عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم معاذ بن عمرو بن الجموح سے ملا دی ہیں کہ میں ابو جہل کی تاک میں تھا جب موقع پڑا تو اس زور سے تلوار کا دار کیا کہ ابو جہل کی ٹانگ کٹ گئی۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے درخت کے ٹکڑے میں مشرقت باسلام ہوئے، باپ کی حمایت میں معاذ کے شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ ماتھہ کٹ گیا لیکن تسمہ لگا رہا ماتھہ بیکار ہو کر لٹک گیا مگر بحان اللہ

۱۔ صحیح بخاری کی حمایت جو غزوہ بدر کے بیان میں مذکور ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اور معوذتہ عفرہ کے بیٹے ابو جہل کے قاتل تھے لیکن کتاب الجہاد کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ بن عفرہ اور معاذ بن عمرو الجموح تھے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ عفرہ کے بیٹوں کے ساتھ معاذ بن عمرو بن الجموح بھی شریک قتل تھے بلکہ معاذ بن عمرو بن الجموح ہی نے قتل میں زیادہ حصہ لیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنبھلے معاذ بن عمرو بن الجموح ہی کو دے لیا۔

اکنانی فتح الباہی ص ۱۱۱ غزوہ بدر درخت الباہی ص ۱۱۱ من لم یخس الاسلاب و نہ تقانی ص ۱۱۱

معاذ شام تک اسی حالت میں لڑتے رہے۔ جب ہاتھ کے ٹکٹے سے تکلیف زیادہ ہونے لگی تو ہاتھ کو قدم کے نیچے دبا کر زور سے کھینچا کہ وہ تسمہ علیہ ہر گز عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ مگر معوذ بن جعفر ابوجہل سے فارغ ہو کر لڑائی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

## فتح کے بعد ابوجہل کی لاش کی تلاش

ابوجہل اگرچہ زخمی خراب ہو چکا تھا لیکن زندگی کی رمت ابھی کچھ باقی تھی۔ اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ ہے کوئی کہ ابوجہل کی خبر لائے۔ عبد اللہ بن مسعود نے جا کر لاشوں میں تلاش کیا، دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ رمت باقی ہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابن اسحاق اور حاکم کی روایت میں ہے کہ انہو مسعود نے ابوجہل کی گردن ہر پیر کر کے یہ کہا۔

اِخْرَاکَ اللّٰہُ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ ذیل اور رسوا کیا تجھ کو اللہ نے اے اللہ کے دشمن اور بھانناں اس کا سر کاٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لاکر ڈال دیا۔ اور یہ عرض کیا:

ہَذَا رَاسُ عَدُوِّ اللّٰہِ ابی جہل یہ سر ہے اللہ کے دشمن ابوجہل کا۔

اُس نے فرمایا: اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کیا

یہ ابوجہل ہی کا سر ہے۔

میں نے عرض کیا:

نَعْمَ وَاللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غِیْرَہُ اُن قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود

نہیں۔ ومن بعد انہ بنی ادنیٰ لقاتل ابوجہل من راسہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ بن ابی بکرؓ

نجد ۲۰ زمانہ ۲۰

نہیں یہ ابو جہل ہی کا سر ہے

آپ نے اللہ کا شکر کیا اور تین مرتبہ زبان مبارک سے یہ فرمایا:  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي آغْرَا لِاسْلَاحِهِ  
 وَأَهْلِهِ - ۱۷  
 حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے اسلام  
 کو اور اسلام والوں کو عزت بخشی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سجدہ شکر بھی، اور فرمایا دُعمدۃ القاری باب قتل ابی جہل،  
 اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے (اس شکر یہ میں) ایک دو گانہ پڑھا۔ رواہ ابن ماجہ  
 عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ - ۱۸

ایک روایت میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں ابو جہل کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا  
 ابو جہل نے آنکھیں کھولیں اور کہا اسے بکریوں کے چرانے والے البتہ تو بہت ارپٹے مقام پر چڑھ بیٹھا  
 ہے، میں نے کہا -

الحمد لله الذي ملكني من ذلالي حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو یہ قدت دی  
 پھر کہا کس کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو، پھر کہا تیرا کیا ارادہ ہے  
 میں نے کہا تیرا سر قلم کرنے کا۔ کہا کہ اچھا یہ میری تو ارادہ ہے اس سے میرا سر کا شمار بہت تیز ہے تیری مراد  
 اور مدعا کو جلد پورا کرے گی اور دیکھو میرا سر شاؤن کے پاس سے کاٹنا تاکہ دیکھنے والوں کی نظروں میں  
 مہیب مہینا نہ معلوم ہو۔

اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرٹ واپس ہو تو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ میرے دل میں نسبت  
 گزشتہ کے آج کے دن تمھاری عداوت اور بغض کہیں زیادہ ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں  
 میں نے اس کا سر قلم کیا اور لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے  
 دشمن ابو جہل کا سر ہے اور اس کا پیام پہنچا دینا آپ نے اللہ اکبر کہا۔ اور فرمایا کہ یہ میرا اور میری امت کا  
 فرعون تھا جس کا سر اور نقشہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے مشابہت سے کہیں بڑھ کر تھا۔ موسیٰ

۱۷ - فتح الباری ج ۱، ص ۲۳۰

۱۸ - البدایہ و النہایہ ج ۳، ص ۲۸۹

علیہ السلام کے فرعون نے مرتے دت تو ایمان کا کلمہ پڑھا مگلا امت کے فرعون نے مرتے دت بھی کفر اور تکبر ہی کے کلمات کہے اور ابو جہل کی نوار بن مسعود کو عطا فرمائی۔ کہانی شرح المیزان الکبیر الامام السرخسیؒ  
یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضاں و کمالات میں تمام انبیاء و مسلمین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے افضل و بزرگ تھے۔ اسی طرح آپ کی اُمت کا فرعون تمام اُم کے فراعنہ سے کفر اور شقاوت میں بڑھ کر تھا کہ مرتے دت بھی اُس کی آنکھ نہ کھلی اور کلمات موت نے بھی اس کے کفر اور تکبر کو متزلزل نہ کیا بلکہ کفر اور تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔ (اعاؤنا اللہ تعالیٰ من ذلک آمین)

(نکتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کی طرف جانے کا قصد فرمایا تو یہ ارشاد فرمایا:

يَلْتَمِعُ مَعِيَ مَنْ لَمْ يَكُنْ فِي قَلْبِهِ  
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَامَ ابْنُ مَسْعُودٍ  
فَحَمِلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَعَ نَفْسِهِ رُبَا يَشْرُطُ الْهَدْيَةَ لِمَنْ أَخَذَ بِهَا  
مِيرے ساتھ چلنے کے لئے وہ شخص اُٹھے جس کے  
دل میں ذرہ برابر تکبر نہ ہو آپ اس ارشاد کے بعد  
ابن مسعود کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اُن کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

عجب نہیں کہ ابو جہل کے آخری تسل کی سعادت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس نے حاصل ہوئی ہو کہ یہ اللہ کے خاص بندے تھے جن کا قلب تکبر اور غرور کے شوائب سے پاک اور منور تھا اور ابو جہل غرور محترم اور سراپا تکبر تھا جس کے قلب میں جز ملایہ تجرئی کے مقدار بھی تواضع کا نام و نشان نہ تھا۔

اس لئے ابو جہل کا قتل حق بل و علانے ایسے مبارک اور مسعود شخص کے ہاتھ سے مقدر فرمایا کہ جبرائیل کا ایسا خاص بندہ ہو کہ جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی غرور اور تکبر نہ ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علما اتم و احکم رضی اللہ تعالیٰ عن عبداللہ ابن مسعود وارضاه وجزاه عن الاسلام ایچہ ویرضاه آمین  
شاید اسی وجہ سے صحابہ اور تابعین میں جب با کسی تین ذرہ نسبت کے جبرائیل بلا یا تھا تو جبرائیل بن مسعود رضی اللہ عنہ مردے جاتے تھے کہ ان میں ہدایت کی ایک خاص شان تھی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم



سحر کہ بد میں حضرت زبیر کے زخم آئے ایک زخم شانہ پر اس قدر گہرا آیا کہ عروہ بن زبیر بچپن میں اس زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے عروہ بن الزبیر سے کہا تم زبیر کی تلوار پہچانتے ہو۔ عروہ نے کہا۔ ہاں۔ عبدالملک نے کہا کس طرح۔ عروہ نے کہا۔ اس میں ہمد کے دن دندانے پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے کہا سچ کہتے ہو۔ اور تائید کے لئے یہ مصرع پڑھا:

بہن فلول من قدام الکتاب۔ ان تلواروں میں دندانے ہیں بڑے بڑے  
رمح بخاری غزوہ ہمد۔ لشکروں کے مارنے سے۔

## اسیرانِ بدر

بعد از فتحِ یمن پر واپسی کا خاتمہ ہوا قریش کے ستر آدمی تعلق اور ستر گرفتار اور اسیر ہوئے مقتولین کی لاشوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا مگر امیہ بن خلف کو اس کی لاش اس قدر پھول گئی تھی کہ جب زرد نکالنے کا ارادہ کیا تو اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اس لئے وہیں مٹی میں دبادی گئی یہ

جب عقبہ بن سیر کی لاش کنویں میں ڈالی جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عقبہ کے بیٹے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر حزن اور ملال کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو حذیفہ کیا باپ کی اس حالت کو دیکھ کر تیرے دل میں کچھ خیال گزرا ہے۔ ابو حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم کوئی خیال نہیں صرف اتنی بات ہے کہ میرا باپ صاحبِ لائے اور حلیم اور بردبار اور صاحبِ فضل تھا۔ اس لئے امید تھی کہ یہ فہم و فراست اسلام کی طرف رہنمائی کرے گی۔

۱۰۵۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں برابر بن عازبؓ سے اور صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے اور صحیح جمع ہے اس لئے کہ اس پر تمام اہلِ سیر کا اتفاق ہے کہ جب غزوہٴ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو امدت حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسلی کے لئے یہ کیمت نازل فرمائی۔ اولاً اصابتکم مصیبتہ فقد اصابتہم مثلیہا راجع اباری ص ۲۳۲ اب من فضل من شہد بدماکہ ایک باب بعد فافہم۔ ۱۰۶۔ زرقانی ۵/۱۱۵ ص ۳۲۔

عین جب اس کو کفر پر مسموم کیا تو کھاتا رہا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

## مقتولین بدر کی لاشوں کا کنوئیں میں ڈلوانا

انس بن مالک ابو طلحہؓ سے راوی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس سردارانِ قریش کی لاشوں کے متعلق ایک بنائیتِ ضعیفہؓ، ناپاک اور گندہ کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا کنوئیں میں جرڈ سے گئے وہ سردار کفار تھے اور باقی مقتولین کسی اور جگہ ڈلوا دیئے گئے۔

اور آپ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی قوم پر غلبہ اور فتح پاتے تو تین شب وہاں قیام فرماتے۔ اسی عادت کے مطابق جب تمیمہؓ روز ہراتو آپ نے سواری پر زین کسے کا حکم دیا جب حکم پھر آپ چلے اور صحابہ آپ کے پیچھے چلتے تھے صحابہ کہہ کر خیال تھا کہ شاید کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ اس کنوئیں کے کنارے پر ہوا کھڑے ہوئے اور نام بنام فلاں بن فلاں کہہ کر آواز دی اور یا عتبہؓ اور یا شعیبہؓ اور یا امیہؓ اور یا اباجہلؓ اس طرح نام لے کر پکارا اور یہ فرمایا تم کو یہ یہاں چھانہ معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے تحقیق جس چیز کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا ہم نے اس کو حق پایا کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پایا۔

یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابنِ اثیرؒ کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے اسے گھیسے والوں

۱۔ مقتول ترستہ تھے لیکن اس کنوئیں میں مرنے چوبیس سردار ڈالے گئے باقی مقتول کسی اور جگہ پھکوا دیئے گئے  
 دفعہ اباری ج ۲ باب تل ابی جیل

۲۔ ایمان طارہ ہے اور کفر بنامست ہے۔ لا تزل تھالی۔ انھا المشرکون نجس۔ اہلِ قریش کی لاشوں کے لے لیا جی کنواں مناسب تھا۔ کفر کی جنابت۔ ایمان ہی کے فعل سے نازل ہو گئی ہے۔ کفر عالمِ فیض میں حدتِ اکبر ہے۔ سردارانِ طہارت کبریٰ بمنزلِ فضل کے ہے اور کفر کے تمام شعبے میں معاصی اور ذل بمنزلِ حدتِ صغیر کے ہیں۔ اور ایمان کے تمام شعبے میں طاعات طہارت صغیر بمنزلِ فضل کے ہیں۔ خانہ ۱۲۔ بمقتلِ بحث اللہ اللہ العزیز وجہ العدا کے بیان میں آئے گی۔  
 اللہ الموفق وہاں مستعان



تم اپنے نبی کے حق میں بہت برا قبیہ تھے تم نے مجھ کو جھٹلایا اور لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے جھکو نکالا۔ اور لوگوں نے ٹھکانہ دیا تم نے مجھ سے قتال کیا اور لوگوں نے میری مدد کی۔ امین کو تم نے خان بتلایا۔ اور صادق کو کاذب کہا۔ اللہ تم کو بری جزا دے۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے غرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ بے جان لاشوں سے کلام فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس فات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے کلام کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے بلکہ

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک طویل قصیدہ میں فرماتے ہیں:

بنا دیہم رسول اللہ لہما      قد فتنا ہم عجاکب فی القلب  
جب ہم نے ان کی جماعتوں کو کنوئیں میں پھینک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا داند کی۔  
المرتجد واکلامی کان حقاً      وامر اللہ یاخذ بالصلوب  
کیا تم نے میری بات کو حق نہیں پایا اور اللہ تو لوگوں کا مالک ہے۔

فما نطقوا ولسو نطقوا فقالوا      صدقت وکنت ذارأی مصیب  
پس کوئی جواب نہیں دیا اور اگر بالفرض جواب دیتے تو یہی کہتے کہ آپ نے سچ کہا اور آپ ہی کی رائے صائب اور درست تھی۔

(فائدہ کا) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الجملہ میت بھی سنا ہے مجبور صحابہ و تابعین کا بھی مسک ہے اہل المؤمنین فاشتر صدیقہ ساغ موتی کی منکر نہیں تفصیل کے لئے کتب حدیث کی مراجعت کی جائے اور مدارج النبوة کی بھی مراجعت کریں۔

## فتح کی بشارت کے لئے مدنیہ منورہ قاصد روانہ کرنا

بھانڈاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح مبین کی بشارت اور خوشخبری سنانے

کے لئے مدینہ منورہ قاصد روانہ فرمائے اہل عالیہ کی طرف عبداللہ بن رواحہ کو اور اہل سافلہ کی طرف زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا۔

اساتذہ بن زید فرماتے ہیں کہ یہ بشارت اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی جس وقت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دے رہے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضور پر نور عثمان غنیؓ کو مدینہ بھجوا دئے تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان بدر میں شریک نہ ہو سکے، مگر چونکہ یہ خلف حضور پر نورؐ کے علم سے تھا اس لئے حضرت عثمان عکما بدر میں شامکے گئے میں نے دیکھا کہ زید بن حارثہ کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور زید مصیقت پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں مارا گیا مقبر بن ربیعہ اور شعیبہ بن ربیعہ اور ابوہریرہ بن ہشام اور عقب بن الاسود اور ابوالجختری بن ہشام اور امیتہ بن خلف اور نسیاء و زبنہ پس ان حجاز میں نے کہا اے باپ کیا یہ خبر سچ ہے زید لے کہا۔ ہاں خدا کی قسم باطل حق ہے۔

زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ روانہ فرمانے کے بعد آپ روانہ ہوئے اور اسے اپنی جہاں قافلہ آپ کے ہمراہ تھا مال غنیمت عبداللہ بن کعب انصاری کے سپرد فرمایا۔ جب آپ مقام روماء میں پہنچے تو آپ کو کچھ سلمان ملے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس نسخہ میں کی مبارک باد دی اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کس چیز کی مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم بڑھئیوں سے پالا پلا۔ رومی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ان کو ذبح کر کے ڈال دیا۔

یعنی ہم نے کوئی پٹلا کام ہی نہیں کیا جس پر ہم مبارک باد کے مستحق ہوں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور یہ فرمایا یہی تو مکہ کے سادات اور اشراف تھے

## مال غنیمت کی تقسیم

فتح کے بعد ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں تین روز قیام فرمایا۔ تین روز قیام کے

بعد نہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مال غنیمت عہد بن کعب کے سپرد فرمایا اور مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ ہنزہ مال غنیمت کی تقسیم کی ذریعہ نہیں آئی تھی کہ اصحاب بدہ میں مال غنیمت کے تقسیم میں مختلف رائے ہو گئے جہاں یہ کہتے تھے کہ مال غنیمت ہمارا حق ہے کہ ہم نے کافرین کو قتل کیا۔ بڑھ سے جو کچھ جھنڈل کے نیچے رہے اور قتل و قتال میں زیادہ حصہ نہیں لیا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم کو بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے اس لئے کہ جو کچھ فتح ہمارے ہی ہشت پناہی سے فتح ہوا، اگر خدا نخواستہ تم کو شکست ہوتی تو ہماری ہی پناہ لیتے اور ایک جماعت کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہی تھی وہ اپنے کو اس مال کا حق سمجھتی تھی۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یَسْمُوْكَاتٍ غَنَیُّ الْاَنْفَالِ قُلِبِ الْاَنْفَالِ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ  
آپ سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے یعنی مال غنیمت کے مالک حق تعالیٰ اور رسول اللہ اللہ کے نائب ہیں جس طرح مناسب سمجھیں تقسیم کر دیں مقام صفراء میں پہنچ کر آپ نے یہ تمام مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔  
علاوہ ازیں مال غنیمت میں سے اُن آٹھ آدمیوں کو بھی حصہ دیا، کہ جو آپ کے حکم سے یا اجازت سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

(۱۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔  
(۱۲)۔ طلحہ بن عبید اللہ۔

(۱۳)۔ سعید بن زید، ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے ابرسعیان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔

(۱۴)۔ ابوالبہان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے۔  
(۱۵)۔ عاصم بن عدی اُن کو عادیہ میں چھوڑ گئے تھے۔

۱۶۷۔ حارث بن حاطب ان کو کسی وجہ سے بنی عمر بن عوف کی طرف واپس لوٹا دیا تھا۔  
 ۱۶۸۔ حارث بن الصمہ۔

۱۶۹۔ خوات بن جبر رضی اللہ عنہم۔ یہ اصحاب اگرچہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ دیا اور بدر میں میں شامل فرمایا واللہ اعلم۔  
 فائدہ ۱۔ جانا چاہیے کہ یہ آیت یعنی یَسْتَلُونَكَ عَنْ الْأَنْفَالِ وِسَارَہِ تَقْسِیمِ غَنَامِ محل ہے اور دَعَاؤُكُمْ لَمْ یَنْ شَأْنِہِ فَأَنْتَ لِلَّہِ خَمْسَةُ الْاَیَہِ منقول ہے جس مال غنیمت کی تقسیم کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ابو عبید اس طرف گئے ہیں کہ غنایم بدر میں سے غنم نہیں نکالا گیا مگر امام بخاری اور امام ابن جریر وغیر اس طرف گئے ہیں کہ غنایم بدر میں سے غنم نکالا گیا تھا جیسا کہ صحیحین میں حضرت علی سے ان دو اونیوں کے بارے میں کہ جن کے کو بانوں کو حضرت مزمنے کاٹ ڈالا تھا منقول ہے کہ ان میں سے ایک ٹٹنی وہ تھی کہ جو بدینے غنم میں سے ان کو ملی تھی حافظ ابن کثیر نے یہ کہی قول صحیح اور راجح ہے۔ اور اسی مقام صفر امین پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں میں سے نصر بن ماث کے قتل کا حکم دیا۔ اور صفر سے چل کر جب مقام عرق الطبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا۔ اور اسی جگہ اس کی گردن ماری گئی تھی

نصر بن حارث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور عقبہ بن ابی معیط کو عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور باقی قیدیوں کو رہ کر حضور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

فائدہ ۲۔ نصر اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے بد زبان اور دریدہ دہن تھے۔ قول اور فعل سے آپ کی تذلیل اور توہین سب و قسم میں استہزاء اور تمسخر میں، اہل تہذیب و تمدن سے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اس لئے خاص طور پر تمام قیدیوں سے صورت ان دو کی گردن مارنے کا حکم دیا اسی عقبہ بن ابی معیط نے جبکہ آپ بارگاہ خداوندی میں سرسجود

۱۔ ابن الاثیر ج ۲، ص ۵۱۰

۲۔ البدایہ والنہایہ ج ۵، ص ۳۰۱ : ۳۰۲

۳۔ نہدقانی ج ۱، ص ۲۶۹

تھے۔ آپ کی پشت مبارک پر ہانڈ کی اوجھلا کر رکھی تھی اور آپ کا گلا گھونٹا تھا، دلائل ابی نعیم میں  
 ہا سنا صحیح ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اور پر تھوکا  
 تھا۔ انرض ذات قدسی صفات (علیہ الف الف صلوات والفت الف التحیات)  
 کا استہزار اور مسخر تو اس کی غذا ہی تھی۔

نَبِیُّ آفَکَہ کا مقابلہ اور مقابلہ۔ محاربہ اور مجاہدہ اگرچہ جرم عظیم اور خسران میں ہے لیکن اللہ  
 کے فیہی کی شان میں گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنا سببِ قتل و کربا۔ اس کے ساتھ استہزار و مسخر  
 کرنا یہ جرم، محاربہ اور مقابلہ کے جرم سے کہیں زیادہ شدید اور سخت ہے، کیونکہ یہ منصبِ نبوت کی  
 توہین ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس مسئلہ مفصل کلام پھر کسی موقع پر کریں گے۔ حضراتِ اہل علم اس سند  
 کی تحقیق کے لئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ قدس اللہ سرہ کی کتاب الصارم المسلول علی شاتم  
 الرسول، کی مراجعت فرمائیں جو اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے۔

انرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منزل بمنزل ٹھہرتے ہوئے اور قیدیوں کا قافلہ ہمراہ لے کر ہجرت  
 مدینہ منورہ پہنچے۔

## اسیرانِ بدر کی مسلمانوں میں تقسیم اور ان کے ساتھ سلوک احسان کا حکم

مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا۔

استوصوا بالاساری خیدا قیدیوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرو

رواہ الطبرانی فی المعجم وقال الحافظ البیہقی اسنادہ حسن

چنانچہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ جن کے پاس قیدی تھے وہ آؤں کھانا قیدیوں کو کھلاتے اور

بعد میں خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خود کھجور پر اکتفا کرتے۔

۱۔ انصاف الکبریٰ ۵ : ۱، ص ۱۰۰

۲۔ یہ کتاب دائرۃ المعارف میدراہادکن میں ملے ہوئے، کتاب کا ج ۱۰۰ صفحہ ہے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مینی بھائی ابو عمر بن عمیر بھی قیدیوں میں تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے حم گھر میں تھا ان کا یہ حال تھا کہ صبح و شام جرتھوڑی بہت روٹی پکیتی وہ ترجمہ کو کھلا دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ میں شرماتا اور ہر چند اصرار کرتا کہ روٹی آپ کھاؤں لیکن نہ مانتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قیدیوں کے ساتھ سلوک کا حکم دیا ہے قال البیہقی رواہ الطبرانی فی الصغیر والنکیر واسنادہ حسن۔ (مجمع الزوائد ص ۳۶۳)

## اسیرانِ بدر کی بابت مشورہ

مدینہ منورہ پہنچ جانے کے چند روز بعد آپ نے صحابہ سے اسیران بدر کے بارہ میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ اس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسیران بدر کے بارہ میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا کہ اس بارہ میں رائے دیں۔ اور اجتہاداً انہ خود یہ ارشاد فرمایا

إِنَّ اللَّهَ أُمْكِنَكُمْ مِنْهُمْ

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مناسب یہ ہے کہ سب کی گردن اڑا دی جائے

رحمت عالم رافت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لائے کو پسند نہ فرمایا اور دوبارہ یہ ارشاد فرمایا،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَّنَكُمْ

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی اثناءِ احکام منہم کہہ کر غفواً ترجمہ کی طرف اشارہ فرمایا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے جب قتل کا مشورہ دیا تو وہ بارہ مرتبہ تاکید کے ساتھ غفواً ترجمہ کی عین فرمایا کہ تدریک بعد غفواً خاص کر اپنے بھائیوں کے مکامِ اخلاق ہے، لکن یہ کلام عرب میں خدا سے بعید کئے مستعمل ہوتا ہے یعنی لے رہا ہو کر حضرت سے بعید یا ان کو پائیدہ کہ غفواً ترجمہ سے قریب ہر ماہ ۱۲۔ اور یہ اللہ میں کلمہ یا کما استعمال کے یہ سننے ہیں کہ اے اللہ ہم گناہگار بنی نالائق ابداً کہہ کر کلام کی وجہ سے تیری رحمت کو دور باڑے میں، ہم غفواً فنا ہو گئے رحمت اپنی رحمت قریب فرما جس میں رحمت بعدوں کے ساتھ رگ جان زیادہ قریب ہے لیکن باوجود اس قرب کے اس کے سے غفون یا کما استعمال کا خدا سے بعید کئے واقع ہوا ہے وہ اسی معنی کر ہے جو ہم سے یا لے۔ غافہ ۱۲

ذَاتِ مَا هَلُمَّ أَخْوَانَكُمْ لَا مَسَ اور کل یہ تمہارے بھائی تھے۔

حضرت عمرؓ نے پھر وہی عرض کیا۔ آپؐ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں (مسند احمد) و قال ابوشی رواہ احمد عن شیخہ علی بن عاصم بن صیب و بہر کثیر الخطا لایرجح اذا قیل لا الصواب و لقبہ رجال احمد رجال یصح لہ

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے علی کو کم دیا کہ وہ اپنے بھائی عقیل کی گردن ماریں اور مجھ کو اجازت دی کہ میں اپنے غلام عزیز کی گردن ماروں اس لئے کہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپؐ ہی قوم کے ہیں میری رائے میں ان کو فدیہ لے کر آزاد فرادیں مجھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت دے اور پھر یہی لوگ کافروں کے مقابلے میں ہمارے معین اور مددگار ہوں۔ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اے کو پسند فرمایا۔ (صحیح مسلم باب الامداد بالملائیکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر اور عمرؓ کی رائے سن کر یہ ارشاد فرمایا اے عمرؓ تیری شان حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں یہ دعا کی۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی؛

لے۔ مجمع الزوائد ج ۱ : ۱۰۶ ص ۶۰۰

۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہؓ نے آگ میں جلنے کا مشورہ دیا اور حضرت عمرؓ نے یہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ کذب لوط و اخذ جبرک و قاتلک فاخربہم

ترجمہ صحیح کتاب التفسیر و مکتبہ کتب البیاد اب و جانی المشورۃ مستمک بیروت  
یہ روایت مسند احمد میں ہے و نیز وہی مذکور ہے امام ترمذی نے اس روایت کو حسن اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ترمذی) مشورہ میں حضرت علیؓ کو اللہ بھی شریک تھے۔ جب تک کہ یہ مسلم کی روایت میں ہے مگر کسی روایت میں حضرت علیؓ کا کوئی جواب منقول نہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ۱۲ از نقالی ص ۱۴۴

وَبِئْسَ مَا تَدْرُ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ  
الْكَافِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِنْ تَذَرُ  
هُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا  
إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ ۱۰

اے پروردگار! بدست چھوڑ زمین پر کافروں میں سے  
کسی ایسے مانے کو تو اگمان کہ چھوڑ دے کھنڈر لگ  
تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور انہیں جنیں گے  
الاجہ کار اور کفر کرنے والے کر۔ ۱۰

اور عیسیٰ علیہ السلام خیر و نافع تھی۔

رَبَّنَا أَطِمْسْ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ  
عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى  
يَذُوقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ۔ ۱۱

اے ہمارے پروردگار! مٹا دے ان کے مالوں کو  
اور مہر کر دے ان کے دلوں پر کہ نہ ایمان لائیں  
یہاں تک کہ وہ ذائقہ عذاب کو نہ چکھیں۔ ۱۱

اور اے ابوبکر تیری شان حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے  
یہ دعا مانگی۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی۔

فَمَنْ يَتَّبِعْ مَا نَزَّلْنَاهُ مِنْ عَصَايَ  
فَإِنَّا نَكْفُرُهُمْ رَجِيمًا۔ ۱۲

پس جس نے میری چیرائی کی وہ مجھ سے وابستہ ہے  
اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ بڑے کثیر المغفر

اور کثیر الرمت ہیں اور اس کو ایمان کی توفیق دے سکتے ہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن یہ فرمائیں گے۔

إِنْ تَعَدَّيْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ذُنُوفٌ  
تَغْفِرُ لَهُمْ فَإِنَّكَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ۔ ۱۳

اے اللہ اگر آپ ان کو غلاب دیں تو یہ آپ کے  
بندے ہیں آپ ان کے مالک ہیں اور اگر آپ ان  
کی مغفرت فرمائیں تو آپ بڑے غالب و حکمت

والے ہیں جس مجرم کو چاہیں معاف کریں اور آپ کی معافی حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔

۱۰۔ سورہ نوح، آیت: ۲۴۔

۱۱۔ سورہ یونس، آیت: ۸۸۔

۱۲۔ سورہ ابراہیم، آیت: ۳۶۔

۱۳۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۱۸۔



آپ کی شانِ رحمتہ للعالمین نے ابو بکر کی رائے کو پسند کیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث الاسناد ہے، حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس حدیث کو صحیح

فرمایا ہے۔ مستدرک ص ۲۱۵

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو ایوب انصاری سے بھی مروی ہے۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۲، ۲۹۹، آپ صحابہ سے مشورہ فرمایا رہے تھے کدو نازل ہوئی تو آپ صحابہ کو قتل اور فدیہ کا اختیار دے دیں جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رادی ہیں کہ جبریل امین نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسیرانِ بدر کے بارے میں آپ اپنے اصحاب کو اختیار دیں جاہیں قتل کریں اور جاہیں فدیہ لیکر آزاد کر دیں مگر شرط یہ ہے کہ سالِ آئندہ تم میں سے اتنے ہی قتل کئے جائیں گے۔ صحابہ نے کفار سے فدیہ لینے اور سالِ آئندہ اپنے قتل ہونے کا اختیار کیا۔ (سواء الترفی والنسائی وابن حبان والحاکم باسناد صحیح من علیہ السلام)

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ابو عبیدہ سے مرسل روایت ہے کہ جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر یہ عرض کیا کہ آپ کے رب نے اسیرانِ بدر کے بارے میں آپ کو اختیار دیا ہے، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج ہم اُن سے اُن کو فدیہ لے کر آزاد کر دیں تاکہ ہم کو اُن کے مقابلے میں اس سے ایک گونہ قوت حاصل ہو اور سالِ آئندہ حق تعالیٰ جس کو جاہیں شہادت کی عزت و کرامت سے سرفراز فرمائیں۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ سالِ آئندہ ہم میں سے شتر آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱، ص ۲۹۸)

۱۔ البدایۃ والنہایۃ : ج ۲، ص ۲۹۸۔

۲۔ فتح الباری - ج ۲، ص ۲۲۹۔

۳۔ درمنثور - ج ۳، ص ۲۰۲۔

۴۔ الطبقات اکبری، ج ۱، ص ۲۱۵۔

## فدیہ لینے پر عتاب الہی کا نزول

ایمہا صل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا اور دیگر اکابر صحابہ کی فدیہ لینے کی رائے اس نے کی تھی کہ شاید یہی لوگ آئندہ چل کر مسلمان ہو جائیں اور اسلام کے معین و مددگار بنیں اور فدیہ سے فی الحال جمال حاصل ہو وہ جہاد میں مدد دے اور دینی کاموں میں اس سے سہارا لگے اور ممکن ہے کہ فدیہ کا مشورہ دینے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوں کہ جن کا زیادہ مقصود حصول مال و منال ہو جس کا منشا رُحبتِ دنیا ہے اگرچہ وہ دنیا حلال ہی ہو یعنی مالِ غنیمت اس پر بارگاہِ خداوندی سے عتاب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی

کسی نبی کے لئے یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی	مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ لِدُنْيَا
آئیں یہاں تاکہ ان کو قتل کرے اور زمین میں	أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يَشْخِطَ فِي الْأَرْضِ
خوب ان کا خون بہائے تم دنیا کا مال و منال	تَرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ
چاہتے ہو اے اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے	يُبِيدُ الْأَخْدَاطَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ
اے اللہ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ کا نوشتہ	حَكِيمٌ ۚ كَوْلَا حِثْبٍ مِّنْ
مقدور نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے	اللَّهُ سَبَقَ لَكُمْ فِيمَا آخَذْتُمْ
لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔	عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ

اس خطاب میں اے عتاب کے اہل مخاطب وہی لوگ ہیں جنہوں نے زیادہ تر باہمی فائدہ اور دنیاوی مصلحت کو پیشِ نظر رکھ کر فدیہ کا مشورہ دیا تھا جیسا کہ تَرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا سے مترشح ہوتا ہے۔ باقی جن حضرات نے محض دینی اور آخری مصالح کی بنا پر فدیہ کا مشورہ دیا تھا وہ فی الحقیقت اس عتاب میں داخل نہیں اور حضور پر تو نے محض صلہ رحمی اور صلہ کی بنا پر فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اور تاکہ دوسروں کو مالی فائدہ پہنچ جائے اور دوسروں کو مالی نفع پہنچانے کا تصور

جو درگرم ہے اور غایت درجہ محموم ہے اور اپنے لئے مالی فائدے کو محظوظ کنا یہ ناپسندیدہ ہے  
 آیت میں عتاب ان لوگوں پر ہے جن کی زیادہ نظر مالی فائدہ پر تھی۔ نبی کریم ﷺ علی الصلوٰۃ والسلام اور صدیق  
 اکبر عتاب ربانی سن کر روپڑے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا آپؐ نے فرمایا:  
 ابکی للذی عرض علیٰ صاحبک تیرے ساتھیوں پر نذیر لینے کی وجہ سے من جانب  
 من اخذهم الفداء لقد عرض من اخذهم مذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا  
 علی عذاب ہم ادفی من هذا ہوں میرے سامنے ان کا مذاب اس درخت  
 الشجرۃ • (مجموعہ ۹۳) کے قریب پیش کیا گیا۔

(فائدہ) مذاب فقط دکھلادیا گیا، آثار نہیں گیا مقصود فقط تنبیہ تھی۔ بعد ازاں آپؐ  
 یہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس وقت عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا، اور ایک روایت میں ہے کہ اور  
 سوائے سعد بن معاذ کے۔

چونکہ سعد بن معاذ کی بھی یہی رائے تھی کہ قتل کئے جائیں اس لئے حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کو مستثنیٰ  
 کیا گیا۔ عبداللہ بن رواحہ اگرچہ نذیر کے مخالف تھے مگر ان کا خیال یہ تھا کہ ان سب کو آگ میں جلا  
 دیا جائے جس کو شریعت پسند نہیں کرتی اس لئے عبداللہ بن رواحہ کا ذکر نہیں کیا گیا چونکہ اس غزوہ سے  
 احقاق حق اور ابطال باطل اور کافروں کی جڑ کاٹنی مقصود تھی۔ کما قال تعالیٰ:

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ  
 بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ  
 لِيُخَيِّطَ الْحَقَّ وَيَنْهَطَ الْبَاطِلَ  
 وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حق کو اپنے دعوے سے  
 ثابت کہے اور کافروں کی دیکھ کنی کرے تاکہ علانیہ  
 طور پر حق کا حق ہو نا اور باطل کا باطل ہو نا واضح  
 ہو جائے اگرچہ مجرمین کو ناگوار ہو۔

اسی لئے اس غزوہ میں من جانب اللہ خاص طور پر مسلمانوں کو قتل مشرکین کا حکم دیا گیا تھا کما قال تعالیٰ

فَأَمْزِجُوا نَوَاتِجَ الْأَعْنَاقِ وَأَمِيزُوا  
كَافِرُونَ كِرْدُونِ بِرِئَاسَةِ الْأَعْنَاقِ كِرْدُونِ بِرِئَاسَةِ الْأَعْنَاقِ  
مِنْهُمْ كَذَّابِينَ ۝

اور دوسری آیت میں ارشاد فرماتے ہیں،

فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَصْرَبْ  
الرِّتَابَ حَتَّىٰ أَتَاخُذْتُمُوهُمْ  
مَشْدُودًا أَلْوَنًا ۚ فَإِن مَّا بَعْدُ  
وَأَمَّا فِرَاقٌ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ  
أَدْمَانَهَا ۚ

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک اعداء اللہ کی اس وجہ خوزیری نہ ہو جائے کہ  
لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے اور حق کی ہیبت و دبدبہ قائم نہ ہو جائے اس وقت فدیہ لینا جائز نہیں  
ہاں اسلام کی عظمت و ہیبت و دبدبہ اور شوکت قائم ہو جانے کے بعد اگر فدیہ لے کر اُٹھا کر دیں  
تو مضائقہ نہیں

اس موقع پر فشار خداوندی یہ تھا کہ کافی خوزیری کی جلتے تاکہ دلوں میں اسلام کی ہیبت  
اور شوکت بٹھ جائے اور کفر کی جڑ کوٹ جائے اور اُمتِ کفر کے لئے کفر اسلام کے مقابلہ میں سر نہ اٹھا سکے  
مسلمانوں نے چونکہ اعداء اللہ کی کافی خوزیری سے قبل فدیہ لیا اس لئے بارگاہِ خداوندی سے  
عتاب آیا۔ ۱۱۵

یہ وقت ترم کا نہ تھا بلکہ شدت اور سختی کا تھا۔ وقال ابو الطیب

دوضع الندی فی موضع السیف بالعلیٰ مَضْرُوبٌ كَوْضَعِ السَّيْفِ فِي مَوْضِعِ النَّدَى  
بخش اور کرم کو تلوار کی جگہ رکھنا ایسا ہی مضرب ہے جیسا کہ تلوار کو کرم کی جگہ رکھنا مضرب ہے۔

۱۱۵ - سورۃ انفال، آیت ۱۲۱ -

۱۱۶ - سورۃ محمد، آیت ۲ -

۱۱۷ - احکام القرآن ج ۵، ص ۳۱۵، ص ۲۱۰

دنیا کی کوئی حکومت بدون قتل اور خونریزی کے قوی اور مستحکم نہیں ہو سکتی ہے۔

لَنْ يَسْلُمَ الشَّرُّ الْوَفِيعَ مِنَ الْاَذَى حَتَّى يَدَاقَ عَلَى جَوَابِنِهِ الدَّمُ  
یعنی شرٹ رنج۔ ایسا رہے محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کے اطراف جوانب میں خون نہ بہا  
دیا جائے

اسلام تو فقط مجرمین کے قتل کا حکم دیتا ہے لیکن جن حکومتوں کو تہذیب اور تمدن کا دعویٰ  
ہے وہ اپنا دبدبہ قائم کرنے کے خیال میں مجرم اور غیر مجرم کا کوئی فرق نہیں کرتیں۔ ہر کسی استعمار کے  
قتل عام کا حکم دے ڈالتی ہیں، جس میں بے قصور عورتیں اور بچے سب ہی شامل ہوتے ہیں اور اس  
مہذب لشکر سے جو حیار سوز افعال ظہور میں آتے ہیں وہ دنیا سے مخفی نہیں، مشین گنوں اور توپوں  
اور ہوائی جہازوں سے بمباری کر کے نہایت بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ تمام شہر کو چند منٹ  
میں نذرِ آتش کر دیا جاتا ہے۔

بعد ازاں اسلام اس فسادات اور بے رحمی اور سنگدلی سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اسلام  
نے جہاد میں جاتے وقت اپنے پیروؤں کو بچوں، عورتوں، بوڑھوں، عاہلوں کے قتل کی سختی سے  
مانعت کی ہے۔

## ایک شبہ اور اس کا جواب

شبہ یہ ہے کہ بجانب اللہ فدیہ اور قتل و دلوں کا اختیار دے دیا گیا تھا تو پھر فدیہ لینے  
پر کیوں غناہ آیا، علامہ طیبی طیب اللہ شاہ رحل الجنۃ مشواہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ  
یہ اختیار فقط ظاہری اور صوری تھا۔ لیکن معنوی اور حقیقی لحاظ سے وہ اختیار یعنی امتحان تھا  
کہ دیکھیں اعداد اللہ کے قتل کو اختیار کرتے ہیں یا مسلمان دنیا کو جیسا کہ ازواجِ مطہرات نے جب  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید نان و نفقہ کا تقاضہ کیا تو یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَنفُسِكُمْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
اے نبی آپ اپنی عورتوں سے یہ کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا

تَرَدُّنَ الْحَيَلَةِ الدُّنْيَا وَزَيَّلَتْهَا فَتَعَاكَيْنَ  
 أَمْتَعَكُنَّ وَأَسْرَحَكُنَّ سَرَاهَا جَبِيلًا  
 وَإِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذَآءُ  
 الْأُخْرَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ  
 مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

کی زندگی اور آزمائش چاہتی ہو تو آدمی تم کو ہڑا  
 دے کر مناسب طرح سے رخصت کر دوں اور اگر  
 اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو  
 تو اللہ تعالیٰ نے عالمِ آخرت میں تم میں سے جو نیکو کار  
 ہیں ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں ظاہر اگرچہ ازدواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ خواہ دنیا اور اس کی زینت کو  
 اختیار کریں اور خواہ اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کریں لیکن حقیقت میں یہ اختیار  
 نہیں تھا بلکہ اختیار یعنی امتحان اور آزمائش تھی۔

اور دنیا کے ہار دت ماروت کا تعلیم سحر کے لئے بابل میں آتا رہا محض فتنہ اور امتحان ابتلا  
 اور آزمائش کے لئے تھا۔ جادو کے سیکھنے اور نہ سیکھنے کا اختیار دینا مقصود نہ تھا۔

اور دنیا کے شب و معراج میں آپ کے سامنے شرب اور دودھ کے دو برتن پیش کئے گئے اور  
 آپ نے دودھ کو اختیار کیا اس پر جبریل نے فرمایا کہ اگر آپ شرب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت  
 گمراہی میں پڑ جاتی۔

**خلاصہ کلام**۔ یہ کہ صدیق اکبرؓ اور دیگر صحابہ کرام نے جو فدیہ کا مشورہ دیا وہ  
 محض دینی اور اخروی مصلحت کی بنا پر تھا اور بعض نے زیادہ تر مالی فوائد کو پیش نظر رکھ کر فدیہ لینے  
 کا مشورہ دیا اس لئے یہ آیت عتاب نازل ہوئی اور اس عتاب کے اہل مخاطب وہی لوگ ہیں کہ جن کو  
 زیادہ تر مالی فائدہ پیش نظر تھا جیسا کہ تَرْيِدُ ذُنْ عَدُوِّ الدُّنْيَا کے لفظ سے مترشح ہوتا ہے  
 اور مطلب عتاب کا یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کے اصحاب ہو کرو دنیا کے فانی مال و متاع اور حقیر  
 اسباب پر کیوں نظر کرتے ہو۔ اسے اصحابِ رسول تم جیسے سابقین اور مقررین کی شان ہلیل اور منصب  
 عالی کے ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ دنیا حلال مال فدیہ وغیرہ پر نظر کر دینی حضور پر زور نے جو



ہوا وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور ایک حکم دوسرے حکم کے لئے ناسخ ہے۔ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ  
وَلْيُحْكَمْ مَا يَرِيدُ۔ نبی سے اجتہاد میں کوئی خطرہ واقع ہو تو اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی اس پر تنبیہ  
کر سکتے ہیں معاذ اللہ کسی انسان کی یہ مجال نہیں کہ وہ نبی اور رسول کے کسی اجتہاد پر تنقید اور تنبیہ کر کے  
اللہ تعالیٰ کے سکوت اور تقریر کے بعد نبی کے اجتہاد پر تنقید اور تنبیہ کرنا ایسا ہی کفر ہے جیسا کہ وحی  
جلی پر تنبیہ اور تنقید کرنا کفر ہے مومن کی شان تو یہ ہے۔

زبان تازہ کردن با تسرار تو نینگین علت از کار تو

یہ مقام نبوت اور بارگاہ رسالت ہے، کہ جہاں ہوائے نفسانی کا کوس اور منزلوں بھی گز نہیں ایسے  
مقام میں گرفتار نہ ہوسکا دم ملنا مکمل ابھی دنا دانی ہے۔

نہ ہر ہلے مرکب توں تا فتن کہ جا بسپہر باید انداختن

مسئلہ کی تفصیل اگر درکار ہو تو حضراتِ علم شرح تحریر الاموال اور شرح علم الثبوت بحر العلوم  
کی مراجعت کریں۔

نیز جاننا چاہیے کہ حضراتِ انبیاء کی خطا اجتہادی کے یہی نہیں کہ معاذ اللہ حضراتِ انبیاء  
غلطی سے حق کو چھوڑ کر باطل کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں بلکہ ان کی خطا کے معنی یہ ہیں کہ کسی وقت معمول  
چوک سے اولیٰ اور افضل کے خلاف اولیٰ کر بیٹھے ہیں اور بجائے عزیمت کے رخصت پر عمل کر گزر  
ہیں جیسے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ہر ایک کا اجتہاد ہوائے نفسانی سے پاک اور منزہ تھا  
اور ہر اجتہاد وحی خفی اور وحی باطنی تھا اگر وحی علی نے قیاس سلیمانی کو قیاس داؤدی سے اولیٰ اور افضل  
قرار دیا۔ وحی علی نے جو قیاس سلیمانی کی تحسین کی اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیاس داؤدی غلط تھا بلکہ اس کا  
مطلب یہ تھا کہ اللہ کے نزدیک قیاس سلیمانی پر نسبت قیاس داؤدی کے زیادہ احسن اور اقرب  
الی مصالح انحصار تھا معاذ اللہ ان دو قیاسوں میں وہ نسبت نہ تھی جو حق اور باطل میں  
ہوتی ہے بلکہ وہ نسبت تھی جو کامل اور اکمل اور فاضل اور افضل اور عالی اور اعلیٰ میں ہوتی ہے۔  
یا عزیمت اور رخصت میں ہوتی ہے اور فقہاء حنفیہ نے جو قیاس علی اور قیاس اہل اہل حقان کی تقسیم فرمائی



ہے اس کا ایک ماخذ یہی قیاس داؤدی اور تیس سلیانی ہے اس ناچیز نے حضرات انبیاء کی خطرات  
اجتہادی کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ خیالی اور حاشیہ خیالی سے کچھ ہیں حضرات مدین اہل کی مروت  
فرمائیں یہ ناچیز تو ترجمان محض ہے۔

فدیہ کی مقدار علی حسب الحیثیت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک تھی  
**مقدار فدیہ :-** اور جو لوگ نادار تھے اور فدیہ نہیں ادا کر سکتے تھے وہ بلا کسی معاوضہ اور فدیہ  
کے آزاد کر دیئے گئے۔

اور جو لوگ ان میں سے کھنا جانتے تھے ان سے یہ شرط ٹھہری کہ دن و دن بچوں کو مکھن  
کھا دیں اور آزاد ہو جائیں یہی ان کا فدیہ ہے، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کھنا کھا  
طبقات ابن سعد ص ۳۴۲ قسم اول سیرۃ ابن ہشام راجع زررقانی ص ۳۳۲ لہ  
اسیران بدر میں۔ ابو عزرہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان میں بھی فدیہ کی استطاعت نہ تھی اس  
لئے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نادار اور عیال دار ہوں مجھ پر  
احسان فرمائیے آپ نے احسان فرمایا اور بلا فدیہ لئے رہا کر دیا۔ مگر یہ شرط فرمائی کہ ہمارے مقابلے  
میں کسی کی مدد نہ کرنا۔ ابو عزرہ نے اس شرط کو منظور کیا اور آپ کی شان میں کچھ مدحیہ اشعار بھی کہے  
لیکن اسلام نہیں لائے۔ ججگ احد میں بحالت کفر قتل ہوئے اور اسی طرح مطلب بن حنطب  
اور صفیہ ابن ابی رفاعہ بلا فدیہ رہا کئے گئے۔

جس وقت مکہ میں قریش کی ہزیمت اور شکست کی خبر پہنچی تو تمام شہر میں تہلکہ مچا گیا سب  
پہلے مکہ میں خنیس بن خزاعی پہنچا لوگوں نے کہا بتلاؤ کیا خبر ہے کیا مالا گیا، عقبہ بن ربیعہ اللہ شیبہ بن ربیعہ  
اور ابوالحکم بن ہشام (یعنی ابو جہل) اور امیر بن خلف اور زمر بن اسود اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ان حجاج  
اور فلاں فلاں سرداران قریش صفوان بن امیہ اس وقت خطیم میں بیٹھا ہوا تھا سن کر یہ کہا کہ کچھ میں نہیں  
آتا شاید یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے بطور امتحان ذرا اس سے دریافت تو کر دو کہ صفوان بن امیہ کہاں آ

عیسان نے کہا یہی تو مصطوف بن امیر ہے جو عظیم میں بیٹھا ہوا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے ۱۰

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابورافع نے بیان کیا کہ عباس کے گھروں میں اسلام داخل ہو چکا تھا لیکن ہم لوگ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔

جب قریش جبکہ بدر کے لئے معاذ ہوئے تو ہم خبروں کے منتظر رہتے تھے، عیسان خزامی نے اگر جب قریش کی شکست کی خبر سنائی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو سن کر اپنے دل میں بے حد خوش ہوئے میں اس وقت نزم کے سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور میری زوجہ افضل بھی وہاں تھیں اتنے میں ابوہلب بھی آگیا۔

لوگوں نے ابوسفیانؓ بن حارث کو سامنے سے آتے دیکھا کہ ابوہلب سے کہا یہ ابوسفیان ہیں بدر سے واپس آئے ہیں۔ ابوہلب نے ابوسفیان کو ٹاکرا اپنے پاس بٹھلایا اور بدکا حال دریافت کیا۔ ابوسفیان نے کہا،

والله ما هو الا ان لقينا القوم فنحنناهم	خدا کی قسم کوئی خبر نہیں مگر یہ کہ ایک قوم سے ہم متقابل
اكتافنا يقرعون السلاح منا حيث شاؤا	ہم نے اور اپنے منہ سے ان کے حوالہ کئے جس طرح
يا سر دننا كيف شاؤا و ايم الله مع ذلك	چاہتے تھے وہ ہم میں ہتھیار چلاتے تھے اور جس طرح
ما لمت الناس لقينا رجلا بيضا بين	چاہتے تھے قید کرتے تھے اور اسی وجہ سے میں لوگوں
على خيل بلق بين السماء والارض والله	کو ملازمت نہیں کرتا خدا کی قسم سفید مروقع گھوڑوں
ما تليق شيئا ولا يقوم لها شيء	پر سوار آسمان اور زمین کے درمیان خلق۔ ہمارے

۱۰۔ سیرۃ ابن ہشام ، ص : ۲۶

۱۱۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالطلب بن اشم الباشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپن عمر اور رضاعی بھائی میں آپ کا والد ان کو طبرہ سعدیہ نے دودھ پلایا ہے فتح مکہ میں شرف اسلام ہونے کے بعد میں بنی کریم علی الصلاۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا۔ ابوسفیان بن حارث سید قحطان اہل الجنتہ یعنی ابوسفیان بن حارث جو انان جنت سرور میں مغفقت قعۃ انشا اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے بیان میں آئے گا ۱۲۔ اصحابہ بیوۃ حرمان ابوسفیان بن حارث باب الحکمۃ ۱۲

مقابل تھے خدا کی قسم وہ کسی چیز کو ماتی نہیں بھیڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے سامنے نہیں ٹھہرتی۔

قال ابو رافع قلت والله تلك الملافة ابو رافع کہتے ہیں میں نے کہا مذاک قسم یہ فرشتے تھے۔ یہ سنتے ہی ابو لہب اس قدر مشتعل ہوا کہ زور سے میرے ایک ٹاپچر رسید کیا اور اٹھا کر زمین پر ٹیک دیا اور مارنے کے لئے میرے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور میں کمزور بدن کا تھا۔ ام فضل اٹھیں اور ایک سون اٹھا کہ ابو لہب کے سر پاس زور سے مارا کہ سر زخمی ہو گیا اور یہ کہا کہ اس کا آثار عباسؑ موجود نہ تھا اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھا۔

ابو لہب پر ایک ہفتہ نہ گزرا کہ ایک طاعونی پھوٹے میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ لاش اس قدر متعفن ہو گئی تھی کہ کوئی قریب بھی نہیں جاسکتا تھا۔

تین دن کے بعد میٹوں نے محض عمار کے خیال سے ایک گر مٹھا کھدوا کر لاکھٹیوں سے لاش کو دلوادیا۔ ۱۷ وقال البیہقی رواہ الطبرانی والبیہاروفی اسنادہ حسین بن عبید اللہ وثقہ ابو حاتم وغیرہ وضعفہ جماعة وبقیۃ رجالہ ثقات ۱۸

بیان کیا جاتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب اس مقام سے گزرتی جہاں ابو لہب اس طرح سے مرا تھا تو کپڑے سے منہ ڈھانک لیتی تھیں ۱۹

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دیا ر مشورہ پر سے گزرے تو چہرہ انور کو کپڑے سے چھپایا اور سواری کو تیز کر دیا۔ اشارہ اس طرف تھا کہ مواقع مذاب پر جب گزرے تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ ام المؤمنین نے اسی سنت پر عمل فرمایا: ۲۰

فرش کو جب اپنے خویش اور آثار ب کے تعلق کا حال معلوم ہوا تو نوحہ و زاری شروع ہو گئی ایک ماہ تک اسی طرح گریہ و زاری کرتے رہے بعد ازاں یہ منادی کرا دی گئی کہ کوئی شخص گریہ و زاری

۱۷۔ قال العلامة السیوطی الخرج ابن اسحق وابن سعد وابن جریر والحاکم والطبیعی والبیہقی والبیہقی ۱۸۔ خصائص کبریٰ ص ۲۰۴

۱۹۔ مجمع الزوائد ج ۶ : ص ۸۹۱

۲۰۔ البدایہ والنہایہ ج ۳ : ص ۳۰۹

۲۱۔ زرقانی ج ۱ : ص ۲۵۲

نہ کرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں کو جب خبر پہنچی گی تو بہت غمخس ہوں گے۔ اور نہ کوئی اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فدیہ کی مقدار نہ بڑھاویں۔<sup>۱۵</sup> لیکن باوجود اس اعلان اور نداؤں کے مطلب بن ابی وداعہ چار ہزار درہم لے کر قریش سے پوشیدہ شب کو مدینہ روانہ ہوا۔ مدینہ پہنچ کر اپنے باپ ابو وداعہ کا فدیہ ادا کیا اور باپ کو چھڑا کر مکہ لے آیا۔ اس کے بعد سلسلہ پڑ گیا اور لوگوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ بھیج بھیج کر چھڑانا شروع کر دیا۔ ابن ہشام ص ۲۶۔

انھیں قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھے۔ نہایت زیرک اور فصیح اللسان تھے، محبوب میں آپ کی نامت کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جانت دیکھو کہ سہیل کے بچے کے وہ دانت اکھاڑوں تاکہ اس قابل ہی نہ رہے کہ کسی مرتع پر آپ کے خلاف زبان ہلا سکے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ان کو چھوڑ دو، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے کوئی خوشی و کھلے رواہ البیہقی فی الدلائل) اصابہ ترجمہ سہیل بن عمرو، چنانچہ صلح حدیبیہ انھیں کی سس سے ہوئی جس کو اللہ نے فتح مبین فرمایا اور فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عمرؓ کے جواب میں یہ فرمایا۔ لَا أُكْثِلُ بَشَرًا فَيَمْتَلِكُ اللَّهُ بِي وَانْ كُنْتَ نَبِيًّا۔ میں کس کا مشد نہیں کرتا۔ مباد اکہیں خدا تعالیٰ میرا مشد نہ کرے اگرچہ میں نبی ہوں۔

انھیں قیدیوں میں ابوسفیان بن حرب کا بیٹا عمر وہ بھی تھا۔ جب ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے عمر کو یہ دے کر فدیہ دے کر چھڑاؤ تو ابوسفیان نے یہ جواب دیا کہ ایسے ممکن ہے کہ میرا آدمی بھی ماما جائے اور فدیہ بھی دوں۔ میرا ایک بیٹا خطلہ تو قتل ہو گیا اور دوسرے عمر کو فدیہ دوں جب تک چاہی قید رکھیں اسی اشار میں سعد بن نھان انصاری مدینہ سے مکہ عمرہ کرنے کے لئے آئے ابوسفیان

نے ان کو اپنے بیٹے کے معاوضہ میں بکڑ لیا۔

انصار کی درخواست پر آپ نے عمرو بن ابی سفیان کو دے کر سعد کو چھڑا لیا۔  
انہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے۔  
آنحضرت کی صاحبزادی حضرت زینب جو حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے تھیں آپ کی زوجیت  
میں تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ ابوالعاص کی خالہ تھیں ان کو بمنزل اولاد کے سمجھتی تھیں خود حضرت  
خدیجہ نے اب سے لہجہ جنت سے قبل زینب کا عقد ابوالعاص سے کیا تھا، ابوالعاص مالدار اور  
امانت دار اور بڑے تاجر تھے، بعثت کے بعد حضرت خدیجہ اور آپ کی کل صاحبزادیاں امیال لائیں  
مگر ابوالعاص شرک پر قائم رہے۔

قریش نے ابوالعاص پر بہت زور دیا کہ ابولہب کے بیٹوں کی طرح تم بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کی بیٹی کو طلاق دے دو وہیں چاہو گے وہاں تمہارا نکاح کرویں گے لیکن ابوالعاص نے صاف انکار  
کر دیا اور کہہ دیا کہ زینب جی شریف عورت کے مقابلے میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا  
جب قریش جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو ابوالعاص بھی ان کے ہمراہ نئے منجملہ اور  
لوگوں کے آپ بھی گرفتار ہوئے اہل مکہ نے جب اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت  
زینب نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بیجا جو حضرت خدیجہ نے شادی کے وقت  
ان کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو دیکھ کر آپ مایہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر سب  
سمجھو تو اس ہار کو واپس کر دو اور اس قیدی کو چھڑ دو۔

اسی وقت نسیم اور انقیاد کی گردنیں خسم ہو گئیں قیدی بھی رہا کر دیا گیا اور باہر بھی واپس ہو گیا  
مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے یہ وعدہ لے لیا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ  
بھیج دیں۔ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور اپنے بھائی کنائہ

بن ربیع کے ہمراہ روانہ کیا۔

کنانہ نے عینِ دوپہر کے وقت حضرت زینب کو ادنٹ پہنوا کر لیا اور ہاتھ میں تیر کھان لی۔ اور روانہ ہوئے آپ کی صاحبِ زادی کا علی الاعلان کتہ سے روانہ ہوا قریش کو بہت شاق معلوم چنانچہ البرسینان وغیرہ نے وی طوی میں آکر ادنٹ کو روک لیا۔ اور یہ کہا کہ ہم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو روکنے کی ضرورت نہیں لیکن اس طرح علانیہ طور پر لے جانے میں ہماری ذلت ہے مناسب یہ ہے کہ اس وقت تو مکہ واپس چلو اور رات کے وقت لے کر روانہ ہو جاؤ لیکن انہ نے اس کو منظور کیا۔ البرسینان سے پہلے حصار بن اسودؓ جو بعد میں ہل کر سلمان ہوئے، جا کر ادنٹ روکا اور حضرت زینب کو ڈرایا۔ خوف سے محلِ ساقط ہو گیا۔ اس وقت کنانہ نے تیر کھان سنبھالی اور یہ کہا کہ جو شخص ادنٹ کے قریب بھی آئے گا تیروں سے اس کے جسم کو چھین کر دوں گا۔

الغرض کنانہ مکہ واپس آگئے اور دینِ مائیں گزرنے پر شب کو روانہ ہوئے۔

ادھر رسول اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ تم جا کر مقامِ بطن یا ج میں ٹھہرو جب زینبؓ آجائیں تو ان کو اپنے ہمراہ لے آنا۔

یہ لوگ بطن یا ج پہنچے اور اُدھر سے کنانہ بن ربیع آتے ہوئے ملے۔ کنانہ وہیں سے واپس ہو گئے اور زید بن حارثہؓ اپنے رفیق کے صاحبِ زادی کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے جنگِ بدر کے ایک ماہ بعد مدینہ پہنچے۔

صاحبِ زادی آپ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالحاصؓ مکہ میں مقیم رہے۔ فتح مکہ سے قبل ابوالحاصؓ بغرضِ تجارت شام کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ ابی کہ کو آپ کی امانت و دیانت پر اعتماد تھا اس لئے اور لوگوں کا سرمایہ بھی شریکِ تجارت تھا۔

شام سے واپسی میں مسلمانوں کا ایک دستہ مل گیا اس نے تمام مال و متاع ضبط کر لیا۔ اور ابوالحاصؓ چھپ کر مدینہ حضرت زینب کے پاس آ پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینب نے

عورتوں کے چہرہ سے آواز دی، اسے لوگوں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور  
ادارشا فرمایا :

ایہا الناس هل سمعتم ما سمعت      اے لوگو کیا تم نے بھی سنا ہے جو میں نے سنا  
قالوا نعم قال انا ما والذی نفسی      لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس  
بیدہ ما علمت بشئ من ذلک      فات پاک کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے  
حتی سمعت ما سمعتم انہ یجیر      مجھ کو اس کا مطلق علم نہیں جو اور جس وقت تم نے  
علی المسلمین اذناهم      مشادی میں نے سنا، تحقیق خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں

میں کا ادنیٰ سے ادنیٰ اور کتر سے کتر بھی پناہ دے سکتا ہے  
اور یہ فرما کر صاحبِ نادوی کے پاس تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ اسے بیٹی اس کا اکرام کرنا  
مگر غفلت نہ کرنے پائے کیونکہ اس کے لئے حلال نہیں۔ یعنی تو مسلمان ہے اور وہ مشرک اور کافر۔  
اور اہلِ سریر سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو اس شخص (یعنی ابوالعاص) کا تعلق ہم سے معلوم ہے اگر مناسب  
سمجھ تو ان کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ اور تم ہی اس کے  
مستحق ہو۔

سنئے ہی صحابہ نے کل مال واپس کر لیا، کوئی ٹھول لانا تھا اور کوئی رستی، کوئی لوٹا اور کوئی چڑے  
کا ٹکڑا۔ غرض یہ کہ کل مال ذرہ ذرہ کر کے واپس کر دیا۔

ابوالعاص کل مال لے کر مکہ روانہ ہوئے اور جس جس کا حصہ تھا اس کا پورا کیا۔ جب شرکار کے  
حقے رے چکے تو یہ فرمایا :

یا معشر قد ریش هل بقی لاحد منکم      اے گروہ قریش کیا کسی کا کچھ مال میرے ذمہ  
عندی مال یاخذ لا قالوا لا      باقی رہ گیا ہے جو اس نے وصول نہ کر لیا ہو۔  
فبذلک الله خیرا فقد مجدناک      قریش نے کہا۔ نہیں۔ پس اللہ تم کو خیر سے خیر ہے

دنیا کریمہ قال فانما اشہدان لا  
 الہ الا اللہ وان محمد اعبدا  
 درسلہ واللہ ما مفعی من  
 الا سلام عندہ الا تحوف ان  
 آکل اموالکم فلما اذّاھا  
 اللہ الیکم وفرغت منها اسبت  
 تحقیق ہم نے جھک کر فنادا اور شریف بابا کہا پس  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 بے شک اللہ کے بندے اور اس کے رسول میں  
 میں اب تک فقط اس نے مسلمان نہیں ہوا کہ لوگوں  
 یہ گمان نہ کریں کہ میں نے مال کھانے کی خاطر ایسا  
 کیا ہے جب اللہ نے تمہارا مال تم تک پہنچایا  
 اور میں اس ذمہ داری سے بکدوش کیا تب مسلمان

ہوا۔

بعض اہل ابرہہ العاص رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ چلے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 پھر حضرت زینب کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ ۱۷  
 بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اول کافی بھائی کوئی جدید نکاح نہیں ہوا اور بعض  
 روایات میں اس کی تصریح ہے کہ جدید نکاح ہوا اور فقہاء کے نزدیک یہی روایت صحیح ہے اس لئے  
 کہ اگر پہلا نکاح کافی ہوتا تو آپ صابری سے یہ نہ فرماتے کہ تو اس کے لئے حلال نہیں۔

انہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے، جن کو کعب بن  
 عمرو ابوالنضر نے گرفتار کیا تھا حضرت عباس قوی اور حیم تھے ابوالنضر نہ خیف الجسم اور ضعیف القوى  
 اور فقیر تھا امت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالنضر تو نے عباس کو کیسے گرفتار کیا۔  
 ابوالنضر نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص نے میری امداد کی کہ جس کو میں نے کبھی نہ اس سے  
 پہلے دیکھا نہ بعد میں اور اس کی ہیئت ایسی اداسی تھی آپ نے فرمایا:

لقد اعانک علیہ ملک صرید تحقیق ایک مخم فرشتے نے تیری امداد کی۔

یہ روایت سند احمد اور طبقات ابن سعد وغیرہ میں ابن عباس سے مروی ہے اور اہل بیہقی



احمد دلائل ابی نعیم میں حضرت علی سے مروی ہے، علاوہ انہی اور بھی مختلف فقہی سے یہ روایت مروی ہے، ابو نعیم طبرانی میں عبدالواسع السمری سے اور سنن احمد میں برابر ابن مازب سے مروی ہے۔ فتح البندی باب شہود الملائکۃ بدر کے ایک باب بعد حافظ عیشی فرماتے ہیں، رواہ احمد والبیہقی والاحمد بحال الصحیح غیر حاشیہ بن مضر و مہو ثقہ جمع الزوائد باب غزوة بدر۔

حضرت عباس کی بندش اور سخت تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عباس کی کلاہ سنی ترفند ارگنی انصار کو جب اس کا علم ہوا تو آپ کی گرد کھول دی اور مزید برآں یہ درخواست کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو ہم اپنے بھائی عباسؓ کا فدیہ چھوڑ دیں، آپ نے یہ جواب دیا۔

واللہ کانت ذنبا منہ دھسا خدا کی قسم اس سے ایک درم بھی نہ چھوڑو۔

حضرت عباس سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو اپنی ناداری کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اچھا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور بخاری بیوی اُمّ فضل نے مل کر دفن کیا تھا۔

حضرت عباس سنتے ہی حیران رہ گئے اور عرض کیا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں میرے اُمّ فضل کے سوا کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا، حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے۔ مستدرک ترجمۃ العباسؓ دلائل ابی نعیم میں باسناد حسن ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ پر سنو اوقیہ اور عقیل بن ابی طالبؓ پر اثنی اوقیہ فدیہ لگایا۔ (تمام قیدیوں میں سب سے زائد فدیہ حضرت عباسؓ کا تھا)

حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ نے قرابت کی وجہ سے میرا فدیہ اس قدر زائد تجویز کیا ہے، یعنی قرابت کا اقتدار تو یہ تھا کہ آپ میرے فدیہ میں تخفیف فرماتے، لیکن بجائے تخفیف

ملہ - انصاف الکبریٰ - ج ۱، ص ۲۰۱

ملہ - انصاف نے حضرت عباسؓ کو بھانجا اس لئے کہا کہ حضرت عباسؓ کی دادی - عبدالمطلبؓ کے والدہ انصافؓ کی تھیں فتح الباری ص ۱۲۲ اور بھانجا کہنے میں اس طرت اشارہ تھا کہ اس پر فدیہ چھوڑنے کا احسان ہماری گنت پر ہے نہ کہ آپ کی ذات بابرکات پر اس لئے کہ یہ فدیہ ہم اپنا بھانجا ہونے کی حیثیت سے چھوڑتے ہیں آپ کے بچا ہونے کی حیثیت سے نہیں، یہ حضرت انصافؓ کا سلیقہ اور حسن ادب تھا، انشاء اللہ ہم سب ایک اوقیہ چاہیں درم کا ہوتا۔

کے آپ نے میرے فدیہ کی مقدار سب سے زائد کر دی! اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔  
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ  
 مِنْ الْأَشْرَىٰ إِنَّ يَعْلَمِ اللَّهُ  
 فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا أَلَّا تُؤْتُوا حُرًّا  
 وَمَا أَغْذَا مِنْكُمْ وَيُعْطِ لَكُمْ  
 اللَّهُ عَمَلَكُمْ تَرِيحًا ۖ لَنْ

اے نبی! آپ ان قیدیوں سے کہہ دیجئے جو آپ کے  
 قبضہ میں ہیں کہ تم اس فدیہ پر کچھ انصاف نہ کرو۔  
 اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی دیکھے گا  
 یعنی دل سے اسلام لے آئیں گے تو جو تم سے یا  
 گیا ہے۔ اُس سے کہیں زائد اور بہتر تم کو عطا فرما

دے گا اور تمہاری مغفرت بھی فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت عباسؓ بعد میں فرمایا کرتے تھے کاش مجھ سے اس وقت سے اضعاف مضاعفہ  
 فدیہ لے لیا جاتا ہے۔ ۱۵

حق جل و علا نے جناب مجھ سے لیا اس سے بہتر اس زائد مجھ کو دے دیا۔ سنو! اقبیہ کے بدلہ میں  
 نئے غلام عطا فرمائے جو سب کے سب تاجریں یہ وعدہ حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں پورا فرما دیا۔ دوسرے وعدہ  
 مغفرت کا تھا اس کا میں امیدوار ہوں۔ ۱۶

یہ ناچیز کہتا ہے (غفر اللہ لہ) انشاء تعالیٰ یہ دوسرا وعدہ بھی ضرور پورا ہوگا۔ اِنَّ اللّٰهَ  
 لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ اور یہ کلمہ انشاء اللہ تبرکاً کہتا ہوں نہ کہ تعلیقاً۔

اسیرانِ بدر میں نزل بن حارث بھی تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فدیہ  
 دیئے کہ کہا تو یہ جواب دیا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو فدیہ میں دے سکوں۔

آپ نے فرمایا وہ نیزے کہاں ہیں جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو نزل نے کہا بخدا اللہ کے بعد  
 یہ سوا کسی کو بھی اُن کا علم نہیں میں گراہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۵۔ سورۃ انفال، آیت ۱۰۰

۱۶۔ فتح الباری - ۱/ ۱۵۰، ص: ۲۴۸۔

۱۷۔ درمنثور - ۱/ ۳۱۵، ص: ۲۰۴۔

زفرؓ نے وہ نیزے فدیر میں دیتے جن کی تعداد ایک ہزار تھی آپؐ نے حضرت عباسؓ اور زفرؓ کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں آپس میں دوست تھے اور تجارت میں شریک رہتے تھے۔ مستدرک، ترجمہ زفر بن حارثؓ۔

عمیر بن وہبؓ صحابی اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا کہ کے زمانہ قیام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ایذا میں پہنچائی تھیں قبیلوں میں اس کا بیٹا وہب بن عمیرؓ بھی تھا۔

ایک دن عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہؓ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صفوان نے مقتولین بدر کا تذکرہ کر کے کہا کہ اب زندگی کا مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا ہاں خدا کی قسم میرا ران قریش کے قتل ہو جانے کے بعد حقیقت میں زندگی کا مزہ ہی ہوتا رہا۔ اگر میرے ذمہ قرض اور بچوں کا فکر نہ ہوتا تو ابی جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرتا۔ صفوان بہت خوش ہوا۔ اور کہا تیرا قرض اور اہل و عیال کی خبر گیری سب میرے ذمہ ہے اور اسی وقت صفوان نے تموارِ صفیل کو اپنی اور زہر میں بٹھا کر عمیر کو دی عمیر مدینہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر اونٹ بٹھرایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمیر کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ کسی ناباک ارادہ سے آیا ہے۔ اسی وقت حضرت عمرؓ نے اس کی تموار کا پتلا پکڑ لیا اور کہنے لگے آپ کے سامنے لا کھڑا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اسے چھوڑ دے اور میرے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ عمیر نے کہا اپنے قیدی کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہو کیا اس لئے آئے ہو، سچ بتلاؤ کہ تم نے اور صفوان نے حطیم میں بیٹھ کر کیا مشورہ کیا تھا عمیر نے گہر کر کہا میں نے کیا مشورہ کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو میرے قتل کا ذمہ لیا تھا، اس شرط پر کہ صفوان تیرے اہل و عیال کی خبر گیری کرے اور تیرا قرض ادا کرے۔ عمیر نے کہا:

اشھد انک رسول اللہ۔ ان هذا  
الحديث كان بين صفوان  
بين ابي ديتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول  
ہیں اس واقعہ کا سوائے میرے اور صفوان کے

فی الصبر لم یطلع علیہ احد کسی کو علم نہ تھا۔ پس اللہ ہی نے آپ کو اس کی  
غیری وغیرہ فاخبرک به فآمنت خبر دی پس ایمان لایا میں اللہ اس کے  
بالہ و رسولہ ہ

یہ روایت مجمع طرانی میں انس بن مالک سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے اور دلائل بہت سی  
اور دلائل ابی نعیم میں مسئلہ مذکور ہے یہ  
ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ غیر نے یہ کہا:

واللہ انی لا علم ما آتاک بہ الا قسم ہے اللہ کی میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا  
اللہ فالحمد لله الذی ہدانی کسی نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں کی میں شکر  
لا سلام و ساقنی ہذا المساق ثم تشہد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت  
دی اور مجھ کو یہاں بھیج کر لایا اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سمجھاؤ اور  
قرآن چھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو اسی وقت قیدی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا گیا۔  
عمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اللہ کے نور کے مجھانے کی بہت کوشش کی اور جن  
لوگوں نے اللہ عزوجل کے دین کو قبول کیا، ان کو طرح طرح سے ستایا۔ اب مجھ کو اجازت دیجئے کہ مکہ  
یا کائنات اس کے رسول کی طرف لوگوں کو بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ تعالیٰ ان کو  
ہدایت نصیب فرمائے اور اللہ کے دشمنوں کو ستاؤں جیسا کہ اس سے قبل اللہ کے دوستوں کو  
ستایا آپ نے اجازت دی۔

عمیر مدینہ سے روانہ ہوئے اور صفوان بن امیر لوگوں سے یہ کہنا پھرتا تھا۔ اے لوگوں چند روز  
میں میں تم کو ایسی بشارت سناؤں گا جو تم کو بد رکھا صدمہ بھلاوے گی اور ہر وارد و صادر سے عمیر کی خبریں  
ریافت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ عمیر کی اسلام لانے کی خبر پہنچی صفوان یہ خبر سننے ہی آگ بگولہ ہو گیا۔

اور قسم کھائی کہ خدا کی قسم میرے بات بھی نہ کروں گا اور نہ اسے کبھی کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ عمیرؓ مکہ پہنچے اور دعوتِ اسلام میں مصروف ہو گئے بہت سے لوگ آپؐ کی وجہ سے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ اسلام کے دشمن تھے اُن کو خرب ستایا۔

## صلاة العید

بدر سے مراجعت کے بعد شوال کی یکم کو آپؐ نے عید کی نماز ادا فرمائی۔ یہ پہلی عید الفتنہ تھی۔ (زندگانی جلد اول۔ ص: ۴۵۴)

## فضائلِ بدرین

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعبر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں (مفضل قصداً انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں آئے گا) حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لعل الله اطلع الى اهل بدر  
فقال اعملوا ما شئتم فقد  
تحقيق الله ان اهل بدر  
اور یہ کہہ دیا جو چاہے کرو جنت تمھارے  
وجبت لكم الجنة • لئے واجب ہو چکی ہے۔

(بخاری شریف باب فضل من شہد بدرا)

معاذ اللہ۔ اعملوا ما شئتم جو چاہے کرو اسے اہل بدر کو گناہوں کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ ان کے صدق اور اخلاص کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بارگاہِ خلافت کی

۱۵۔ سند احمد اور سنن ابی داؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بجائے لعل اللہ الخ کے ان اللہ اطلع علی اہل بدر الخ لفظان کے ساتھ روایت آئی ہے۔ اس نے ترجمہ میں لفظ تحقیق کا استعمال کیا گیا۔ (فتح الباری ج: ۱۳)

میں اہل بدر کی مخصوص جہان بازی اور مجاہدانہ اور والہانہ سرفروشی مسلم ہو چکی ہے۔ مرتے دم تک ان لوگوں کا قدم جادۂ محنت و وفا سے کبھی ڈلگانے والا نہیں ان کے قلوب اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اطاعت سے بہرہ ریز ہیں۔ معصیت اور نافرمانی کی ان کے دلوں میں کبیں گنجائش نہیں اگر متصفاً بشریت کسی وقت کوئی معصیت صادر ہو جائے گی تو فوراً توبہ اور استغفار کی طرف رجوع کریں گے۔ بہر حال اہل بدر جو کچھ بھی کریں جنت ان کے لئے واجب ہے اطاعت کریں گے تب جنت واجب ہے اور اگر بالفرض بمقتضائے بشریت معصیت کریں گے تو فوراً توبہ اور استغفار اور تضرع اور اہتال کریں گے جس سے ان کے لئے جنت اور مغفرت واجب ہو جائے گی بلکہ عجیب نہیں کہ اور درجے بلند ہو جائیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے توبہ سے اور درجے بلند ہوئے تفصیل کے لئے مدارج السالکین کی مراجعت کریں۔

بارگاہِ خداوندی سے اَعْمَلُوا مَا يَشَاءُكُمْ کا خطاب انھیں حضرات کو ہو سکتا ہے جن کے قلوب حق جل و علا کی محبت و عظمت، خور و خشیت، غیبت اور ہیبت سے بہرہ ریز ہوں اور ایسے ہی جنت کی بشارت ان لوگوں کو دی جاتی ہے جن کو ہر وقت اپنے نفس سے نفاق کا اندیشہ رہتا ہو۔ رہنما توضیح ما قالہ الحافظ ابن قیم فی شرح ہذا الحدیث فی کتاب الفوائد ص ۱۷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
لَنْ يَدْخُلَ النَّاسُ رَأْسًا شَهْدَ جَرِشِ بَدْرٍ مِثْلَ مَا هُوَ فِي حَقِّهِمْ  
بد سہا۔ نہ جلے گا۔

یہ حدیث سنداً محمدی ہے سند اس کی شرط مسلم پر ہے۔ فتح الباری باب فضل من شہد بدر۔

رفاعتہ رافعؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سب سے افضل وہ بہتر۔ جبریل نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر

ہیں۔ (صحیح بخاری باب شہود الملائکۃ بدر)

## تعداد بدر میں

حضرت بدر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں شہود توبہ کہ تین سو تیرہ تھے۔

اشتبہ اور اختلاف کی وجہ سے محدثین کے اقوال مختلف ہیں حافظ ابن سید الناس نے عید الاثر میں سب کو جمع کر دیا اور تین سو تیرہ نام شمار کرائے تاکہ کسی قول کی بنا پر بھی کوئی نام رہنے نہ پائے۔ احتیاطاً سب کو ذکر کر دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ بدر میں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ مسند احمد اور مسند بزار اور معجم طبرانی میں ابن عباسؓ نے قول ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے۔ ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے لئے روانہ ہوئے تو کچھ دور چل کر اصحاب کو شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب شمار کئے گئے تو تین سو چودہ تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر شمار کرو۔ دوبارہ شمار کر ہی رہے تھے کہ دُور سے دُبے اُونٹ پر ایک شخص سوا آتا ہوا نظر آیا اس کو شامل کر کے تین سو پندرہ ہوئے۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی)۔

عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو تین سو پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے (رواہ البیہقی و اسناد حسن)

یہ تین روایتیں ہیں لیکن حقیقت میں سب متفق اور متحد ہیں اس لئے کہ اگر اُس آخری شخص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو پندرہ بنے اور اگر اُس آخری شخص اور آپ کی ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والحمیات کو صحاب کے ساتھ شمار نہ کیا جائے تو پھر تعداد تین سو تیرہ ہے اس سفر میں کچھ صغیر اسن یعنی کم عمر بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے جیسے براء بن مازب عبد اللہ بن عمر۔ انس بن مالک۔ جابر بن عبد اللہ۔ مگر ان کو قتال کی اجازت نہ تھی۔

اگنان کم سن بچوں کو بھی بدرتین میں شمار کر لیا جائے تو پھر تعداد تین سوائس الہو ہوتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ اہل بدرتین سوائس تھے۔

۱۔ براہین مازبہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں اور ابن عمرؓ چھوٹے بچے گئے، اُس روز ہاجرین ساٹھ سے کچھ اوپر تھے اور انفار دوسو چالیس سے کچھ زائد تھے۔ (بخاری شریف)

۲۔ براہین مازبہ فرماتے ہیں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدرتین سو اسی سے کچھ زیادہ تھے جتنے طاوت کے ساتھ تھے جنہوں نے نہر کو پار کیا۔ اور خدا کی قسم نہر سے وہی لوگ پار ہوئے جو بڑے بچے مومن اور غلص تھے۔ (بخاری شریف)

یہ تمام تفصیل فتح الباری باب عدۃ اصحاب بدر میں مذکور ہے۔  
علامہ سہلی فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے شترجن بھی حاضر ہوئے تھے۔ آھ

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے لیکن اہل بدر میں شمار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا:

(۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ علات کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔

(۲)۔ طلحہ اور سعید بن زید۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قافلہ کے تجسس کے لئے بھیجا تھا۔

(۳)۔ ابولہبہ انفار بنی کو رو مار سے مدینہ پر اپنا قاتل مقام بنا کر واپس فرمایا۔

(۴)۔ عاصم بن عدی کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

(۵)۔ حارث بن حاطب بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آپ کو کوئی پہنچی تھی اس لئے آپ نے

حارث بن حاطب کو بنی عمرو کی طرف واپس بھیجا۔



(۱۷)۔ حارث بن مسدہؓ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوٹ آجانے کی وجہ سے مقامِ روماء سے واپس فرما دیا تھا۔

(۱۸)۔ خواتین جب بیڑ پٹلی میں چوٹ آجانے کی وجہ سے مقامِ صفراء سے واپس کر دیئے گئے تھے۔

یہ ابن سعد کا بیان ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کا بھی حصہ لگایا جو اس وقت حبشہ میں تھے اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن مالکؓ یعنی سہلؓ کے والد نے راستہ میں انتقال فرمایا۔ اور صبیح ثمودی اچھے بیماری کی وجہ سے واپس ہوئے۔

### جریدۂ اسماء حضراتِ بدرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

ائمہ حدیث اور علماء سیر نے اپنی اپنی تصانیف اسماء بدرین کے ذکر کا خاص اہتمام فرمایا ہے مگر حدوتِ تنبیٰ کے لحاظ سے سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسماء بدرین کو قریب فرمایا اور اہل بدرین سے صرف چوبیس نام اپنی جامع صحیح میں ذکر فرمائے جو ان کی شرائطِ صحت و استناد کے مطابق تھے۔

علامہ ذوالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے مشائخِ حدیث سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں اسماء بدرین کے ذکر کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور بارہا اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

### جریدۂ اسماء حضراتِ بدرین جہا جریں رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

#### آمین یا رب العالمین

سید المهاجرین و امام البدریین و اشرف الخلائق اجمعین خاتم الانبیاء المرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ

عَلَى الْإِلَهِ وَأَصْحَابِهِ وَشَرَفَ وَكُورِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

- (۱)۔ ابو بکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲)۔ ابو حفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۳)۔ ابو عبد اللہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۴)۔ ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۵)۔ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۶)۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۷)۔ انسہ حبشی مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۸)۔ ابو بکشتہ فارس مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۹)۔ ابو مرثد کناز بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۰)۔ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی کنز بن حصن کے بیٹے۔  
 (۱۱)۔ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دونوں بھائی۔  
 (۱۲)۔ طفیل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور  
 (۱۳)۔ حصین بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴)۔ مسطح عوف بن اثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵)۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶)۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷)۔ صبح مولیٰ ابی العاص امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۸)۔ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۹)۔ عکاشتہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۰)۔ فجماع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بھائی۔  
 (۲۱)۔ عقبہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۲)۔ یزید بن رقیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۳)۔ ابوسنان بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی عکاشتہ بن محسن کے بھائی۔  
 (۲۴)۔ سنان بن ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی ابوسنان بن محسن کے بیٹے اور عکاشتہ کے بھتیجے۔  
 (۲۵)۔ حمز بن نضله رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۶)۔ ربیعہ بن اکثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۷)۔ ثقف بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دونوں بھائی۔  
 (۲۸)۔ مالک بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۹)۔ عتبہ بن غزوہ کے آزاد کردہ غلام ہیں عتبہ بن اریض رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سابقین اولین میں سے ہیں ان کے علاوہ ہیں نضله، امیر، خضر، کعبہ۔

- (۱۳۹)۔ مدیح بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۰)۔ سوید بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۱)۔ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۲)۔ جناب مولیٰ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۳)۔ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۴)۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۵)۔ سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
- (۱۴۶)۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۷)۔ سونیط بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۸)۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۹)۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
اور ان کے بھائی ....
- (۱۵۰)۔ عیین بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۱)۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۲)۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۳)۔ مسعود بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۴)۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۵)۔ جناب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۶)۔ بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
- (۱۵۷)۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۸)۔ مصعب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۹)۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۰)۔ البر سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۱)۔ شمش بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۲)۔ ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۳)۔ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۴)۔ معتب بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۵)۔ زید بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی  
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
عنه کے بھائی۔
- (۱۶۶)۔ منیع مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
(۱۶۷)۔ عمرو بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ اور ان کے  
بھائی۔
- (۱۶۸)۔ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۹)۔ واقد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۰)۔ خولی بن ابی خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۱)۔ مالک بن ابی خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۲)۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۳)۔ عامر بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۴)۔ عاتق بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- (۶۵) - خالد بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۶) - یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۷) - سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۸) - سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۹) - ابر عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۰) - عثمان بن مظعون جمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۱) - اور ان کے بیٹے  
(۷۲) - سائب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۳) - عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۴) - قدامتہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۵) - عبد اللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۶) - معمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۷) - خنیس بن خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۸) - ابوسبرہ بن ابی رہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۹) - عبد اللہ بن مخمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۰) - عبد اللہ بن ہبیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۱) - سہیل بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۲) - صفوان بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۳) - عمرو بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۴) - وہب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۵) - حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۶) - عیاض بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۷) - سعید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## جریدۂ اسماء حضرات بدریین انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

وَعَمَّا مَعَهُمُ أَجْمَعِينَ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

- (۱) - سعید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۲) - عمرو بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی سعد

۱۔ سہیل اور صفوان کھجور کا نام وہب ہے اور ان کا نام بیضا ہے پھر ان بیضا کے نام سے مشہور ہیں۔  
۲۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ تین ابن اخیوت تھے مگر ان کے لیکن اور بہت سے اہل قحطہ تھے ان میں کو بھی بدریین میں شمار کیا ہے۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۳۹ تا ص ۴۲

## بن معاذ کے بھائی۔

(۲۳)۔ حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی سعد بن معاذ کے بھتیجے۔

(۲۴)۔ حارث بن اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۵)۔ سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۶)۔ سلمہ بن سلامہ بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۷)۔ عباد بن بشر بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۸)۔ سلمہ بن ثابت بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۹)۔ رافع بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۰)۔ حارث بن خزيمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۱)۔ محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۲)۔ سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۳)۔ ابو الہیثم بن الیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۴)۔ عبید بن الیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۵)۔ عبد اللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۶)۔ قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۷)۔ عبید بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۸)۔ نصر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۹)۔ معتب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۰)۔ عبد اللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۱)۔ مسعود بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۲)۔ ابو عبس بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۳)۔ ابو بروه ہانی بن یارضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۴)۔ عامر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۵)۔ معتب بن قشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۶)۔ عمرو بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۷)۔ سہل بن ضعیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۸)۔ مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۹)۔ رفاعہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵۰)۔ سعد بن عبید بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵۱)۔ عکرم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵۲)۔ رافع بن عجمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵۳)۔ عبید بن ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵۴)۔ ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵۵)۔ ابولہاتہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۶)۔ حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۷)۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۸)۔ عامر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۹)۔ انیس بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۰)۔ معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

- (۱۴۱)۔ ثابت بن اقرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۲)۔ عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۳)۔ زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۴)۔ ربیع بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۵)۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۶)۔ عاصم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۷)۔ البرصیاح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۴۸)۔ البرصیاح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یعنی البرصیاح کے بھائی ...  
 (۱۴۹)۔ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۰)۔ حارث بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یعنی خوات بن جبیر بن النعمان اور  
 عبداللہ بن جبیر بن النعمان کے چچا  
 (۱۵۱)۔ خوات بن جبیر بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۲)۔ منذر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۳)۔ ابو عقیل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۴)۔ سعد بن خبیثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۵)۔ منذر بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۶)۔ مالک بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۷)۔ حارث بن عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۸)۔ تمیم مولى سعد بن خبیثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۵۹)۔ جبر بن متیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۰)۔ مالک بن نکیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۱)۔ نعمان بن عسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۲)۔ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۳)۔ سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۴)۔ عبداللہ بن رداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۵)۔ خلاد بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۶)۔ بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۷)۔ سماک بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۸)۔ سیح بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۹)۔ عباس بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۰)۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۱)۔ یزید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۲)۔ ضعیب بن اسات رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۳)۔ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۴)۔ حرث بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۵)۔ سفیان بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۶)۔ تمیم بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۷)۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۸)۔ زید بن الحزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۹)۔ عبداللہ بن عرفظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درود بخوانیں

درود بخوانیں

(۱۸۰) - عبداللہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۱) - عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی لاس النافقین عبداللہ بن ابی بن سولی  
کے بیٹے۔

(۱۸۲) - اوس بن غولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۳) - زید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۴) - عقبہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۵) - رفاعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۶) - عامر بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۷) - مجید بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸۸) - عامر بن البکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۸۹) - لوف بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۰) - عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۱) - اوس بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۲) - نعمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۳) - ثابت بن ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۴) - مالک بن دغیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۵) - ربیع بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۶) - مدثر بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹۷) - عمرو بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربیع ہمدانی

کے بھائی ہیں یا طیف علی اختلاف الاقوال

(۱۹۸) - مجذوب بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۹۹) - مجاہد بن خنیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰۰) - سخاٹ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰۱) - عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰۲) - عقبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۳) - ابو دجاہ ساک بن خشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰۴) - منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰۵) - ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۶) - مالک بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۷) - عبد ربیع بن حنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۸) - کعب بن عجمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰۹) - ضمیرہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۰) - زیاد ۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۱) - بسبس ۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۲) - عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۳) - قرظ بن مہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۴) - جباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۵) - عمیر بن الحام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۶) - تیمم بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۷) - عبداللہ بن عمرو بن حلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۸) - معاذ بن عمرو بن الجحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۹) - معوذین عمرو بن الجحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۰)۔ خلافت بن عمرو بن الجحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۲۸۔ عقیبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۲) - حبیب بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۳) - ثابت بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۴)۔ عمیر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۲۵۔ بشرین! سب از رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۶)۔ طقیل بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۶)۔ حفیظ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۸)۔ یسنان بن حصیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۹)۔ عبداللہ بن حداد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۰) - عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۱). حارث بن محرز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳۲) - غار محمد بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۳)۔ عبداللہ بن محمد بن عمر، اللہ تعالیٰ اعزہ۔

١٣٣٥ هـ / ١٩١٦ م

(۳۵) معقل بن المنذر بن العبد القوم

۱۳۶۱-۱۳۶۲: عبد الله بن النعمان رضي الله عنه.

۱۳۱۱ - غنچاک بن حارث بن ضمر بن ثعلبہ بن

۱۳۱۱- سعاد من در قوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

(۱۲۵) - معجزہ منقسم برحق و آقا محمد

۱۱۴۰- عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۴- عبداللہ بن مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۲) - جابر بن عبد اللہ بن رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۳)۔ غلیظ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۳۴- نعمان بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۵- ابوالمندثر یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۶)۔ تسلیم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۴۴۱ھ - قطبیتہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۴۰)۔ عسکرہ مولیٰ سلیم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۹). عیسیٰ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

(۱۵۰). تعلیقه بن غنمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

(۱۵۱)۔ ابوالمہر کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵۲)۔ سہل بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۱۵۳۔ عمر دین طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۴۴۵) معاویہ بن جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵۵)۔ قیس بن محضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵۶)۔ عارث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵) بحکمہ من امام رضا علیہ السلام.

(۱۵) سعد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۹۔ عقمتہ من عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۰)۔ ذکریٰ بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ



- ۱۱۶۱۔ مسعود بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۶۲۔ عباد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۶۳۔ اسعد بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۶۴۔ فاکہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۶۵۔ معاذ بن معص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۶۶۔ عامر بن معص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۶۷۔ مسعود بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۶۸۔ رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۶۹۔ غلاب بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۷۰۔ عبید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۷۱۔ زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۷۲۔ فردۃ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۷۳۔ خالد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۷۴۔ جبلة بن ثعلبة رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۷۵۔ عطیہ بن نوسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۷۶۔ خلیقہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۷۷۔ غمارۃ خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۷۸۔ سراقۃ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۷۹۔ سارسہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۰۔ سلیم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۱۔ سہیل بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۲۔ عدی بن زغبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۳۔ مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۴۔ ابوخریمہ بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۵۔ رافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۸۶۔ عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۸۷۔ معوذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۸۸۔ معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۸۹۔ نفاث بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۹۰۔ عامر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۱۔ عبداللہ بن تیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۹۲۔ عصبہ اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۳۔ ودیعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۴۔ ابوالمحرار مولیٰ حارث بن مفرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۱۹۵۔ ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۶۔ سہیل بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۷۔ حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۸۔ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۱۹۹۔ انس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۲۰۰۔ اوس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ۱۲۰۱۔ ابوخیثمہ ابی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۲۰۲۔ ابوطلحہ زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

رواہ ابن ماجہ  
 رواہ ابن ماجہ  
 رواہ ابن ماجہ

بین  
 بین  
 بین

بین  
 بین  
 بین

- (۲۰۳) - حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۴) - عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۵) - سلیط بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۶) - ابوسلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۷) - ثابت بن خضار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۸) - عامر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۹) - محرز بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۰) - سواد بن غزیه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۱) - ابو زید قیس بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۲) - ابوالاحمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۳) - سلیم بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۴) - حرام بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۵) - قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۶) - عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۷) - عسیمہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۸) - ابولؤلؤ مہر بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۹) - سراقہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۰) - قیس بن مخلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۱) - یحسان بن عبد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۲) - حاکم بن عبد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۳) - سلیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۴) - جابر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۵) - سعد بن کبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۶) - کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۷) - بحیرہ بن ابی بحیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۸) - عقبان بن ابرک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۹) - طلیل بن ربرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۰) - عصمتہ بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۱) - بلال بن العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴

## اسما ملائکہ بدرین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

جنگ بدر میں فرشتوں کا آسمان سے مسلمانوں کی امداد کئے نازل ہونا اور ہجران کا جہاد و قتال میں شریک ہونا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے پہلے معلوم ہو چکا ہے لیکن روایات حدیث سے صرف تین فرشتوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں جو بدیہ ناظرین ہے۔

(۱)۔ افضل الملائکہ المکرمن امین اللہ تعالیٰ بینہ و بین الانبیاء والمرسلین سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام (رافعہ کلمہ صحیحہ)

رداء البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۱۲) - سیدنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱۳) - سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخرجه احمد والنسائی وابن ماجہ وصححه البیہقی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفضائلی کبریٰ ج ۲

چونکہ روافیہ میں آدلی جبرئیل کا اور پھر میکائیل کا اور پھر اسرافیل علیہم السلام کا آسمان سے نازل ہونا مذکور ہے اس لئے ذکر میں نزول کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا۔

## اسما شہداء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا  
بَلْ أَحْيَاہُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَوِّجُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ  
فَضْلِهِ وَيَتَّبِعُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ  
أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ۱۰

مکن گریہ بر گروہ مقتول دوست برو خرمی کن کہ مقبول دوست

(۱۱) - عبیدہ بن الحارث بن مطلب مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معرکہ بدر میں پیر کر گیا تھا مقام صفراء میں پہنچ کر وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں دفن فرمایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے

۱۰۔ (بقیہ حاشیہ پہلے صفحہ کا) ظاہر قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل امین تمام ملائکہ سے افضل ہیں  
واعلم انہ لانی بسند ضعیف عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہ انکم بانفس الملائکۃ جبرئیل - ۱۲ مدح المعانی ج ۱

۱۱۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹

ساتھ مقام صفراء میں نزل فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں، آپ نے فرمایا تعجب کیا ہے، یہاں ابو معاذ دیہ کی قبر ہے دابو معاذ یہ حضرت عبیدہ بن الحارث کی کنیت ہے، اکتیعب الحافظ ابن عبد البر ۲۲۱ ترجمہ عبیدہ بن الحارث بر حاشیہ اصحابہ

(۲)۔ عمیر بن ابی وقاص مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سعد بن وقاص کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب بدر کے لئے لوگ جمع ہوئے تو میں نے بھائی عمیر کو دیکھا کہ ادھر ادھر پھرتا پھرتا ہے میں نے کہا اے بھائی تجھ کو کیا ہوا۔ کہا مجھ کو اندیشہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دیکھ پائیں اور پھٹا سمجھ کر واپس فرما دیں اور میں جانا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت نصیب فرمائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش کئے گئے آپ نے صغیر اسن ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم دیا۔ عمیر یہ سن کر رو پڑے، آپ نے ان کا یہ فوق و شوق دیکھ کر اجازت دیدی بالآخر جنگ میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا عمیرؓ کی عمر اس وقت رسول سال کی تھی ۱۵

(۳)۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام زہری اور ابن سعد نے اور ابن معانی فرماتے ہیں کہ ذوالبیدین اور ذوالشمالین ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور حبشہ و محمد ثن کے نزدیک دو شخص ہیں ذوالشمالینؓ تو جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ذوالبیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے۔ ۱۲

(۴)۔ عاتق بن البکر مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سابقہ اذہن میں سے ہیں داما قسم میں مشرف باسلام ہوئے پہلا نام ان کا غافل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے غافل کے ذائق نام رکھا، اصحابہ ترجمہ غافل بن بکیرؓ مشرف باسلام ہونے سے قبل آخبت سے غافل اور بے خبر تھے۔ اسلام لانے سے غافل اور ہوشیار بنے اس لئے ان کا یہ نام تجویز فرمایا۔ واللہ اعلم۔ غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ عمر اس وقت چونتیس سال کی تھی یہ

۱۵۱۔ مہجع بن صالحؓ مولیٰ عمرؓ بنا المخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ قتال کے وقت حضرت مہجع کی زبان پر یہ الفاظ تھے انا مہجعؓ والی رقیؓ ارحمہم مہجع ہوں اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں (رواہ ابن ابی شیبہؒ) یہ

۱۶۱۔ صفوان بن بیضار مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بدری ہوا قرآن کا مسلم ہے لیکن غزوہ بدر میں ان کا شہید ہونا مختلف ذبہ ہے، ابن اسحقؓ اور موسیٰ بن عقبہؓ اور ابن سعدؓ کہتے ہیں غزوہ بدر میں طعینہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ابن جہان کہتے ہیں۔ ۳۳ھ میں اور حاکم کہتے ہیں ۳۵ھ میں وفات پائی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲۔ اصحابہ ترجمہ صفوان بن بیضارؓ۔

۱۷۱۔ سعد بن خثیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صحابی اور صحابی کے بیٹے شہید اور شہید کے بیٹے۔ سعد غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور باپ یعنی خثیمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

حضرت سعد بن عقیقہؓ میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی عمو کا ان کو نصیب بنایا تھا۔ (اصحابہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عیرابی سفیان کے لئے خروج کا حکم دیا تو غیثمہ نے سعد سے کہا اے بیٹا ہم میں سے ایک کا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے گھر رہنا ضروری ہے تم ایشاکر کو رو اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے کی ہدایت دو اور تم یہاں ٹھہرو۔ اس پر سعد نے صاف انکار کر دیا اور یہ عرض کیا۔

لو کان غیر الجنتۃ اشتکتہ بہ ا فی جنت کے سوا اگر اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور ارجو الشہادۃ فی وجہی ہذا ایشاکر کو رو اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں۔

بعد ازاں باپ اور بیٹے کے مابین قرعہ اندازی ہوئی۔ قرعہ سعد کے نام پر نکلا۔ بیٹے باپ سے زیادہ خوش نصیب نکلے اور شادان و فرحان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ معرکہ بدر میں عمر بن عبد وہاب طعیمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

(۸)۔ بشر بن عبد المذہب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹)۔ یزید بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰)۔ عیبر بن الحام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ٹھوکت کی طرف جب تک عرض آسمان اور زمین کی برابر ہے، آپ نے فرمایا۔ ہاں عمیر نے کہا بخی بخی (واہ واہ) آپ نے ارشاد فرمایا اے عمیر کس چیز نے تجھ کو بخی بخی کہنے پر آمادہ کیا عمیر نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں مگر صرت یہ امید کہ شاید میں بھی جنت والوں میں سے ہر جاؤں۔ آپ نے فرمایا فَاِنَّكَ من اھلھا پس تحقیق بلاشبہ تو اہل

جنت سے ہے، بعد ازاں کجوریں نکال کر کھانا شروع کیں مگر فوراً ہی پھینک  
 دیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا تو پھر زندگی بڑی طویل ہے  
 کجوریں پھینک کر قال میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ شبید ہو گئے مولا اللہ تعالیٰ قہ  
 ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ عمرؓ نے تلوار ہاتھ میں لی اور یہ کلمات ان کی زبان پر تھے  
 رَكُضَا اِلَى اللّٰهِ بِغَيْرِ نَادٍ اِلَّا التَّقَىٰ وَعَمَلُ الْمَعَادِ  
 اللّٰهُ كِي طَرَفٍ بِغَيْرِ تَوْشِيٍّ كَيْ دَرْدٍ مَّكَرَ تَقْوَىٰ اَوْ رَمَلَ آخِرَتِ  
 وَالصَّبْرُ فِي اللّٰهِ عَلٰى الْجِهَادِ

اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو  
 وَكُلُّ زَادٍ عَرَضٌ النِّفَادُ غَيْرُ التَّقَىٰ وَالْبِرُّ وَالرِّشَادُ  
 اور ہر توشہ معرض فساد میں ہے مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد  
 کا توشہ کہیں نہ خراب ہو سکتا ہے اور نہ فنا۔

(استیعاب للحافظ ابن عبد البر ج ۲ ص ۸۲) حاشیہ اصابع - واصابع ج ۲ ص ۳۱ ترجمہ عمیر بن  
 حاتم زرقانی ص ۱۳۳ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۴۶)  
 (۱۱) - رافع بن معلى انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۲) - حارثہ بن سراقہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حارثہ بن سراقہ بن سراقہ رضی اللہ عنہما صحابی اور صحابی کے بیٹے۔ شبید اور شبید  
 کے بیٹے۔ بیٹے یعنی حضرت حارثہ غزوہ بدر میں شبید ہوئے اور حضرت سراقہ غزوہ  
 حنین میں۔ فتح الباری۔ باب فضل من شبید بدر۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ  
 حارثہ بدر میں شبید ہوئے اور وہ نوجوان تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بدر سے واپس تشریف لائے تو حارثہ کی والدہ - زینب بنت نضر آپ کی خدمت میں  
 حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خبر معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ سے

کس قدر محبت تھی۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر آپ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کروں گی یعنی خوب گریہ و زاری کروں گی، آپ نے فرمایا کیا دیوانی ہو گئی، ایک جنت نہیں اُس کے لئے بہت سی جنتیں ہیں اور تحقیق وہ بلاشبہ جنت الفردوس میں ہے صبح بخاری غزوہ بدر۔

(۱۱۳)۔ عوف بن حارث انصاری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۴)۔ معوذ بن حارث انصاری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دونوں بھائی ہیں والدہ کا نام عھزار ہے عوف بن حارث کی شہادت کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اصحاب بدر میں شہید ہوئے حق جل و علانے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدار پر انوار سے ان کی آنکھوں کو منور فرمایا اور کہا اے میرے بندوں کیا چاہتے ہو۔

اصحاب نے عرض کیا اے پروردگار جن نعماتے جنت سے تو نے ہم کو سرفراز فرمایا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے جن تعالیٰ شانہ نے فرمایا تاہو کیا چاہتے ہو۔ چوتھی مرتبہ اصحاب نے یہ عرض کیا اے پروردگار یہ جانتے ہیں کہ ہماری رو میں پھر بارے جسموں میں لڑائی جائیں تاکہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں جیسے اب قتل ہوئے (رداء الطبرانی و رجالہ نقات) و ہذا موقوف لفظاً مرفوع حکمالانہ لا مدخل للراۃ فیہ والاشاعلم ۱۲۔ ۱۵

## اسما سیران بدر

روایات صحیحہ سے پہلے معلوم ہو چکا کہ جنگ بدر میں شتر کافر مقتول ہوئے اور شتر



اسیرانِ شام نے روایت محمد بن اسحاق۔ اور عاصم بن سید الناس نے عید الاثر میں مقتولین اہل قید لیل کے نام ذکر کیے ہیں۔ اس وقت اسیرانِ بدر میں سے مشہورین کے نام ذکر کرتے ہیں اور حیران میں سے مشرف باسلام ہوا اس کے نام کے ساتھ اس کی بھی تصریح پیش کی جاتی ہے (۱۱)۔ عباس بن عبد المطلب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم ہیں جو عمرِ آپ سے صرف دو سال بڑے تھے فتح مکہ سے کچھ قبل علانیہ طور پر اسلام کا اظہار فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیل بن ابی طالب۔ (۱۲)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور اسی طرح حضرت جعفر حضرت علی سے دس سال بڑے تھے اور ابو طالب کے سب سے بڑے بیٹے طالب جن کے نام پر یہ کنیت ہے (وہ حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اسلام کی دوست سے محروم رہے۔ باقی تینوں بھائی۔ عقیلؓ۔ جعفرؓ۔ علیؓ مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

(۱۳)۔ نوفل بن حارث

ان کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس سال غزوہ خندق ہوا اس سال مشرف باسلام ہوئے یعنی شہر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴)۔ سائب بن جبہ

(۱۵)۔ نعمان بن عمرو

(۱۶)۔ عمرو بن سفیان بن ابی حرب

(۱۷)۔ حارث بن ابی وجرہ

(۲۸)۔ ابراہیم العاصم بن ربیع۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کا واقعہ پہلے  
مفصل گزر چکا ہے ۱۲

۹۰۔ ابراہیم العاصم بن نوفل۔

(۱۰)۔ ابو ریشہ بن ابی عمر۔

(۱۱)۔ عمرو بن اذرق۔

(۱۱۲) - عقبہ بن عبدالمحارث

۱۱۳- مدی بن النخیار۔

(۱۴۸)۔ عثمان بن عبد شمس۔

۱۵ - البوشر

(۱۶)۔ عزیز بن عمیر عبد رى۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اے

(۱۱۷)۔ اسود بن عامر

۱۱) سائب بن ابی جبیش

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاطمہ بنت ابی حبیش مستثنیٰ  
کے بھائی ہیں۔ ۷۵

کے بھائی ہیں۔ ۷۲

(۱۱۹) - حویرث بن عباد

(۱۲۰) - سالم بن شداد

۱۲۱- خالد بن بشام

یعنی ابو جہل بن شام کے بھائی بعض علماء نے ان کو مؤلفہ القلوب میں ذکر کیا ہے

۱۲۲۔ امیتہ بن ابی حذلیہ

۱۲۳۔ ولید بن ولید بن مغیرہ

۱۲۴۔ صفی بن ابی رفاعہ

۱۲۵۔ البراء المنذر بن ابی رفاعہ

۱۲۶۔ البرعاء عبداللہ بن ابی السائب -

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید وغیرہ نے آپ سے علم قرأت حاصل کیا۔ ۱۷

۱۲۷۔ مطلب بن خثیب

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۷

۱۲۸۔ خالد بن اعلم -

۱۲۹۔ البراء عامر سہمی -

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۰۔ سرودہ بن قیس

۱۳۱۔ حنظلہ بن قبیصہ

۱۳۲۔ حجاج بن حارث

علامہ سیلی فرماتے ہیں حجاج بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر بن حبشہ میں سے

ہیں غزوہ احد کے بعد حبشہ سے مدینہ واپس آئے لہذا اسیران بدر میں انکا ذکر کرنا

مصطفیٰ کا دہم ہے۔ (روضہ لائف ص ۱۰۶)

۱۳۳۔ عبداللہ بن ابی بن خلف -

۱۷ روضہ لائف - ج ۲ : ص ۱۰۶ - دھیرن الاشرف ص ۲۰

۱۷ ایضاً

۱۷ ایضاً

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(۳۴)۔ ابو عزرہ عمرو بن عبد اللہ۔

(۳۵)۔ فاکہ مولی امتیہ بن خلف۔

(۳۶)۔ وہب بن عمیر۔

وہب اور اس کے باپ عمیر کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳۷)۔ ربیعہ بن دراج۔

(۳۸)۔ سہیل بن عمرو۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور شام میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حدیبیہ میں قریش کی طرف صلح کے لئے آئے۔ ۱۲

(۳۹)۔ عبد بن زمعہ۔

اُمّ المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی بعد میں مشرف

باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۰)۔ عبد الرحمن بن مشنوم۔

(۴۱)۔ طفیل بن ابی قنیع۔

(۴۲)۔ عقبہ بن عمرو۔

(۴۳)۔ قیس بن سائب مخزومی۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں آپ کے

شریک تجارت تھے جیسا کہ پہلے گزرا۔

(۱۴۴)۔ نطاس مولیٰ امتیر بن خلعت۔

غزوہ احد کے بعد مشورۃً اسلام ہونے پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ددخ الافنہ منہ

## اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت

غزوہ بدر اسلام اور کفر کا معرکہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کو یوم الفرقان فرمایا ہے کہ حق اور باطل میں فرق ہونے کا دن ہے۔

مکہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اسلام کو قبول کر چکے تھے مگر جب حضورؐ پر نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ اپنی قوم اور قبیلہ کے لحاظ سے مکہ ہی میں رہے، جب جنگ بدر موقع آیا تو ان میں سے کچھ لوگ بدر میں قوم کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئے اور جنگ بدر میں مارے گئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ  
ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فَمَنْ كُنْتُمْ  
قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي آلِ نَضِرٍ  
قَالُوا آ لَمْ تَكُنْ أَسْرَفُوا فِي الْإِسْرَافِ  
فَتَجَارَبُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَا وَاهُمْ  
جَهَنَّمُ وَسَاعَتْ مَصِيرًا  
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ  
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسُدُّونَ خِيْلَهُ  
وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلَهُ فَأُولَئِكَ  
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ عَنْهُمْ وَلَٰكِنَّ

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے امداح قبض  
کیں وہ اس حال میں تھے کہ وہ لوگ اپنی جانوں پر بڑے  
ظلم کرنے والے تھے فرشتوں نے ان سے یہ  
کہا کہ تم کس حال میں تھے ان لوگوں نے کہا  
کہ ہم بچا رہے اور لاچار تھے زمین میں۔ اس لئے  
ہجرت نہ کر کے فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی  
زمین کشادہ نہ تھی کہ تویم اور وطن کو چھوڑ کر  
وہاں ہجرت کر جاتے پس ایسے لوگوں کا شکار  
جہنم ہے اور بہت بڑا شکار ہے مگر جو مرد  
اور عورتیں اور لڑکے درحقیقت بے چارہ

عَفْوًا عَفْوًا  
اور بے بس می اور ہجرت کے لئے کوئی پارہ  
نہیں پاتے پس ایسے لوگوں کے متعلق اُمید ہے  
کہ اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا  
اور بخشنے والا ہے۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
ان ناسا من المسلمین کالواضع  
المشکین علی رسول اللہ ﷺ  
علیہ وسلم یا آتی السهم فیہ  
بہ فیصیب احدہم فیقتلہ  
او یضرب فیقتل فانزل اللہ  
ان الذین توفاهم الملائکۃ  
ظالمین انفسہم الایۃ  
بخاری شریف ملائکہ کے تفسیر پر (النساء)  
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو امام بخاری کتاب الفتن ص ۱۰۴۹ میں دوبارہ  
لائے ہیں اور اس پر یہ ترجمہ رکھا کہ اباب من کہ یکثیر سواد الفتن او الظلم یعنی اہل فتنہ اور اہل کفر و  
میت کی تعداد بڑھانے کی کراہت کا بیان۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ اپنے ترجمہ  
قرآن میں۔ ان الذین توفاهم الملائکۃ ظالمین انفسہم الخ کے حاشیہ میں تحریر  
فرماتے ہیں یعنی ہتھک ہجرت از دار الحرب بدار الاسلام و یکثیر سواد کفار واللہ اعلم معلوم ہوا کہ مسلمانوں  
کے مقابلہ کے لئے کافروں کی فوج میں جانا تاکہ فقط کافروں کی تعداد زیادہ معلوم ہو یہ بھی ناجائز  
۱۵

فروہ ہر کلام متن بخاری میں نہیں لیکن دوسری روایت میں مذکور ہے جس کو حافظہ عثمانی نے  
فتح البدری چھپا کتاب تفسیر میں اور پھر فتح الباری کتاب الفتن ص ۱۰۴۹ میں ذکر کیا ہے اور علامہ سبکی نے  
ارشاد ساری ص ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ ذکر کیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

ہے اگرچہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا ارادہ ہے اور نہ لڑے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے کافروں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے حضرات اہل علم فتح الباری و عمدۃ القاری اور قسطلانی کی مراجعت کریں اور مزین فیصل اگر درکار ہو تو تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی اور تفسیر و تفسیر کی مراجعت کریں۔ اور حدیث میں ہے من کشر سواد قوم فهو منہم یعنی جو شخص کسی قوم کی جماعت اور تعداد کو بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔

## غزوۂ بدر پر دوبارہ نظر

غزوۂ بدر کا بیان ختم ہوا اور اس بارے میں آیات اور صحیح اور صریح روایات ناظرین کے سامنے آگئیں جن سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر سے مقصد قریش کے اس کاروان تجارت پر طیار کرنا تھا کہ جو ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آ رہا تھا قریش مکہ کے کسی حملہ کا دفاع مقصود نہ تھا علامہ شبلی کی سیرۃ النبی میں رائے یہ ہے کہ غزوۂ بدر کا مقصد کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ آپ کو مدینہ ہی میں یہ خبر آگئی تھی کہ قریش ایک عظیم بعیت لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدافعت کے قصد سے نکلے اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔ غزوۂ بدر سے آپ کا مقصود کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ قریش کے حملہ کا دفاع مقصود تھا۔ علامہ شبلی کا خیال ختم ہوا۔

علامہ شبلی کا یہ خیال تمام محدثین اور مفسرین کی تصریحات بلکہ تمام صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے۔

(۱)۔ روی ابن ابی حاتم عن ابی ایوب قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن بالمدینۃ انی اخبرت عن عیابی سفیان فہل لکمان

ابن ابی حاتم نے ابوالایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے مدینہ میں یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا تمہارا مخالف آ رہا ہے کیا تم کو یہ مرغوب ہے کہ تم اس

تخرجوا ایہا عل اللہ لیغتنا ہا قلنا نعم فخرجنا فلما نزلوا یماویہین قال قد اخبروا خبننا فاستعدوا للقتال فقالوا لا والله ما لنا طافۃ بقتال القوم ولکننا اسرنا العیون فاعادوا فقال لہ المقداد لافقول لک کما قالت بنو اسرائیل۔  
 انحدیث۔ فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۲ و زرقانی ص ۲۳۳  
 آ رہے ہیں تم بھی ان سے جہاد و قتال کے لئے تیار

ہو جاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم رطلہر اسباب میں اہم میں یہ طاق  
 نہیں کہ ہم مٹھی بھر جماعت قریش کے اُس مسلح لشکر جبار کا مقابلہ کر سکیں، جزا میں میت  
 ہم تو ابوسفیان کے کاروان تجارت پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے یعنی ہمیں اس کا  
 وہم و گمان بھی نہ تھا کہ قریش سے اس طرح مقابلہ کرنا پڑے گا کہ کچھ تیار ہو کر نکلے  
 آپ نے اسی کام کا اعادہ فرمایا مقداد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول  
 اللہ ہم نبی اسرائیل کی طرح آپ سے نہیں کہیں گے اِذْ هَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا  
 اِنَّا هُمْ نَا قَاعِدُوْنَ کہ آپ اور آپ کا پروردگار جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ  
 ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اور ہر طرح سے ڈریں گے۔  
 وترجمہ فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۲ غزوة بدر

(۲)۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

لما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ سنا کہ ابو

لہ میں تقریباً کہ جملہ البزازیہ والنہایتہ ج ۲ ص ۲۶۶ اور تفسیر ابن کثیر ص ۲۸۶ سورۃ انفال کی روایت میں  
 مذکور ہے اس لئے یہ جملہ دہاں سے لیا گیا ہے یا عفا اللہ عنہ



بابی سفیان مقبلا من الشام مندب  
المسلمین الیہم وقال ہذک عیر  
قریش فیہا اموالہم فاخرجوا الیہا  
لعل اللہ ان ینفلکموها فان تدب  
الناس فخف بعضهم وثقل بعضهم  
وذلك انہم لم یظنوا ان رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفتی حربا  
وکان ابو سفیان قد استنصر حنین  
وخاص الحجاج بن ابی تمیمہ  
المدنی البدائیۃ والنبائیۃ ۵۵۲ وتغیر  
ابن کثیر مشہد ۵۵۲ سورۃ انفال ۲۵۲ وذر تالی ۵۵۲

سفیان - تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس  
آ رہا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو اسکی طرف خروج  
کی دعوت دی کہ اللہ یہ فرمایا کہ یہ قریش کی قافلہ آ رہا  
ہے جس میں ان کے بچے شمار اموال میں ہیں پس تم  
اس پر حملہ کرنے کے لئے نکلو شاید اللہ تعالیٰ  
وہ تمام اموال تم کو غنیمت میں عطا فرمائے پس  
کچھ لوگ آپ کے ہمراہ نکلے اور کچھ نہیں نکلے جسکی  
وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو اس کا دم و گمان بھی نہ تھا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے کوئی  
جنگ پیش آ جائے گی۔ ابو سفیان کو اس کا کشکا  
لگا ہوا تھا اس لئے وہ بدر جستجو میں تھامیاں

تک کہ جب ابو سفیان کو یہ پتہ لگ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر حملہ  
کئے فروغ فرمایا ہے تو فوراً منعم غفاری کو قاصد بنا کر روانہ کیا الی آخر المعصہ۔

اس لئے حافظ مستقلان شرح بخاری میں لکھتے ہیں —

والسبب فی ذلك ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم مندب الناس الی تلقی ابی  
سفیان لاخذ ما معہ من اموال  
قریش وکان من معہ قلیلا فلم یظن  
اکثر الانصار انہ یقع قتال فلم یجز  
معہ منهم الا القلیل ولم یأخذوا

غزوہ بدر کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے لوگوں کو ابو سفیان کے تجارتی قافلہ  
کی طرف خروج کی دعوت دی تاکہ اس کے ذخائر  
اموال پر قبضہ کریں کیونکہ اس قافلہ میں اموال  
بیت تھے اور آدمی کم تھے پس صحابہ چاہیں تھے  
اس لئے اکثر انصار کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ

اہبۃ الکاستعداد کما ینبغی بخلًا  
المشکین فانہم خسر جوا مستعدین  
ذابین عن اموالہم ۔ ۱۵

قتال کی آگے کی اس بے بہت تھوڑے آدمی آپ کے  
ساتھ نکلے اور روانہ کی خاص تیاری نہیں کی بخلاف  
مشرکین کے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ کرے  
نکلے تاکہ اپنے اموال کی حفاظت اور رافعت کریں۔

ابوسفیان کو جب یہ خبر ملی کہ حضور پروردگار روانہ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ  
ہوئے ہیں تو اس نے فوراً ضمیمہ غفاری کو پیغام دے کر مکہ روانہ کیا۔

یا معشر قریش اللطیمة اللطیمة  
اموالکم مع ابی سفیان قد عرض  
لہا محمد فی اصحابہ کأری ان تدرکوا  
الغوث - الغوث ۱۶

اے گروہ قریش ڈرو اور خبر لو اپنے اُن  
اُمّتوں کی جو کہ پھروں اور سامان سے لدے  
ہوئے ہیں اور خبر لو اپنے مالوں کی محمد اپنے  
اصحاب کے ساتھ اُن سے تعرض کیئے روانہ ہو گئے

ہیں میں لگان نہیں کرتا تم اپنے اموال کو صحیح دسالم المدد المدد یعنی جلد از جلد نافذ کیے دو کہ پہنچے۔

ابوسفیان نے ضمیمہ غفاری کے روانہ کرنے کے بعد نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اور اس صل  
کے مانتے سے قافلہ کو ہچا کر نکل گیا اور جب قافلہ مسلمانوں کی زد سے نکل گیا تو ابوسفیان نے ایک  
دوسرے پیغام قریش کے نام روانہ کیا وہ پیغام یہ تھا۔

قال ابن اسحاق ولما رأى ابوسفیان  
ان قد احزر عیدہ ارسل  
الی قریش انکم انما خرجتم لتنعوا  
میرکم ورجالکم واموالکم فقد نجھاھا  
اللہ فارجعوا ۔ ۱۷

محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے  
دیکھا کہ آپ اپنے قافلہ کو مسلمانوں سے ہچا کر نکالے  
گیا تو قریش کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ تم فقط  
آپ کے کاروان تجارت اور آدمیوں اور مالوں کی حفاظت  
کیئے تھے اللہ نے ان سب کو ہچا لیا لہذا تم اب لوٹ جاؤ۔

۱۵ فتح الباری - ۱/ ۱۵۰ ص ۲۲۲

۱۶ البدایہ والنہایہ - ۳/ ۳۱۵ ص ۲۵۸

۱۷ ایضاً - ۳/ ۲۲۶

ابوسفیان کا یہ پیغام قریش کو اس وقت پہنچا کہ جب قریش مقام مجحف میں پہنچ چکے تھے لوگوں نے چاہا کہ لوٹ جائیں مگر ابو جہل نے قسم کھالی کہ ہم اسی شان سے بدر تک جائیں گے اور پھر لوٹے واپس نہیں گے مگر احنس بن شریق نے ابو جہل کی بات کو نہ مانا اور بنی زہرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔

یا بنی زہرہ قد نبی اللہ انکم امواکم  
 وخلصکم صاحبکم مخرمہ بن  
 فوفد وانما نفرتم لتنعوا ووالد  
 فاجعلوا فی جنبہا وارجعوا فانہ  
 لا حاجۃ لکم بان تخرجوا فی غیر  
 ضعة لا ما یقول ہذا اقال فوجوا  
 فلم یشہد ہا زہری واحد لہ۔

اے بنی زہرہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کو  
 بچالیا اور تمہارے ساتھی مخرمہ کو بھی بچالیا جز  
 انیت تم تو فقط مالوں کو مسلمانوں کی دست  
 برد سے بچانے کے لئے نکلتے تھے، سودہ  
 بچ نکلتے، لہذا تم سب لوٹ جاؤ بے ضرورت  
 نکلتے سے کیا فائدہ۔ احنس کے کہتے ہی تمام بنی زہرہ  
 راستہ ہی سے لوٹ گئے اور ایک آدمی بھی بنی زہرہ  
 میں کا بدر کے معرکہ میں شریک نہیں ہوا۔

بنو ثمم تو ازل ہی سے جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے، مگر اب بنت عبد المطلب کے خواب کی وجہ سے چلنے پر آمادہ نہ تھے۔ پھر جہم کے خواب نے اور متروکہ کر دیا اور پھر جب ابوسفیان کا پیغام آیا کہ کاروان تمہاری صحیح سالم بچ نکلا تو اور بہت سے تردد میں پڑ گئے چنانچہ طالب بن ابی طالب اور کچھ لوگ ان کے ساتھ مکہ واپس چلے گئے۔ پھر جب احنس بن شریق بنی زہرہ کو بے کردا پس ہو گیا تو اور تہذیب میں پڑ گئے مگر ابو جہل کی ضد اور ہٹ دھرمی اور اس کے رعب کی وجہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔

عتبہ اور شیبہ ابتدائی سے چلنے پر تیار نہ تھے اور آخر وقت تک یہ چاہتے رہے کہ مکہ واپس ہو جائیں جیسا کہ مفصل گزر چکا۔

کیا اب اس قسم کی صریح اور ناقابل تاویل روایات کے بعد بھی کسی مؤول کے لئے یہ گنجائش

ہے کہ یہ کہے کہ حضور پر نور اہل صحابہ کرام کا روانہ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کی جو جمعیت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلی تھی حضور پر نور اس کی مدافعت کیلئے بدر پر تشریف لے گئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ہمراہ لے کر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ کا مقصد صرف قریش کا کاروان تجارت تھا البتہ اہل اور اس کی جمعیت کا وہم و گمان بھی نہ تھا بلکہ نفس الامری میں کہیں اُس کا وجود نام و نشان بھی نہ تھا۔

جبکہ اہل اور قریش کے کہیں حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہم کوئی جمعیت کے مدینہ پر حملہ آور ہوں بلکہ جب اہل اور سفیان کے قاصد صمغ غفاری نے مکہ پہنچ کر خبر سنی کہ تمہارا کاروان تجارت خطرہ میں ہے مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اس وقت مکہ میں پہلے پڑ گئی اور قریش اہل اور میں بڑی شان و شوکت سے زمین پہن کر اور پوری طرح مسلح ہو کر اپنے کاروان تجارت کو بچانے کے لئے نکلے قریش کو مقام حنفہ میں پہنچ کر اہل اور سفیان کی طرف سے اطلاع ملی کہ قافلہ صبح سالم پہنچ نکلا ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام صفراء میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ کاروان تجارت تو بچ گیا ہے اور قریش پوری تیاری کے ساتھ مسلح ہو کر آ رہے ہیں چونکہ مسلمان کسی جنگ کی نیت سے نہیں نکلے تھے اس لئے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے جس کی پوری تفصیل پہلے گزر چکی، لہذا کسی علامہ کا یہ خیال کرنا کہ حضور پر نور نے اول سے آخر تک کسی وقت بھی تجارتی قافلہ پر حملہ کی نیت نہیں کی بلکہ ابتداء ہی سے حضور پر نور نے جو سفر شروع فرمایا وہ قریش کے اُس فرجی لشکر کے مقابلہ اور دفاع کے لئے تھا جو از خود مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اُتد کرنا ہوا چلا آ رہا تھا۔ یہ خیال ایک خیال خام ہے جو اپنی ایک مزعوم درایت اور خود ساختہ اصول پر مبنی ہے جس پر نہام ذخیرہ احادیث نبویہ اور ارشادات قرآنیہ اور روایات سیرت اور واقعات تاریخیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں افسوس اور صدفوس کہ جن اعداء اللہ نے اللہ کے نبی اور اس کے متبعین کو جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہوا اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا ہوا ان کے اعمال پر پابان

تبخے گئے ہوں اور آئندہ کے لئے بھی اُن کے یہی حکم ہوں اور ایک لمحہ کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیر سے غافل نہ ہوں سو اگر مسلمان اُن کو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کے لئے کوئی اقدام کریں تو اس کو غلات تہذیب اور غلات انسانیت سمجھا جائے اور جن روایات میں کچھ تاویل چل سکے وہاں تاویل کر لی جائے اور جہاں تاویل نہ چل سکے اُن کا ذکر ہی نہ کیا جائے تاکہ اپنے خود ساختہ اصول پر زور نہ پڑے یہ شان علم اور امانت کے غلات ہے قرطیس تبدیل و تخفون کشیداً غزوہ بدر سے پہلے جس قدر مہیں روانہ کی گئیں وہ اکثر و بیشتر قریش کے تجارتی قافلوں ہی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی گئیں پھر غزوہ بدر ہی میں کیوں اشکال نہیں آیا۔ رہا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کو کافروں پر ابتداء از خود حملہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ کفار از خود حملہ نہ کریں مطلب یہ کہ جہاد کے لئے از خود اقدام جائز نہیں بلکہ جب کافر ابتداء حملہ آور ہوں تو ان کا دفاع کیا جائے سو اس کا جواب ابتداء میں بحث جہاد میں بالتفصیل گزر چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے کہ کفار تک جو مسلمانوں کو تیرہ برس تک جانی اور مالی ہر قسم کا نقصان پہنچا چکے ہوں اور ہر قسم کے مظالم اُن پر کر چکے ہوں اور آئندہ کے لئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے ہوں اور مسلمانوں کی سازشوں میں سرگرواں ہوں اور اس بارے میں مرسلین جاری ہوں ان کے جان و مال پر مسلمانوں کے لئے از خود حملہ کرنا۔ جائز نہ ہو عقل و نقل دونوں کے غلات ہے

### خلاصہ کلام

یہ کہ ان تمام روایات سے روزِ کدش کی طرح یہ امر واضح ہو گیا کہ حضور پُر نور اور صحابہ کرام مدینہ سے کاروان تجارت کے ارادہ سے نکلے تھے اور قریش کہ اور ابو جہل۔ اسی کاروان تجارت کے بچانے کے لئے نکلے تھے مؤمن و کافر سب کا مطیع نظر ہی کاروان تجارت تھا۔ اور وہ وافر حق یہی سمجھے ہوئے تھے علامہ کہیں یا نہ سمجھیں نیز غزوہ بدر سے پہلے جو غزوات اور سرایا پیش آئے وہ اکثر و بیشتر اعلیٰ تھے و فاعلی نہ تھے ابتداء حضور پُر نور کی طرف سے ہوئی۔

## قتل عَصَاءِ یَہُودِیَہ

(۲۶) رمضان المبارک ۶؎

عَصَاءِ ایک یہودی عدوت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بوجہ بی شہار  
کبار تھی اور طرح طرح آپ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ لوگوں کو آپ سے اور اسلام سے گزشتہ کرتی۔  
ہنوز آپ بدر سے واپس نہ ہوئے تھے کہ پھر اسی قسم کے اشعار کہے عجیز بن عدی رضی اللہ عنہ کو  
سنئے ہی جوش آگیا اور یہ منت مانی اگر اللہ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے  
صبح سالم واپس آگئے تو اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے منظر و منصور صبح و سالم تشریف لائے تو غیر شرب  
کے وقت تلوار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں داخل ہوئے چہنچہ نا بناتا تھے اس لئے عصا  
کو ہاتھ سے ٹٹولا رہتے جو اس کے ابد گرد تھے اُن کو ہٹایا اور تلوار کو سینہ پر رکھ کر اس زور سے  
دبایا کہ پشت سے پار ہو گئی۔

نذر پوری کر کے واپس ہوئے اور صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا  
فرمائی اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ پر اس بارے میں کچھ مواخذہ تو نہ ہوگا۔  
آپ نے فرمایا ہیں۔

لَا يَنْتَظِحُ فِيهَا عُنْثَانٌ  
اس بارے میں دو بھڑی بھی سر نہ ٹکرائیں گی۔  
یعنی یہ ایسا فعل ہی نہیں کہ جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف اور نزاع کر سکے۔ انسان تو درکنار  
بھڑ اور بکریاں بھی اس میں اپنے سینک نہ ٹکرائیں گی۔

پیغمبرِ حق کی شان میں گستاخی کرنے والے کا قتل کہیں قابلِ مواخذہ ہو سکتا ہے بلکہ اعظم  
قربات اور افضل عبادات میں سے ہے جس میں کوئی نزاع ہی نہیں کر سکتا۔ جانور بھی اس کو قتل سمجھتے ہیں۔  
مصنف حماد بن سلمہ میں مذکور ہے کہ یہ عورت ایامِ اہوار کی کے خون آلود کپڑے مسجد میں لا کر ڈالا

کرتی تھی۔

انفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمیر کے اس فعل سے بید مسرور ہوئے اور صحابہ سے

مخاطب ہو کر فرمایا:

اِذَا جَبْتُمْ لَنْ تَنْظُرُوا اِلَى رَجُلٍ  
اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور  
نصر اللہ ورسولہ بالغبیب فالظفر  
اُس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی  
الی عمیر بن عدی۔ کو دیکھو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اس اُحمریؓ کو دیکھو تو یہی کہ کس طرح چھپ کر اللہ کی طاعت کیلئے  
رداء ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اُحمریؓ دانا بننا، نہ کہ بویہ تو بصیر دینا، ہیں۔ یعنی  
ظاہراً اگر ہم اُحمریؓ دانا بننا، ہیں مگر دل کے بصیر اور مینا ہیں۔ رمضان المبارک کی پانچ راتیں باقی تھیں  
جس وقت یہ عورت قتل کی گئی تفصیل کے لئے زرقانی ص ۴۵ اور انصاف المسلمون علی شانم الرسول  
للمحافظ بن تیمیہ از ص ۹ تا ص ۱۳ مراجعت کریں و طبقات ابن سعد ج ۱ و عمیرن الاثر ص ۲۹ دیکھیں  
حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمیرؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:

انطلقوا بنا اِلَى البَصِيرِ الَّذِي  
ہم کو اس بینا کے پاس لے چلو جو بنی واقع  
فی بطن ولقمت لغود۔ میں رہتا ہے اس کی عیادت کریں گے۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَبَغَتْ عَمِيرًا الْخَطِيئًا  
بَقَتِلْ عَصَا هَجَّتْ النِّتَاءُ  
صلی اللہ علیہ وسلم

## غزوة قرة الكدر

غزوة ہمد کی مراجعت کے بعد شروع شوال میں تسلیم اور فطخان کے اجتماع کی خبر پا کر آپ  
نے دستارِ آدمیوں کے ساتھ خدمت فرمایا۔ جب آپ چہنہ کد پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام پہلے

ہی سے آپ کی خبر پاکر منتشر ہو چکے ہیں۔ تین روز قیام فرما کر بلا جدال و قتال واپس آ گئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے آپ نے ایک سر پہ اُن کے تعاقب میں روانہ فرمایا جو غنیمت میں پانٹواؤٹ لے کر واپس ہوا۔

بقیہ شوال اور ذی قعدہ آپ مدینہ میں مقیم رہے اور اسی عرصہ میں اسیران بدر فدیہ لے کر رہا کئے گئے۔

## قتل ابی عصفک یہودی

شوال ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم بن عیمر رضی اللہ عنہ کو ابو عصفک یہودی کے قتل کے لئے روانہ فرمایا؛

ابو عصفک مذہبنا یہودی تھا، بڑھا تھا ایک سو بیس سال کی عمر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو میں شعر کہتا تھا اور لوگوں کو آپ کی عداوت پر برا بھلا کہتا تھا۔ جب اس کی دیدہ دہنی مد سے گزر گئی تو یہ ارشاد فرمایا؛

من لی بهذا الخبیث کون ہے جو میرے لئے یعنی محض میری عزت و حرمت کے لئے اس خبیث کا کام تمام کرے۔

سالم بن عیمر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے پہلے ہی سنت مانی ہوئی ہے کہ ابو عصفک کو قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی سالم تواریے کر روانہ ہوئے۔ گرمی کی لات تھی کہ ابو عصفک غفلت کی غیندہ سو رہا تھا۔ پہنچتے ہی تلوار اس کے جگر پر رکھی اور اس زور سے دایا کر پیا۔ ہر کہ بستر تک پہنچ گئی عُدَّ اللہ ابو عصفک نے ایک چیخ ماری۔ لوگ دوڑے مگر کام تمام ہو چکا تھا۔

۱۔ زندگانی ۵۰، ۱۱۰ ص ۲۵۲۔ ۲۔ سالم بن عیمر مدنی بھی ہیں اور بیعت عقبہ میں بھی شریک ہوئے ہیں خوف خداوندی سے بیت رمنے والے تھے گرمی و رکاوٹ کی خاص کیفیت آپ پر طاری رہی تھی ۱۲۔ اصحابہ تر جو سالم بن عیمر حضرت طلحہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا ۱۵۔ چونکہ خداوند کے دایا کی کندہ شومیل اور جانب ناری کندہ ۱۲۔ المطبعت المکرمی ابن سعد ۲: ص ۱۹۔ الصام المسلول لابن تیمیہ ص ۱۰۳۔ عین الانوار ۲ ص ۲۵۵۔ زندگانی ۵۰، ۱۱۰



حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَبَعَثْنَا سَالِمًا إِلَى عَفَاكَ

قَتَلْنَا ذِي النَبِيِّ وَأَفْلَكُ

اے کذب وافر مری علی ابنی علی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳

## غزوہ بنی قینقاع

۱۵ شوال یوم شنبہ ۳؎

بنی قینقاع۔ عبد اللہ بن سلامؓ کے برادری کے لوگ تھے نہایت شجاع اور بہادر تھے زرگری کا کام کرتے تھے شوال کی پندرہ سولہ تاریخ کو بروز شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بازار میں تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے وعظ فرمایا

یا معشر یہو دا حذر من الله  
مثل ما نزل لقریش من النعمة واسلمو  
فانکم قد عرفتم انی نبی مرسل  
تجدون ذلك فی کتابکم وعہد  
الله الیکم  
اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر  
خدا کا عذاب نازل ہوا کہیں اسی طرح تم پر نازل ہو  
اسلام لے آؤ اس لئے کہ تحقیق تم خوب پہچانتے ہو کہ  
میں بالیقین اللہ کا نبی اور اس کا رسول ہوں جس کو  
تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہوئے اور اللہ نے  
تم سے اس کا عہد لیا ہے۔

یہودیہ سنتے ہی مشتعل ہو گئے اور یہ جواب دیا کہ آپ اس غزوہ میں ہرگز نہ رہنا کہ ایک واقعہ  
اوستا تجربہ کار قوم یعنی قریش سے مقابلہ میں آپ غالب آگئے۔ واللہ اگر ہم سے مقابلہ ہو تو خوب  
معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد ہیں اس پر حق جل و علانیٰ یہ آیت نال فرمائی۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا  
فِئَةٌ تَقَاتَلَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى  
كَانَتْ يَدُؤُهُمْ مِّثْلِيهِمْ رَأَى الْفَيْنِ  
تحقیق تمہارے لئے نشانی ہے ان دو جماعتوں میں  
کہ باجم ایک دوسرے سے لڑی ایک جماعت تو  
خدا کی راہ میں قتال کرتی تھی اور دوسری جماعت

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنُصْرِهِ مَنُ يَّشَاءُ ۚ  
 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن لَّا يَنْصَارُ ۚ  
 کافروں کی تھی کہ مسلمانوں کو اپنے سے مدد نہ دیتی تھی کھلی آٹھوں سے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے اپنی امداد سے قوت دیتے ہیں تحقیق اس میں عبرت ہے اہل بصیرت کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو بنی قینقاع اور بنی قریظہ اور بنی لثیم سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے اور نہ آپ کے دشمن کو کسی قسم کی مدد دیں گے، مگر سب سے پہلے بنی قینقاع نے عہد شکنی کی اور نہایت دہشتی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حراپ دیا اور آوازہ جنگ ہو گئے۔

یہ لوگ مضافات مدینہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے بچاے ابو لہبہ بن عبد المذہب بن النضر بن کنانہ کو مقرر فرما کر بنی قینقاع کی طرف خروج فرمایا۔ ان لوگوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سوال سے لے کر غزوہ بنی قینقاع تک انکا محاصرہ فرمایا۔ بالآخر مجبور ہو کر سولہ سو روز یہ لوگ قلعہ سے اتر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکستیں باندھنے کا حکم دیا۔

ماس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کی الحاح و زاری کی وجہ سے قتل سے تو دور گزر فرمایا مگر مال و اسباب لے کر چلائے وطن کا حکم دے دیا۔ اور مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس ہوئے ایک قس خود لیا اور چار قس غانین تقسیم فرمایا، بد کے بعد یہ پہلا قس تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لیا۔

عبادۃ بن صامٹہ فرماتے ہیں کہ بنی قینقاع سے میرے طیفانہ تعلقات تھے ان کی اس شرارت اور بد عہدی کو دیکھ کر ان سے تعلق قطع کر لیا اور ان سے تہری اور بیزاری کا اعلان کیا۔

یا رسول اللہ! استبأ الی اللہ و اے یا رسول اللہ! میں آپ کے دشمنوں سے برکات و رسولہ و التولی اللہ و رسولہ بیزاری کرنا اللہ اس کے رسول کی طرف آتا ہوں اور

والمؤمنین وابدأ من حلف  
انشاء اس کے رسول اللہ اہل ایمان کو اپنا دے  
اور طیف بتا ہوں اللہ کافروں کی مدد سے اور عہد  
بالکفر بری اور علیحدہ ہوتا ہوں۔

**ف**۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایمان کے لئے جیسے اللہ اور اُس کے رسول اور  
عبادِ مؤمنین کی محبت ضروری ہے اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے عداوت و  
نفرت، انبیاء اور برائت کا اعلان بھی ضروری ہے۔ تو لایے تبرائست ممکن ایسی ہی جگہ صادق  
ہے تفصیل اگر درکار ہے تو ماریت رہانی شیخ محمد و الف ثانی قدس اللہ سرہ کی مکتوبات کی محنت  
فرمائیں کہ ایمان کے لئے فقط تصدیق کافی نہیں جب تک کہ خدا کے دشمنوں سے تبری اور انبیاء  
نہ ہو۔ اور یہی امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تبری عن الکفر والکفار ایمان کی شرط لازم ہے جیسا کہ علم  
کلام کی کتابوں میں مذکور ہے۔

## غزوہٴ سولق

### ہر ذی الحجہ ۱۱ھ

بعد سے جب مشرکین کا ہر میت خروہ لشکر غاب و خاصر مکہ پہنچا تو ابو سفیان بن حرب  
نے یہ قسم کھائی کہ جب تک مدینہ پر حملہ نہ کر لوں گا اور اس وقت تک غسلِ جنابت نہ کروں گا۔  
چنانچہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے شروع ذی الحجہ میں دو سو سواروں کو ہمراہ لے کر مدینہ  
کی طرف روانہ ہوا۔ مقامِ غزین میں پہنچ کر جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک کھجور کے  
باغ میں گئے وہاں دو شخص زراعت کے کام میں مصروف تھے ایک شخص انصار میں سے تھا  
اور دوسرا حبیر تھا ان دونوں کو قتل کیا اللہ کچھ درخت جلے اور کچھ کہ ہماری قسم پوری ہو گئی اور  
بھاگ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو تاریخ ۵ ذی الحجہ یوم کیشنبہ دو تومہاجرین اور انصار کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں سعاد ہوئے مگر کوئی ہاتھ نہ آیا یہ لوگ پہلے ہی محل بھاگے تھے۔ چلتے وقت بوجھ ہلکا کرنے کے لئے سترو کے جو تھیلے ہمراہ لائے تھے وہ چھوڑ گئے تھے۔ وہ سب مسلمانوں کو ماتہ آئے اس لئے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہے یعنی سترو مال غزوۃ۔

## عید الاضحیٰ

۹ ذی الحجہ الحرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ السویق سے واپس ہوئے اور ۱۰ ذی الحجہ الحرام کو دو رکعت نماز عید ادا فرمائی۔ اور وہ منیہ سے قربانی کئے اور سب لڑکے قربانی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی بقرعید تھی۔

## نکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی صاحب نادى حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمائی۔

اول حضرت ابو بکر نے اور پھر حضرت عمر نے آپ سے اس سعادت کے حصول کی خواہش ظاہر فرمائی۔ مگر آپ نے سکوت فرمایا۔ ایک رعایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا میں حکم الہی کا منتظر ہوں بعد ازاں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے حضرت علی کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے لئے صاحب زلوی کا پیام دیں حضرت علی نے اس مخلصانہ اور خیر خواہانہ مشورہ کی بنا پر آپ کی نصیحت میں حاضر ہو کر یہ استدعا پیش کی آپ نے حسب نزول دی حضرت علی کے پیام کو منظور فرمایا۔

۱۔ زرقانی ج ۱ : ص ۵۸ ۵۷ ایضاً : ص ۶۰

۲۔ یعنی سکھ میں اس میں اختلاف ہے کہ منیہ کون تھا ذی الحجہ یوم یا سفر اللہ اعلم ۱۲ زرقانی

۳۔ مجمع برائی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ غافل کامل سے منع

کروں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارادى اس حدیث کے سب تقہ میں۔ ۱۲ زرقانی ص ۶۵

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے پیامِ مبینہ کا امادہ کیا تو دل میں یہ خیال آیا کہ واللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، حالانکہ شادی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے لیکن آپ کے احسانات اور کام اور آپ کے الطاف اور مہربانیوں نے بہت دلائل اور آپ کی بانگاہ میں یہ استدعا پیش کر دی۔  
 آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز بھی ہے، میں نے کہا نہیں۔  
 آپ نے فرمایا وہ زرہ جو تم کو جنگ بدر میں ملی تھی وہ کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تو موجود ہے  
 آپ نے فرمایا بہتر ہے وہی زرہ فاطمہ کو مہر میں دے دینا رواہ احمد وابن سعد وابن حبان (اصحاب ترجمہ فاطمہ الزہراء)۔

حضرت علیؓ نے اس زرہ کو حضرت عثمان کے ہاتھ ۸۰ درہم میں فروخت کیا اور وہ تمام درہم لاکر آنحضرت کے سامنے ڈال دیئے آنحضرت نے فرمایا اس میں سے خوشبو اور کپڑوں کا انتظام کر لو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ نلای کو جہیز میں جو سامان دیا وہ یہ تھا۔ ایک لمحات اور ایک جہیز کا گدا جس میں بجلے روٹی کے کسی دخت کی چھال بھری ہوئی تھی اور دو چکیاں اور ایک مشکیزہ اور دوٹی کے گھڑے درواہ احمد کذا فی الترغیب والترہیب للہذی باب الترغیب فی الاذکار بعد المکتوبات وکذا فی الاصابہ ترجمہ فاطمہ الزہراءؓ

جب عروسی کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کوئی مکان لے حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ اور اس میں عروسی فرمائی حضرت فاطمہؓ نے مشورہ دیا کہ حارثہ بن النعمان کا مکان مانگ لو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کچھ کو شرم آتی ہے کسی طرح یہ خبر حضرت حارثہ کو پہنچ گئی حارثہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم جو

ے میں گئے وہ اس سے کہیں زیادہ محبوب ہو گا کہ جو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا صَدَقْتُ بَارَكَ  
 اللہ فیہ۔<sup>۱</sup> تر نے پچا کہ اللہ تعالیٰ برکت دے عارضہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے اور حضرت علی  
 اور حضرت فاطمہ کو اپنے مکان میں لاکر آتا۔ (آخر عمر ابن سعد) اصحابہ ترجمہ ناظرۃ الزہراء

## غزوہ غطفان (۳۳)

جس کو غزوہ انمار اور غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں

غزوہ سولہ سے واپسی کے بعد بقیہ ذی الحجہ آپ مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے اس اشار  
 میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور بنی محارب (جو کہ قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں) نجد میں جمع ہو رہے  
 ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اطراف مدینہ میں لوٹ ڈالیں اور عتور غطفانی ان کا سردار تھا، ماہ  
 محرم الحرام ۳۳ھ میں آپ نے غطفان پر چڑھائی کی غرض سے نجد کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ میں  
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور چار سو پچاس صحابہ آپ کے ہمراہ تھے غطفانی  
 آپ کی خبر سنتے ہی پہاڑوں میں منتشر ہو گئے صرف ایک شخص بنی ثعلبہ کا ہاتھ آیا صحابہ نے پکڑ کر  
 اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آیا، حضرت کلاب بن  
 وہب کو زرا لیکن کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا بلا جہدال و قتال ربیع الاول میں مدینہ واپس تشریف لائے۔<sup>۲</sup>  
 اس سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ راستے میں بارش ہو گئی اور صحابہ کے کپڑے بھیگ گئے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھیگے ہوئے کپڑے ایک درخت پر سوکھنے کے لئے ڈال دیئے اور خود

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیری ذات کو برکاتِ فیضیادہ شریعت سادہ کا خزن اور معدن بنا دے یہ معنی لی قرینہ سے ہو

میرا آئے ہیں۔ فافہم ذلک واستقم۔

۲۔ البہایت والنہایت، ج ۱، ص ۲۔

اس وقت کے نیچے لیٹ گئے، وہاں کے اعراب آپ کو دیکھ رہے تھے۔ اعراب نے اپنے سروار  
 و عثور سے جہان میں بڑا بہادر بنایا یہ کہا کہ محمد رسل اللہ علیہ وسلم، اس وقت کے نیچے تنہا لیٹے ہوئے ہیں  
 اور ان کے اصحاب منتشر ہیں تو جا کر ان کو قتل کر آ، و عثور نے ایک نہایت تیز تلوار لی اور برہنہ تلوار سے کر  
 آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا اے محمد۔ بتلنا آج تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا  
 اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ جب یہیں امین نے اس کے سینہ میں مکہ مارا اسی وقت تلوار  
 اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور پر نور نے اس کو اٹھالی اور و عثور سے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ اب  
 تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا، اس نے کہا کوئی نہیں اور اسلام لے آیا اور یہ کلمہ پڑھا اَشْهَدُ  
 اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور یہ وعدہ کیا کہ اب آپ کے  
 مقابلہ کے لئے کوئی فوج جمع نہ کروں گا۔ آپ نے و عثور کو اس کی تلوار واپس کمر دی۔ و عثور غصہ سے  
 چلا اور واپس آیا اور یہ عرض کیا واللہ مجھ سے آپ بہتر ہیں و عثور جب اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو  
 لوگوں نے اُس سے کہا کہ جو بات تو کہہ کر گیا تھا وہ کہاں گئی اس پر و عثور نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا  
 اس طرح غیب سے میرے سینہ میں ایک مکہ لگا جس سے میں جت گر پڑا۔ اس طرح گرنے سے میں نے  
 پہچان لیا اور یقین کر لیا کہ وہ مکہ مارنے والا کوئی فرشتہ ہے، اس لئے میں نے اسلام قبول کیا اور آپ  
 کی رسالت کی شہادت دی اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور اس بارے میں یہ آیت ازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُنْتُمْ  
 اٰیۃہا الذین امنوا اذ كنتم  
 لَعْمَةً اَللّٰهُ عَلَیْكُمْ اِذْ هُمْ قَوْمٌ  
 اَنْ يَنْبَسُطُوْا اِلَیْكُمْ اَبْدِیْهِمْ  
 فَاَنْتُمْ اَبْدِیْهِمْ عَنْكُمْ لِه  
 کہ جب ایک قوم نے یہ قسم کیا کہ تم پر ہاتھ چلائیں  
 تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ  
 روک دیے۔

ام یہی فرماتے ہیں کہ اسی قسم کا واقعہ اور قصہ غزوہ ذات الرقاع میں بھی مروی ہو ہے  
 مادی نے اس قصہ کو غزوہ غطفان کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ اگر یہ محفوظ ہے تو یہ دو مختلف

تھے ہیں ایک غزوہ غطفان میں پیش آیا اور ایک غزوہ ذات الرقاع میں جس کا آئندہ بیان ہوگا علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ دو تھے طعمہ طعمہ ہیں۔

## غزوہ بھران

غزوہ غطفان سے واپسی کے بعد ماہ ربیع الاول آپ نے مدینہ میں گزارا، ربیع الثانی میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ مقام بھران جو حجاز کا معدن ہے وہاں بنی سلیم اسلام کی مخالفت پر جمع ہو چکے ہیں آپ نے خبر پڑتے ہی تین سو صحابہ کی سعیت میں بھران کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ پر عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔

وہ لوگ آپ کی تشریف آوری کی خبر سننے ہی منتشر ہو گئے اور بلا جہال قتال مدینہ واپس آ گئے۔ علامہ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ بھران میں کتنی مدت آپ نے قیام فرمایا، بعض کہتے ہیں صرف دس شب قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۴ جمادی الاولیٰ تک قیام فرمایا۔

## قتل کعب بن اشرف یہودی

(۴۴) (ربیع الاول ۳۳ھ)

مدینہ منورہ میں جب فتح بدر کی بشارت پہنچی تو کعب بن اشرف یہودی کو بید صدمہ ہوا۔ اور یہ کہا کہ اگر خیر صحیح ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار اور اشرف مارے گئے تو پھر زمین کا بطن (اندرون) اس کی ظہر (پشت) سے بہتر ہے، یعنی مرنا ناچینے سے بہتر ہے تاکہ آنکھیں اس ذلت اور رسوائی کو نہ دیکھیں۔

۱۵۔ الخصائص الکبریٰ - ج ۱ : ص ۲۱۰ - ابدا یہ ماہنامہ - ج ۲ ص ۲۱

۱۶۔ زرقانی - ج ۲ ص ۱۶

۱۷۔ اسرار سے اس غزوہ کو غزوہ بنی سلیم بھی کہتے ہیں - ۱۲ - زرقانی

۱۸۔ طبقات ابن سعد - ج ۱ ص ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - سنن ابی داؤد - ج ۱ ص ۸ - فتح الباری - ج ۱ ص ۲۵



لیکن جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو مقتولین بدر کی غزوت کے لئے تکرر روانہ ہوا۔ اور جو لوگ بدر میں مارے گئے ان کے مرثیے لکھے جن کو پڑھ پڑھ کر خود بھی روتا تھا اور دوسروں کو بھی رلاتا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں لوگوں کو حوش و لالہ کرنا اور ہمتاں کرتا تھا۔ ایک روز قریش کو حرم میں لے کر آیا سب نے بیت اللہ کا پردہ تمام کر مسلمانوں سے قتال کرنے کا حلف اٹھایا۔ بعد چندے مدینہ ماہ آیا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے شروع کئے۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ کعب ابن اخضر بڑا شاعر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرمیں اشعار کہا کرتا تھا اور کفار مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کیلئے ہمیشہ سحر کا تارہتا تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذا میں پہنچاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو صبر اور تحمل کا حکم فرماتے رہے لیکن جب کسی ضرورت سے ہانڈ آیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (رداہ ابو داؤد و طبرانی فتح الباری باب قتل کعب بن الاشرف۔)

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کعب بن اخضر نے آپ کو دعوت کے یہاں سے بلایا اور کچھ آدمی متعین کر دیئے کہ جب آپ تشریف لائیں تو قتل کر ڈالیں۔ آپ اکٹھے ہی تھے کہ جبریل امین نے آکر آپ کو ان کے امداد سے مطلع کر دیا آپ نرا دباں سے روح الامین کے پردوں کے سایہ میں باہر تشریف لے آئے اور عاصی کے بعد قتل کا حکم دیا۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کعب بن اشرف کے قتل کے لئے کون تیار ہے اس نے اٹھا اور اس کے رسول کو بہت ایذا پہنچائی ہے۔ یہ سنتے ہی محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس کا قتل چاہتے ہیں۔

۱۷ زرکان، ۲۱، ۵، ص ۹۰ - ابن ہشام - ج ۲ - ص ۱۱

۱۸ فتح بخاری، ج ۱، ص ۲۵۹ -

۱۹ مدنی حیات ہے تحقیق اس شخص نے ہم کو اپنے اشعار سے ایذا دہن کی تھی اور دشمنی کے لئے ہمارے مقابلہ میں

قرآن پڑھتا تھا (رواہ ابن کثیر) فتح الباری، ج ۲، ص ۲۵۹ - نسائی ص ۱۱۸



مارہے لوگ ہماری اولاد کو یہ طعنہ دیں گے کہ تم وہی ہو جو دوسرا دین سیرۃ کے معاوضہ میں دین رکھے گئے تھے ہاں ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔

عمرؓ کی ایک مرسل روایت میں ہے ان لوگوں نے یہ کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہتھیاروں کے کس درجہ محتاج اور ضرورت مند ہیں لیکن ہاں ہم یہ بیعت کرتے ہیں کہ ہتھیار آپ کے پاس رہن رکھ دیں آہ لیکن یہ ناممکن ہے کہ عورتوں اور بیٹوں کو رہن رکھ دیں۔ کعب نے اس کو منظور کیا اور یہ وعدہ ٹھہرایا کہ شب کو اگر غلہ لے جائیں اور ہتھیار رہن رکھ جائیں۔

حسب وعدہ یہ لوگ رات کو پہنچے اور جا کر کعب کو آواز دی، کعب نے اپنے قلعے سے اترنے کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو کعب نے کہا۔ محمد بن مسلمہ اور میرادہؓ شریک بھائی الزنادہؓ ہے کوئی غیر نہیں تم فکر نہ کرو۔ بیوی نے کہا مجھ کو اس آواز سے خون پکتا ہوا نظر آتا ہے کعب نے کہا کہ شریک آدمی اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو اس کو ضرور جانا چاہیے۔ اس اشارہ میں محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ بھاد دیا کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے ہال میں سونگھوں گا جب دیکھوں کہ میں نے اس کے بالوں کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو فوراً اس کا سر اتار لیں، چنانچہ جب کعب نیچے آیا تو سر تاپا خوشبو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا، آج یہی خوشبو تو میں نے کبھی سونگھی ہی نہیں۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ حسین دمیل اور سب سے زیادہ معطر عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ مجھ کو اپنے معطر سر کے سونگھنے کی اجازت دیں گے، کعب نے کہا ہاں اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ آگے بڑھ کر خود بھی سر کو مسکھا اور اپنے رفقاء کو بھی سونگھایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ دوبارہ اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیں گے کعب نے کہا شوق سے محمد بن مسلمہ اٹھے اور سر سونگھنے میں مشغول ہو گئے جب سر کے بال مضبوط پکڑ لئے تو ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ فوراً ہی سب نے اس کا سر قلم کیا اور آٹا فانا اس کا کام تمام کیا ۱۷

اور اخیر شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے آپ نے دیکھتے ہی یا رشا فرمایا:

أَفْلَحَتِ الْوَجُوهُ  
ان لوگوں نے جوا با عرض کیا:

ووجهت یارسول اللہ  
اور سب پہلے آپ کا چہرہ مبارک اٹھ اٹھا اللہ کے رسول  
اور بعد ازاں کعب بن اشرف تک سر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے الحمد للہ اور اللہ کا شکر کیا۔  
جب یہود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو کینخت مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور جب صبح ہوئی  
تو یہود کی ایک جماعت نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارا سردار  
اس طرح مارا گیا آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا میں پہنچاتا تھا اور لوگوں کو ہمارے  
قتال پر برا بھلا کہتا تھا۔ یہود دوم بخود رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے اور بعد ازاں آپ  
نے ان سے ایک عہد نامہ لکھوایا کہ یہود میں سے آئندہ کوئی اس قسم کی حرکت نہ کرے گا (طبقات ابن سعد)

## کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب

روایات حدیث سے کعب بن اشرف کے جو وجوہ اور اسباب معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب  
ذیل ہیں:-

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ و مہنی اور سب و شتم اور گستاخانہ کلمات  
کا زبان سے نکالنا۔ (۲) آپ کی جو میں اشعار کہنا۔ (۳) غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں  
کا بطور تشبیہ ذکر کرنا۔ (۴) خدا و فیض عہد۔ (۵) لوگوں کو آپ کے مقابلہ کے لئے آسمان اور آگسٹا  
اور ان کو جنگ پر آمادہ کرنا۔ (۶) دعوت کے مہمانہ سے آپ کے قتل کی سازش کرنا۔ (۷) دین اسلام  
پر طعن کرنا۔

لیکن قتل کا سب سے قریبی سبب آپ کی شان اقدس میں دریدہ و مہنی اور سب و شتم اور آپ  
کی جو میں اشعار کہنا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الصوامع المسلول علی

شام الرسول میں منع تھا اس پر فصل کلام کیا ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ یہ آیت

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُذِلُّوا الْكِتَابُ  
مِنْ قَبْلِكَ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا  
أَذَىٰ كَثِيرًا ط

اور البتہ سنو گے تم اہل کتاب سے اور  
مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی۔

کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی (عیون الاثر ص ۳۱)

عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

صرخت بہ فلم یعرف لصوقی  
فعدت له فقال من المنادی  
وهذاي دمر عمارهنا فخذها  
فأقبل نحونا يهوى سريعا  
وفي أيماننا يفيض جدا  
فعاثقه ابن مسلمة المردى  
وشد بسيفه صلتا عليه  
وكان الله سادسنا فأهنا  
وجاء برأسه فعد كرامته

واوفى طالعا من راس جدر  
فقلت اخول عباد بن بشر  
يشهر ان وفي اوانصف شهر  
وقال لنا لقد جئتمكم امبر  
مجزبة بها الكفار نفري  
به الكفار كاللئث الهزبر  
نقطر ابو عيسى بن جبر  
بالعم نعمة واعز لقم  
هم ناهيل من صدق وبت

ما نظر عراقی الغیۃ السیر میں فرماتے ہیں :

فبعثه محمد بن مسلمة  
جاؤ ابراسه فأقد موكا

في رفقة يقتل كعب الملا  
قال لهما نلحت الوجوه

۱۸۶ - آل عمران ، آیتہ : ۱۸۶

۱۸۷ - عیون الاثر ، ج ۱ ، ص ۱۱۱ : ۳۰۱ - متذکر ج ۳ ، ص ۳۲۵ : ترجمہ محمد بن مسلمہ انصاری۔

## اسلام حواریتہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ اس قسم کے یہود کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو چنانچہ حواریتہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی حبیبہ بن مسعود نے ابنی سینینہ یہودی کو قتل کر ڈالا۔ (جو تہارت کرتا تھا اور خود حواریہ اور محیصا وغیرہ اہل مدینہ سے وارد مسجد کا معاملہ رکھتا تھا۔

حواریہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور حبیبہ پہلے سے مسلمان تھے حواریہ چونکہ عمر میں بڑے تھے حبیبہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو قتل کر ڈالا خدا کی قسم اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے، حبیبہ نے کہا:

واللہ لقد امرنی بقتله من  
لوا امرنی بقتلك لضربت  
عنقك

خدا کی قسم مجھ کو اس کے قتل کا ایسی ذات  
حکم دیا ہے کہ اگر وہ ذات با برکت تیرے قتل کا  
بھی حکم دیتی تو واللہ میں تیری بھی گردن اڑا دیتا۔

حواریہ نے کہا:

آلہ لوا امرک محمد بقتلی  
لقتلتی

کیا خدا کی قسم اگر محمد مجھ کو میرے قتل کا حکم دے  
تو واقعی تم مجھ کو قتل کر ڈالے گا۔

حبیبہ نے کہا:

لعم واللہ لوا امرنی بضرب عنقک  
لضربتہا

ہاں خدا کی قسم اگر تیری گردن مارنے کا حکم دے  
تو ضرور تیری گردن مارتا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر وہ ابھی تیرے بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا  
حواریہ یہ سن کر میران وہ گئے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ خدا کی قسم یہی دین حق ہے جو لوگوں میں اس  
رجس اور مستحکم اور رگ و پے میں اس طرح جاری و ساری ہے۔ اس کے بعد حواریہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوئے اور سچے دل سے اسلام قبول کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(غزہ جمادی الآخر ۳ھ)

واقعہ ہمد کے بعد قریش مکہ مسلمانوں سے اس درجہ مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے کہ ان کے پیٹ بھاڑ کے اندیشہ سے اپنا قدیم راستہ ہی چھوڑ دیا چنانچہ بجائے شام کے راستہ کے عراق کا راستہ اختیار کیا اور رہبری کے لئے فرات بن حیان غلی کو اجرت پر ہمراہ لیا اور ایک قافلہ بغرض تجارت مکہ سے مال کیشرے کر براہ عراق روانہ ہوا جس میں البرصیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزیٰ و عبد اللہ بن ابی ربیعہ بھی تھے۔ (فتح مکہ میں یہ چاروں حضرات مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس قافلہ کی اطلاع ہوئی تو سنو صحابہ کی جمعیت کو زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی امارت اور سرکردگی میں روانہ فرمایا:

ان لوگوں نے پہنچ کر حملہ کیا۔ قافلہ حاصل کر لینے میں تو کامیاب ہو گئے مگر اعیان قوم اور اشراف خاندان اور قافلہ دارے سب بھاگ گئے صرف فرات بن حیان غلی کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لائے مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ مالِ غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا خمس جو نکالا گیا تو اس کی تعداد بیس ہزار درہم تھی۔ (معلوم ہوا کہ غنیمت کی مجموعی تعداد ایک لاکھ و دہم تھی)۔

## قتل ابی رافع

(نصف جمادی الثانیہ ۳ھ)

ابو رافع ایک بڑا مالدار یہودی تاجر تھا۔ ابو رافع کینست تھی عبد اللہ بن ابی الحقیق اس کا نام

تھا۔ سلام بن ابی الحنفیہ بھی کہتے تھے۔ خیبر کے قریب ایک گروہی میں رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور طرح طرح سے آپ کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا، یہی شخص غزوہ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھاکر لایا اور بہت زیادہ ان کی مالی امداد کی اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حلاوت میں یہی خراب کر رہتا تھا۔

کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور ان کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم چونکہ سب قبیلہ اوس کے تھے اس لئے قبیلہ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ قبیلہ اوس نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانی دشمن اور بارگاہ رسالت کے ایک گستاخ اور دریدہ وہن کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کر لیا۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ بارگاہ نبوت کے دو سنگ گستاخ اور دریدہ وہن البورافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ چنانچہ آپ کی مذمت میں حاضر ہو کر البورافع کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔

اور عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن اُمیس اور ابو قتادہ عارث بن ربیع اور خناتہ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور عبداللہ بن عتیک کو ان پر امیر بنایا اور یہ تاکید فرمائی کہ کسی سچے اور عزت کو ہرگز قتل کریں۔

فصل چہادۃ الآخری مکہ کو عبداللہ بن عتیک مع اپنے رفقاء کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۱۱ بحار میں برابر بن عازب سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لائے تھے تب یہ لوگ خبر پہنچے، البورافع کا قلعہ جب قریب ایک آٹھ گز تھا

۱۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۱۳۰ ۲۔ فتح الباری ج ۱ ص ۲۶۲

۳۔ فتح الباری ج ۱ ص ۲۶۳

۴۔ تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۱۱ بحار میں برابر بن عازب سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لائے تھے تب یہ لوگ خبر پہنچے، البورافع کا قلعہ جب قریب ایک آٹھ گز تھا ۵۔ تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۱۱ بحار میں برابر بن عازب سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لائے تھے تب یہ لوگ خبر پہنچے، البورافع کا قلعہ جب قریب ایک آٹھ گز تھا ۶۔ فتح الباری ج ۱ ص ۲۶۲



بن علیک نے اپنے رفقاء سے کہا تم یہیں بیٹھو میں قلعہ کے اندر جانے کی کرنی تدبیر نکالتا ہوں، جب باہل دروازہ کے قریب پہنچ گئے تو کھڑا ڈھانک کلاس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاہ حاجت کرتا ہو، دربان نے یہ دیکھ کر کہ یہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے یہ آواز دی کہ اے اللہ کے بندے اگر اندر آنا ہے تو جلد آجائیں ورنہ اندر بند کرتا ہوں میں فوراً داخل ہو گیا اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

ابورافع بالا خانہ پر رہتا تھا، اور شب کو قلعہ گرنی ہوتی تھی جب قلعہ گرنی ختم ہو گئی اور لوگ اپنے اپنے گھرواپس ہو گئے تو دربان نے دروازے بند کر کے کھجیوں کا حلقہ ایک کھوٹھی پر لٹکا دیا۔

جب سب سو گئے تو میں اٹھا اور کھوٹھی سے کھجیوں کا حلقہ اتار کر دروازہ کھولتا ہوا بالا خانہ پر پہنچا اور دروازہ کھولتا تھا وہ اندر سے بند کر لیتا تھا تاکہ لوگوں کو اگر میری خبر بھی ہو جائے تو میں اپنا کام کر لے سکوں۔

جب میں بالا خانہ پر پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابورافع اپنے اہل و عیال میں سو رہا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ابورافع کہاں لو کہ دھرے میں نے آواز دی۔ اے ابورافع۔ ابورافع نے کہا کون ہے میں نے اس کی جانب ڈرتے ڈرتے تلوار کا دار کیا مگر نالی گیا۔ ابورافع نے ایک چنچ ماری میں نے تھوڑی دیر بعد آواز دی کہ بھروسہ نہ لےجی میں کہا اے ابورافع یہ کیسی آواز ہے، ابورافع نے کہا، ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا دار کیا یہ سنئے ہی میں تلوار کا دوسرا دار کیا جس سے اس کے کاری زخم آیا۔ بعد ازاں میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زخم سے دہائی کو پشت تک پہنچ گئی جس سے سمجھا کہ میں اب اس کا کام تمام کر چکا اور واپس ہو گیا اور ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا تھا جب سٹیڑھی سے اترنے لگا تو خیال ہوا کہ زمین قریب آگئی اترنے میں گر پڑا۔ اور پٹیلی کی تہی ٹوٹ گئی چاندنی رات تھی۔ عامہ کھول کر ناہنگ کرنا دھا ادا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا تم چلو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤ میں یہیں بیٹھا ہوں اس کی موت اور قتل کا اعلان سن کر آؤں گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دیا تو خبر دینے والے نے قلعہ کی فصیل سے اُس کی موت کا اعلان کیا تب میں وہاں سے دھاڑتا ہوا اور ساتھیوں سے آ ملا۔ اور کہا تیغ چلو۔ اللہ نے ابورافع کو ہلاک کیا۔ وہاں سے چل کر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوش خبری سنائی اور جو واقعہ گزرا تھا وہ سب بیان کیا، آپ نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلاؤ میں نے ٹانگ پھیلا دی۔ آپ نے دست مبارک اس پر پھیرا ایسا معلوم ہوا گویا کہ کبھی شکایت ہی پیش نہ آئی تھی دیناری شریف باب قتل ابی رافع فتح الباری باب قتل ابی رافع البدایہ والنہایتہ ص ۱۳۱

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَبَعَثَهُ لَا بَنَ عَقِيلًا مَعَهُ قَوْمٌ مِنَ الْخَزَرِجِ كَيْ تَمْنَعَهُ  
لَخَيْرٍ لَا بَنَ ابْنِ الْحَقِيقِ لَقَتْلِهِمْ أَمِينٌ بِالتَّوْفِيقِ  
وَاخْتَلَفُوا قَتِيلَ ذَا فِی السَّادَةِ وَثَلَاثَ أَوْرَاعٍ أَرْخَامَسَهُ

## غزوہ احد

### سوال ۳

قال الله تعالى: وَلَوْ عَسَدَتْ مِنْ أَهْلِكَ تَبَوَّءُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۖ اللَّهُ فَرِيشٌ لَكُمْ جَبَّ يُمْرَسُ بِهِ بَعْضُ طَرَحِ ثَنَكْتِ كَهَا كَرْمَكْ دَالِسٌ هُوَ لَمْ يَمْلِكْ لَكُمْ دِينًا  
تجارت جس کو البوسفیان ساحلی راستے سے بھاگ کر نکال لائے تھے وہ مع اصل سرمایہ اور زر منافع دارالہندوہ میں بطور امانت محفوظ ہے ہمد کی اس بے طرح ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا زخم ہوں تو ہر شخص کے دل میں تھا، لیکن جن لوگوں کے باپ اور بیٹے بھائی اور بھتیجے خویش اور اقارب بدر میں مارے گئے ان کو رہ رہ کر جو شش آتا تھا۔ جذبات انتقام سے ہر شخص کا سینہ لبریز تھا۔

۱۵۔ اسے تحفظ دہہ الجماعۃ عبداللہ بن عتیک غامیہ

۱۶۔ اُحد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ سے کمربند میں ذیل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اُحد کو اُحد اس لئے کہتے ہیں کہ ہمد سے جبال (پہاڑوں) سے متوجہ یعنی منفرد اور علیحدہ ہے۔ (البدایہ والنہایتہ ص ۱۳۱)

۱۷۔ آل عمران: آیت ۱۲۱

بلاخوار سفیان بن حرب - عبداللہ بن ابی ریحہ - عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام - حویطب بن عبدالعزیٰ - صفوان بن امیہ اور دیگر سرداران قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے، کہ کاروان تجارت بطور امانت محفوظ ہے، اس میں سے اہل ہرمیہ کو تمام شرکار پر بقدر حصص تقسیم کر دیا جائے اور زرمناضہ کلبیہ محمد بن ابی سلمہ سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں سے اپنے باپ اور بیٹوں، خویش اور اقارب، ایمان اور اشراف کا جو بدر میں مارے گئے انتقام لیں بیک آواز سب سے نہایت لطیف خاطر سے اس درخواست کو قبول کیا اور زرمناضہ جس کی مقدار یکایک ہزار دینار تھی وہ سب اس کام کے لئے جمع کروا گیا۔

اس بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی -

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنْفُذُونَ آمُورًا لَّهُمْ لِيُقْضَىٰ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَسَ يَنْفُذُوا كَمَا كَانُوا غُلْفِهِمْ حَسَبُ مَا نَقُلُوا لَهُمْ (الأنفال، ۴۰)

تحقیق کا فرینے والوں کو خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے روک دیں پس اور بھی خرچ کریں گے اور پھر یہ سب ان پر حیرت اور افسوس ہوں گے پھر آخر مغلوب ہوں گے۔

## قریش کا عورتوں کی ہمراہ لے چلنا

غرض یہ کہ قریش نے خوب تیلاری کی اور عورتوں کو بھی ہمراہ لیا تاکہ وہ رجز یہ اشخاص سے لڑنے والوں کی بہت بڑھ جائیں اور بھاگنے والوں کو غیرت دلائیں نیز لڑنے والے عورتوں کی بے حرمتی کے خیال سے دل کھول کر اور سینہ ٹھوک لڑیں پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں اور قبائل میں قاصد بھیجے کہ اس جنگ میں شریک ہو کر واد شجاعت دیں۔ اس طرح تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع

۱۰۔ جنگ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا حنظلہ اور عکرمہ کا باپ ابو جہل اور حارث بن ہشام کا بیٹا ابو جہل بن ہشام اور صفوان بن امیہ کا باپ میر قیس ہوتے تھے مگر ان میں سے ابی جہل اور عبداللہ بن ابی ریحہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام اور حویطب اور صفوان سب مسلمان ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عَشْرَہٗم (دس آدمی) پر

ہو گیا جن میں سے سات سوزہ پوش تھے اور دوسو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں، یہ تین ہزار کا لشکر جبار نہایت کروفر سے ابوسیان بن حرب کی سرکردگی میں ہشواں سن ۳۵ھ کو مکہ سے روانہ ہوا طبقات ابن سعد ج ۲، قسم اول زرقانی چہار تاریخ طبری ج ۲

## حضرت عباسؓ کا حضورؐ پر نور کو قریش کے ارادے اطلاع دینا

حضرت عباس نے یہ تمام حالات لکھ کر نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ روانہ کئے اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر کسی طرح آپ کے پاس یہ خط پہنچا دے

## حضورؐ پر نور کا صحابہ سے مشورہ

یہ خبر پاتے ہی آپ نے انس اور موسیٰ رضی اللہ عنہما کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ انھوں نے آکر یہ اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ بعد ازاں جناب بن منذرؓ کو ان کا اندازہ کرنے کیلئے بھیجا کہ معلوم کریں فوج کی کتنی تعداد ہے، جناب نے آکر ٹھیک اندازہ اوصحیح تخمینہ سے اطلاع دی تاہم جب حد بن ملز اور یزید بن حنیفہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد نبویؐ کا پہرہ دیا، اور شہر کے اطراف و حواض میں بھی پتھر پھلادئے گئے طبقات ابن سعد ج ۲، قسم اول یہ جمعہ کی شب تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا، اکابر مجاہدین و انصار نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ ہی میں پناہ گزین ہو کر مقابلا کر لیا جائے لیکن جو فوجوان جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب تھے ان کی رائے ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک مضبوط زبرہ میں ہوں اور ایک گائے ہے کہ ذبح کی جا رہی ہے

جس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ منورہ مضبوط زرہ کے ہے اور ذبح بقر سے اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ شہید ہوں گے لہذا میری رائے میں مدینہ ہی میں قطعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے اور غراب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر اسی تلوار کو دوبارہ ہلایا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ ہو گئی۔ جس کی تعبیر یہ تھی کہ صحابہ کرام منورہ تلوار کے تھے جو آپ کے دشمنوں پر وار کرتے تھے صحابہ کو جہاد میں بے باک منورہ تلوار کے ہلانے کے تھا ایک مرتبہ ہلا یعنی غزوہ احد میں تو اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا یعنی کچھ صحابہ شہید ہو گئے، پھر اسی تلوار کو دوسرے غزوہ میں استعمال کیا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ اور تیز ہو گئی اور خوب دشمنوں پر چلی عبداللہ بن ابی راس المنافقین سے بھی ہوشیار اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مشورہ لیا گیا اس نے یہ کہا کہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا اور اہل مدینہ نے اندرون شہر ہی رہ کر مقابلہ کیا تو فتح ہوئی اور جب باہر نکل کر حملہ کیا گیا، تو ناکام رہے یا رسول اللہ آپ مدینہ سے باہر نکلے خدا کی قسم جب کبھی ہم مدینہ سے باہر نکلے تو دشمنوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی اور جب کبھی ہم مدینہ میں رہے اور دشمن ہم پر چڑھ کر آیا تو دشمن نے ہمارے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی آپ تو مدینہ کی ناکہ بندی فرماؤں دشمن اگر بالفرض مدینہ میں گھس آیا تو مردان کا تلوار سے مقابلہ کریں گے اور بچے اور عورتیں چھتوں سے سنگ باری کریں گی۔ اور اگر باہر سے باہر ہی ناکام واپس ہو گئے تو فہو المرواٹے

مگر بعض اکابر اور جو اڑن نے اس پر زیادہ اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے، اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو اس دن کے متقی اور شاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب ہے حضرت حمزہ اور سعد بن عبادہ اور نعمان بن ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر ان کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بذول خیال کریں گے اور حضرت حمزہ نے یہ کہا -

وَالَّذِي أَسْتُرُكَ عَلَيْهِكَ الْكِتَابُ لَا . قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر کتاب

المعد اليوم طعاما حتى اجالدهم  
بسیلی خارج المدینہ لے  
مازل فرمائی میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب  
تک مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی آوارہ سے مقابلہ  
نہ کروں۔

نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔  
یا رسول اللہ! کان تحررنا الجنة  
فوالذی لبثت بالحق لادخلن  
الجنة  
اے اللہ کے رسول! ہم کو جنت سے محروم نہ کیجئے۔ قسم  
ہے اس فات پاک کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا  
میں ضرور جنت میں داخل ہر کر رہوں گا۔

آپ نے فرمایا کس بنا پر نعمان نے عرض کیا۔  
لا فی اشھدان کا الہ الا اللہ  
وانک رسول اللہ ولا افر  
لیوم الزھف  
اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی  
معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے بقی رسول  
ہیں اور میں لڑائی میں کبھی ہجرت نہیں۔

اور ابہر روایت میں یہ لفظ ہیں  
لا فی احب اللہ ورسولہ  
آپ نے فرمایا۔ مَدْتُتُ تَرْنَةً بِکَیْہَا  
اس وجہ کہ میں اللہ اور اُس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی اور شہادت کے سوا مائی یعنی  
نوجوانوں کا امرار تو پیچھے ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جائے لیکن مجاہدین و انصار میں سے بھی  
بعض اکابر بھی حضرت حمزہؓ اور سعد بن عبادہؓ شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب ہیں اور اُنھی  
کی یہی رائے ہے، تو آپ نے بھی یہی عزم فرمایا۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر وعظ فرمایا، اور جہاد و قتال کی ترغیب دی، اور  
تیاری کا حکم دیا۔

یہ سنتے ہی خداوند ذوالجلال کے محبت و مخلصین، عاشقین و اولین اور خداوند قدوس کے تھکے شائقین کے جائز میں جان آگئی اور سمجھ گئے کہ اب اس دنیا کے جیل خانہ اور اس قفس سے ہماری رہائی کا وقت آگیا۔

قُرم آن روز کریں منزل ویران ہدم راحت مان طلسم و زپے جانان ہدم

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری اور سلاح پوشی

عمر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرہ شریف میں تشریف لے گئے اور صاحبین (یعنی آپ کے وہ دو ساتھی جو دنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں اور میدانِ حشر اور حوض کوثر اور جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے) یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ بھی آپ کے ساتھ حجرہ میں گئے۔

ہنوز آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں سے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے باہر سے جا کر حملہ کرنے پر مجبور کیا حالانکہ آپ پناہ اللہ کی وحی اترتی رہتی ہے مناسب یہ ہے کہ آپ کی رائے اور منشا پر چھوڑ دیا جائے۔ اتنے میں آپ دو دریاں تو برسرِ توپیں کر اور تلخ ہو کر باہر تشریف لے آئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے غلطی سے خلاف مرضی مبارک اصرار کیا جو ہمارے لئے کسی طرح مناسب اور زیبا نہ تھا۔ آپ صرٹ اپنی رائے پر عمل فرمائیں آپ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر آتا دے، یہاں تک وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ کے نام پر چلو اویں جو حکم دوں وہ کرو۔ اور کچھ لو کہ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی فتح اور نصرت تمھارے ہی لئے ہے۔

۱۵۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم آپ کی ساتھ مخصوص نہیں ہر مہاجر و انصاری کا یہی حکم ہے کہ ہتھیار لگا لینے کے بعد بغیر جہاد کے ہتھیار اتارنا جائز نہیں، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نفل اور تہب شروع کر لینے سے اس اہتمام اور ہر راکر اور اہم ہوتا جاتا ہے، ناہم ۱۲ صفحہ ۱۵۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی اور فوج کا معائنہ

۱۱ شوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے، ادب سلمان آپ کے دائیں اور بائیں چلتے تھے۔

یہ تمام تفصیل طبقات ابن سعد اور زقانی میں مذکور ہے۔ مدینہ سے باہر نخل کرجب مقام شیخین پہ پہنچے تو فوج کا جائزہ لیا ان میں جو نو عمر اور کم سن تھے ان کو واپس فرمایا جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

- |                                       |  |
|---------------------------------------|--|
| (۱) اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۲) زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ    |
| (۳) ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۵) اسید بن نبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۶) عرابہ بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ   |
| (۷) براؤ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۸) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ    |

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں سترہ صحابی پیش کئے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال کی تھی نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا جب ایک سال بعد پندرہ سال کے سن میں پیش کئے گئے تو آپ نے اجازت دی۔ زقانی ص ۲۵ ان کسٹوں میں رافع بن خدیج بھی تھے۔ انھوں نے یہ ہوشیاری کی کہ انگوٹھوں کے پلتن کے کھڑے ہو گئے تاکہ دروازہ قامت معلوم ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ نیز ان کی نسبت یہ بھی کہا گیا کہ یہ بڑے تیر انداز ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ نام سے یہ دریافت کیا کہ عبداللہ بن عمر کن غزوات میں رسول اللہ

ﷺ کے شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے جو مدینہ اور اُحُد کے درمیان تھے وہاں ایک انصاف اور دُرُوحا بیٹوں کی اور ایک اندھی اور بڑبڑا رہا کرتے تھے اس لئے وہ ٹیلے نہیں کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ۷۲ ابوریح ج ۳۔



علیہ السلام کے ساتھ شریک ہوئے نافع نے کہا مجھ سے خود ابن عمر نے بیان کیا کہ جب غزوہ بدر ہوا تو اس وقت میں ۳۳ سال کا تھا اور جب غزوہ احد ہوا تو اس وقت میں ۴۴ سال کا تھا۔ غزوہ بدر میں تو میں نے چلنے کا ارادہ ہی نہیں کیا لیکن غزوہ احد میں شریک ہونے کی بارگاہ نبوی میں استدعا کی لیکن آپ نے کسی کی وجہ سے قبول نہ فرمایا اور علی بذازید بن ثابت اور اوس بن عرابہ کو بھی کس ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا مگر رافع بن خدیج کو نراز قاست ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی جب غزوہ خندق پیش آیا تو اس وقت میں ۵۵ سال کا تھا، اس وقت آپ نے مجھ کو اجازت دی اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔ عمر بن عبد العزیز نے اس حدیث کو سن کر فرود کا تب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔

اس لئے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی درخواست کرنے میں۔ لہذا خوب تحقیق کر لی جائے جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو مجاہدین اور قتالین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔

اور جو پندرہ سال سے کم ہو اس کا نام ذریعہ بچوں کی فہرست میں لکھا جائے۔ عیون الاثر ۲۳۳  
سمرہ بن جندب جرائین کے ہم سن تھے انہوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں اپنے علاقائی باپ مری بن سنان سے کہا۔ اے باپ۔ رافع کو تو اجازت مل گئی اور میں رہ گیا۔ حالانکہ میں ان سے زیادہ قوی ہوں رافع کو کھپاڑا دیا گیا۔ مری بن سنان نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے رافع کو اجازت دی اور میرے بیٹے کو واپس فرمایا حالانکہ میرا بیٹا رافع کو کھپاڑا دیا گیا ہے۔

آپ نے رافع اور سمرہ کی کشتی کرائی۔ سمرہ نے رافع کو کھپاڑا دیا۔ آپ نے سمرہ کو بھی اجازت دی۔ طبری ۱۲۲۔ بچے اور بوڑھے جہان اور اوٹیر سب کے سب ایک ہی شراب کے محمود اور ایک ہی نشہ کے حمد تھے۔ شہید ہونے سے پہلے ہی فخر تسلیم سے شہید ہو چکے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔



اذان دی آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور یہیں شب کو قیام فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے تمام شب شکر کی پاسبانی کی و ثنا فرقتا شکر کا ایک چکر لگاتے اور واپس آکر آپ کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیتے۔

شب کے آخری حصہ میں آپ نے کوچ فرمایا جب اُحد کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز کا وقت آگیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ بلالؓ نے اذان اور اقامت کہی اور اپنے اپنے تمام اصحاب کو نماز پڑھائی۔

## ترتیب فوج

ننانوے فارغ ہو کر لشکر کی جانب متوجہ ہوئے مدینہ کو سامنے اور اُحد کو پس پشت لکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا۔ اور جو صفیں چند لمحہ پہلے خداوند ذوالجلال کی تعظیم و اجلال کے لئے دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں اب وہ اس کبیرہ متعال کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی اور اس کے راستہ میں جہاد و قتال کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

صحیح بخاری میں برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ جیل اُحد کے پیچھے بٹھلادیا تاکہ قریش پشت سے حمل نہ کر سکیں اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر ہم کو مشرکین پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اگر مشرکین کو ہم پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ مڑنا اور نہ ہادی مدو کے لئے آنا۔

زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ اگر پرندوں کو بھی ہم کو اچھتے ہوئے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ ملنا۔

مسند احمد و معجم طبرانی وغیرہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ ارشاد فرمایا تم اس کلمہ کثرت سے رہو اور شہادت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو۔ اگر ہم کو قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لئے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو اس میں شریک نہ ہونا۔

## قریش کے لشکر کا حال

قریش کا لشکر جبار شبنہ بنی کو مدینہ پہنچ کر اُحد کے دامن میں پڑا ڈھال چکا تھا۔ جس کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سے سات سو زہرہ پوش اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور اثرات نکر کی ہندو عورتیں ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مومن کو ہرجس دلاتی تھیں۔ نفسانی اور شہوانی اور شیطانی لوگوں کا دھندلایا ہی ہوتا ہے۔ لغو ذہالہ مند جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ بندہ بنت عقبہ ابو سفیان کی بیوی اور حضرت معاذؓ کی ماں

(۲)۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی

(۳)۔ فاطمہ بنت ولیدہ حارث بن ہشام کی بیوی (۴)۔ ہرزہ بنت مسعود جعفر بن امیہ کی بیوی

(۵)۔ رلیہ بنت شیبہ عمرو بن العاص کی بیوی (۶)۔ سیلاہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ حمی کی بیوی

(۷)۔ خناس بنت مالک مصعب بن عمیرؓ کی والدہ (۸)۔ عترہ بنت علقمہ

علامہ زرتانی فرماتے ہیں کہ سوائے خناس اور عترہ کے یہ سب عورتیں بعد میں چل کر مشرک باسلام بنیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

قریش نے اپنے لشکر کے مہینہ پر خالد بن ولیدؓ کو اور مسیرہ پر عکرمہ بن ابی جہلؓ کو اور پیادوں پر جعفر بن امیہؓ کو اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاصؓ کو اور تیر اندازوں پر عبد اللہ بن ابی ربیعہؓ کو مقرر کیا۔

مگر بعد میں چل کر قریش کے یہ ہانچوں امراءؓ لشکر مشرک باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

۱۵۔ فتح الباری، ج ۴، ص ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

۱۵۔ فتح الباری، ج ۲، ص ۲۶

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین سے ایک خطاب

جب یزید بن ابی سفیان مرتب ہوئے تو رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر یہ فرمایا  
 من یاخذ هذا السيف بحقه      کون ہے جو کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے۔  
 یہ سن کر بیت سے اٹھ اس سعادت کے حامل کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روک لیا اتنے میں ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ اس تلوار کا کیا حق ہے، آپ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے  
 یہاں تک کہ غم ہو جائے۔

یہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے اور معجم طبرانی میں قتادہ بن النعمانؓ سے  
 اور مسند ہارم میں حضرت زبیرؓ سے مروی ہے۔

حافظ ابو بشر دہلابی نے اس حدیث کو کتاب المغنی میں حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے، اس  
 میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو کبھی قتل نہ کرنا اور اس کو  
 لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلہ سے فرار نہ ہونا۔

ابو دجانہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں یعنی اس کا حق  
 ادا کر دوں گا، آپ نے فوراً وہ تلوار ابو دجانہؓ کو مرحمت فرمادی۔

غالباً آپ کو بذریعہ وحی الہی کے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ سوائے ابو دجانہؓ کے کوئی اس تلوار کا حق نہ  
 ادا کرے گا۔ اس لئے سرور ابو دجانہؓ ہی کو عطا فرمائی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲

(فائدہ) ابو دجانہؓ بڑے شجاع اور بہادر تھے، جنگ کے وقت ان پر بہت بھروسہ  
 یعنی نائنہ انداز اور جد اور سرک کی خاص کیفیت ہوتی تھی، لڑائی کے وقت سر پر شترخ عمامہ باندھ  
 لیتے تھے اور خراں خراں چلتے۔ غالباً اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار عطا کی جیسا کہ آئندہ

اُن کے جہاد قتال سے معلوم ہوگا۔

## آغاز جنگ امبارزین قریش کا ایک ایک کر کے قتل

قریش کی طرف سے سب سے پہلے میدان جنگ میں ابو عامر نکلا جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور زہد اور پارسائی کی وجہ سے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا جب مدینہ میں اسلام کا نور چکا تو یہ شہرہ چشم اس کی تاب نہ لاسکا اور مدینہ سے مکہ چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے راہب کے فاسق نام تجویز فرمایا۔

اس فاسق نے مکہ آکر قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا اور معرکہ اُحد میں خود اُن کے ساتھ آیا اور یہ یاد رکھ لیا کہ قبیلہ اوس کے لوگ جب ٹھکرو گئیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

پہلا مبارز ۱۔ چنانچہ معرکہ اُحد میں سب سے پہلے ہی ابو عامر میدان میں آیا اور اور للکار کر کہا۔

یا معشر اُکلوں انا ابو عامر اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔

خدا اوس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے جنھوں نے فوراً ہی یہ جواب دیا۔

لا انعم الله عليك عينا يا فاسق اے خدا کے فاسق اور نافرمان خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔

ابو عامر یہ دندان شکن جواب سن کر غائب و نامراد واپس ہوا اور جا کر یہ کہا کہ میرے

بھائی میری قوم کی حالت بدل گئی۔ زرقانی ۳/۲ ابن ہشام ۶/۹ طبری ۱۶/۳ عیون الاثر ۲۲۶ البدایہ والنہایہ ۱۶/۳

دوسرا مبارز ۲۔ بعد ازاں مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا اور

لکار کر یہ کہا۔ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم میں پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تم کو جنت میں جلد پہنچاتا ہے، پس کیا تم میرے ہے کوئی جس کو میری تلوار جلد جنت میں اس کی تلوار مجھ کو جلد جہنم میں پہنچائے۔  
یہ سنتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ منقلبے کے لئے نکلے اور تلوار چلائی جس سے اس کا پیر کٹ گیا اور منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ حضرت علیؓ شرمناک رہتے پھٹے گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا اسے علی کیوں پھٹے ہوئے، آپ نے فرمایا مجھ کو اس کے ستر کھل جانے سے شرم آگئی۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار چلائی جس سے سر کے دو حصے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر دور ہوئے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور مسلمانوں نے بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا نعرہ لگایا۔

غالباً حضرت علی کی پہلی تلوار اس کے قدم پر پڑی جس سے پیر کٹ گیا اور دوسری تلوار سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ ابن جریر کی روایت میں پہلے وار کا ذکر ہے، اور ابن سعد کی روایت میں دوسرے وار کا، لہذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

قیس امبارز۔ بعد ازاں عثمان بن ابی طلحہ نے حکم سنھالا اور یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

إِنَّ عَلَىٰ أَهْلَ السَّوَاءِ حَقًّا      أَنْ تَخْضَبَ الصُّعْدَةَ وَأَتَذَقَّا  
علمدار و کایہ فرض ہے کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ دشمن کے خون سے رنگین ہو جائے  
پاٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہ نے بڑھ کر حملہ کیا اور عثمان کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیے

اور علم اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا کام تمام ہوا۔

چوتھا مبارزہ :- اس کے بعد ابو سعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی ایک تیر تک کر اس کے حلق پر مارا جس سے اس کی زبان باہر نکل آئی آگے بڑھ کر فوراً قتل کیا۔

پانچواں مبارزہ :- اس کے بعد سنان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اٹھایا حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا۔

چھٹا مبارزہ :- اس کے بعد عمارت بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اس کو بھی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا اور بقول بعض حضرت زبیر نے اس کو قتل کیا۔ ساتواں مبارزہ :- پھر کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم ہاتھ میں پکڑا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر قتل کیا۔

آٹھواں مبارزہ :- بعد ازاں جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ فوراً ہی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

نواں مبارزہ :- اس کے بعد رطابہ شریح بن جھنڈا ہاتھ میں لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا کام تمام کیا۔

دسواں مبارزہ :- شریح بن قارظ علم لے کر آگے بڑھا آنا فانا اس کا بھی کام قتل ہوا، شریح کے قاتل کا نام معلوم نہیں کہ کون تھا۔

گیارہواں مبارزہ :- اس کے بعد ان کا غلام جس کا نام صواب تھا وہ علم لے کر سامنے آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت حمزہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے علی اختلاف الاقوال اس کا بھی کام تمام کیا بلکہ

اس طرح سے قریش کے بائیس سردار مارے گئے جن کے نام علامہ ابن ہشام نے بالتفصیل



ذکر کئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایا ہے کہ فلاں فلاں سردار فلاں فلاں صحابی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

## ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اول انھوں نے اپنا ایک سرخ عمامہ نکالا اور سر پر باندھا۔ اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے اور یہ اشعار زبان پر تھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَ فِي خَلِيلِي وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النِّغْلِ

میں وہی ہوں جس سے میرے اس دوست نے عہد لیا ہے کہ جس کی محبت میرے  
غلامِ تلب یعنی اندرونِ تلب میں سرایت کر چکی ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
در آنجا ایک ہم پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

إِنَّا أَقْوَمُ الدَّهْرَ فِي الْكُتُبِ اضْرِبْ بِسَيْفِ اللَّهِ وَالرَّسُولِ

وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی معف میں نہ کھڑا ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار  
سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہؓ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا یہ چال اللہ کے  
مخت ناپسند ہے مگر ایسے وقت میں۔

(یعنی جبکہ محض اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوا اپنے نفس کیلئے نہ ہوا)

ابودجانہؓ صفوں کو چیرتے چلے جاتے تھے جو سامنے آگیا اس کی لاشیں زمین پر ہوتی تھیں۔

یہاں تک کہ ابوسفیان کی بیوی بندہ باطل سلمنے آگئی ابودجانہؓ نے اس پر تلوار اٹھائی مگر فوراً

ہی ہاتھ روک لیا۔ کہ یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک

عورت پر چلایا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابو جہانہ ہندہ کے قریب پہنچے تو اس نے لوگوں کو آواز دی مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا۔ ابو جہانہ فرماتے ہیں۔ مجھ کو اس وقت یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک بے پناہ اور بے سہارا عورت پر آدھاؤں بیٹھ

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت ذکر

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیرازہ حملہ سے کفار سخت پریشان تھے جس پر تلوار اٹھاتے اسی کی لاش زمین پر نظر آتی۔

وحشی بن حرب جو جبر بن مسلم کا وحشی غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ جبیر کو اس کا بہت مدد ملتا تھا۔ جبیر نے وحشی سے یہ کہا کہ اگر میرے چچکے بدل میں حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہو۔ جب قریش جنگ اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو وحشی بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب اُحد پر یزیدین کی مصیف قتال کے لئے مرتب ہو گئیں اور طوائف شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزیٰ حلیٰ بن مبارزہ (ہے میرا کوئی مقابل) پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سباع۔ اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی عورت کے بچے تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وحشی حضرت حمزہ کی تاک میں ایک پتھر کے نیچے چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہ ادھر سے گزرے تو وحشی نے پیچھے سے ناٹ برنیزہ ماجرا پر ہو گیا۔

حضرت حمزہ چند قدم چلے گئے مگر اگر گریٹھے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ روایت صحیح بنیادی کی ہے۔ مسند ابی داؤد ویسا ہی میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا قتل و قتال میرا مقصد نہ تھا۔

حضرت حمزہ کو قتل کر کے شکستہ علیحدہ جا کر بیٹھ گیا اسی لئے کہ میرا ارادہ کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ کو قتل کیا۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد وفد طائف کے ساتھ وحشی بارگاہ رسالت میں مدینہ منورہ مشرف باسلام ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے لوگوں نے ان کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ وحشی ہے یعنی آپ کے علم محترم کا قاتل۔ آپ نے فرمایا۔

دعوا فلا سلام رجل واحد اس کو چھڑو۔ البتہ ایک شخص کا کمان ہر نامیر نزدیک احب الی من قتل الف کافر ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ بعد ازاں آپ نے وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا۔ وحشی نے نہایت غمناک و مذمت کے ساتھ محض تمہیل ارشاد کی غرض سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور یہ فرمایا کہ اگر جو اسکے تو میرے سامنے نہ آیا کہ اس لئے کہ تم کو دیکھ کر چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے وحشی رضی اللہ عنہ کو چونکہ آپ کے اندر پہچانا مقصود نہ تھا اس لئے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے تو پہنچتے بیٹھے اور اس فکر میں رہے کہ اس کا کوئی کفارہ کروں چنانچہ اس کے کفارہ میں سیلہ کذاب کو اسی نیزہ سے مار کر دھل جہنم کیا جس نے خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور جس طرح حضرت حمزہ کو زان پر نیزہ مار کر شہید کیا اس طرح سیلہ کذاب کو بھی ناف ہی پر نیزہ مار کر قتل کیا۔ اس طرح ایک خیر انسان کے قتل کی ایک شر انسان (بدترین خالق) کے قتل سے مکافات کی یہ

صبح بخاری میں ہے کہ مسیلہ کذاب کے قتل میں وحشی کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک تھے واقعہ کی اور اسحاق بن نامیریہ اور حاکم کہتے ہیں عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی تھے اور بعض عدی بن سہل اور بعض البروجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شت بن عبداللہ تھے جیسا کہ ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

الم تر انی ذو حشیہم      فسر بن مسیلہ المقتن

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں نے اور وحشی نے دونوں نے مل کر مسیلہ فتنہ پرداز کو مارا ہے

یسا مئی الناس عن قتد      فقلت ضربت وھذا لئن

لوگ مجھ سے مسیلہ کے قتل کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کس نے مارا میں نے جواب دیا کہ میں تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا۔

فلست بصاحبہ وونہ      ولیس بصاحبہ وون شت

پس معاملہ یہ کہ مسیلہ مستقل قاتل نہ تو میں ہوں اور نہ وحشی کو بغیر شت کی شرکت کے مستقل قاتل کہا جاسکتا ہے بلکہ

وحشی ملاوی ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اتنے ہی حمزہ کو قتل کیا ہے میں نے عرض کیا۔

انعم والحمد للہ الذی اکرمہ      ہاں۔ اور شکر اس خدا کا جس نے حضرت حمزہ کو

بیدار و لم یجہنی بیدار      میرے ہاتھ شہادت کی کرامت اور عزت بخشی اور

مجھ کو اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا

کیونکہ اگر وحشی اس وقت حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارے جاتے تو ہمالیہ کفر اسے جلاتے

ہیں سے بڑھ کر کوئی ابا نف اور ذلت نہیں۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا اسے وحشی ہا اور خدا کی راہ میں

قتال کر جیسا کہ تو خدا کے راستہ سے روکنے کے لئے قتال کرتا تھا۔ رواہ الطبرانی ما شاؤہ ص ۱۷۱

## حضرت حنظلہ غنیل الملائکہ کی شہادت کا ذکر

ابو عامر ناسق جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے

ابو سفیان اور حضرت حنظلہ کا مقابلہ ہو گیا۔ حضرت حنظلہ نے دوڑ کر ابو سفیان پر وار کرنا چاہا لیکن پیچھے سے شدا بن اسود نے ایک وار کیا جس سے حضرت حنظلہ شہید ہوئے

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو ابر کے پانی سے ہانڈی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔

ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ حالت خباثت ہی میں جہاد کے لئے روانہ ہو گئے تھے

اسی حالت میں شہید ہوئے، رواہ ابن احقاف والحاکم ومحمد ورواہ ابن سعد وغیرہ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۱۶

جس روز حضرت حنظلہ شہید ہونے والے تھے ماسی شب ان کی بیوی نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حنظلہ اس میں داخل ہوئے اور داخل ہونے کے بعد وہ دروازہ بند کر لیا گیا۔ بیوی اس خواب سے سمجھ چکی تھیں کہ حنظلہ اب اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔

رائی تم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا۔ ۳

اسی وجہ سے حضرت حنظلہ غنیل الملائکہ کے نقب سے مشہور ہوئے۔

حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو عامر ناسق چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے اسی وقت حضرت حنظلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے قتل کی

اجازت چاہی مگر آپ نے منع فرمایا۔ (رواہ ابن شاہین واسنادہ حسن) (اصابہ ترجمہ حنظلہ بن ابی عامر) مسلمانوں کے ان ولیہ راہ اور جان ہانازہ حملوں سے قریش کے میدان جنگ سے بیر اکھر گئے

۱۔ بیہی کا نام مہدی تھا، صحابہ میں۔ ۲۔ اسس الشافعیین عبداللہ بن ابی کدیہ میں ۱۲۔ (روض الانف و اصاہ) ۳

۴۔ انصاف الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶ ۵۔ ۲۱۶

۶۔ روض الانف ج ۱ ص ۲۱ ۷۔ ۱۳۳

اور ادھر اُدھر منہ چپا کر اور نپٹ دکھا کر بھاگ گئے گئے اور عورتیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مسلمان مالِ غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

**مسلمان تیر اندازوں کی اپنی جگہ سے ہٹ جانا اور لڑائی کا پانسہ پلٹ جانا**

تیر اندازوں کی اس جماعت نے وجوہ کی حفاظت کے لئے بٹھائی گئی تھی۔ جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی اور مسلمان مالِ غنیمت میں مشغول ہیں۔ یہ بھی اسی طرح بڑھے۔ ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ تم اس جگہ سے نہ ملنا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور مرکز چھوڑ کر غنیمت جمع کرنے والی میں جا گئے۔

**عبداللہ بن جبیر اور ان کے دشمنوں کی شہادت**

مرکز پر حضرت عبداللہ بن جبیر اور دشمن آدمی رہ گئے حکم نبوی کے خلاف کرنا تھا کہ یکایک فتح شکست سے بدل گئی خالد بن ولید نے جو اس وقت مشرکین کے سینہ پر تھے۔ درہ کوفی دھکی کر پشت پر سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہوئے۔

**مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت**

مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملہ سے مسلمانوں کی صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ اور عثمان غدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ پہنچے۔

مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے قریب تھے۔ انھوں نے کافروں کو متاثر کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے بعد آپ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔ چونکہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس لئے کسی شیطان نے یہ

انہوے آزاد کی کنصیب دشمنانِ مسلم علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس لئے تمام مسلمانوں میں سرا سیمگی اور اضطراب پھیل گیا اور اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سب کے سب بدحواس ہو گئے اور اس بدحواسی میں دوست و دشمن کا بھی امتیاز نہ رہا اور آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چنے لگی۔

## حضرت حذیفہؓ کے والد کا مسلمانوں ہاتھ سے غلطی سے شہید ہونا

حضرت حذیفہؓ کے والد میان بھی اسی کشمکش میں آگئے حضرت حذیفہؓ نے دوسرے دیکھا کہ کمان میرے باپ کے مارے ڈال رہے ہیں۔ پکار کر کہا اے اللہ کے بندو! یہ میرا باپ ہے مگر اس ہنگامہ میں کون سنت تھا بالآخر حضرت میان شہید ہو گئے مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ یہ حذیفہؓ کے باپ تھے تو بیتِ نادم ہوئے اور کہا خدا کی قسم ہم نے پہچانا نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: **يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ** اللہ تعالیٰ معاف کرے وہ سب زیادہ مہربان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر حضرت حذیفہؓ نے قبول نہیں کیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حذیفہؓ کی اور قدر بڑھ گئی۔

## خالد بن ولیدؓ کے ناگہانی حملہ سے لشکرِ اسلام کا اضطراب اور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بمیانِ ثبات قدمی

خالد بن ولیدؓ کے اس یکبارگی اور ناگہانی حملہ سے اگرچہ بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدمِ استقلال میں تاہل و ہول نہ ہل سکا۔ اور کیسے آسکتا تھا اللہ کا نبی اور اس کا رسول معاذ اللہ بزدل نہیں ہو سکتا، سپاہِ وحوش جاوید مگر انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ۔ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے، ایک پیغمبر کی تنہا شجاعت کس عالم کی شجاعت سے کہیں زیادہ وزنی اور بھاری ہوتی ہے۔

چنانچہ دلائل پہنچتی ہیں مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

نوالذی بعثہ بالحق ما زالت  
تدہ شبرا واحدا وانہ یقی  
وجہ العد و یفی الیہ طائفۃ  
من اصحابہ صریح و تفرق صریح  
فربما را بہ قاضا یمیری عن  
نوسہ و بری بالحجر حتی  
انما نواعنہ۔ (رزرقانی ص ۳۳)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر  
بھیجا آپ کا قدم ہر ایک ایک باشت بھی اپنی جگہ سے  
نہیں ہٹا اور بلاشبہ آپ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم  
ہے صحابہ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی  
اور کبھی جاتی تھی اور با اوقات میں نے آپ کو دیکھا کہ  
آپ نفیس نفیس خود کھڑے ہوئے تیر اندازی اور  
شگ باری فرما رہے ہیں بیان تک دشمن آپ سے ہٹ گئے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس بلبل اور اضطراب میں چودہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ رہے۔ سات مہاجرین ہیں سے اور سات انصار میں سے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

### اسماء انصار

### اسماء مہاجرین

- |  |                                      |
|--|--------------------------------------|
| (۱) ابو جبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ     | (۱) ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ    |
| (۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ    | (۲) حباب بن منذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  |
| (۳) عبدالرحمن بن عرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۳) عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۴) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۴) مارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  |
| (۵) طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ             | (۵) سہیل بن ضیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  |
| (۶) زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ     | (۶) سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  |
| (۷) ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ        | (۷) اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ |

مہاجرین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اس لئے نہیں ذکر کیا گیا کہ مصعب بن عمیر شہید



ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حضرت علی کو عطا فرمادیا تھا وہ معروف جہاد و قتال تھے۔

یہ چودہ اصحاب آپ کے ساتھ تھے لیکن کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے بعض حضرات کبیں چلے بھی جاتے تھے مگر جلد ہی واپس ہو جاتے تھے۔

اس لئے کبھی آپ کے ساتھ بارہ آدمی رہے۔

(جیسا کہ صحیح بخاری میں برابر بن عازب سے مروی ہے)

اور کبھی گیارہ (جیسا کہ نسائی اور دلائل بیہقی میں حضرت جابر سے بسند حید مروی ہے)

اور کبھی سات (جیسا کہ صحیح مسلم میں انس بن مالک سے مروی ہے)

اختلافِ اوقات اور اختلافِ حالات کی وجہ سے حاضرین بارگاہِ رسالت کے عدد میں کثرتیں

مختلف میں ہر ایک راوی کا بیان اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے بجا اور درست بنے کسی وقت بارہ

اور کسی وقت گیارہ اور کسی وقت سات آدمی آپ کے ساتھ رہے۔ بحمد اللہ سب روایتیں متفق ہیں۔ کوئی

تعارض نہیں۔

تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۲۵۱ اور زرقانی ص ۲۵۱ کی مراجعت فرمائیں۔

## قریش کا حضور پر نور پر ناگہانی ہجوم اور صحابہ کرام کی جان نثاری

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ جب قریش کا آپ پر ہجوم ہوا تو یہ ارشاد فرمایا  
کون ہے کہ جو ان کو مجھ سے بٹائے اور حُبّت میں میرا رفیق بنے۔ انصار میں کے سات آدمی اس وقت  
آپ کے پاس تھے۔ ساتوں انصاری باری باری لڑکر شہید ہو گئے۔ صحیح مسلم ص ۲۵۱ غزوہٴ احد و رواہ احمد  
کافی البدایہ و النہایتہ ص ۲۵۱۔

ابن السخّی کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

من رجل لیثری لنا لنفسه کون مرثیہ کو جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کرے۔

یہ سنتے ہی زیاد بن سکین اور پانچ انصاریوں کے ہر گئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے جان نثاری اور جان بازی کے جوہر دکھلائے یہاں تک شہید ہوئے اور اپنی جان کو فروخت کر کے جنت مولیٰ لے لی۔

## زیاد بن سکین کی شہادت

زیاد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ۔

لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا۔ انھوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابن ہشام ص ۱۰۷

## عتبہ بن ابی وقاص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے موقع پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا جس سے نیچے کا دندان مبارک شہید اور نیچے کا لب زخمی ہوا سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں جب قدر اپنے بھائی عتبہ کے قتل کا حریف اور خدا شنید بامتناہی کے تئیں کا کبھی حریف اور خدا شنید نہیں ہوا۔ (ردہ ابن امان ص ۲۰۷)

## عبداللہ بن قیسہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

عبداللہ بن قیسہ نے جریش کا مشہور سپہ سالار تھا آپ پر اس زور سے حملہ کیا کہ رخسار مبارک زخمی ہوا اور خود کی دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے اور عبداللہ بن شہابؓ زہری نے

۱۔ فتح الباری ج ۱، ص ۱۸۱

۲۔ عبداللہ بن شہابؓ زہری جنگ احد میں کفار کے ساتھ آئے مگر بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ زرقانی ص ۳۳

چہرہ مار کر پشیمانی مبارک کو زخمی کیا۔ چہرہ انور پر جب خون بہنے لگا تو ابو سعید خدریؓ کے والد ماجد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے تمام خون چوس کر چہرہ انور کو صاف کر دیا یا آپؐ نے فرمایا میں تمہیں مسک النار تجھ کو جہنم کی آگ ہرگز نہ لگے گی۔

معجم طبرانی میں ابو امامتہؓ سے مروی ہے کہ ابن قیسؓ نے آپؐ کو زخمی کرنے کے بعد یہ کہا،  
خذھا وانا ابن قمیۃ

لو اس کو اور میں ابن قیس ہوں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اقم آلک اللہ

اللہ تعالیٰ تجھ کو ذلیل اور خوار ہلاک اور برباد کرے

چند روز نہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پیاری بکرا مسلط کیا جس نے اپنے سنگوں سے ابن قیسؓ کو ٹھٹھے مارنے لگا۔

## حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ حضورؐ پر نور کو سہارا دینا

جسم مبارک پر چونکہ دو آہنی زنجیروں کا بھی بوجھ تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے جس کو ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کے لئے بنایا تھا۔ حضرت علیؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہؓ نے مکر تمام کر سہارا دیا تب آپؐ کھڑے ہوئے۔

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص زمین پر چلتے پھرتے زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہؓ کو دیکھے۔  
عاشہ صدیقہ بنت صدیق اپنے باپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ چیز انور میں زندہ کی جو دو کڑیاں چبھ گئی تھیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس میں ابو عبیدہؓ کے دودانت ٹھہر ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما انھوں کو ستہ یوم القیامۃ آمین اسناد اس روایت کی صحیح ہے علیہ

۱۔ نسخہ ابوابی، ج ۵، ص ۱۰۷، ۲۸۱۔ زندقانی ج ۲، ص ۳۸۔

۲۔ زندقانی ج ۲، ص ۱۰۷، ۳۸۱، ابن ہشام ج ۲، ص ۴۴۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقابت اور دوزخوں کے تشل کی وجہ سے مجبور ہوئے اس وقت حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے آپ ان پر اپنے پیر رکھ کر اوپر چڑھے اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہتے سنا۔

اوجب طلحة  
طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

در رواہ ابن اسحاق

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن بچایا تھا۔ وہ باطل شل تھا درواہ البخاری، حاکم نے اکلیل میں روایت کیا ہے کہ اس روز حضرت طلحہ کے پینتیس یا اسیائیس زخم تھے ابو داؤد ویاسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غزوہ احد ذکر کرتے تو یہ فرماتے،

کان ذلک الیوم کلاماً لطلحة  
یہ دین تو سارا طلحہ کے لئے رہا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ دشمنوں کے دار روکتے روکتے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں کٹ گئیں تو بے اختیار زبان سے یہ نکلا حسنؓ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

لوقلت لبسم الله لرفعتك الملائكة  
اگر تو بھائے جس کے ہم اللہ کہتا تو فرشتے تجھ اٹھا کرے  
والناس یظفرون الیک حتی تلج  
جائے اور لوگ تجھ کو دیکھتے ہوئے ہوتے یہاں تک  
ہلک فی جوار السماء  
تجھ کو جو سما میں لے کر گھس جاتے۔ اس حدیث کو

در رواہ النسائی والبیہقی بسند جید

۱۵۔ فتح الباری میں حسنؓ زین کے ساتھ ہے یعنی خوب ہوا اللہ علامہ زرقانی نے بدوں زین کے نقل کیا ہے یعنی

حسنؓ میری زبان سے آہ کل ہاتا ہے ۱۶

۱۷۔ فتح الباری، ج: ۱، ص: ۲۸۸ - زرقانی ج: ۱۲، ص: ۳۹۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم نے اُحد کے دن طلحہ کے جسم پر پتھر سے زیادہ زخم دیکھے۔ رسواہ البوداؤد الطیاسی، فتح الباری ج ۲، مناقب طلحہ  
حضرت انسؓ کے علاتی باپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو سپرے ڈھانکے ہوئے تھے بڑے  
تیر انداز تھے اس روز وہ یاتین کا نہیں توڑ ڈالیں جو شخص ترکش لئے ہوئے اُدھر سے گزرتا نبی کریم  
علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہ فرماتے کہ یہ ترکش ابو طلحہ کے لئے ڈال جاؤ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم جب نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو ابو طلحہ یہ عرض کرتے۔

بابی انت داعی کا کثرت یصلہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نظر نہ اٹھائیں  
سہم من سہام القوم لخری نصیب دشمنان کوئی تیر نہ آگے میرا سینہ آپ کے  
دون لخری (ہماری شریف علیہ السلام) سینے کے لئے سپر ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیر انداز تھے، اُحد کے دن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تمام تیز کال کر ان کے سامنے ڈال دیئے اور فرمایا،

استمر فداک ابی داعی تیر چلا تجھ پر مسکیر ماں باپ فدا ہوں۔  
حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں سوائے سعد بن ابی وقاصؓ کے کسی اور کے لئے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کو فدا کر ابی داعی کہتے نہیں سنا۔ (بخاری شریف ص ۵۸)

حاکم راوی ہیں کہ اُحد کے دن حضرت سعد نے ایک ہزار تیر چلائے۔ (زرقانی ص ۲۱۲)

## ابو وجانہ رضی اللہ عنہ کی شہادی

ابو وجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور پشت  
لے۔ یعنی اُحد کے دن سامنے حضرت سعدؓ کے کسی اور کے لئے نہیں سنا، روز غزوة نجران میں حضرت زبیرؓ کے لشکر  
ال دوی کہنے صحیح بخاری باب مناقب زبیرؓ میں مذکور ہے فتح الباری ج ۲، مناقب سعد بن ابی وقاصؓ  
۵۸۔ مانظا بن عبد البر فرماتے ہیں کہ ابو وجانہؓ مصلیٰ کُتاب کے قتل میں شریک تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳ استیعاب۔

دشمن کی جانب کر لی۔ تیر پر تیر چلے آ رہے ہیں۔ اور ابو وجہان رضی اللہ عنہ کی پشت ان کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ مگر اس اندیشہ سے کہ آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے حس و حرکت نہیں مکتے تھے۔

(نواہ ابن اسحاق) ۱۷

رتبہ بیچا جب طرح حضور خاتم النبیین تھے، کمالات نبوت آپ پر ختم تھے، اسی طرح آپ پر محبوبیت ختم تھی اور صحابہ کرام پر عشق ختم تھا خدا کی قسم، اس نذائیت کے سامنے یسوی و محسنوں کی داستانیں سب گر دیں۔

## حضور پر نور کا مشرکین پر اطہار افسوس

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ اور سے خون پر پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے وہ نوم کیسے فلاح پا سکتی ہے، جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتا ہے۔ (رواہ احمد و الترمذی و النسائی)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سرداران قریش کے

### حق میں بددعا کرنا اور آیت کا نزول

صحیح بخاری میں حضرت سالم سے مسئلہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عمارش بن ہشام کے حق میں بددعا فرمائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ اَصْحَابِهِمْ اَوْ يَكْفُرْ بِالْاٰيَاتِ كُفْرًا كَبِيرًا  
اَوْ يَتَّبِعُوا بَعْضَهُمْ فَاِتْلَوْهُنَّ ۚ

اس امر میں آپ کو کوئی امتیاز نہیں بیان تک کہ خدا نے فرمائی  
فرمائے بیان کو تو یہی تو فرمائی ہے یا ان کو عذاب کیلئے کہ وہ بددعا

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ تینوں فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے غالباً اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کے حق میں بد دعا کرنے سے منع کیا اور یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ فتح الہامی چاہو۔  
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں کے سامنے ہیں، بیشیانی مبارک سے غم نہ بخجے جاتے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں۔  
رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَخْلَوْنَ اِلَيْهِ يَوْمَ دُكَرِ مِيرِ قَوْمِ كِ مَغْفِرَتِ فِرَادِه جَانِهِيں۔

رِصِيحِ سَلَمِ غَزْوَةِ اَحَدِ صِيحِيہ

بِقِصَاصِ شَفَقَتِ وَرَافَتِ فَاِنَّهُمْ لَا يَخْلَوْنَ فِرَا يَابِيعِي حَاسَتِ نِهِيں بے خُبر  
ہیں اور یہ نہیں فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا يَخْلَوْنَ یعنی یہ جاہل ہیں۔

آیات مبینات کا مشاہدہ کر لینے کے بعد اگرچہ جہل اور لاعلمی عذر نہیں ہو سکتی۔ لیکن رحمت عالم اور رَافَتِ مَجِسَّمِ نَبِیِّ اَکْرَمِ صَلِی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت اور غایت رحمت سے بارگاہ ارحم الراحمین اور اُجْوَدَ الْاَجْوَدِین اور اَکْرَمَ الْاَکْرَمِین میں بصورت لاعلمی ان کی طرف سے معذرت کی شاید رحمت خداوندی ان کو درطہ کفر و شرک سے نکال کر ایمان و اسلام کے دارالامان اور دارالسلام میں لا داخل کرے اور اخلاص و احسان کی رِصِیقِ مَحْتَمِیہ پلا کر اپنے محبت کے نشہ میں ایسا پھر کر دے کہ وہ نئے دلوں کی ذمہ داری و حقارت اور عالم آخرت کی عزت و رفعت محسوس اور مشاہد ہو جائے اور کفر اور معصیت کے جیل خانہ سے نکل کر ہمیشہ کے لئے ایمان و اسلام اخلاص و احسان کے حَرَمِ آمِن میں اکر مقیم ہو جائیں کہ پھر اب لا با و تک کبھی اس سے خارج نہ ہوں۔

ف :- جب تک کافر کا خاتمہ کفر پر نہ ہو جائے اس وقت تک کافر کے لئے دعائے مغفرت بایں معنی درست ہے کہ حق تعالیٰ اس کو کفر اور شرک سے توبہ اور ایمان کی ہدایت دے تاکہ وہ خداوند و الجلال کے عفو اور مغفرت کا مورد داخل بن سکے۔ اں جب کسی کا خاتمہ کفر اور شرک نہ ہو جائے تب اس کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں کہ قال تعالیٰ۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ

يَسْتَغْفِرُ وَاللَّامُسْئِرِينَ وَلَوْ  
كَانُوا أُولَئِي قَرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا  
تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجُبْحِيمِ

کہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں اگرچہ وہ  
ان کے اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے  
کہ یہ ظاہر ہو چکا کہ یہ دوزخی ہیں یعنی کافر ہیں۔

لڑائی میں قتادہ بن النعمان کی آنکھ کی تیلی کا باہر نکل جانا اور حضور

پرنور کا اس کو اپنی جگہ رکھ دینا اور اس کا پہلے بہتر ہو جانا

قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمّہ کے دن آپ کے چہرہ کے  
سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ دشمنوں کے مقابل کر دیا تاکہ دشمنوں کے تیر میرے جیسے پڑیں  
اور آپ کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ٹھیلہ باہر نکل پڑا  
جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور رے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی علیہ وسلم یہ دیکھ کر  
آب دیدہ ہو گئے اور میرے دعا فرمائی کہ اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت  
فرمائی اسی طرح تو اس کے چہرہ کو محفوظ رکھ اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز  
نظر بنا اور آنکھ کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اسی وقت آنکھ باطل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہو گئی۔  
رواد الطبرانی والبیہیم والدارقطنی بخبرہ

ایک بعایت میں ہے کہ قتادہ اپنی آنکھ کی تیلی کو ہاتھ میں لئے ہوئے حضور پر نور کی خدمت میں  
حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اگر تو مجھ کو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ رکھ کر تیرے  
لئے دعا کرو قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے جس سے مجھ کو بہت محبت ہے  
بھکویہ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو کہیں وہ میری بیوی مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ آپ نے دست مبارک  
سے آنکھ اس کی جگہ پر رکھ دی اور یہ دعا فرمائی، اللھم اعظم جلالک اے اللہ اس کو حسن جمال عطا فرما



## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر کا مشہور ہونا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نصیب دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے، تو بعض مسلمان ہمت مار کر بیٹھ گئے اور یہ بولے کہ رسول اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو گئے اب لو کہ کیا کریں۔ تو انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن فہر نے یہ کہا اے لوگوں اگر محمد قتل ہو گئے تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہو گیا۔ جس چیز پر آپ نے جہاد و قتال کیا اسی پر تم بھی جہاد و قتال کرو اور اسی پر مر جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کر دے گے۔ یہ کہہ کر دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ دروداہ ابن اسحاق والطبرانی، تہذیب (۳)

## حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ راوی ہیں کہ میں نے جچا انس بن نضر کو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا بیت رنج تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! انہوں نے کہ میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد و قتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جدوجہاد کیسی جان بازی اور سرفروشی دکھاتا ہوں۔ جب محرکہ احد میں کچھ لوگ شکست کھا کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ میں نیزی بارگاہ میں اس فعل سے معافی چاہتا ہوں جو ان مسلمانوں نے کیا کہ جو میدان سے ذرا پیچھے بٹھے اور اس سے بری اور بیزار ہوں کہ جو مشرکین نے کیا اور تموارے کرتا گئے تھے سامنے سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آگئے ان کو دیکھ کر انس بن نضر نے کہا:

این یا سعد انی اجد ریحاً اے سعد کہاں جا رہے ہو تحقیق میں تواحد

ملے۔ کلمہ یا۔ کلام عرب میں نذر سے بعید کے لئے آتا ہے عجیب نہیں کہ حضرت انسؓ کی یا سعد سے یہ مراد ہو کہ اے سعد تو اس سعادت سے کہ بعد پڑا ہوا ہے اور علی ہذا انہیں سے مکان محسوس مراد ہند بلکہ مکان بمعنی ارتبہ مراد ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲

## الجنة دون احد

کے نیچے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

یہ الفاظ کتاب المغازی کی روایت میں ہے اور کتاب الجہاد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔  
 یاسعد بن معاذ الجنة وسلاط اے سعد یہ جنت۔ تم ہے نعرے پر دو گار کی  
 النضرانی اجد ریحاً دون احد تحقیق میں جنت کی خوشبو احد کے نیچے پار ہوں  
 حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ بعض مرتبہ اپنے خاص بندوں کو روحانی  
 طور پر نبی بلکہ حتی طور پر دنیا ہی میں جنت کی خوشبو سکھا دیتے ہیں جس طرح وہ حضرت حاتمہ شامہ  
 سے گلاب اور جنبل کی خوشبو سونگھتے ہیں اسی طرح وہ دنیا میں کبھی کبھی اللہ کے فضل سے جنت  
 کی خوشبو سونگھتے ہیں جس کی جہک پانسو میل تک پہنچتی ہے عجب نہیں کہ حضرت انس بن نضر  
 نے حتی طور پر جنت کی خوشبو سوس فرمائی ہو۔ کذا فی حادی الارواح الی بلاد الافراح ۲۵۱  
 جو لوگ نشہ دنیا میں غمور اور آخرت کے مزو کوٹ میں ان کا انکار قابل اعتبار نہیں ایسے لوگ  
 از حواس اولیاء ربکا نہ اند کے مصداق ہیں۔ مگر کام دالے کا گلاب اور جنبل کی خوشبو کو نہ سوس  
 کرنا صحیح الدماغ اور صحیح الحواس پر جس کی قوت شامہ میلوں ہی سے پھولوں کی خوشبو سونگھتی ہو  
 کیسے جنت ہو سکتا ہے۔

الغرض حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واھالریح الجنة اجد کا دون  
 احد (رواہ واہ۔ جنت کی خوشبو احد کے پاس پار ہا ہوں) یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اور دشمنوں کا  
 مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے جم پر تیرا تلوار کے انٹی سے زیادہ زخم پائے گئے اور یہ آیت ان  
 کے بارہ میں نازل ہوئی۔

صَنَّا الْمُؤْمِنِينَ رِجَالًا صَدَقُوا  
 دَنَا عَاهِدًا وَاللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ  
 مسلمانوں میں سے بعض ایسے مرد ہیں کہ انھوں نے  
 اللہ سے جو عہد باندھا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔

۱۔ نضر حضرت انس کے باپ کا نام ہے نضر کے اصل سنی بزرگوں اور زمانہ کے میں شاید حضرت انس نے نفرة انعم  
 جنت کی رونق اور حرارت کو دیکھ کر رب نضر کی کم کمانی ہو و اللہ سبحانہ و تعالیٰ علیہم۔ ۱۲

۲۔ مکرّم وہ کہ جس کو زکام ہو گیا ہو۔ ۱۲  
 ۳۔ الا خباب۔ آیت ۱۳

صدرِ کلام ادا ہو وہیں سا بقوا انہی برخان رجال صدقوا  
 امام بخاری نے اس حدیث کو جامع بیح میں تین جگہ ذکر فرمایا ہے، کتاب الجہاد ۴۹۲ د  
 کتاب المغازی ۹۷۵ میں مفصلاً اور کتاب التفسیر ۷۷۱ میں مختصراً بقول عاتق بن ابی اس بن  
 نضر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا۔

وقت آن آد کہ من عریاں شوم جسم بگنارم سرا سر جہاں شوم  
 بوئے جانان سوئے جاغم می رسد بوئے یار مہر باغم می رسد  
 مسلمانوں کی پریشانی اور بے چینی کا زیادہ سبب فائزات بابرکات علیہ الف الف صلوات  
 والہ الف تیحات کا نفوذ سے اوجھل ہو جانا تھا۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ آپ خود پہنے ہوئے تھے، حیرۃ الزمہ مستور تھا، کعب کہتے ہیں  
 میں نے خود میں سے آپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اسی وقت میں نے باؤ از بلند  
 پکار کر کہا اے مسلمانوں بشارت ہو کہیں۔ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تے دست مبارک  
 سے اشارہ فرمایا خاموش رہو اگرچہ آپ نے دھارہ کہنے سے منع فرمایا، لیکن دل اور سر کے کان سب  
 کے اسی طرف گئے ہوئے تھے اس لئے کعب کی ایک ہی آواز سننے ہی پر داند دار آپ کے گردا گرد  
 جمع ہو گئے، کعب فرماتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امی زہ کو پہچانی اور  
 میری زہ آپ نے پہن لی۔ دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے مجھ پر تیر برس لے کر شروع  
 کئے ہمیں سے زیادہ زخم آئے (رماد الطبرانی در مالہ ثقات)

جب کچھ مسلمان آپ کے پاس جمع ہو گئے تو پہاڑ کی گھائی کی طرف چلے۔ ابو بکر اور عمر  
 اور علی اور طلحہ اور حارث بن صممہ وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے، جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا  
 تو ضعف اور قہارت اور دندانہوں کے بوجھ کی وجہ سے چڑھ نہ سکے اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ  
 عنہ نیچے بیٹھ گئے ان پر سیر رکھ کر آپ اور چڑھے۔



## قریش کا مسلمانوں کی لاشوں کو مُثلہ کرنا

اور مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ناک اور کان کاٹے، پیٹ چاک اور اعضاء متماثل قطع کئے۔ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ اس کام میں شریک رہیں۔  
ہندہ نے جس کا باپ عقبہ جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا، اُس نے حضرت حمزہؓ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا پیٹ اور سینہ چاک کر کے جگر نکالا اور چپایا لیکن طلق سے نہ ترسکا اس نے اس کو اگل دیا اور اس خوشی میں وحشی کو اپنا زیور تارا کر دیا  
اور جن مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے گئے تھے اُن کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا۔<sup>۱</sup>

## ابوسفیان کا آوازہ اور حضرت عمر کا جواب

قریش نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ پکارا۔ اے انی القوم محمد کیا تم لوگوں میں محمود زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اسی طرح ابوسفیان نے تین بار آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ بعد ازاں یہ آواز دی اے انی القوم ابن ابی قحافہ کیا تم لوگوں میں ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر صدیقؓ زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اس سوال کو بھی تین بار کہہ کر خاموش ہو گیا اور پھر یہ آواز دی اے انی القوم ابن الخطاب کیا تم میں عمر بن خطابؓ زندہ ہیں اس فقرہ کو بھی تین مرتبہ دہرایا مگر جب کوئی جواب نہ آیا تو اپنے زقار سے خوش ہو کر یہ کہا اے اہل مکہ! فقد قتلوا فلوکالوا احياء ولا جبالوا بہر حال یہ سب قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو فرور جواب دیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۔ زرقانی، ج: ۲، ص: ۴۴، ۴۵۔ صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں نقطۃ اعلیٰ میں ما حوالا فقد قتلوا اور فلوکالوا کلمہ کا ذکر ہے کتاب الجہاد کی روایت میں یا فلوکالوا ان حوالا قتلوا فلوکالوا احياء ولا جبالوا بہر حال دونوں روایتوں کے الفاظ کو جمع کر دیا اور علی ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمرؓ کو تین مرتبہ پکارا یہ کتاب ابیہرہ روایت میں ہے۔ کتاب الجہاد کی روایت میں صرف ایک ایک مرتبہ پکارنے کا ذکر ہے و عدم ذکر انبیل علی ذکرہ بعدہم خاتمہ ۱۲۔

آبِ زلا کے اور چلا کر کہا:

لَذِبْتَ وَاللّٰهَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ الْبَقِیَ اَللّٰهُ عَلَیْكَ مَا یَحْزَنُكَ  
اے اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے باطل غلط کہا تیرے  
ریخ و غم کا سامان اللہ نے ابھی باقی رکھ چھوڑا ہے۔

بعد ازاں البرسیان نے رومن اور قوم کے ایک بت کا نعروں لگایا اور یہ کہا:  
اَعْلُ هَبْلُ اَعْلُ هَبْلُ  
اے ہبل تو بلند ہو اے ہبل تیرا دین بلند ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں یہ کہو۔  
اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ  
اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور بزرگ اور برتر ہے

پھر البرسیان نے یہ کہا  
اِن لَنَا الْعِزَّی وَالْعِزَّی لَكُمْ  
ہمارے پاس عزت تھی تمھارے پاس عزت نہیں یعنی  
ہم کو عزت حاصل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ جواب دو۔  
اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَكَامَوْلٰی لَكُمْ  
اللہ ہمارا آقا اور والی معین اور مددگار ہے  
تمہارا والی نہیں فَبِغَضِّ الْمَوْتِی وَنَعَصِ النَّصِیْبِ یعنی عزت صرف اللہ  
سما نہ سے تعلق میں ہے عزی کے تعلق میں عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔  
البرسیان نے کہا۔

یومِ بدر والْحَرْبِ سَبْجَالٌ  
یہ دن بدر کے دن کا جواب ہے لہذا ہم اور تم  
برابر ہو گئے اور لڑائی دونوں کے مانند ہے کبھی اوپر اور کبھی نیچے۔

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا۔  
لَا سِوَاَ قَتْلَانَا فِی الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ  
ہم اور تم برابر نہیں ہمارے مقتولین جنت میں ہیں

۱۔ کتاب الجہاد کی روایت میں اعلیٰ ہبل اعلیٰ ہبل اور تمہارا ہے اور کتاب المغازی کی روایت  
میں صرف ایک مرتبہ مذکور ہے۔ ۱۲۰

فی النار

اور تمہارے مقتولین جہنم میں۔

ابوسفیان کا یہ قول الحرب سجال چونکہ حق تھا اس لئے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ اور حق تعالیٰ نے شانہ کا یہ ارشاد **تلك الايام ننداؤها بين الناس** اس کا تویہ ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے حضرت عمر کو آواز دی۔

هَلُمَّ اِلَيَّ يَا عُمَرُ اے عمر میرے قریب آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو کیا کہتا ہے حضرت عمر اس کے پاس گئے ابوسفیان نے کہا۔

انشدك الله يا عمر اقلنا محمدا رضى الله عليه وسلم اے عمر تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ کہ ہم نے محمد کو قتل کیا۔

حضرت عمر نے فرمایا۔

اللهم لا وانك لبيسمع كلامك خدا کی قسم ہرگز نہیں اور البتہ تحقیق وہ تیرے کلام کو اس وقت سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا۔

انت عندى اصدق من ابن قمية وابر تم میرے نزدیک ابن قمیہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو۔

بعد ازاں ابوسفیان نے کہا۔

انه قد كان في قتلاكم مثل والله ما سرضيت ولا خفيت ولا اصرت ہمارے آدمیوں کے ہاتھ سے تمہارے مقتولین کا مشلہ ہوا۔ خدا کی قسم میں اس فعل سے نہ وافی ہوں اور نہ ناراض، نہ میں نے منع کیا اور میں نے حکم دیا۔

اور چلتے وقت للکار کر یہ کہا۔

موعدکم بدل للعام القابل سال آئندہ بدرہم سے لڑائی کا وعدہ ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو یہ حکم دیا کہ کہہ دیں  
 لعن حوینا وبنینا وعد النشاء اللہ ہاں ہمارا اور تمھارا یہ وعدہ ہے انشاء اللہ  
 لہ تدعی طبری ج ۱۰، ابن ہشام ج ۱

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے  
 مدینہ سے نکلیں سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اگر دیکھا کہ حبشہ  
 انور سے خون جاری ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سپر میں پانی بھر کر لائے حضرت فاطمہ وصورتی  
 جاتی تھیں لیکن خون کسی طرح نہیں تھکتا تھا، جب دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جاتا ہے تو ایک چٹائی  
 کا ٹکڑا لے کر بلایا اور اس کی راکھ زخم میں بھری تب خون بند ہوا۔ دنداء البخاری والطبرانی عن  
 سہیل بن سعد، لہ

## فوائد

(۱)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری میں دوا کرنا جائز ہے۔  
 (۲)۔ نیز علاج کرنا تو حق کے منافی نہیں۔

(۳)۔ نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی امراض جسمانیہ اللہ تعالیٰ بدنیہ  
 لاحق ہوتی ہیں تاکہ ان کے درجات بلند ہوں اور ان کے متبعین ان حضرات کو دیکھ کر  
 صبر اور تحمل و رضا و تسلیم کا سبق حاصل کریں نیز ان عوامی بشر پر اور لوازم انسانیت کو  
 دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ حضرات اللہ جل جلالہ کے پاک اور مخلص بندے ہیں معاذ اللہ خدا  
 نہیں۔ ان حضرات کے معجزات اور آیات بتیہ کو نبوت و رسالت کے براہین اور دلائل

لہ۔ ان شاء اللہ کا لفظ علامہ زرقانی نے نقل کیا ہے طبری اور ابن ہشام کی روایت میں نہیں ۱۲۔ ذوققلی ج ۱



سبھیں۔ نصاریٰ حیار کی طرح فتنہ میں مبتلا ہو کر ان کو خدا سے بھیڑیں اَشْهَدُ اَنْ لَا  
اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ  
رَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاٰلِ وَاَصْحَابِهِ وَاَنْ وَاجِبٌ وَذَرِيَّتُهُمْ وَبَارَكَ  
وَسَلَّمَ وَسَلِّمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۝

۱۴۰۔ نیز اس واقعہ سے یہ امر بھی خوب واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر اور پھر  
عمر کا دور تھا اور یہ ترتیب اس دور پر واضح اور روشن تھی کہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے کہ آپ کے  
بعد ابوبکر صدیق اور پھر عمر فاروق کا مقام ہے، غرض یہ کہ صحابین (ابو بکر و عمر) کی ترتیب  
افضلیت کا مسئلہ کفار کو بھی معلوم تھا مشاہدہ سے کفار نے یہ سمجھا کہ بارگاہ نبوت میں اول  
مقام ابو بکر ہے اور پھر عمر کا اور یہ دونوں حضور پر نور کے وزیر یا تدبیر میں۔

## سعد بن ربیع کی شہادت کا ذکر

قریش کی روانگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ثابتؓ کو حکم دیا کہ سعد  
ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور یہ ارشاد فرمایا۔

اِنَّ وَاٰتِيَهُ فَاَقْرَأْهُ صَحٰی السَّلَامِ      اگر دیکھ پاؤ تو میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ  
وَقُلْ لِّهِ لِيَقُوْلَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ      رسول اللہ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس  
کیفیت تجد لک      وقت اپنے کو کیا پاتے ہیں۔

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈھونڈتا ہوں سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچا، ابھی حیات کی کچھ

۱۔ زندگانی - ۲۱، ۵، ص ۲۹۔

۵۔ یہ حکم کی روایت ہے کہ زید بن ثابتؓ کو بھیجا۔ ابو حنیفہ بن عبد البر کی روایت میں ہے کہ ابی بن کعبؓ  
کو بھیجا اور وہی روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہؓ کو بھیجا۔ عجیب نہیں کہ کچھ بعد دیگرے تینوں  
کو بھیجا برآی کرتا واحد ہی میں تینوں کو حکم دیا ہو واللہ اعلم ۱۲ زندگانی ص ۲۹

رحمتی باقی تھی جسم پر تیرا و تمولہ کے شتر زخم تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا سعد بن ربیع نے یہ جواب دیا۔

علی رسول اللہ السلام وعلیک  
السلام قل لہ یا رسول اللہ اجدانی  
اجد ریح الجنة وقل لقوی الانصاف  
ما عذرکم عند اللہ ان یخلص  
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ  
وسلم شقریطین قال فاضت  
نفسہ رحمہ اللہ

رسول اللہ پر بھی سلام اور تم پر بھی سلام رسول اللہ  
سے یہ پیام پہنچا دینا یا رسول اس وقت میں جس  
کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصاف سے  
یہ کہہ نیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی  
تحفیت پہنچی، درآنحالیکہ تم میرے ایک آنکھ بھی  
دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی  
زندہ ہو تو سمجھ لینا کہ اللہ کے بیان تمہارا کوئی عذر

مقبول نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر روح پھراڈ کر گئی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ۔

حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ بن ابی نے بھی تخفیف میں اس کو صحیح  
فرمایا ہے

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سعد نے زید بن ثابت سے یہ کہا:

اخبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
والہ وسلم افی فی السموات  
واقراء السلام وقل لہ یقول  
جزاک اللہ عنا وعن جمیع  
الامۃ خیرا۔ دسترک پہنچاؤ ترجمہ  
سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دنیا کا اس  
وقت میں مر رہا ہوں اور سلام کے بعد یہ کہہ دینا  
کہ سعد یہ کہتا تھا جزاک اللہ عن  
جمیع الامۃ خیرا۔ اے اللہ کے  
رسول اللہ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف  
جزائے خیر دے کہ ہم کو حق کا راستہ بتایا۔

ابن عبد البر کی روایت میں ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں داپس آیا اور رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کو سعد کی خبر دی آپ نے سن کر یہ ارشاد فرمایا:

رحمہ اللہ انصح للہ ولرسولہ  
 اللہ اس پر رحم فرمائے۔ اللہ اور اس کے  
 رسول کا خیر خواہ اور وفادار رہا زندگی میں بھی  
 عبد البرمہ ۳۳ حاشیہ اصحابہ  
 اور مرتے وقت بھی۔

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے۔ بطن  
 مادی میں مشلہ کئے ہوئے پائے گئے تاک اور کان کٹے ہوئے ہیں شکم اور سینہ چاک تھا اس جگر خراش  
 اور دل آنا منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھرا آیا اور یہ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھ کو معلوم  
 ہے، البتہ تم بڑے عزیز اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر مصیبت کے حزن اور ملال رنج اور غم کا  
 نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پند تم کو کھاتے اور بچہ قیامت کے دن تم انہیں  
 کے شکم سے اٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ  
 عطا فرمایا تو میرے بدلہ شتر کافروں کا مشلہ کروں گا آپ اس جگہ سے ابھی بٹے نہ تھے کہ یہ آیت  
 شریفہ نازل ہو گئی۔

اور اگر تم بدلہ لو تو آتش ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف  
 پہنچائی گئی تھی اور اگر تم ممبر کرو تو البتہ وہ ممبر ہے  
 ممبر کرنے والوں کے لئے اور آپ جبر کئے اصطلاح  
 ممبر کا معنی اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور  
 نہ آپ نہ پر غلبہ ہیں اور نہ ان کے کوسے تنگ دل ہو  
 تحقیق اللہ تعالیٰ ممبر کا روں اور نیکو روں کے ساتھ ہے

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا  
 عُوقِبْتُمْ بِهِمْ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُمْ  
 خَيْرٌ لِّصَابِرِينَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ  
 إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ  
 فِي ضَلٰٓئِلٍ مِّمَّا يَكْفُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ  
 اتَّقَوْا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ هُمْ فَحَسْبُنَا اللَّهُ

آپ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اسلئے ارادہ فرمے کیا ہے  
حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ کو دیکھا  
تو رو پڑے اور ہلکی ہندھ گئی اور یہ فرمایا  
سید الشہداء عند اللہ یوم القیامۃ حمزۃ  
قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام  
شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے

حاکم فرماتے ہیں ہذا حدیث صحیح الاسناد۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبی نے  
بھی اس کو صحیح بتایا ہے

سبحم لہم انی میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
سید الشہداء حمزۃ بن عبدالمطلب حمزۃ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں  
اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے لقب سے شہرہ ہوئے۔

## عبداللہ بن محش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں عبداللہ بن محش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے معجم طبرانی اور دلائل  
ابی نعیم میں سند جید کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن جنگ شروع  
ہونے سے پہلے عبداللہ بن محش نے مجھ کو ایک طرف بلا کر تنہائی میں یہ کہا۔ آؤ ہم دونوں کہیں علیؑ  
بیٹھ کر دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پڑھیں کہے۔

سعد فرماتے ہیں ہم دونوں کسی گوشہ میں سب سے علیؑ کو ایک طرف باکر بیٹھ گئے اور

۱۔ متذکرہ ج ۱۹، ص ۱۹۹۔ ۲۔ رجال اعلام الزرقانی۔ ۳۔ الحدیث در احوال اہل بیت علیہم السلام۔ ۴۔ بزار والطبرانی وقال الامام فی الضح

۵۔ صحیح بخاری کے متداول سنوں میں باب من حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہے لیکن نسخہ کے نسخہ میں نقل

حمزۃ سید الشہداء ہے۔ غالباً امام بخاری نے ترجمہ اباب میں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ۱۳۔

۱۴۔ فتح الباری ج ۱، ص ۲۸۲۔

میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو نہایت شجاع اور دلیر اور نہایت غضبناک ہو کچھ دیر تک میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرے پھر اس کے بعد اے اللہ مجھ کو اس پر فتح نصیب فرما، یہاں تک میں اس کو قتل کروں اور اس کا سامان چھینوں۔

عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے آمین کہی اور اس کے بعد یہ دعا مانگی۔ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو بڑا ہی سخت اور زوردار اور غضبناک ہو محض تیرے لئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بالآخر وہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اسے پرور دگا جب تجھ سے طوں اور تور دریافت فرمائے، اے عبداللہ! تیرے ناک اور کان کہاں کٹے تو میں عرض کروں اے اللہ تیری اور میری سبکدوشی کی راہ میں اور تو اس وقت یہ فرمائے، ”جی ہاں“ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ ان کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی۔ شام کو دیکھا کہ ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔

سعد فرماتے ہیں اللہ نے میری بھی دعا قبول فرمائی میں نے بھی ایک بڑے سخت کافر کو قتل کیا اور اس کا سامان چھینا۔

سید بن مسیب راوی ہیں کہ عبداللہ بن جحش نے یہ دعا مانگی۔

اللھم اِنِّی اَقْسَمُ عَلَیْکَ اِنَّ النِّفْثَ  
الْعَدُوِّ فِیْ قَلْبِیْ لَوْ فِیْ قَلْبِیْ  
بَطْنِیْ وَ یَجِدُ عَوْنِیْ وَ اَذِیْ قَلْبِیْ  
تَسَالَتْنِیْ بِمَذَلَّتْ فَاَقُولُ فِیْکَ ۔

اے اللہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے  
دشمنوں کا مقابلہ کروں اور پھر وہ مجھ کو قتل کریں  
اور میرا شکم چاک کریں اور میری ناک اور کان کاٹیں  
اور پھر تو مجھ سے دریافت فرمائے یہ کیوں ہوا تو

میں عرض کروں محض تیری وجہ سے۔

سید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ جس طرح حق تعالیٰ اپنے خاص شان  
نے شہادت کے بارے میں ان کی دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے ان کی دوسری دعا بھی ضرور

قبول فرمائی ہوگی۔ یعنی شہید ہونے کے بعد ان سے یہ سوال فرمایا ہوگا اور انہوں نے یہ جواب عرض کیا ہوگا۔ حاکم فرماتے ہیں اگر نبی کریم ﷺ ہوتے تو شرطِ شہید پر صبح ہوتی۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ مرسل صحیح مستدرک چہم اسی درجہ سے حضرت عبداللہ بن حبش رضی اللہ عنہ مجذغ فی اللہ (یعنی وہ شخص جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کاٹے گئے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

خداوندِ اجمال کے محبین و مخلصین عشاق اور والہین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان و دنیا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں بمقابلہ حیاتِ موت ان کو زیادہ لذت اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ موت کو محبوب حقیقی (یعنی حق تعالیٰ شانہ) کی تقارر کا ذریعہ اور جہنم و دنیا سے رہا ہو کر گستانِ جنت اور بوستانِ بہشت میں پہنچ جانے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن چوں روند از چاہ زندان در چمن  
تلخ کے باشد کسے راکش بزند از میاں زہر ماران سوئے قنسلم  
فت: حتیٰ جل و علانے جب انسان کو خلیفہ بنانے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا  
أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ  
کیا آپ اس شخص کو زمین میں خلیفہ بنا چاہتے ہیں کہ جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے حالانکہ ہم سب  
نُقَدِّسُ لَكَ  
ہر لمحہ اور ہر لحظہ تیری تعظیم کے ساتھ تسبیح و تقدیس  
کرتے رہتے ہیں۔

انسان میں دو قوتیں ہوتی ہیں ایک قوتِ شہویہ جس سے زنا وغیرہ صادر ہوتا ہے جس کو ملائکہ نے مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا سے تعبیر کیا۔ اور دوسری قوتِ غضبیہ جس سے قتل اور ضرب اور خونریزی پہلو میں آتی ہے جس کو ملائکہ نے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ الدِّمَاءَ سے تعبیر کیا۔

ملائکہ نے انسان کے یہ نقائص ذکر کئے لیکن یہ خیال نہ کیا یہی قوتِ شہویہ جب اس کا رخ اللہ کی طرف پھیر دیا جائے گا تو اس سے وہ ثمرات اور نایاب ظاہر ہوں گے کہ فرشتے بھی عجب عجب کرنے

لگیں گے یعنی غلبہ عشق خداوندی اور اس کی محبت کا جوش اور ولولہ اور علیٰ ہذا جب قرۃ عنبیہ کو کاخانہ خداوندی میں مرنے کی جاتا ہے تو اس سے بھی عجیب و غریب تلمیح و ثمرات ظہور میں آتے ہیں جسے فرشتے دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں یعنی خداوند فدا بجلال کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی اور اس کے دشمنوں سے جہاد و قتال۔ ۵

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ  
سر و ستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی  
فرشتے بے شک یل و ہزار خداوند کر و گار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں مگر اس کی راہ میں لہا  
اور عاشخانہ جان بازی اور سرفروشی کا ولولہ ان میں نہیں وہ اس دولت و نعمت سے محروم ہیں اور  
پھر یہ کہ اُس محبوب حقیقی کے لئے جان دے دینا اور اُس کی راہ میں شہید ہونا یہ وہ نعمت ہے کہ جس کا  
فرشتوں میں امکان بھی نہیں۔ انسان میں اگرچہ فرشتوں کی طرح عصمت نہیں لیکن گناہ کے بعد  
انسان کی مضطربانہ لذت و شرمساری اور بے تابانہ گریہ و زاری اس کو اس درجہ بلند اور رفیع بنادیتی  
ہے کہ فرشتے پہنچے رہ جاتے ہیں ۵

مرکب توبہ عجائب مرکب است      ہر فلک تاز و بیک لحظہ ز بہت  
چوں بارند از پشیمانی انیں      عرش لرزد از امن المذنبین  
اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ تمام انبیاء و رسولین۔ ملائکہ و حقین سے  
افضل اور برتر ہیں اور صحابہ اور تابعین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین یقینہ ملائکہ و سموات  
دارضین سے اشرف ہیں کذا فی البحر الرائق ص ۲۳۳ وان شئت زیادہ تفصیل فارجع الیہ اور  
مؤمنات صالحات جو عین سے افضل ہیں کذا فی البیواقیت والجمہا ص ۳۲

## عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کی شہادت کا ذکر

حضرت جابر کے والد ماجد عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی معرکہ  
میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے باپ جنگِ احد میں شہید ہوئے اور کافروں نے ان کا تشد کیا۔ جب ان کی لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھنا چاہا تو صحابہ نے منع کیا، میں نے دوبارہ منہ دیکھنا چاہا تو صحابہ نے پھر منع کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو جب بہت رونے لگیں تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا روتی کیوں ہے۔ اس پر تو فرشتے برابر سایہ کئے رہے میں یہاں تک کہ ان کا جنازہ اٹھا گیا۔ (بخاری شریفؒ)

یعنی یہ مقام رنج و حسرت کا نہیں بلکہ فرحت و مسرت کا ہے کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر یہ فرمایا اے جابر تجھ کو کیا ہوا میں تجھ کو شکستہ خاطر پاتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کرباب اس غزوہ میں شہید ہوئے اور آل و عیال اور قرض کا بار چھوڑ گئے آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایک خوش خبری نہ سناؤں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں ضرور سنائیے۔ آپ نے فرمایا کسی شخص سے بھی اللہ نے کلام نہیں فرمایا مگر پس پر وہ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیسے کرباب کو زندہ کیا اور بالمشافہ اور بالموا جب اس سے کلام کیا اور یہ کہا اے میرے بندے اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کر تو تیسے کرباب نے یہ عرض کیا اے پروردگار تمنا یہ ہے کہ چھ پر زندہ ہوں اور تیری راہ میں پھر دوبارہ مارا جاؤں حق تعالیٰ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا اس نے یہ مقدمہ چوکا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں (ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۃ آل عمران) عبد اللہ بن عمرو بن حرم کہتے ہیں کہ اُحد سے پیشتر میں نے مشہد بن عبد المنذر کو خواب میں دیکھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے عبد اللہ

۱۵۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد ابواب میں مذکور ہے مثلاً کتاب الجنائز ۲۷۷۱، کتاب الجہاد ۳۹۵۵، کتاب المنازی

۱۶۔ حافظ عطار فی فتح الباری میں فرماتے ہیں راہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصحیحہ الباری ۲۵۴ باب تمنا المجاہدان یرجع الی الدنیا۔



تم بھی عنقریب ہمارے ہی پاس آئے دے ہو۔ میں نے کہا تم کہاں ہو۔ کہا جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر و تفریح کرنے ہیں میں نے کہا کیا تو بدر میں قتل نہیں ہوا تھا۔ بعشر نے کہا ہاں لیکن پھر زندہ کر دیا گیا۔ عبداللہ کہتے ہیں یہ خواب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اے ابوجابر اس کی تعبیر شہادت ہے۔

## عمر بن الجموح کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کے بہنوئی عمرو بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بھی عجیب ہے عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لنگ تھی اور لنگ بھی معمولی نہ تھی بلکہ شدید تھی۔ چاہیے تھے جو سر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے تھے، اُمیدیں جاتے وقت ان سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جہاد میں چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا آپ منذر ہیں، اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے۔ آپ یہیں رہیں۔ مگر یہ یہ عزیمت کے شیدائی کب رخصت پر عمل کرنے دے تھے۔ شوقِ شہادت میں اس درجہ بے تاب اور بے چین ہونے کا اسی حالت میں لنگڑا تے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔

وَاللّٰہُ اِنِّیْ کَالْحِیَوَانِ اطَّاعْتُہِ جِئْتُہِ خَدَکِیْ قَسَمُ تَحْقِیْقِیْ فِیْ اَمِّیْدِیْ فَاَنْتَ رَکَّعْتَہُ ہُوْنَ کَاِیْ ہٰذَا فِی الْجَنَّةِ۔

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ نے تم کو معذور کہا ہے۔ تم پر جہاد فرض نہیں اور بیٹوں کی طرف مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ رو کر۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب فرمائے چنانچہ وہ جہاد کے لئے نکلے اور شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور مدینہ سے چلتے وقت مستقبلِ قبلہ ہو کر یہ دعا مانگی۔

اللھم ادرقنی الشھادۃ ولا تردنی الی اھلی۔ اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر والوں کی طرف واپس نہ کر۔

اسی غزوہ میں ان کے بیٹے خلا بن عمرو بن الجموح بھی شہید ہوئے، عمرو بن الجموح کی بیوی ہندہ بنت عمرو بن حرام نے جبکہ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابر کی بھوپتی ہیں) یہ ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن عمرو بن حرام اور اپنے بیٹے خلا بن عمرو بن الجموح اور اپنے شوہر عمرو بن الجموح کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے جائیں اور وہیں جا کر تینوں کو دفن کریں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب اُحد کا رخ کرتی ہیں تو تیز چلنے لگتا ہے۔

ہندہ نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا عمرو بن الجموح نے مدینہ سے چلتے وقت کچھ کہا تھا، ہندہ نے ان کی وہ دعا ذکر کی جو انھوں نے چلتے وقت کی تھی آپ نے فرمایا، اسی وجہ سے اونٹ نہیں چلتا اور یہ فرمایا،

والذی نفسی بید کا ان منکم من قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ تم میں بعض ایسے بھی ہیں اگر اللہ پر قسم کہا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے بعوجۃ فی الجنة۔ ان میں سے عمرو بن الجموح بھی ہیں البتہ تحقیق میں

نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے

استعاب ترجمہ عمرو بن الجموح پتہ ۵۰ حاشیہ اصابع

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُحد کے قریب دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے۔

## حضرت خثیمہ کی شہادت کا ذکر

خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دہن کے بیٹے سعد غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہو چکے تھے، بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ افسوس مجھ سے غزوہ بدر رہ گیا۔ جس کی شرکت کا میں بڑا ہی حریص اور مشتاق تھا۔ یہاں تک اس سعادت کے حاصل کرنے میں بیٹے سے قرعہ اندازی کی مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعد کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام کا نکلا اور شہادت اس کو نصیب ہوئی اور مردہ گیا۔

آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین و جمیل شکل میں ہے جنت کے باغات اور بہروں میں سیر و تفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا ہے اے باپ تم بھی یہیں آ جاؤ دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے بالکل حق پایا۔

یا رسول اللہ اس وقت سے اپنے بیٹے کی مرافقت کا مشتاق ہوں۔ بوڑھا ہو گیا اور بیٹیں کم زد ہو گئیں اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں۔ یا رسول اللہ، اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعد کی مرافقت نصیب فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثیمہ کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خثیمہ مکرر اُمید میں شہید ہوئے۔  
انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اُمید واثق ہے کہ حضرت خثیمہ اپنے بیٹے سعد سے جا ملے رضی اللہ تعالیٰ عنہما

## حضرت اُصَیْرِم کی شہادت کا ذکر

عمر بن ثابت، جبر اُصَیْرِم کے لقب سے مشہور تھے۔ کثیرا اسلام سے محروم رہے جب اُمہ کا دن ہوا تو اسلام دل میں اتر آیا بعد توارے کے میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا یہاں

ہمک زخمی ہو کر گر پڑے لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیمؓ ہی تو بہت توجہ ہوا اور پوچھا کہ اسے عمرو  
تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا۔ اسلام کی رغبت یا قومی غیرت و حیثیت اُصیمؓ نے جواب دیا۔  
بل رغبتہ فی الاسلام فأمنت بالله۔ بلکہ اسلام کی رغبت داعی ہوئی میں ایمان لایا۔  
و رسولہ فاسلمت واخذت سيفی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پہلے سلطان ہوا اور تلوار لیکر  
وقالت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتی ما اصابني ما اصابني۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے  
و شمنوق قتال کیا یہاں تک مجھ کو یہ زخم پہنچے۔

یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الله لمن اهل الجنة البتہ تحقیق وہ اہل جنت سے ہے۔

رواہ ابن اسحاق واسنادہ حسن

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے تبارک و تعالیٰ کون شخص ہے کہ جو جنت میں پہنچ گیا۔ اور  
ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ وہ یہ صحابی ہیں۔ اصابہؓ ترجمہ عربی ثابتؓ

## مدینہ منورہ کے مہرول اور عورتوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خیریت اور سلامتی معلوم کرنے کے لئے ہجوم

جنگ کے متعلق مدینہ میں چونکہ دشمنانک خبریں پہنچ چکی تھیں اس لئے مدینہ کے مہرول اور  
عورت بچے اور بوڑھے اپنے عزیزوں سے زیادہ آپ کو سلامت و عافیت کے ساتھ دیکھنے  
کے متنی اور مشتاق تھے۔

چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مابین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
گزر ایک انصاری عورت پر ہوا جس کا شوہر اور بھائی اور باپ اس معرکہ میں شہید ہوئے جب اس عورت  
کے شوہر اور برادر اور چم کے شہادت کی خبر سنا لی تو یہ کہہ کر پہلے یہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بھلا اللہ خیریت سے ہیں۔ اس خاتون نے کہا بھلا چہرہ انور دکھلاؤ

آنکھوں سے دیکھ کر پورا ایمان ہو گا۔ لوگوں نے اشارہ سے بتلایا کہ حضور یہ ہیں۔ جب اس فرشتہ نے  
جہاں نبوی کو دیکھ لیا تو یہ کہا۔ کل مصیبت بعد از جہاں ہر مصیبت آپ کے بعد بالکل ہیچ اور  
بے حقیقت ہے (ابن ہشام ص ۱۱۱)

## معرکہ کارزار میں عین پریشانی کی حالت میں مجتہدین باخلاص حق تعالیٰ کا ایک خاص انعام یعنی ان پر غنودگی طاری کر دی گئی

جب کسی شیطان نے یہ خبر اُڑادی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو بعض مسلمان  
بنفصلہ بشریت یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور اسی پریشانی اور حیرانی کے حالت میں کچھ دیر  
کے لئے ان کے قدم میدان جنگ سے ہٹ گئے اور اس معرکہ میں جن کے لئے شہادت کی سزا  
مقرر تھی وہ شہید ہو گئے اور جن کے لئے ہٹنا مقرر تھا وہ ہٹ گئے اور جو میدان قتال میں باقی  
رہ گئے تھے ان میں سے جو مومنین غلصین اور اہل یقین اور اصحابِ ترکل تھے ان پر حق تعالیٰ کی  
طرح سے ایک غنودگی طاری کر دی گئی، یہ لوگ کھڑے کھڑے اُٹھنے لگے جن میں حضرت طلحہ بھی  
تھے، ابطلو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تو اُمیر سے  
ہاتھ سے گر کر جاتی تھی اور میں اس کو اٹھا لیتا تھا یہ ایک حسی اثر تھا، اس باطنی سکون کا جو حق تعالیٰ نے  
اس موقع پر اہل الیقان کو عطا فرمایا جس سے کافروں کا خوف و ہراس دل سے میلکت و دور  
ہو گیا اور منافقین کا گدہ جو اس وقت شریک جنگ تھا اس وقت سخت اضطراب میں تھا اس کو  
مرگ اپنی جان بچانے کی فکر تھی، ان کبوتروں کو غنودہ نہ آئی اس واسطے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مَنَاقِبَ الْأَنْبِيَاءِ  
أَمْثَلُ لِقَاسٍ لِّمَا أَنْفَعَكُمْ مِّنْكُمْ  
وَمَا أَنْفَعَكُمْ قَدْ أَهْلَكْتُم مَّنْ لَّكُم مِّنْكُمْ  
يُظَنُّونَ  
بِاللَّهِ غَيْرَ الْعَقْلِ ظَنُّ الْجَاهِلِيَّةِ ط الْآيَاتُ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن  
اور سکون کی کیفیت نازل فرمائی یعنی تم میں سے ایک  
جماعت پر اور کچھ طاری کر دی جو ان کو گھیر رہی تھی  
اور ایک دوسری جماعت ایسی تھی کہ سب کو اپنی جان

کی فکر پڑی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت کی طرح بدگمانی میں مبتلا تھی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جس جماعت پر فتنہ طاری کی گئی وہ جماعت ان اہل ایمان کی تھی کہ جریقین اور ثبات اور استقامت اور توکل صادق کے ساتھ موصوف تھے اور ان کو یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ضرورت مدد کرے گا اور اپنے رسول سے جود وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا اور دوسرا گروہ جسے اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی اور اسی فکر میں ان کی نیند غائب تھی، وہ منافقین کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جان کا غم تھا اطمینان اور امن کی نیند سے محروم تھے۔

## جنگ میں کچھ عورتوں کی شرکت اس کا حکم

اس غزوہ میں مسلمانوں کی چند عورتوں نے بھی شرکت کی صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہؓ اور انہی والدہ ام سلمہؓ کو دیکھا کہ پانچنے چڑھائے پورے پانی کی مشک بھر بھر کر پشت پر رکھ کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتی ہیں جب مشک خالی ہو جاتی ہے تو پھر بھر کر لاتی ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ابو سعید خدریؓ کی والدہ ام سلمہؓ بھی احد کے دن ہمارے لئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

صحیح بخاری میں ربیع بنت معوذہؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی تھیں کہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پیچیں اور متولین کو اٹھا کر لائیں۔ خالد بن ولیدؓ کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے۔ (وَلَا تَقَاتِلُ)

(ربیع کہتے ہیں مگر ہم قتال اور لڑائی میں شریک نہیں ہوتے تھے) یہ تینوں روایتیں صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں مذکور ہیں تفصیل کے لئے فتح الباری از میثاقہ تا بیچہ مراجعت فرمائیں ابن ابی

۱۔ اصل عبارت کے الفاظ یہ ہیں اَنْزَلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ الْغَيْثِ اَصْنَعْنَا لَهَا مَائِدَتَيْنِ اَلَا نَصْنَعُ لَكَ

پیشوا اہل ایمان و یقین والہ ثبات و التوکل و صادق و ہم الجہاد من بان اللہ غزوہ طے سیر و ماہ ہر و ماہ و الخ

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا علی النساء جہاد کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نعم جہاد کا قتال فیہ الحج والعمرة ہاں ان پر ایسا جہاد ہے۔ جس میں لڑنا نہیں۔ یعنی حج اور عمرہ (فتح الباری کتاب الحج باب حج النساء)

صحیح بخاری کی کتاب العیدین میں ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں مریضوں کی خبر گیری اور زخمیوں کے علاج کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ ان عورتوں نے فقط لوگوں کو پانی پلایا اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی لیکن قتال نہیں کیا مگر ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ ابن قتیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہا ہے تو انھوں نے اس حالت میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ مونڈھے پر ایک گہلا زخم آیا ام عمارہؓ فرماتی ہیں، میں نے بھی بڑھ کر ابن قتیہؓ پر دھار کیا مگر عدو اللہ (اللہ کا دشمن) دوزخ پہنچے ہوئے تھا۔

اس غزوہ میں صرف ایک ام عمارہ شریک جہاد و قتال ہوئیں۔ اس کے علاوہ تمام غزوات میں سوائے ایک دو عورتوں کے اور عورتوں کا شریک جہاد و قتال ہونا کہیں ذخیرہ حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو جہاد کی ترغیب دینا ثابت ہے۔

اس لئے تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں الا یہ کہ کفار عجم کو لائیں اور ضرورت عورتوں کی شرکت پہنچی مجبور کرے۔

عورتوں کا نظری ضعف اور ان کی طبعی ناتوانی خدا اس کی دلیل ہے کہ ان پر جہاد و قتال کو لازم کرنا ان کی فطرت اور جبلت کے خلاف ہے۔ قال تعالیٰ لَیْسَ عَلَی الضَّعْفَاءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضَیِّ وَلَا عَلَی النَّفْسِ الَّتِیْ لَا یَجِدُونَ یعنی ضعیف اور ناتواں مریض اور غیر مستطیع لوگوں پر جہاد فرض نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جہاد میں یہ تاکید فرماتے ہیں کہ کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو مقتول دیکھا (جو غلطی سے قتل ہو گئی تھی) فرمایا ما کانت ہذا لتقتل یہ قتال کے قابل نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل اور سترعلیٰ سمجھتے ہیں، کیا ہم عورتیں اس میں شریک نہ ہوا کریں آپ نے فرمایا: نہیں، تمہارا جہاد توجہ میری ہے۔  
اصل حکم عورتوں کے لئے یہ ہے۔ وَقَدْ زَنَ فِي بُيُوتِكُنَّ۔ اپنے گھروں میں ٹھہرو۔ باہر نہ نکلو۔  
دیکھو شرح سیر کبیر ص ۹۲ ج ۱

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا بھی پسند نہیں فرمایا اور عطا اور خوشبو لگا کر یا عمدہ کپڑے پہن کر مسجد میں آنے کی صریح ممانعت فرمائی۔ اور بجائے صحن خانہ کے دلالان میں اور اس سے بڑھ کر کوٹھری میں عورت کا نماز پڑھنا افضل قرار دیا۔ لہذا جب شریعت مطہرہ صاف نمازیں عورتوں کی حاضری پسند نہیں کرتی تو صفت جہاد و قتال میں بلا ضرورت ان کی حاضری کیسے پسند کر سکتی ہے۔

اس لئے حضرت فقہاء رحمہم اللہ مقدم نے یہ فتویٰ دیا کہ نماز کی جماعت اور جہاد میں عورتوں کا حاضر ہونا نا پسند ہے، مگر مجاہدین کی اعانت اور امداد اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی غرض سے صرف ان عورتوں کا حاضر ہونا جائز ہے کہ جن کی حاضری باعث فتنہ نہ ہو یعنی بوڑھی ہوں۔ بشرطیکہ شوہر یا ذی رحم محرم ان کے ہمراہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ بغیر شوہر یا بغیر ذی رحم محرم کے ہمراہ حج وغیرہ کسی قسم کا کوئی سفر کر سکے، اسی وجہ سے بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ جس عورت پر ذی شروت اور صاحب استطاعت ہونے کی وجہ سے حج فرض ہو اور شوہر اور نہ ذی رحم محرم رکشتی ہو تو اس پر نکاح واجب ہے کہ نکاح کر کے شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تاکہ بغیر محرم کے سفر نہ ہو۔

مسجد میں نماز کے لئے عورتوں کی حاضری اس شدہ طے کے ساتھ جائز ہے کہ ان کی حاضری موجب فتنہ نہ ہو ورنہ ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح اچانوں میں عورتوں کا غیر مردوں کی تیلہ داری کرنا بھی بلاشبہ حرام ہے، اے



میں سے دوستو موجودہ تہذیب پر نظر مت کرو۔ موجودہ تہذیب کی بنیاد اور عمارت اور تمام فرش انسانی شہرتوں اور شیطان کی لذتوں پر مبنی ہے اور حضرات انبیاء کرام کی شریعتیں عفت اور عصمت پاک طامنی پر مبنی ہیں جس کو خداوند تعالیٰ نے عقل دی ہے وہ عفت اور شہوت کے فرق کو سمجھے گا اور جو نفس و شیطان کا غلام بنا ہوا ہے اس سے خطاب ہی فضول ہے ایسے بے عقل کے نزدیک نکاح اور زنا میں بھی فرق نہیں۔ اللہ اکبر کیا وقت آگیا کہ جب شریعت مقدسہ عفت اور عصمت کی طرف دعوت دیتی ہے تو یہ بندگان شہوت اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

## شہدِ اراحد کی تجہیر و تکفین

اس غزوہ میں بیشتر صحابہ شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سوسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔ چنانچہ مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا کہ کفن کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر گر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا بالآخر یہ ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانک دو اور پیروں پر ازخراہ لایک گھانسن ہوتا ہے (ڈال دو۔) صحیح بخاری غزوہ اُحد۔

۲۔ اور یہی واقعہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا، جبکہ مجمع طہرانی میں ابوالاسید سے اسے مستدرک حاکم میں انسؓ سے مروی ہے۔ طہرانی کی سند کے سب ملوثی ثقہ ہیں۔

اور بعض کے لئے یہ بھی میسر نہ آیا۔ دو دواؤں کو ایک ہی چادر میں کفن دیا گیا۔ اور دو دواؤں میں تین کو ملکر ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ ذن کے وقت یہ دریافت فرماتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو قبہ رخ محمدؐ میں آگے رکھتے اور یہ ارشاد فرماتے رہ۔

انا شہید علیٰ ہوا کا دیوم القیامت قیامت دن میں ان لوگوں کے حق میں شہادت دوں گا۔

۳۔ تین تین کا حفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ سنن کی روایت ہے جس کی امام ترمذی نے تصحیح کی ہے۔

(فتح ہدی ۵/۳۷۳ کتاب الجنائز)

اور یہ حکم دیا کہ اس طرح بلا غسل مئے خزن آلود وزن کر دیں (صحیح بخاری کتاب الجنائز)  
 صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 شہداء احد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی لیکن کل علی سیر اس پر متفق ہیں کہ آپ نے شہداء احد کے جنازہ  
 کی نماز پڑھی۔ اور متعدد روایات حدیث بھی اسی کی مؤید اور مساعد ہیں۔ حافظ علامہ الدین مغلطائی نے  
 اپنی سیرت میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ باقی تفصیل کے لئے کتب حدیث کی مراجعت کی جائے۔  
 بعض لوگوں نے یہ اسادہ کیا کہ اپنے عزیز شہیدوں کو مدینہ لے جا کر دفن کریں لیکن رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں شہید ہوئے وہیں دفن کئے جائیں (ابن ہشام ص ۹۶)

## شہید قوم

احد کے دن قرآن نامی ایک شخص نے بڑی جاننازی اور سرفروشی دکھلائی اور تنہا اس نے  
 سات یا آٹھ مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہو گیا جب اس کو اٹھا کر گھر لے آئے تو بعض صحابہ  
 اس سے یہ کہا:۔

واللہ لقد ابلیت الیوم یا قرمان خدا کی قسم آج کے دن اے قرمان تو نے بڑا کام کیا  
 فالبشر کیا تجھ کو مبارک ہو۔

قرمان نے جواب دیا:

اذا ابشروا اللہ ان قاتلت الاعن تم مجھے کسی چیز کی بشارت اور مبارکباد دیتے ہو۔  
 احساب قومی ولو لا ذلك ما قاتلت خدا کی قسم میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے قتال

نہیں کیا بلکہ صرف اپنی قوم کے خیال اور ان کے بچانے کی غرض سے قتال کیا۔

۵۔ چنانچہ ماخذ مرصون عنون زمی کے تحت (الصلاۃ علی الشہداء من غیر غسل) یہ تقریر رواتے  
 ہیں صلی علی حمزۃ والشہداء من غیر غسل و ہذا اجماع الامام شاذبہ بعض التابین قال ابیہل لم یر دع علی اللہ  
 علیہ السلام ان صلی علی شہیدی ششی من مغازیہ الانی ہذہ۔ و نیزہ نظر لیا ذکرہ الانسان من اد صلی علی المرالی فی  
 غزوة اخی۔ (سیرت مغلطائی ص ۹۶)

اس کے بعد جب زعموں کی تکلیف نہ ادا ہوئی تو خود کھلی کر لے یہ قلعہ تفصیل کے ساتھ  
بھالہ بخاری فتح الباری بحث جہاد میں گن چکا ہے۔

**فائدہ ۱۔** یہ شخص دہاں ملنا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو اس نے کار نمایاں  
کئے تو محض قوم اور وطن کی ہمدردی میں کئے تھے کہ اسی میں وہ مارا گیا اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اہل ناریں سے ہے خدا کے نزدیک شہید وہ ہے کہ جو اعلا  
کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرے اور جو شخص قوم اور وطن کے لئے لڑ کر جان ویدے اس زمانہ کے  
معاورہ کے مطابق وہ شہید قوم کہلا سکتا ہے مگر اسلام میں وہ شہید نہیں اسی زمانہ کا افضل اتو  
شروع ہی میں اسی عنوان، جہاد کی حقیقت کے ذیل میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔  
تنبیہ۔ قال ابن کثیر وقد رد مثل قصۃ بذانی غزوۃ خیبر کا سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ  
الہدایۃ والنبایۃ ص ۳۶ ج ۴۔

## اسرار و حکم

حق جل و علانے غزوہ احد کے بیان **وَاذْعَدُّوْا مِنْ اَهْلِكُمْ بَقِيَّةَ الْمَوْمِنِيْنَ**  
**مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ** سے ساتھ آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض آیات میں مسلمانوں کی ہزیمت  
و شکست کے اسباب اور علل اسرار اور حکم کی طرف اشارہ فرمایا جو مختصر توضیح کے ساتھ ہدیہ  
ناظرین میں۔

و اما کہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ کے پیغمبر کا حکم نہ ماننے اور ہمت مار دینے اور آپس میں جھگڑنے  
کا کیا انجام ہوتا ہے۔

**وَلَقَدْ مَدَدْنَا لَكَ الْوَسْطَىٰ** اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ پچ  
**وَاِذْ نَسُوا الْاَيْمَانَ** کہہ دکھایا جبکہ تم اللہ کے حکم سے کافروں کو قتل  
**وَاِذْ نَسُوا الْاَيْمَانَ**

نَاوَعْتُمْ فِي الْأَرْضِ وَعَصَيْتُمْ مَنِ ابْعُدِ  
مَا أَسْرَاكُمْ مَّا اتَّجَبْتُمْ مِنْكُمْ مَعْنِ  
يَرِيدُ الدَّيْنَ وَصَبَّحَكُمْ مَنْ يَرِيدُ  
الْآخِرَةَ تَشَاءُ فَاذْكُرْهُمْ عَنْهُمْ لِيُتْلِيَكُمْ  
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى  
الْمُؤْمِنِينَ ط لہ

کر رہے تھے یہاں تک جب تم کچھ بڑی کرنے  
لگے اور آپس میں جھگڑنے لگے اور حکمِ مدد کی  
بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبوب چیز  
یعنی فوج و نصرت تم کو دکھا دی بعض تم میں سے دنیا  
چاہتے تھے اور بعض خالص آخرت کے طلب گار  
تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے بھیر دیا یعنی

شکست دی تاکہ تمہارا امتحان کرے اور تمہاری اس لغزش کو اللہ تعالیٰ نے معاف  
کر دیا اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

(۲)۔ اور تاکہ کچے اور کچے کا اور عجوبے اور پچے کا امتیاز ہو جائے اور مخلص اور منافق، صادق  
اور کاذب کا اخلاص اور نفاق، صدق اور کذب ایسا واضح اور روشن ہو جائے کہ کسی قسم کا اشتباہ  
باقی نہ رہے

اللہ تعالیٰ کے علم میں اگرچہ پہلے ہی سے مخلص اور منافق متماز تھے لیکن سنتہ اللہ اس  
طرح جاری ہے کہ محض علم الہی کی بنا پر جزاء اور سزا نہیں دی جاتی جو شئی علم الہی میں مستور ہے جب تک  
وہ محسوس اور شاہد نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر ثواب اور عقاب مرتب نہیں ہوتا ہے  
در محبت ہر کہ او دعویٰ کند      صد ہزاراں امتحان بروے تند  
گر بر دصاوق کشد با جفا      در بود کاذب گریز و از بلا  
عاشقاں را در دل بیاری بایکشد      جو بر بار و غصہ اغیار می بایکشد

(۳) اور تاکہ اپنے خاص مجتہدین و مخلصین اور شائقین لقاء خداوندی کو شہادت فی سبیل اللہ  
کی نعمت کبریٰ اور منت عظمیٰ سے سرفراز فرمائیں جس کے وہ پہلے سے مشتاق تھے اور بدر میں فدیہ اسی  
امید پر یا تھا کہ آئندہ سال ہم میں کے ستر آدمی خدا کی راہ میں شہادت حاصل کریں گے جیسا کہ گزشتہ سال

اس نعمت اور دولت سے حق تعالیٰ اپنے دوستوں ہی کو نوازتا ہے ظالموں اور فاسقوں کو یہ نعمت نہیں دی جاتی قال تعالیٰ:

وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَيِّذَ  
اَوْرَتَاكَ اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین کو متاثر کرنے  
مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يَجِبُ  
اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ  
الظَّالِمِينَ۔ ۱۷  
ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

(۴)۔ اور تاکہ مسلمان اس شہادت اور ہر میت کی بدولت گناہوں سے پاک اور صاف  
ہو جائیں اور جو خطائیں ان سے صادر ہوتی ہیں وہ اس شہادت کی برکت سے معاف ہو جائیں۔

(۵) اور تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو مٹا دے اس لئے کہ جب خدا کے دوستوں اور  
محبین و مخلصین کی اس طرح خوریزی ہو جاتی ہے تو غیرت حق جو شش میں آجاتی ہے اور خدا کے  
دوستوں کا خون عجب رنگ لے کر آتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جن دشمنانِ خدا نے دشمنان  
خدا کی خوریزی کی تھی وہ عجیب طرح سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں ج

ویدی کہ خون ناحق پر دانہ شمع را چند ان اماں نذا و کرب شب را سحر کند

کما قال تعالیٰ

وَلِيُخَيِّضَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخَيِّضَ  
اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کا میل کچی صاف  
اَنكَافِرِينَ۔ ۱۸  
کروے اور کافروں کو مٹا دے۔

(۶) اور تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ دوزخ کو پھیرتے رہتے ہیں کبھی دوستوں  
کو نزع و نفرت سے سرفراز کرتے ہیں اور کبھی دشمنوں کو غلبہ دیتے ہیں۔

وَتَبْلُغُ الْآيَاتُ مَنَازِلَهُمْ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً  
اور ان دوزخ کو کم لوگوں میں باری باری پھیرتے  
النَّاسِ۔ ۱۹  
رہتے ہیں۔



عجز اور تسکین و تذلل اور انکساری کے ساتھ رجوع ہوں۔ اس وقت حق جل و علا کی طرف سے عزت اور سرلمندی نصیب ہو اس لئے کہ عزت و نصرت کا خلعت ذات اور انکساری ہی کے بعد عطا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ۔

وَلَقَدْ نَفَرَكُمْ اَللّٰهُ بِدُرِّ زُرَّتُمْ  
اَذِلَّةً ۝ ۱۵  
اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمھاری مدد کی در آں حالیکہ تم بے سر و سامان تھے۔

وقال تعالیٰ

وَلَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كُرُوتُكُمْ  
فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئاً ۝ ۱۶  
اور جنگ حنین میں جب تمھاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں ڈالا تو وہ کثرت تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی  
حق جل شانہ جب اپنے کسی خاص ہندے کو عزت یا فتح اور نصرت دینا چاہتے ہیں تو اول اس کو ذات اللہ خاںکساری عجز اور انکساری میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ نفس کا نقیعہ ہو جائے اور امجباب اور خود پسندی کا ناسد مادہ بکلفت خارج ہو جائے اس طرح ذات کے بعد عزت اور ہزیمت اور شکست کے بعد فتح و نصرت اور فنا کے بعد بقا عطا فرماتے ہیں۔

عارف رومی فرماتے ہیں :

بس زیاد تھا دردِ نقص ہاست      مرشیدانِ راحیات اندوہناست  
مردہ شوتا مخرج الحی الصمد      زندہ زینِ مردہ بیدردن آرد  
آن کے را کہ جنسِ شاہے کشد      سوے تختِ دیہنِ جاہے کشد  
نیم جان بستاند صد جان دہد      آنچہ دردِ ہمت نیاید آن دہد

(۹)۔ اور تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدون مجاہدہ عظیم اور بغیر ریاضتِ تامہ کے مراتب اور درجاتِ عالیہ کا دل میں خیال مانڈ لینا مناسب نہیں۔ کما قال تعالیٰ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَذَخَلُوا الْيَوْمَ الْبَتَّةَ وَلَمَّا يَخْلُمُ اللَّهُ السَّيِّئِينَ جَاهِدُوا مِنْكُمْ وَلِيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ۔ ۱۰  
 کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ  
 حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا اور صابرین  
 کا امتحان نہیں کیا۔

(۱۰)۔ اور تاکہ تمہارے پاک نفوس دنیا کی طرٹ میلان سے بالکلیہ پاک اور منترہ ہو جائیں  
 اور آئندہ سے کبھی بھی دنیائے طلال (یعنی مال غنیمت) کے حصول کا خیال بھی دل میں آئے  
 کہ ہمارے رسول کے حکم کے خلاف مال غنیمت کو دیکھ کر ہمارے نیچے کیوں اترے ہم نے اس وقت  
 تمہاری اس فتح کو شکست سے اس لئے بدلا ہے کہ تمہارے قلوب آئندہ کے لئے دنیائے طلال  
 (یعنی مال غنیمت) کی طرٹ میلان سے بھی پاک اور منترہ ہو جائیں اور دنیائے دوں کا وجود اور عدم  
 تمہاری نظر میں برابر ہو جائے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاَنَابَكُمْ عَمَّا لَيْغُمُ الْكَيْدُ لِتَحْذَرُوْا  
 مِمَّا فَاَتَاكُمْ وَلَا مَا آصَابَكُمْ  
 وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۱۱  
 پس اللہ تعالیٰ تم کو اس مال غنیمت کی طرٹ  
 مائل ہونے کی پاداش میں غم پر غم دیا تاکہ آئندہ کو  
 تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ جو چیز تمہارے  
 ہاتھ سے نکل جائے اس پر غمگین نہ ہو اور نہ کسی مصیبت کے پہنچنے سے تم پریشان ہو اور اللہ  
 تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یعنی اس وقتی ہزیمت اور شکست میں ہماری ایک حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ تم نہ بددوسرے کے  
 اس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جاؤ کہ جہاں دنیا کا وجود اور عدم نظروں میں برابر ہو جاتا ہے جیسا کہ حق  
 جل شاد کا دوسری جگہ ارشاد ہے۔

مَا آصَابَ مِنْ مَّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا  
 فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ  
 أَنْ نَبْنِيَّاهَا۔ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ  
 نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں  
 میں مگر وہ پہلے ہی سے لوح محفوظ میں مقرر ہوتی ہے  
 اور تحقیق یہ امر اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے۔



لَا يَلْبِثُ أَتَسْوَاعًا مَّا فَاتَكُمْ وَلَا  
 تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا  
 يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ - ۱۵  
 اور مصائب کے نازل کرنے میں اللہ کی حکمت  
 یہ ہے کہ تم صبر میں اس درجہ کامل ہو جاؤ کہ اگر دنیا  
 کی کوئی چیز تم سے فوت ہو جائے تو اس پر غلگین نہ ہو  
 کرو اور دنیا کی جو چیز اللہ تم کو عطا کرے تو تم اس دنیا کی چیز کو دیکھ کر خوش نہ ہو کرو اور  
 اللہ تعالیٰ کسی اتارنے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے

دنیا کے آنے سے دل کا خوش نہ ہونا اور دنیا کے جانے سے دل کا رنجیدہ نہ ہونا یہ زہد  
 اور صبر کا اعلیٰ ترین مقام ہے حق جل شانہ نے ان آیات میں اشارہ فرمادیا کہ معرکہ احد میں صحابہ کو  
 جو یہ غم یہ دیا گیا کہ فتح کو شکست سے بدل دیا۔ اس میں اللہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ آئندہ سے صحابہ  
 کے دل میں دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ ہو کرے اور دنیا کا وجود اور عدم ان کی نظر میں برابر  
 ہو جائے اور ہر حال میں تقصیر الہی پر راضی اور خوش بننا منافقین اور جبہدار کی طرح خداوند ذوالجلال  
 سے بدگماں نہ ہو کہ اس وقت خدا تعالیٰ ہماری مدد کیوں نہ فرمائی محبتِ مخلص کی شان تو یہ ہونی چاہیے  
 زندہ کئی عطائے تو در بخششِ فدائے تو

جان شدہ مبتلائے تو ہر چہ کئی رضائے تو  
 ما پروریم دشمن دیا کی شمیم دوست جبرأت کسی کہ جرح کند و رقتلے ما

۱۱۷- نیز یہ واقعہ آپ کی رفات کا پیش خیمہ تھا جس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ اگرچہ اس  
 وقت تم میں سے بعض لوگوں کے بمقتضائے بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر  
 سن کر ہاؤں اکٹھے گئے چونکہ اس کا منشا معاذ اللہ نبی ولی اور نفاق نہ تھا بلکہ غایت ایمان و اخلاص اور  
 انتہائی محبت و تعلق تھا کہ اس وحشت اثر خبر کی دل تلب نہ لاسکے اور اس درجہ پریشان ہو گئے کہ  
 میدان سے پاؤں اکٹھے گئے اس لئے

وَلَقَدْ عَنَّا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ  
 حق تعالیٰ شانہ نے تمہارا یہ تصور معاف فرمایا

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ ۱۵

اور اللہ تعالیٰ تو ایمانداروں پر بڑا ہی فضل فرماتے  
والا ہے۔

لیکن آئندہ کے لئے ہر شیہ را اور خبر دار ہو جاؤ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین  
اور آپ کی سنت اور آپ کے جاوہ استقامت سے نہ پھر جانا آپ کی وفات کے بعد کچھ لوگ  
دین سے پھر جائیں گے جس سے فقہ استدلال کی طرف اشارہ تھا اور مقصود تشبیہ ہے کہ آپ ہی کے  
طریق پر زندہ رہنا اور آپ ہی کے طریق پر مرنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر وفات پا جائیں یا قتل  
ہو جائیں تو ان کا خدا تو زندہ ہے اور یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ  
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ نَمُوتُ  
أَوْ نَقُتِلُ عَلَيَّا عِقَابٌ يُكْرَهُ مِنْ رَبِّكَ  
فَلَنْ يَفْعَلَهُ اللَّهُ شَيْئًا  
وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۱۶

اور نہیں میں محمد مگر ایک رسول ہی تو ہیں جن سے  
پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اگر آپ کا کچھ حال  
ہو جائے یا آپ ٹھیک ہو جائیں تو کیا تم دین اسلام  
سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل  
واپس ہو جائے تو وہ ہرگز ہرگز اللہ کوئی نقصان  
نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مین کا قبیلہ ہمدان جب مرتد ہونے  
لگا، تو عبد اللہ بن مالک ارجوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ ہمدان کو جمع کر کے یہ خطبہ دیا۔

یا معشر ہمدان انکم لم تعبدوا  
محمد علیہ السلام انما عبدتم  
رب محمد علیہ السلام، وھو الحق  
الذی لا یموت عنیر انکم اطعمتم  
رسول بطاعة الله۔ واعلموا انہ

اے گروہ ہمدان تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ رب محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے اور  
رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی لایموت ہے  
ہاں تم اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے تھے

استنقذکم من النار ولعلکم فی اللہ  
لیجمع اصحابہ علی ضلالتہ لے  
تاکہ رسول کی اطاعت۔ اللہ کی اطاعت کا  
ذریعہ بن جائے اور خرب جان لو کہ اللہ تعالیٰ  
نے تم کو اپنے رسول کے ذریعہ آگ سے چھڑایا ہے  
اخیر الخطبۃ۔

اور اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور یہ شعر کہے۔  
لعمری لئن مات ابنی مُحَمَّد  
لَمَّا مَاتَ يَا ابْنَ الْعِیْلِ رَبِّ مُحَمَّد  
قسم ہے میری زندگی کی کہ اگر بنی اکرم محمد رسول اللہ علیہ السلام وفات پا گئے تو آپ کا  
پہرہ و کارنمہ ہے مے سوا کے بیٹے۔

دَعَا الیہ سَابِقُ، نَاجَا بَدُ  
فِیَاخِیْرِ غَوْرَتِیْ وَیَاخِیْرِ مَنَاجِدِ  
ان کے پہرہ و گارنے ان کو اپنے پاس لانے کی دعوت دی آپ نے اپنے رب کی  
دعوت کو قبول کیا۔ سبحان اللہ حضور پر نور غرور و غرور بند بستی کے رہنے والوں میں سے  
سب سے افضل اور سیرت تھے۔ اصحابہ ترجمہ عبداللہ بن مالک ص ۳۹۵ ج ۲ جن اصحابہ فی  
شرح اشعار الصحابہ ص ۳۱۲ ج ۱

تنبیہ: حیات انبیاء کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ وفات نبوی کے بیان میں کچھ  
ذکر کریں گے۔

## غزوہ اُحد میں فتح کے بعد نہریت پیش آجانیکی حکمت

### اور مصلحت پر اجمالی کلام

حسب وعدہ خداوندی شروع دن میں مسلمان کا فوہل پر غالب رہے مگر جب اس مرکز  
سے ہٹ گئے جس پر اللہ کے رسول نے کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا اور مالی غنیمت جمع کرنے کے لئے  
پہاڑ سے نیچے اتر آئے تو جنگ کا پانسہ پٹ گیا۔ اور فتح شکست سے بدل گئی، بارگاہِ خداوندی میں  
محبین مخلصین اور عاشقین صادقین کی اونی ادنیٰ بات پر گرفت ہوتی ہے حتیٰ جل شانہ کوینا پسند ہوا

کہ اس کے مجتہد مخلصین (صحابہ کرام) اللہ کے رسول کے حکم سے ذرہ برابر بدل کریں اگرچہ وہ عدول کسی غلط فہمی اور بھول چوک سے ہی کیوں نہ ہوں نیز عاشق صادق کے شانِ عشق کے یہ خلاف ہے کہ وہ دنیا کے متاع اور مال غنیمت کے جمع کرنے کے لئے کوہِ انتقامت سے اتر کر زمین پر آئے جس مال غنیمت کے جمع کرنے کے لئے صحابہ پہاڑ سے اترے تھے اگرچہ وہ دنیائے حلال اور طیب تھی لقولہ تعالیٰ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا۔ مگر صحابہ جیسے عاشقین صادقین کیلئے یہ مناسب نہ تھا کہ خداوندِ دودِ الجلال کے بغیر اجازت اور اذن کے اس حلال و طیب کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

موسیا آداب و انا دیگرند سوختہ جانان روانان دیگرند  
خداوند مطلق اور محبوب برحق نے اپنے مجتہد مخلصین کے تنبیہ کے لئے وقتی طور پر فتح کر شکست سے بدل دیا کہ متنبہ ہو جائیں کہ غیر اللہ پر نظر جائز نہیں اور علمِ انبی میں یہ مقدمہ فراہم کیا کہ وقتی طور پر اگرچہ شکستہ خاطر ہوں گے مگر عنقریب فتح تکڑے سے اس کی تلافی کر دی جائے گی اور آئندہ ہمیں کرم و کسریٰ کے خزانے اللہ کے ہاتھوں میں دیتے جائیں گے مقصود یہ تھا کہ مجتہد مخلصین کے قلوب دنیائے حلال کے میلان سے بھی پاک اور خالص بن جائیں۔ اسی بارہ میں حق جل شانہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ  
تَحْسَبُونَهُمُ هَادِثِينَ بَعْضُهُمْ إِذَا  
فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمُورِ  
وَعَصَيْتُمْ مِّنْ أَمْرٍ مِّنكُمْ  
ثُمَّ جَاءَكُمْ يَسِيرًا فَذُكِّرْتُمْ  
وَمِنْكُمْ مَّن يَبْتَغِ الْآخِرَةَ  
وَالْأُولَىٰ وَهُوَ عَنَّا مُخْتَلِفٌ  
وَمِنْكُمْ مَّن يَبْتَغِ الْآخِرَةَ  
وَالْأُولَىٰ وَهُوَ عَنَّا مُخْتَلِفٌ  
وَمِنْكُمْ مَّن يَبْتَغِ الْآخِرَةَ  
وَالْأُولَىٰ وَهُوَ عَنَّا مُخْتَلِفٌ

اور تحقیق اللہ نے تم سے جو رستہ کا وعدہ کیا تھا  
وہ سچ کر دکھایا جس وقت کہ تم کفار کو تائب نہ کرنا  
قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سات یا نو آدمی جن کے  
ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا وہ سب تمہارے ہاتھ  
سے مارے گئے یہاں تک کہ جب تم خود سست  
پڑ گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم  
نے حکم کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری

عَمَّا مَعَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ  
محبوب اور پسندیدہ چیز (یعنی کافروں پر غلبہ و فتح)  
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ اے  
تم کو تمھاری آنکھوں سے دکھلا دیا تم میں سے بعض  
تو وہ تھے کہ دنیا و غنیمت کی طرف مائل ہوئے اور بعض تم سے وہ تھے کہ جو مرثیٰ آخرت  
کے طلب گار اور جرات تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا۔ اور عمل شدہ  
فتح کو نہریت سے بدل دیا تاکہ تم کو آزمائے اور صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کون بچا  
ہے اور کون کچا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمھاری یہ غلطی بالکل معاف کر دی (لہذا  
اب کسی کو اس غلطی پر طعن و تشنیع بلکہ لب کشائی بھی جائز نہیں خدا تعالیٰ تو معاف کرے  
اور یہ طعن کرنے والے معاف نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین پر بڑے ہی  
فضل والے ہیں۔

ان آیات میں حق جل شانہ نے یہ بتلادیا کہ یکبارگی معاملہ اور قصہ منعکس ہو گیا کہ لشکر کفار  
جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہا تھا اب وہ اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہو گیا۔ اس کی وجہ  
ایک تو یہ ہوئی کہ تم نے رسول اللہ کے حکم کے بعد عدول حکمی کی اور تم میں سے بعض لوگ، دنیائے  
فانی کے متاعِ آبی و مالی غنیمت کے میلان اور طمع میں کوہ استقامت سے پہلے پڑے جس کا خمیازہ  
سب کو جھگت نا پڑا اور بعض کی لغزش سے تمام لشکر اسلام نہریت کا شکار بنا (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا  
إِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ)۔

مگر اب اس ہمہ خداوند و الجلال والا کرام کے عنایات بے غایات اور الطاف بے نہایات  
مسلمانوں سے منقطع نہ ہونے کے باوجود اس محبت آمیز عقاب کے بار بار مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم ناامید  
اور شکستہ خاطر نہ ہونا۔ ہم نے تمھاری لغزش کو بالکل معاف کر دیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ عفو کا اعلان  
اس آیت میں فرمایا وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِينَ اور پھر اسی رکوع کے آخر  
میں مسلمانوں کی مزید تسلی کے لئے دوبارہ عفو کا اعلان فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْفَتْقِ  
 الْجَبْعُ لَا اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ  
 بِيَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَمَّا۟ اللّٰهُ  
 عَذَّبُهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَقُوْبٌ لِّعٰمِلِيْهِ ۝

تحقیق جن بعض لوگوں نے تم میں سے پشت پھیری  
 جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں  
 سو جو انیسیت اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بعض  
 اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان کو نفزش میں  
 مبتلا کر دیا اور خیر جو ہر اسو ہوا۔ اب البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی نفزش میں

کو ہر نکل معاف کر دیا تحقیق اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور عظم دماغی ہیں۔

حق جل شانہ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو نفزش قرار دیا! اسْتَزَلَّوْا لَّهُمُ الشَّيْطٰنُ کا لفظ  
 اس پر دلالت کرتا ہے اور نفزش کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ تو کچھ ادا تھا کہ مگر غلطی اور قبولِ جوک سے  
 بلا ارادہ اور اختیار قدم پھسل کر راستہ سے گر گیا۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جو کچھ ہو گیا وہ نفزش  
 تھی۔ جان بوجھ کر تم نے نہیں کیا اور خیر جو کچھ بھی ہو گیا اس کو ہم نے اپنی رحمت اور حلم سے معاف  
 کر دیا تم کو تو معافی کی اطلاع دے دی کہ تم ملول اور رنجیدہ اور نا اُمید ہو کر نہ بیٹھ جانا۔ اور تمھاری  
 معافی کا اعلان ساری دنیا کو اس لئے سنا دیا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق جل شانہ کی عنایات  
 بے غایات کس طرح اصحاب رسول پر مبذول ہیں اور کس کس طرح ان کو چند در چند تسلیاں دی  
 جا رہی ہیں تاکہ قیامت تک کسی کو یہ مجال نہ ہو کہ صحابہ کرام کے شان میں لب کشائی کر سکے جب  
 حق تعالیٰ نے ان سے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو اب بلا سے کوئی ان کو  
 معاف کسے یا نہ کرے ان سے راضی ہو یا نہ ہو خدا کے عفو اور رضا کے بعد کسی کے عفو اور رضا کی  
 ضرورت نہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

غزوہ بدر میں قدیر یعنی پر جوعتاب نازل ہوا تھا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ خداوند خدا بھلا  
 کے دشمنوں کے قتل و قتال کے بارے میں پامال کرنے کے بجائے مال و منال کو کیوں ترجیح دی۔  
 اسی طرح غزوہ اُحدمیں ونبوی مال و متاع (مال غنیمت) کی طرٹ میلان کی وجہ سے عتاب

یہاں مگر بعد میں سمات کو دیا گیا۔

## غزوہ احد کی ہزیمت کے اسرار و حکم کے بیان کے بعد

حق تعالیٰ شانہ نے حضرات انبیاء سابقین کے صحابہ ربیین کا عمل بیان فرمایا کہ خدا کی راہ میں ان کو طرح طرح کی تکلیفیں اور قسم قسم کی مصیبتیں پہنچیں لیکن انھوں نے نہ ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ میں عاجز ہوئے نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جہاد میں ثابت قدم رہے۔

مگر ہاں یہ اپنی شجاعت اور ہمت صبر اور استقامت پر نظر نہیں کی بلکہ نظر خداوندوجلل ہی پر رکھی اور بلا برف خدا سے گناہوں کی استغفار اور ثواب ثابت قدم رہنے کی دعا مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمایا۔ قال تعالیٰ

وَلَا تَنْتَهِينَ عَنْ الْقِتَالِ ۖ وَمَعَدَّ يَتَّبِعُونَ  
كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَأَهْلُوا لِمَا أَصَابَهُمْ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا كُفُّوا ۖ وَمَا كَانُوا  
فَاللَّهُ يَجْعَلُ الصَّابِرِينَ ۖ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ  
إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا بَنَاءُ غَفُورٍ ذُو نُورٍ  
وَرَأْسًا فَنَافَىٰ أَهْلًا وَبَنَاتٍ أَفَدَّ أَمَّا  
وَالصُّرُوعُ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۖ فَاتَّخَذَهُ  
اللَّهُ لُؤْلُؤًا وَحُسْنًا لِّوَالِدِ الْخَدِيعَةِ  
وَاللَّهُ يَجْعَلُ الْمُحْسِنِينَ ۖ لَهُ

اور ہمت سے پیغیوں کے ساتھ مل کر خدا پرستوں کے  
کافروں سے جہاد و قتال کیا لیکن ان مصیبتوں کی  
وجہ سے جہاد کو خدا کی راہ میں نہیں نہ تو سست  
ہوئے اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دشمنوں سے دے دے  
اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کو محبوب رکھتا  
ہے اور ان کی زبان سے مرثیہ قولِ جمل رہا تھا کہ  
اے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہماری زیادتی  
کو معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کے  
مقابلہ میں ہماری مدد فرما پس اللہ نے ان کو دنیا کا انعام

اور آخرت کا بہترین انعام عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

## غزوہ حمر الاسد

### ۱۶ شوال یوم یکشنبہ ۳

قریش جب جنگ اُحد سے داپہا ہوئے اور مدینہ سے چل کر مقام رومہ میں ٹھہرے تو یہ خیال آیا کہ کام ناقام رہا جب ہم محمد کے بہت سے اصحاب کو قتل کر چکے اور بہت سوں کو زخمی تو بہتر یہ ہے کہ ہٹ کر دفعۃً مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے مسلمان اس وقت بالکل غصہ اور زخمی میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے صفوان بن امیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ وہ اس چلو۔ محمد کے اصحاب جوش میں بھرتے ہوئے ہیں۔ لیکن ہے کہ وہ دو سیکڑ حملہ میں تم کو کامیابی نہ ہو۔

۵ شوال یوم یکشنبہ کی شام کو قریش رومہ میں پہنچے اور شب یکشنبہ میں یہ گفتگو ہوئی یکشنبہ کی یہ شب گزرنے نہ پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجبور نے عین صبح صادق کے وقت اس کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بلالؓ کو بھیج کر مقام مدینہ میں منڈوی کرادی کہ خردج کے لئے تیار ہو جائیں اور فقط وہی لوگ ہمراہ چلیں کہ جو عمر کے اُحد میں شریک تھے جاہل بن عبد اللہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے بہنوں کی خبر گیری کی وجہ سے میں اُحد میں شریک نہ ہو سکا۔ اب میں ساتھ چلنے کی اجازت چاہتا ہوں آپ نے ساتھ چلنے کی اجازت دی اس خردج سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن پر نہ بھگے کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ صحابہ شہداء خیمہ جان ہو چکے تھے لہذا ایک شب بھی امام نہ کیا تھا کہ آپ کی ایک آواز پر پھر بھل کھڑے ہوئے

رشتہ درگردنم انگندہ دوست می بروہر جا کہ خاطر خراہ دوست

۱۶ شوال یوم یکشنبہ کو مدینہ سے چل کر آپ نے مقام حمر الاسد پر قیام فرمایا جو مدینہ سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے آپ مقام حمر الاسد میں مقیم تھے کہ قبیلہ خزاعہ کا سردار معبد خزاعی۔ اہل شکست کی خبر سن کر بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ان اصحاب



کی تعزیت کی جراحہ میں شہید ہوئے تھے بعد آپ سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا ابوسفیان نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔ بعد نے کہا کہ محمد تو بڑی عظیم الشان جمعیت لے کر تمہارے مقابلہ اور تعاقب کے لئے نکلے ہیں ابوسفیان یہ سننے ہی مکہ واپس ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام فرما کر جمعہ کے روز مدینہ تشریف لائے۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ  
مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْفِتْنَةُ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ  
اَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ  
اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم ہے۔

فتح الباری ص ۷۰، باب قول اللہ عز وجل الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ  
والنہایتہ ص ۷۰، زم زانی ص ۵۵ ج ۲۔

## واقعات متفرقہ ۳

(۱)۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا و عن ایسا سے ماہ شعبان میں نکاح فرمایا۔ ۱۱ھ

(۲)۔ اسی سال ۱۵ ماہ رمضان المبارک کو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور پچاس

دن بعد حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام حسین سے حاملہ ہوئیں ۱۱ھ

(۳)۔ اسی سال ماہ شوال میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ۱۱ھ

۱۱ھ۔ آل عمران، آیت: ۱۶۲۔

۱۲ھ۔ طبری۔ ج ۳، ص ۲۹۔

۱۳ھ۔ ایضاً

۱۴ھ۔ ندائی۔ ج ۲، ص ۶۱۔

## ۴۴

سیرۃ ابی سلمہ عبداللہ بن عبد الاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یکم محرم الحرام ۳۳ھ میں آپ کو یہ خبر ملی کہ خولید کے بیٹے طلحہ اور سلمہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے اپنے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ  
 عنہ کو مدینہ سو بہا جرین اور انصار کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ لوگ ان کی  
 خبر پاتے ہی منتشر ہو گئے بہت سے اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں جن کو نے کہ مدینہ واپس آگئے مدینہ  
 پہنچ کر مال غنیمت تقسیم ہوا مال غنیمت کا خس نکالنے کے بعد ہر شخص کے حصہ میں سات سات اونٹ  
 اور بکریاں آئیں۔

## سیرۃ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوم دوشنبہ ۵ محرم الحرام کو آپ کو یہ اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی و لجانی آپ  
 سے جنگ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے آپ نے عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ  
 کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔

عبداللہ بن انیس اُسے جا کر ملے اور طائف الحیل سے موقع پا کر اس کو قتل کیا اور سرے کر  
 ایک غار میں جا چھپ کر مٹی نے آکر جالاتان دیا بعد میں جو لوگ تلاش میں گئے وہ مگڑی کا ہالا دیکھ کر  
 واپس ہو گئے بعد ازاں حضرت عبداللہ اس غار سے نکلے شب کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے

۱۔ طلحہ بن خولید بعدین مشرف باسلام ہوئے لیکن آپ کی وفات کے بعد منذر بن سہل نے اس کا دعویٰ کیا  
 صدیق اکرم رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ کے لئے خالد بن زید کو روانہ کیا۔ طلحہ بھاگ کر شام چلے گئے، اور  
 تائب ہو کر پھر اسلام میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ برابر لڑائیوں میں شریک رہے حضرت عمرؓ کے  
 کے عبداللہ بن انیس نے جنگ تادسیہ اور مکرہ بنو نضیر میں بھی شریک رہے۔ کب جانا ہے کہ اس میں مکرہ بنو نضیر میں شریک  
 ہوئے۔ طلحہ کے دوسرے بھائی، سلمہ مسلمان نہیں ہوئے۔ زرقانی ص ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸،

اس طرح ۲۳ محرم کو مدینہ پہنچے اور خالد کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ بہت مسرور ہوئے اور ایک عصا انعام میں دیا اور یہ ارشاد فرمایا۔

تَخَصَّرَ بِهَذِهِ فِي الْجَنَّةِ فَإِنَّ الْمُتَخَصِّرَ اس عصا کو کچھ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا فی الجنة قلیل ہے۔  
 بے کر چلنے والا کوئی شاذ و نادر ہی ہوگا۔

اور فرمایا کہ یہ میرے اوتار تیک درمیان میں ایک نشانی ہے قیامت کے دن ساری عمر حضرت عبداللہ اس عصا کی حفاظت فرماتے رہے۔ مرتے وقت یہ وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مجمع طبرانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص گستاخ اور دریدہ دہن بھی تھا۔  
 مجمع الزوائد ص ۶ ج ۶ باب قتل خالد بن سفیان البہذلی۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن امیہ کے آنے سے پہلے ہی خالد بن سفیان کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

## واقعہ رجب

ماہ صفر میں کچھ لوگ قبیلہ عقیل اور قارہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے لہذا ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کرو دیجئے کہ جو ہم کو قرآن پڑھائیں اور احکام اسلام کی ہم کو تعلیم دیں۔ آپ نے دش آدمی ان کے ہمراہ کر دیئے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ ج ۲، ص ۳۵۔ زرقانی ج ۲، ص ۶۳۔ زاد المعاد ۵: ۲

۲۔ ۱۰۹ھ ۶۹۸ء میں ابن سعد کی روایت ہے ہماری کہ روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ان دس آدمیوں کو قریش مکہ کی خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ فرمایا تھا۔ آجھ جب تک کہ پہلے سے آپ کی یہی غرض ہو اور قبیلہ عقیل اور قارہ کی اس وقت آمد کی وجہ سے تعلیم دین اور تعلیم قرآن کا مقصد بھی اس کے ساتھ شامل کر لیا گیا ہو۔ زرقانی ج ۲، ص ۶۳۔ زرقانی ج ۲، ص ۶۳۔

- ۱۱۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۲۔ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۳۔ عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۔ قتیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۔ زید بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۔ خالد بن ابی البکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۔ معتب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یعنی عبداللہ بن طارق کے علاقائی بھائی۔

اور عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔

یہ لوگ جب مقام ربیع پر پہنچے جو مکہ اور عسفان کے مابین واقع ہے تو ان غداروں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور بنو نجیمان کو اشارہ کر دیا۔ بنو نجیمان دوسو آدمی لے کر حرن میں سے تلوادی تیر انداز تھے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب قریب پہنچے تو حضرت عاصمؓ نے اپنے رفقاء کے ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے۔

بنو نجیمان مسلمان سے کہا تم نیچے اتر آؤ ہم تم کو امان اور پناہ دیتے ہیں حضرت عاصمؓ نے فرمایا میں کافر کی پناہ میں کبھی نہ اتروں گا۔ اور یہ دعا مانگی۔

اللّٰهُمَّ اَخْبِرْنَا رَسُوْلَكَ اے اللہ اپنے پیغمبر کو ہمارے حال کی خبر دے

یہ روایت بخاری کی ہے۔ ابو داؤد طحاوی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عاصمؓ کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت بذریعہ وحی کے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی خبر دی اور آپؐ نے اس وقت صحابہ کو خبر دی۔

اور ایک دعا حضرت عاصمؓ نے اس وقت یہ مانگی۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمِلُ لَکَ الْیَوْمَ دِیْنِکَ اے اللہ آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں

فاحمِلْ لِحَسْبِیْ تو میرے گوشت یعنی جسم کی کافروں سے حفاظت فرما۔

بعد ازاں حضرت عاصمؓ نے سات رفقاء کے کافروں سے لڑ کر شہید ہو گئے عبداللہ بن طارق اور

لہ۔ الطہقات الکبریٰ - ۳/۲۱ ص ۲۹۰۔ اے دستے دقت حضرت عاصمؓ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

اَلْمَوْتُ حَقٌّ وَالْحَيَاةُ باطل  
 مَا حَسَمَ اِلَّا لَہُ نَازِلٌ  
 اِنْ لَہُ مَا قَاتِلُکُمْ فَاِیْ ہَابِلٌ

زید بن دثنہ اور غیب بن عدیؓ یہ تین آدمی مشرکین کے امن اسامان عہد اور پیمان کی بنا پر حبشہ سے نیچے اترے مشرکین نے ان کی مشکلیں باندھنا شروع کیں عبداللہ بن طارقؓ نے یہ کہا یہ پہلا غدر ہے۔ ابتدا ہی بد عہدی سے ہو رہی ہے نہ معلوم آئندہ کیا کر دگے اور ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ مشرکین نے کھینچ کر ان کو شہید کر ڈالا۔ اور حضرت غیب اور حضرت زید کو لے کر حبشہ تک پہنچ کر وہاں کو فروخت کیا۔

صفوان بن امیہ نے جس کا باپ امیہ بن خلف بدر میں مارا گیا تھا، حضرت زید کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خرید حضرت غیب کے ہاتھ سے جنگ بدر میں حارث بن عامر مارا گیا تھا اس لئے حضرت غیب کو حارث کے بیٹوں نے خریدا۔ بخاری شریف فتح ابلی ص ۲۹۲ صفوان نے تراسپنے قیدی کے قتل میں تاخیر مناسب نہ سمجھی اور حضرت زید کو اپنے غلام نسطاس کے ساتھ حرم سے باہر تنہا میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور قتل کا تاثر دیکھنے کے لئے قریش کی ایک جماعت تنہا میں جمع ہو گئی جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔

جب حضرت زید کو قتل کے لئے سامنے لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا اے زید میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم اس کو پسند کر دگے کہ تم کو چھوڑ دیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمھارے بدلہ میں قتل کر دیں اور تم اپنے گھر آرام سے رہو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھنبلا کر کہا۔ خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر میں کوئی کاٹایا پھانسل چھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔

ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم میں نے کسی کو کسی کا اس درجہ محب اور مخلص اور دوست اور جان نثار نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ کے اصحاب محمدؐ کے محب اور جان نثار ہیں بعد ازاں نسطاس نے حضرت زید کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعد میں جل کر نسطاس مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما انقضائے ماہ حرام ان کی قید میں رہے جب لوگوں نے قتل کا ارادہ کیا تو مارٹ کی بیٹی زینب سے (جو بعد میں چل کر مسلمان ہوئی) نظافت اور صفائی کی غرض سے اُسترہ مانگا زینب اُسترہ دے کر اپنے کام میں مشغول ہو گئی زینب کبھی میں کتھوڑی دیر میں دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ ان کے نانوں پر بیٹھا ہوا ہے اور ہاتھ میں ان کے اُسترہ ہے، میں نظر دیکھ کر میں گھبرا گئی۔ حضرت خبیب نے مجھ کو دیکھ کر یہ فرمایا۔ کیا تم کو یہ اندیشہ ہوا کہ میں اس بچہ کو قتل کروں گا سرگز نہیں۔ انشاء اللہ مجھ سے ایسا کام کبھی نہ ہو گا۔ ہم لوگ نہ رہیں کرتے اور بار بار زینب یہ کہا کرتی تھیں۔

ما رَأَيْتَ اسِيرًا قَطْ خَيْلاً  
مِنْ خَبِيبٍ لَقَدْ رَأَيْتِهِ يَأْكُلُ  
مِنْ قِطْعَةِ عَنْبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يُوسِّدُ  
لَشَمْرَةٍ وَانْدَامُوثٍ فِي الْحَدِيدِ وَمَا  
كَانَ إِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ  
میں نے کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔  
البتہ تحقیق میں نے ان کو انگور کے خوشے کھاتے  
دیکھا حالانکہ اس وقت کہ میں کہیں پہل کا ہم دشمن  
نہ تھا اور وہ خود لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے  
تھے کہیں جا کر لائیں گئے تھے۔ یہ رزق ان کے  
پاس محض اللہ کی طرف سے آتا تھا۔

جب قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر ان کو نعیم میں لے گئے تو یہ فرمایا کہ مجھ کو اتنی جہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ لوگوں نے اجازت دے دی آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مشرکین کی طرف مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ میں نے اس خیال سے نماز کو زیادہ طویل نہیں کیا کہ تم کو یہ گمان ہو گا کہ میں موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہوں اور بعد ازاں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اللَّهُمَّ احْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ  
بِنَدَا وَكَاتِبٍ مِنْهُمْ أَحَدًا  
اے اللہ ان کو ایک ایک کر کے مار۔ کسی کو  
باقی نہ چھوڑ۔  
اور یہ شعر پڑھے۔

نَا بَانَ ابْنِي حِينَ اقْتُلَ مُسْلِمًا  
عَلَىٰ شِقَاقِ اللَّهِ مَصْرُوعًا

مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے جبکہ میں سلمان مارا جاؤں خواہ کسی کرۂ پر مردن جبکہ غاص اللہ کے لئے میرا بچھڑنا ہو۔

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْاِلَهَةِ اِنْ يَشَاءُ يَبَارِكُ عَلَى اَوْصَالِ شَيْلُوْمُوْمَزَعِ  
اودھ محض اللہ کے لئے ہے مگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کئے ہوئے جڑوں پر کبر  
نازل فرما سکتا ہے۔

بعد ازاں حضرت غیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر لٹکائے گئے اور شہید ہوئے  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئندہ کے لئے یرسنت قائم فرما گئے کہ جو شخص قتل ہو وہ دو رکعت نماز ادا کرے  
زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی قسم کا ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
حیات میں پیش آیا زید نے طائف سے واپسی میں ایک غیر کرایہ پر لیا۔ مالک بھی ساتھ چلا۔ راستہ  
میں ایک ویرانہ پر غمخیزے جا کر کھڑا کیا۔ جہاں بہت سے مقتولین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور  
ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زید نے فرمایا مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے اس  
شخص نے بطور تسخیر یہ کہا۔ ہاں تم بھی دو رکعت نماز پڑھ لو تم سے پہلے ان لوگوں نے بھی نمازیں  
پڑھی ہیں مگر نازنے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب  
دو گانے سے ناز ہوئے تو یہ شخص قتل کے ارادہ سے ان کی طرف بڑھا اس کو بڑھتے دیکھ کر  
حضرت زید نے یہ کہا یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے مہربان  
ادھر حضرت زید کی زبان سے یہ اسم اعظم نکلا۔ اور ادھر اُس نے ایک غیب سے آواز سنی  
لَا تَقْتُلْ اِنَّ قَتْلَ ذَكَرْدَةِ شَخْصٍ اِسْ غَيْبِيْ اَدْنٰ اَلْغَيْبَانِ اَرَا زَسْ مَرْغُوبٍ اَوْ رُخْفٍ زِدْ هُوَ كَرَادْ هُوَ اَوْ  
دیکھنے لگا جب کوئی شخص غمخیز آیا تو پھر اسی ناپاک ارادہ سے آگے بڑھا۔ حضرت زید نے پھر کیا  
اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ کہا اس شخص کو پھر کوئی غیبی آواز سنائی دی اور کچھ بٹھا اوٹیل سابق  
پھر آپ کی طرف بڑھا آپ نے پھر یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ کہا۔ تیسری بار کیا اَرْحَمَ

الزاحین کہنا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نیزہ اٹھائے ہوئے ہے اور اس نیزہ کے سرو میں اک کا ایک شعلہ ہے، وہ نیزہ اس شخص کے اراجاٹاٹا ناٹا پٹ سے پار ہو گیا اور اسی وقت وہ شخص مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

بعد ازاں اس شخص نے حضرت زید سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔ جب تم نے پہلی بار یہاں اُن حَہ السَّاحِیْن کہا اس وقت میں ساتویں آسمان میں تھا اور جب دوسری مرتبہ کہا تو آسمان دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ کہا تو میں تمہارے پاس آپہنچا۔

اس روایت کو علامہ سیبلی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ کو یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور زندگی میں پیش آیا۔ مسندک حاکم میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جو شخص تین بار یا اُسَ حَہ السَّاحِیْن کہتا ہے تو فرشتہ اس کے جواب میں یہ کہتا ہے۔ اُنْحُمُ الزَّاحِیْن تیری طرف متوجہ ہو گیا پس مانگ اور درخواست کرو۔

اسی قسم کا واقعہ ابو معلق انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا جیسا کہ ابی بن کعب اور ابن بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے عابد و زاہد اور بڑے صاحب درع و تقویٰ تھے۔ تا جرتھے تجارت کے لئے سفر کیا کرتے تھے ایک مرتبہ سفر میں ایک چور ملا جو سیف و دھن تیرا درتلا سے پورا سٹج تھا۔ اس نے کہا کہ مال یہاں رکھ دو میں تم کو قتل کروں گا۔

ابو معلق انصاری نے فرمایا کہ تم کو تو مال مطلوب ہے جو حاضر ہے میری جان سے کیا مطلب چور نے کہا نہیں مجھکو تمہاری جان ہی مطلوب ہے۔ فرمایا کہ اچھا مجھکو اتنی مہلت دو کہ نماز پڑھ لوں۔ چور نے کہا ہاں نماز جتنی چاہے پڑھ لو ابو معلق نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور بعد نماز



کے یہ دُعا مانگی۔

يَا دَاوُدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا قَعَالَ لِمَا تَرِيدُ اَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ  
الَّتِي لَا تَرَامُ وَمُلْكِكَ الَّذِي لَا يَضَاهُ وَبَنُورِكَ الَّذِي مَلَأَ عَارَكَانِ  
عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِيَنِي شَرَّ هَذَا اللَّصِّ يَا مَغِيثَ اغْنِنِي

تین مرتبہ یہ دعا یہ کلمات کہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نیزہ لئے ہوئے چور کی طرف  
بڑھا اور نیزہ سے اس کا کام تمام کیا۔ بعد ازاں ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تم کن ہو کہ اللہ تعالیٰ  
نے مجھ کو تمہاری فریاد کی اور امداد کے لئے بھیجا ہے میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں جب پہلی  
مرتبہ تم نے یہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے دروازوں سے کھٹکھٹانے کی آواز سنی جب دوسری  
مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان والوں کی جیخ اور پکار سنی جب تم نے تیسری بار دعا مانگی تو یہ کہا گیا  
کہ یہ کسی مضطر اور مبتلائے رب کی دعا ہے اس وقت میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو  
اس کے قتل پر مامور کیا جائے۔ بعد ازاں یہ کہا۔ تم کو بشارت ہو۔ یہ یاد رکھنا کہ جو شخص وضو کر کے چار  
رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی خواہ وہ رب اور بے چینی میں مبتلا ہو  
یا نہ ہو۔ اصحابہ رضی اللہ عنہم ترجمہ ابو معلق انصاری باب الکفنی۔

غزوہٴ اُحُد میں حضرت عامر نے سلافہ بنت سعید کے دو لڑکوں کو قتل کیا تھا اس لئے  
سلافہ نے یہ نذر کی تھی کہ عامر کے کاسہ سر میں ضرور شراب پیوں گی۔ اس لئے قبیلہٴ ذیل کے  
کچھ لوگ حضرت عامر کا سر لینے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ سلافہ کے ہاتھ فروخت کر کے خاطر  
خواہ قیمت وصول کریں۔

امام طبرانی فرماتے ہیں کہ سلافہ نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو عامر کا سر لائے گا اس کو سنو  
اونٹ انعام دیے جائیں گے۔

حضرت عامر اپنی لاش کی عصمت و حفاظت کی خدائے پہلی ہی دعا مانگ چکے تھے۔ حق  
تعالیٰ شانہ نے دشمنوں سے ان کی عصمت و حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ زنبوروں دھڑکا ایک

شکر بھیج دیا جس نے ہر طرف سے ان کی لاش کو گھیر لیا۔ کوئی کافران کے قریب بھی نہ آ سکا۔ اس وقت یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ جب شام کے وقت یہ زنبوریں دفن ہو جائیں گے اس وقت اس وقت سر کاٹ لیں گے۔ مگر جب رات ہوئی تو ایک سیلاب آیا جو ان کی لاش کو بہا لے گیا۔ اور یہ سب بے نیل ملام غائب و خامر واپس ہوئے، قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت عامر نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی مشرک کو ہاتھ لگاؤں اور نہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ لگائے حضرت عمر کے سامنے جب کبھی حضرت عامر کا تذکرہ آتا تو یہ فرماتے کہ حق تعالیٰ بعض مرتبہ اپنے خاص بندہ کی مرنے کے بعد بھی حفاظت فرماتے ہیں جیسے زندگی میں اس کی حفاظت فرماتے تھے۔

کفار مکہ نے حضرت خبیث کی نعش کو سولی پر لٹکا ہوا چھوڑ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور مقدادؓ کو ان کی نعش آواز لانے کے لئے مدینہ سے مکہ روانہ فرمایا جب یہ دونوں رات میں نعیم پہنچے تو دیکھا کہ چالیس آدمی نعش کا پہرہ دینے کے لئے سولی کے ارد گرد پڑے ہوئے ہیں حضرت زبیر اور مقداد نے ان لوگوں کو غافل پا کر نعش کو سولی سے اتار کر گھوڑے پر رکھا۔ لاش اسی طرح تروتازہ تھی کسی قسم کا اس میں کوئی تغیر نہ آیا تھا حالانکہ سولی دس چالیس دن ہر چکے تھے مشرکین کی جب آنکھ کھلی اور دیکھا کہ لاش گم ہے تو ہر طرف تلاش میں دوڑے بالآخر حضرت زبیر اور مقدادؓ کو جا پکڑا۔ حضرت زبیر نے لاش کو اتار کر زمین پر رکھا فوراً زمین شق ہوئی اور لاش کو نکل گئی اسی وجہ سے حضرت حبیبؓ یٰلَیْلَیْمُ الْاَکْثَرُ ضِیِّ کے نام سے مشہور ہیں ایک روایت میں ہے کہ کفار جب حضرت خبیث کو قتل کر چکے تو ان کا چہرہ قبلہ رخ تھا اس کو قبلہ سے پھیر دیا۔ چہرہ پھر قبلہ رخ ہو گیا بار بار ایسا ہی کیا بالآخر عاجز ہو کر بھڑک دیا۔

**فوائد:** (۱) قتل کے وقت نماز پڑھنا سنت ہے مگر خاتمہ سب سے افضل اور

سب سے بہتر عمل یہ ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

اذا قمت فی صلاتک فصل صلاۃ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو نیلے رخصت  
صودع الحدیث۔ (رواہ احمد ابی یوسف علیہ السلام) ہونے والے کسی نماز پڑھ۔

(۱۲)۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی اس نرالی شان سے حفاظت اور لوگوں کا حضرت غیبی رضی اللہ عنہ کو بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے انگوڑ کھاتے ہوئے دیکھنا۔ اور زبید بن عارضہ اور ابو معلق انصاری کا واقعہ یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اسی پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے تفصیل کے لئے کتب کلامیہ اور خاص کر طبقات الشافعیہ انجبری کی از ص ۵ (۲۶) تا ص ۵ مراجعت کریں۔

(۱۳)۔ حضرت غیب رضی اللہ عنہ کی برکات، حضرت مریم کی کرامت کے مشابہ ہے جس کو حق تعالیٰ شانہ نے سورہ آل عمران میں ذکر فرمایا ہے۔

قُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَارِثَتِهَا  
فَالْيَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا رَزَقًا يَأْتِيكَ تَوِيهًا كَمَا سَمِعْتِ  
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ  
حِسَابٍ د ۵

جب کبھی حضرت زکریا۔ مسجد کی محراب میں مریم پر داخل ہوتے تو ان کے پاس عجیب و غریب کھا ہوا  
رزق پاتے تو یہ کہا کہ اسے مریم پر رزق تیرے  
پاس کہاں سے آیا تو مریم یہ جواب تیں کہ یہ رزق  
اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ جس کو چاہتا  
ہو بلا وجہ و گمان اس کو رزق عطا کرتا ہے

(۱۴)۔ جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے لئے بال اور ناخن کی اصلاح مستحب اور مستحسن ہے  
جیسا کہ حضرت غیب نے شہادت سے پیشتر استرہ مانگا بارگاہ خداوندی میں حاضر کیے  
ہے نطفات و طہارت ضروری اور لازمی ہے۔

(۱۵)۔ اگر مسلمان کافروں کی حراست میں ہو اور وہ اس کے قتل کا تہیہ کر چکے ہوں تو مسلمان کیلئے  
جائز نہیں کہ موقع پا کر ان کے گروں کو قتل کر ڈالے بلکہ ان کے ساتھ شفقت اور محبت سے

پیش آئے۔ جیسے حضرت غیبیؑ نے حادث کے نواسہ کو ازراہ تملطف اپنے نانون پر بٹھلایا۔

## سُورَةُ الْقُرْآنِ الْعِنِ قِصَّةٌ مِيعُونَةُ

اسی ماہ صفر میں دوسرا واقعہ پیش آیا کہ عامر بن مالک ابو براءؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ پیش کیا۔ لیکن آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور ابو براءؓ کو اسلام کی دعوت دی لیکن ابو براءؓ نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ روکیا بلکہ یہ کہا کہ اگر آپؐ اپنے چند اصحاب علیؑ بخدا کھڑے ہوتے اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں گے آپؐ نے فرمایا مجھ کو علیؑ بخدا سے اندیشہ اور خطرہ ہے۔ ابو براءؓ نے کہا میں خاصا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر صحابہ کو جو قترار کہلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کر دیئے مذبذبن عمر دس حدیث ان کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ نہایت متعین لوہا کبابز جماعت تھی، دن کو کڑیاں چبھتے اور شام کو فرخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے اور شب کا کچھ حصہ دس قرآن میں اور کچھ حصہ قیام میں اور تہجد میں گزارتے۔ یہ لوگ یہاں سے چلا کر میز معونہ پر جا کر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط عامر بن طفیل کے نام (جو قوم بنی عامر کا رئیس اور ابو براءؓ کا بھتیجا تھا) لکھا کہ حضرت انس کے ماموں حوام بن لمحان کے شہر و فرمایا۔

جب یہ لوگ بزمِ مسودہ پہنچے تو حوام بن لمحانؓ کو آپؐ کا دھانا ماموس کے عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے خط دیکھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو ان کے قتل کا ارشاد کیا، اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو بارہو گیا۔ حضرت حوام بن لمحان رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے۔

۱۔ نیز عمر بن ابی حرمہؓ سے کہلاؤ عثمان کے مامی واقع ہے قبائل ذیل اور بنی سلیم اور بنی عامر کے قریب و جرامی آباد ہیں ۱۲۔ نہ قال منہ ۲

اللہ اکبر فوت و نہت الکعبۃ۔ اٹھا قبر تم پہ کعبہ کی پودہ گار کی مٹی کی مایاب ہو گیا۔  
اور بنی عامر کو بقیۃ صحابہ کے قتل پر اچھا لایا لیکن عامر کے چچا ابو براء کے پناہ و دینے کی وجہ  
سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔

عامر بن طفیل جب ان سے ناامید ہوا تو بنی سلیم سے امداد چاہی عصیۃ اور رعل اور ذکوان  
یہ قبائل اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور سب نے مل کر تمام صحابہ کو بلا تصور شہید کر ڈالا صرف  
کعب بن نضیل صلیبی بچے ان میں حیات کی کچھ رتی باقی تھی، اس سے بہانہ کر مرہ کچھ کر چھوڑ دیا۔ بعد میں  
ہر ش میں آگئے اور سنت تک زندہ رہے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ دو شخص اور  
بھی بچ گئے، ایک کا نام منذ بن محمد اور دوسرے کا نام عمرو بن امیہ ضرری تھا۔ یہ دونوں موشی چلانے جھگل  
گئے ہوئے تھے۔ یکایک آسمان کی طرف پرندے اڑتے نظر آئے یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کوئی ہلت ضرور ہے۔  
جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام رنقا، خون میں نہلائے ہوئے بستر شہادت پر سو رہے ہیں۔ دونوں نے  
آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں عمرو بن امیہ نے کہا مدینہ طہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اس کی  
خبریں منذ بن محمد نے کہا خبر تو بروقی ہو ہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں لغرض دونوں آگے بڑھے حضرت  
منذ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رنقا شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ کو انھوں نے گرفتار کر لیا۔ اور عامر بن طفیل  
کے پاس لے گئے، عامر نے ان کے سر کے بال کاٹے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد  
کرنے کی نسیانی تھی لہذا میں اس منذ میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔ زرقانی ص ۷۷ ج ۲

اسی موقع میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے  
اور ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ چنانچہ عامر بن طفیل نے عمر گورں سے دریافت کیا

من الرجل منهم لما قتل رايته  
رفع بين السماء والارض حتى  
رايت السماء من دونہ  
گیا یہاں تک آسمان نیچے رہ گیا۔

گورں نے کہا وہ عامر بن فہیرہ تھے۔  
۵۔ طبری ۵: ۲، ص: ۳۵

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا لقد رأيت بعد ما قتل و فم الى السماء حتى افي لا نظرا الى السماء بينه وبين الارض ثم وضعه - میں نے اس شخص کو قتل کرنے کے بعد خود اور خرب دکھا کہ اس کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی کہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔

جبار بن سلمیٰ جو عامر بن فہیرہ کے قاتل ہیں وہ خود راوی ہیں کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا تو اس وقت ان کی زبان سے یہ لفظ نکلا۔

فُزْتُ وَاللّٰه  
خدا کی قسم مراد کی پہنچ گیا۔

میں یہ سن کر حیران ہو گیا اور دل میں کہا کہ کیا مراد کی پہنچ، ضحاک بن صفیان رضی اللہ عنہ سے اگر یہ واقعہ بیان کیا ضحاکؓ نے فرمایا مراد یہ ہے کہ جنت کو پایا میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔

و دعا افي ذلك ما رأيت من  
عامر بن فہیرہ من دفعه الى  
السماء علوا (رواه عبد الله بن المبارك)  
اور میرے اسلام لانے کا باعث یہ ہوا کہ میں نے  
عامر بن فہیرہ کو دکھا کہ وہ آسمان کی طرف  
اٹھائے گئے۔

ضحاک رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھ کر بھیجا  
آپ نے بیارشا د فرمایا:

ان الملائكة وارت جفثه  
فی علیین  
فرشتوں نے ان کے مجتہ کو چھایا اور علیین  
میں اتارے گئے

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی لاش کو فرشتوں نے چھایا اور پھر مشرکین نے نہیں دکھا کہ وہ لاش کہاں گئی۔ اس روایت میں ثم وضع کا لفظ مذکور نہیں جیسا بخاری کی روایت میں تھا امام  
فرائی نے کہا کہ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں مکن ہے کہ ان کی لاش اولاً آسمان پر اٹھائی گئی  
پھر اور بعد میں لاکر زمین پر رکھ دی گئی ہو اور علامہ سیوطی یہ فرماتے ہیں کہ ثم وضع کا لفظ بعض طرق میں

آیا ہے اور اکثر طرق اور ساند میں یہی آیا ہے کہ ان کی لاش آسمان میں جا بھیجی موسیٰ بن عقبہ راوی ہیں کہ عروہ بن زبیر یہ کہتے تھے کہ عامر بن نبیرہ کی لاش کہیں نہیں ملی لوگوں کا گمان یہ ہے کہ فرشتوں نے ان کی لاش کو آسمان میں چھپا لیا۔ ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی اتنا صدمہ نہیں ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بڑا فراتے رہے اور صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب اور احباب شہید ہو گئے، اور انھوں نے حق تعالیٰ سے سیدہ خواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جاٹ اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔

## غزوہ بنی نضیر ربیع الاول ۱۱ھ

عمر بن امیہ غمری جب بیر معونہ سے مدینہ واپس تو راستہ میں بنی عامر کے دو مشرک ساتھ ہوئے مقام قتاتہ میں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جب یہ دونوں شخص سو گئے تو عمر بن امیہ نے یہ سمجھ کر کہ اس قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل نے شتر مسلمان شہید کئے ہیں سب کا انتقام تو فی الحال دشوار ہے بعض ہی کا انتقام اور بدلہ لے لوں اس لئے ان دونوں کو تلس کر ڈالا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں سے عہد اور بیان تھا مگر عمر بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے تو ہمارا عہد اور بیان تھا ان کی دیت اور غرضبانی یا نفودی ہے چنانچہ آپ نے ان دونوں شخص کی دیت ردانہ فرمائی۔ ۱۸

بنی نضیر بھی چونکہ بنی عامر کے خلیف تھے اس لئے از روئے معاہدہ دیت کا کچھ حصہ بنی نضیر کے ذمہ بھی واجب الادا رہا اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیت میں اعانت اور

امداد یعنی کی غرض سے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ اور سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادہؓ وغیرہم آپ کے ہمراہ تھے آپ جا کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

بنو نضیر نے بظاہر نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور خوبیاں شکر ت اور اعانت کا وعدہ کیا لیکن اندرونی طور پر یہ شورہ کیا کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیتے تاکہ نصیب دشمنان آپ وہ کمر جائیں سلام بن مشکم نے کہا :

لا تفعّلوا - واللّٰہ لیخبنّکم و لانیہ  
لنقضّ العہد الذی بیننا و بینہ خبر کرو گے گانیز یہ بد عہدی ہے۔

چنانچہ کچھ دیر نہ گزری کہ جبریل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور آپ کو ان کے مشہدہ سے مطلع کر دیا، آپ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر مدینہ تشریف لے آئے اور آپ وہاں سے اس طرح اٹھے جیسا کہ کوئی ضرورت کے لئے اٹھتا ہوا در صحابہ وہیں بیٹھے رہے، یہود کو جب آپ کے چلے جانے کا علم ہوا تو بہت نام ہوئے، کسان نہ بن حویر اور یہودی نے کیا نام کو معلوم نہیں کہ محمد مصلی اللہ علیہ وسلم کیوں اٹھ کر چلے گئے، خدا کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا بخدا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپ کی دایب میں تاخیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں مدینہ آئے، آپ نے یہود کی غداری سے مطلع فرمایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا، عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر کیا مگر بنو نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور جا کر ان کا محاصرہ کیا، بنو نضیر نے اپنے قلعوں میں گھس کر دروازے بند کر لئے کھڑے ہوئے ان کے اپنے مضبوط اور محکم قلعوں پر گھمنڈ تھا اور پھر عبد اللہ بن ابی اور بناتین کے اس پیام نے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اس نے اور مغرور بنا دیا لیکن ان کی طرف سے مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی اس کے علاوہ بنو نضیر نے ایک لود غداری اور غیاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیام بھیجا کہ آپ تین

۱۔ ابن عقبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی ارے میں نازل ہوئی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُفِّرْنَا بَنَاتِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ  
إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ الْآيَةُ عِزُّ الْأَرْشِدِ ۲



آدمی اپنے ہمراہ لائیں، ہمارے زمین عالم آپ سے گفتگو کریں گے اگر وہ ایمان لے آئے تو ہم بھی ایمان لے آئیں گے اور اندرونی طور پر ان تین عاملوں کو یہ ہدایت کر دی کہ ملاقات کے وقت اپنے کپڑوں میں سرچھپا کرے جائیں تاکہ موقع پاکر آپ کو قتل کریں، مگر آپ کو ایک ذریعہ سے ان کی اس جالاکا اور خیانتی کا ملاقات سے پہلے ہی علم ہو گیا۔ (رداء ابن مردودہ باسناد صحیح) غرض یہ کہ بنو نضیر کی متعدد غداریاں اور غباریوں کی وجہ سے آپ نے ان پر حملہ کا حکم دیا۔ اور پندرہ روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اور ان کے باغوں اور درختوں کے کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا بالآخر خائب خامس ہرکلامن کے خواستگار ہوئے۔

آپ نے فرمایا دن دن کی مہلت ہے مدینہ خالی کر دو اہل و عیال بچوں اور عورتوں کو جہاں چاہو لے جاؤ ہاشمائیے سامان حرب جس قدر سامان ادھنوں اور سواروں پر لے جاسکتے ہو اسکی اجازت ہے یہودیوں نے مال کی حرص اور طمع میں مکانات کے دروازے اور چوکھٹ تک اُگھاٹے اور جہاں تک بن ہلالہ دھنوں پر لاکھ لے گئے اور مدینہ سے جلا وطن ہوئے اکثر تو ان میں سے خیبر میں جا کر ٹھہرے اور بعض شام چلے گئے اور ان کے سردار حیی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع اور سلام بن ابی الحقیق بھی انہی لوگوں میں تھے جو خیبر میں جا کر ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال و اسباب کو مجاہدین پر تقسیم فرمایا تاکہ انصار سے ان کا بوجھ ہلکا ہو۔ اگرچہ انصار اپنے اخلاص و ایثار کی بنا پر اس بار کو بائیں بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی بہاؤ سمجھتے ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع نہرا کر خطبہ دیا محمد و ثناء کے بعد انصار نے مجاہدین کے ساتھ جو کچھ سلوک اور احسان کیا تھا اس کو سراہا اور بعد ازاں یہ ارشاد فرمایا۔ اے گروہ انصار اگر چاہو تو میں اموال بنی نضیر کو تم میں اور مجاہدین میں برا تقسیم کر دوں اور حسب سابق مجاہدین کو بھٹکے شریک مال رہیں اور اگر چاہو تو فقط مجاہدین پر تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھر مال کریں۔

سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ سروران انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نہایت طیب خاطر سے اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مجاہدین پر تقسیم فرمادیں۔ اور حسب سابق مجاہدین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور ہمیں ہمارے شریک رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مال تو آپ فقط مہاجرین پر تقسیم فرمائی جاتی ہے اس مال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین پر تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر مسرور ہوئے اور یہ دعا دی۔

اللھم اسرحمہم اولا انصار و ابناءہ اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر اپنی خاص اولا انصار۔ مہربانی فرما۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:

جزا عنہم اللہ خیر ایاہم عشر اے گروہ انصار اللہ تم کو جزائے خیر دے خدا  
اولا انصار و اولادہم ما مثلنا و مثلکم کی قسم ہماری اور تمہاری مثال اسی ہے جیسا کہ  
الا کما قال الغنوی غنوی شاعر نے کہا ہے۔

جزی اللہ عنا جعفر احسین ازلفت بنا نعلنا فی السواطین فنزلت اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے کہ جب ہمارا قدم پہلا اور اس کو نازل شد ہوئی۔

ابوان یملونا ولسوان ابننا تلاقی الذی یلقونہ لملت تو ہماری اعانت اور خبر گیری سے اکتائے نہیں۔ بالفرض اگر ہماری ماں کو یہ صورت پیش آتی تو شاید وہ بھی اکت جاتی۔

آپ نے تمام مال مہاجرین پر تقسیم فرما دیا، انصار میں سے صرف ابو دھانہ اور سہل بن خنیف کو بوجہ تنگدستی اس میں سے حصہ عطا فرمایا۔

اس غزوہ میں بنو نضیر میں سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے یا مین بن عبیدہ اور ابو سعید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے مال و اسباب سے کچھ تعارض نہیں کیا گیا اپنی املاک پر قابض رہے اور سورہ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی جس کو عبد اللہ بن عباس سورہ بنی نضیر کہا کرتے تھے۔ اس صورت میں حق تعالیٰ نے مال فسی کے احکام اور معارف بیان فرمائے واللہ اعلم یہ تمام تفصیل نقاتی منہ تامہ رنج الہامی ص ۲۵۵ ج ۲، و ص ۲۵۵ ج ۲، البدایہ والنہایہ از مصنف تاحصہ ج ۲ میں مذکور ہے۔

تحریم خمر  
ابو اسحق لکھتے ہیں کہ تحریم خمر کا حکم اسی غزوہ میں نازل ہوا۔

## غزوہ ذات الرقاع

### جمادی الاول ۳

غزوہ بنو نضیر کے بعد ربیع الاول سے لے کر شروع جمادی الاولیٰ تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ شروع جمادی الاولیٰ میں آپ کو یہ خبر ملی، کہ بنی حارث اور بنی ثعلبہ آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ آپ چار سو صحابہؓ کی جمیعت ہمراہ لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ نجد پہنچے تو کچھ لوگ قبیلہ غطفان کے لئے مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صلۃ الخوف پڑھائی۔

ابو اسحقؒ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کہ رقاع کے معنی چند یوں اور صحیفہوں کے ہیں اس غزوہ میں چلتے چلتے پیر بھٹ گئے تھے اس لئے ہم نے پیروں کو کپڑے لپیٹ لئے تھے اس لئے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے لگے یعنی پیغمبروں والا غزوہ (بخاری شریف) ابن سعد کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں آپ نے اس غزوہ میں نزول فرمایا تھا اس میں سیاہ اور سفید اور سرخ نشانات تھے

واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور طلوع سے لگا دی ایک مشرک آیا اور تموار سونت کر کھڑا ہو گیا اور آپ سے دریافت کیا کہ تبارک و تاب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپ نے نہایت اطمینان سے یہ فرمایا، اللہ۔

۱۔ بنی حارث اور بنی ثعلبہ قبیلہ غطفان کی درخت میں ہیں۔ ۱۲ زرقانی

۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سات سو ایک میں آٹھ سو ہے۔ ۱۳ زرقانی

۳۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ پہلی صلۃ الخوف تھی۔ میرن اہ ۳۵ ج ۲

۴۔ طبقات ابن سعد ج ۱۲ ص ۴۳

یہ بخاری کی روایت ہے ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ جبریل امین نے اس کے سینہ پر ایک گھوندرہ رسید کیا۔ فوراً تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور کپ نے اٹھالی اور فرمایا تجلایہ سے ہاتھ کھینک لو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں آپ نے فرمایا اچھا جاؤ میں نے تم کو معاف کیا۔  
واندی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی بہت سے لوگ اس کی دعوت سے مسلمان ہوئے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اس شخص کا نام غوث بن حارث تھا۔  
تشبیہ :- اسی قسم کا واقعہ غزوہ غطفان ۳؎ کے بیان میں گذر چکا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دو واقعے الگ الگ ہیں واللہ اعلم ۱؎  
یہاں سے چل کر آپ ایک گھائی پر ٹھہرے عمارہ بن یاسر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کو درہ ان حفاظت کے لئے مقرر فرمایا آپس میں ان دونوں نے یہ طے کیا کہ اول نصف شب میں عباد اور آخر نصف شب میں عمار جاگیں اس قرارداد کے مطابق عمار بن یاسر تیر سو گئے اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز کی نیت باندھ لی۔

ایک کافر نے آپ کو دیکھ کر یہ سچاں لیا کہ یہ مسلمانوں کے پاسان ہیں ایک تیر لایا جو ٹھیک نشا پر پہنچا مگر عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے رگ و ریشہ میں مجسوم حقیقی کی عبودیت اور بندگی سرایت کر چکی تھی اور سر تا پا مولائے حقیقی کی محبت میں سرشار تھے اور ایمان و احسان کی حلاوت ان کے دل میں اتر چکی تھی۔ تیر و سان کب ان کی عبادت میں غفل ہو سکتا تھا۔ برابر ہی طرح نمازیں مشغول رہے اور تیر نکال کر پھینک دیا۔ اس کافر نے ایک دوسرا تیر لایا انھوں نے اس کو بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی اُس نے تیسرا تیر لایا۔ اب یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن کین کا وہ سے حملہ نہ کرے اور جس غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں منتقل کیا ہے وہ غرض نہ فوت نہ ہو جائے اس لئے نماز کو پورا کیا اور نماز پوری کرنے کے بعد سامنے کو جگایا کہ اٹھو زخمی ہو گئے ہوں دشمن

ان کو جگاتے دیکھ کر فرار ہو گیا عمار بن ابی اسفہر بیدار ہوئے اور دیکھ کر جسم سے خون جاری ہے کہا جان اللہ تم نے مجھ کو پہلے بتایا میں کیوں نہ جگایا، کہا میں ایک سورت پڑھ رہا تھا، اس کو قطع کرنا اچھا نہ معلوم ہوا جب پے درپے تیرے تنب میں نے نماز پوری کی اتم کو جگایا۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خیال نہ ہوتا تو نماز ختم ہونے سے پہلے میری جان ختم ہو جاتی۔

اس غزوہ کی تاریخ وقوع میں بہت اختلاف ہے محدثین کہتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا، ابن سعد کہتے ہیں کہ محرم الحرام ۸ھ میں ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوہ خیبر کے بعد ۸ھ میں ہوا۔ اس لئے کہ صحیح بخاری کی روایت میں ابو موسیٰ اشعری کا اس غزوہ میں شریک ہونا مذکور ہے اور ابو موسیٰ اشعری بالاتفاق غزوہ خیبر کے بعد ۸ھ میں حبشہ سے مدینہ واپس آئے علاوہ ازب ابو داؤد وغیرہ میں روایت ہے کہ مردان بن حکم نے ابو ہریرہؓ سے سوال کیا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ النخوت پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے غزوہ نجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ النخوت پڑھی ہے۔ یہ روایت بخاری میں تعلیقاً مذکور ہے اور ابو ہریرہؓ بھی ۸ھ میں غزوہ خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

## غزوہ بدر موعد

### شعبان ۸ھ

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی کے بعد آخر رجب تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے احد سے واپسی کے وقت چرخہ ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ سال آئندہ بدر میں لڑائی ہوگی اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کو اپنے ہمراہ لے کر ماہ شعبان میں بدر کی طرف روانہ ہوئے بدر پہنچ کر آٹھ روز تک ابوسفیان کا انتظار فرمایا۔ ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر ستر اظہران تک پہنچا مکین مقابلہ کی بہت نہ ہوئی اور یہ کہہ کر واپس ہوا کہ یہ سال تمھارا گرانی کا ہے، جنگ و جدال کا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز کے انتظار کے بعد جب مقابلہ سے نہ امید ہوئے تو ہمدان  
و قتال مدینہ واپس ہوئے یہ

ابوسفیان اگرچہ احد سے واپسی کے وقت یکہ گیا تھا کہ سال آئندہ پھر بدر پر لڑائی ہوگی۔  
مگر اندر سے ابوسفیان کا دل مرعوب تھا۔ دل سے یہ چاہتا تھا کہ حضور پر نور بھی بدر پر نہ آئیں تاکہ  
مجھے غلامت اور شرمندگی نہ ہو۔ اور الزام مسلمانوں پر ہے۔ نعیم بن سعد نامی ایک شخص مدینہ ہار  
تھا اس کو مال وینا منظور کیا کہ مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں یہ مشہور کرے کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے  
استیصال کے لئے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے لہذا تمھارے لئے بہتر یہی ہے کہ قریش کے  
مقابلہ کے لئے نہ نکلو۔ ابوسفیان کا مقصد یہ تھا کہ جب اس قسم کی خبریں مشہور ہونگی تو مسلمان خوف  
زدہ ہو جائیں گے اور جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے جس کو آج کل کی اصطلاح میں پروپگنڈا کہتے  
ہیں، سنتے ہی مسلمانوں کے جوش ایمانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور حَسْبُنَا اللہ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ  
پڑھتے ہوئے بدر کی طرف روانہ ہو گئے اور حسب وعدہ بدر پہنچے، وہاں ایک بڑا بازار لگتا تھا  
تین روز رہ کر تجارت کی اور خوب نفع اٹھایا اور فیروبکرت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اسی  
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِدَعْوِ اللَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمْ الْفَرَقُ لِلَّذِينَ  
اَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَالْقَوَّاءُ الْعَظِيمِ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ  
جَمَعُوا اَلَيْكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ  
فَاَلْقَبُوا بِبِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يُمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانِ اللّٰهِ  
وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ اِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّتُ اَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَاِئُوْهُمْ  
وَلَا تَخَافُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ه

(فائدہ) اس آیت میں جعفری خبر پر مشہور کرنے والے کو حق تعالیٰ نے شیطان فرمایا ہے۔

قال تعالیٰ اِنَّمَا اَدَّبَكُمُ الشَّيْطٰنُ لِيُخَوِّتَ اَوْلِيَاءَ اور حق تعالیٰ نے پروپیگنڈہ کا علاج اور جواب یہ بتلادیا ہے کہ تم اپنی قدرت کے مطابق جہاد و قتال کی تبارکی کرو اور بحسبنا اللہ و نفعنا الموعیل پڑھو مین بھروسہ اللہ پر رکھو۔ معاذ اللہ یہ نہ کرنا کہ شیطان کی طرح تم بھی اپنے دشمنوں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑانے لگو۔ جھوٹ کا جواب سچائی سے اور معاذ اللہ اگر تم نے بھی جھوٹ کے جواب میں جھوٹ بولا تو پھر فائدہ ہی گیا ہوا اسلام اپنے دشمنوں کے متعلق بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

## واقعات متفرقہ

- (۱)۔ اسی سال ماہ شعبان میں امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔
- (۲)۔ اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ کا چھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
- (۳)۔ اسی سال ماہ شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔
- (۴)۔ اسی سال ماہ رمضان المبارک میں حضرت زینب بنت خزیمہ ام المہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ طبری ۳ ج ۳
- (۵)۔ اور اسی سال زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ یہود کی زبان میں لکھنا اور پڑھنا کیسے ہیں مجھکو ان کے پڑھنے پر اطمینان نہیں۔
- (۶)۔ مشہور قول کی بنا پر جواب یعنی پر وہ کہ حکم بھی اسی سال نازل ہوا بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ھ اور بعض کہتے ہیں ۳۴ھ میں۔
- مسئلہ جواب کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کے بیان میں آئے گی۔ ۳۴ھ کے واقعات

ختم ہوئے اب ۳۴ھ شروع ہوتا ہے۔

## شہدہ بھری غزوہ دومتہ الجندل ربیع الاول ۱۵ھ

۱۵ ربیع الاول میں آپ کو یہ خبر ملی کہ دومتہ الجندل کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ایک ہزار صحابہ کی جمعیت کو ہمراہ لے کر ۲۵ ربیع الاول ۱۵ھ کو دومتہ الجندل کی طرف خروج فرمایا وہ لوگ خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے، لہذا آپ بلا جلال و قتال واپس ہوئے اور سبیش ربیع الثانی کی مدینہ میں داخل ہوئے۔ طبقات ابن سعد ۴ ج ۲ زرقانی ۱۵۹ ص ۲۰

## غزوہ مروہ بنی المصطلق ۲ شعبان ۱۵ھ و شنبہ ۱۵ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حارث بن ابی مرزہ سردار بنی المصطلق نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری میں ہے، آپ نے بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کو خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ بریدہؓ نے آکر بیان کیا کہ خبر صحیح ہے آپ نے صحابہ کو خروج کا حکم دیا۔

۱۵۔ دومتہ الجندل ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے پندرہ دن کے راستہ پر ہے۔ دومتہ الجندل سے دشمن تک پانچ دن کا راستہ ہے۔ زرقانی ۱۵۹ ص ۲۰۔

۱۶۔ مروہ بنی المصطلق ایک چٹہ یا تالاب کا نام ہے جہاں بنی المصطلق سے مقابلہ ہوا۔ اور بنی المصطلق قبیلہ بنی خزاعہ کا ایک شاخ ہے۔ اس غزوہ کی سند و قواسم اختلاف ہے ابن اکثم کہتے ہیں کہ شہدہ بنی المصطلق میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ شہدہ بنی المصطلق میں ہوا۔ قتادہ غزوہ بنی نہیر بن شہاب زہری کہتے ہیں کہ شعبان ۱۵ھ میں ہوا۔ موزی بن عقبہ بن سعد بنی ماکہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے حافظ مصطفیٰ فرماتے ہیں: یہی قول صحیح ہے اس لئے کہ سعد بن مسعودؓ کا اس غزوہ میں شریک ہونا صحیح بخاری میں مذکور ہے اور روایات صحیحہ ادا حدیث معتبرہ سے یہ ثابت ہے کہ سعد بن مسعودؓ نے غزوہ خندق سے فارغ ہو کر غزوہ بنی قریظہ کے زمانہ میں وفات پائی، جو صحیح ہے، اگر غزوہ مروہ ۱۵ھ میں غزوہ بنی قریظہ کے ایک سال بعد ہونا چاہئے تو سعد کی شرکت اس میں کیسے صحیح ہو سکتی ہے تفصیل کے لئے فتح الباری ۱۳۲ ص ۵۷، زرقانی ۱۵۹ ص ۲۰



صحابہ فرز تیار ہو گئے تین گھوڑے ہمراہ لئے جس میں سے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے تھے اس مرتبہ مال غنیمت کی طعنے میں منافقین کا بھی ایک کثیر گروہ ہمراہ ہو لیا جو اس سے پہلے کبھی کسی غزوہ میں شریک نہ ہوا تھا۔ مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور اذاعہ مطہرات میں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا اور شعبان یوم وشدنبہ کو موسیٰ کی طرف خروج فرمایا۔

تیز رفتاری کے ساتھ چل کر ناگہاں اور اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت وہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی چارہ سے تھے حملہ کی تاب نہ لاسکے دس آدمی ان کے قتل ہوئے باقی مرد و عورت بچے اور بوڑھے سب گرفتار کر لئے گئے مال اسباب لوٹ لیا گیا دو ہزار اداٹ اور پانچ ہزار بکریں ہاتھ آئیں اور دو نٹو گھرانے قید ہوئے انھیں قیدوں میں سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جو یہ بھی تھیں مال غنیمت جب غنیمت تقسیم ہوا تو جو یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں ثابت بن قیس نے ان کو مکہ کا تہ بنادیا یعنی اگر اتنی مقدار تقسیم ادا کریں تو آزاد ہو جائیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں جویریہ سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں میری امیر کی کا حال آپ پر مخفی نہیں تقسیم میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں انھوں نے مجھ کو مکہ کا تہ بنادیا ہے

۵۔ یہ روایت صحیح بخاری کی کتاب اعتاق ۳۲۵ ج ۱ میں آئے ہے مروی ہے اور آئے کہتے ہیں حدیث بہ عبد اللہ بن عمرو کان فی ذلک الجیش کہ یہ حدیث مجھ سے عبد اللہ بن عمر نے بیان کی جو اس لشکر میں موجود تھے بعد لہذا یہ روایت بلاشبہ مرفوع متصل ہے بالفرض اگر اس نفاذیت کا سلسلہ آئے ہی پر ختم ہو جاتا تو اصطلاح میں یہ اس کو مرسل کہا جائے گا۔ جو جود علت کے نزدیک حجت ہے۔ یہ کو منقطع معلوم کہ قلم شمل نے تیار کیا ۳۲۵ ج ۱۔ یقیناً خود کہیں بنا پر اس حدیث کو منقطع کہہ کر غیر معتبر بنانے کی ناکام سعی کہ ہے سیر کی روایت اور صحیح بخاری کی روایت میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ سیر کی روایت سے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بنی المصطلق کو آپ کی تیاری کا علم ہو گیا تھا لیکن یہ علم نہ تھا کہ آپ اس طرح اچانک پہنچ کر حملہ کریں گے۔ جبکہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وقت آپ نے ملایا اس وقت بے خبر اور غافل تھے ۱۲۰ معاند

بدل کتابت میں آپ سے اعانت اور لدا کے لئے حاضر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا میں تم کو اس سے بہتر چیز بتلاتا ہوں اگر تم پسند کرو وہ یہ کہ تمھاری طرف سے کتابت کی واجب الادا رسم میں آؤ کرو اور آزاد کر کے تم کو اپنی زوجیت میں لے لوں حضرت جویریہؓ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوں۔ درواہ ابوالواؤدنی کتاب العتاق،

حضرت جویریہؓ کی خواہش تو پہلے ہی سے تھی کہ وہ آزاد ہو جائیں، اتفاق سے ان کے باپ حارث بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں قبیلہ بنی المصطلق کا سردار ہوں میری بیٹی کینز بن کر نہیں رہ سکتی۔ آپ اس کو آزاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں اس معاملہ کو خود جویریہؓ ہی کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دوں، حارث نے جاکر جویریہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر چھوڑ دیا ہے جویریہؓ نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ (درواہ ابن مندہ و مسند صحیح) ۱۵

عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد۔ حارث بن ابی ضرارؓ پہلے سے اونٹ کے کردینہ منورہ روانہ ہوئے تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو چھڑالائیں ان میں سے دو اونٹ جو نہایت عمدہ پسندیدہ تھے اور ان کو ایک گھائی میں چھپا دیا کہ ماہسی میں ان کو لے لوں گا مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اونٹ آپ کے سامنے پیش کئے اور کہا اے محمد تم نے میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے، اس کا فدیہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اونٹ کہاں جو تم فلاں گھائی میں چھپا آئے ہو۔ حارث نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ کے سوا کسی کا علم نہ تھا اللہ ہی نے آپ کو اس سے مطلع کیا ہے (اصحاب ترجمہ حارث بن ابی ضرارؓ)

انفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ صحابہ کرام جب یہ معلوم ہو تو بنی المصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دامادی رشتہ دار ہیں، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جو میرے سے زیادہ کسی عورت کو اپنی قوم کے حق بابرکت نہیں دیکھا کہ جس کی وجہ سے ایک دن میں سو گھولنے آنا دہوئے ہوں۔ ابوداؤد کتاب العقاق ۱۹۲ ج ۲

اس سفر میں چونکہ منافقین کا ایک گروہ شریک تھا، ہر موقع پر اپنی فتنہ پردازی اور شرانگیزی کو ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ ایک پانی کے چشمہ پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا، مہاجر نے انصاری کے ایک لات مادی مہاجر نے یا المہاجرین کہہ کر مہاجرین کو انصاری نے یا لانصار کہہ کر انصار کو اپنی اپنی دیکھتے آواز دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آوازیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ جاہلیت کی سی آوازیں کیسی، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے لات مادی آپ نے ارشاد فرمایا:

دَعَوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ  
ان باتوں کو چھوڑو البتہ تحقیق یہ باتیں گندی اور بدوار ہیں  
اس منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو روکنے کا موقع مل گیا اور کہا کہ یہ لوگ (یعنی مہاجرین) ہم پر حاکم ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت کے واسے کو نکال باہر کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان منافق کی گردن مانے کی بجھو کہ اجازت دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہنئے دو (لوگ حقیقت حال کو تو سمجھیں گے نہیں، یہ گمان کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی حقیقہ آپ کے اصحاب میں سے نہ تھا بلکہ سخت ترین دشمنوں میں سے تھا۔ لیکن ظاہر ضرورت یہاں آپ کے اصحاب کے مشابہ تھا۔ نہ ان سے آپ کے اصحاب میں سے ہونے کا مدعی تھا اس لئے آپ نے اس کے قتل کی اجازت نہیں دی۔ اصحاب مخلصین کے تشبیہ نے

۱۵۔ اپنی سوکن کے فضل و کمال کا صدق دل سے اور صدق لسان سے اعتراف کرنا یہ شایعہ حقیقت کا اقتضا ہے اس لئے اس مقام پر ام المؤمنین کے نام کے ساتھ صدیقہ بنت صدیق کا خلو مناسب معلوم ہوا۔ ۱۲ غافلہ۔ ۱۵ سہ منافقین اسی بارے میں نازل ہوئی۔ ۱۳

اس کی جان بچائی۔ مالمین کا تشبہ اگر نفاق سے ہو وہ بھی صالح اور بیکار نہیں۔

## فائدہ جلیلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

دَعَوْهَا فَأَبَتْهَا مُنْتِنَةٌ  
ان باتوں کو چھوڑ دو البتہ تحقیق یہ باتیں گندی اور بدبو دار ہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی باتیں پاکیزہ اور خوشبودار ہیں۔ اور بُری باتیں گندی اور بدبو دار ہیں، جن کی خوشبو اور بدبو کا احساس ظاہری اور حسی طور پر حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام الف معلوات اللہ یا ان کے وارثین کو ہوتا ہے۔

رعن جابر قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فارتفعت ريح منتنة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما هذا؟  
حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ سخت بدبو اٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ یہ کس چیز کی بدبو ہے یہ بدبو ان لوگوں کے منہ سے آ رہی ہے جو اس وقت مسلمانوں کی غیبت (بدگوئی) کر رہے ہیں اس ریح ہذا ریح الذين يقتالون المؤمنين رواه احمد وابن ابی الدنيا ورواه احمد ثقات (ترغیب و ترہیب للمندى ص ۳۱۱)  
کیا ہے۔ امام احمد کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ نے اور جو حضرات آپ کے ساتھ تھے سب نے غیبت کی بدبو کو محسوس کیا لیکن یہ امر یہ کہ کس چیز کی بدبو ہے یہ آپ کے بتلانے سے معلوم ہوا۔

حافظ سیوطی نے خصائص کبریٰ کے باب اَوْقَعُ فِي غُرُورِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنَ آيَاتِ كِتَابِ اللَّهِ کے تحت جلد ۱ ص ۱۰۰

۱۔ اس مسئلہ کی تحقیق دیکھ رہے تھے کہ جو کلمہ یا فعل محرم مرفیہ یا قاری محمد طیب صاحب ہجتم واداعلم دیرینہ کی تالیف طیفہ: اشتہی الاسلام کی مراجعت کریں جو مسئلہ تشبہ کی تحقیق میں بے سنجہ اور بے مثال ہے

۲۔ میں باب اس بات کا غرور بھی المصطلق میں کیا کیا جو بے ظاہر ہوئے

رضائن کبریٰ ص ۱۱۲

حدیث کو بحوالہ ابی نعیم نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔

عن جابر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فهاجت ريح منتنة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اننا آمن المنافقين اغتالوا اناسا من المؤمنين فلذ لك هاجت هذا الريح

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ یکایک ایک سخت بدبو اٹھی کہ جبرائیلؑ اس سے پہلے کہیں دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی تھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) وہم اس مجیب و غریب بدبو سے تعجب مت کرو)

اس وقت چند منافقین نے اہل ایمان کی غیبت اور بدگوئی کی ہے پس اس لئے یہ بدبو نمودار ہوئی ہے، یعنی یہ اہل ایمان کی غیبت کی عضویت ہے اس لئے اس میں یہ شدت اور غرابت ہے۔

حافظ سیوطی کے اس کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کی بدبو کا واقعہ غزوہ بنی المصطلق ہی میں پیش آیا۔

اور اسی تم کا ایک اور واقعہ مدینہ کے قریب پہنچ کر پیش آیا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ جب ہم اس سفر یعنی غزوہ بنی المصطلق سے واپس ہو کر مدینہ کے قریب پہنچے تو دھند ایک نہایت متعفن اور بدبو دار ہوا اہل آپ نے ارشاد فرمایا یہ بدبو دار ہوا کسی منافق کے مرنے کی وجہ سے چلی ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مرا ہے۔ خصائص کبریٰ ج ۱

غالباً اس منافق کی غیبت اور گندی روح کی وجہ سے اس صحرا کا تمام غلام متعفن ہو گیا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اداپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس فرمایا۔

لوگوں کا یہ فرض ہے کہ خداوند قدوس نے جن برگزیدہ حضرات پر کفر کی نجات منکشف فرمائی ان کے سامنے تسلیمِ غم کرویں اور خوب سمجھیں کہ کسی ہے جس اور مرکزِ کرم کا گلاب اور منیاب کی خوشبو اور بدبو کو نہ محسوس کرنا صحیح انحراس پر حجت نہیں کلماتِ طیبہ کی خوشبو کو اور کلماتِ خبیثہ کی خبیث اور راسخہ کرہیہ کو کیا محسوس کریں۔ بیع

مہرازاں باید محاسن اہل دل

جامع ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنِ الْمَلِكِ      جب بندہ جھوٹ پوتا ہے تو فرشتہ جھوٹ کی بدولت  
مَلِكًا مِنْ نَفْسٍ مَا جَاءَهُ (ترمذی تشریف ۱۹)

رحمہ سے ایک میں مدد ملتا ہے

سند احمد احمد جانی ترمذی اور سنن ابی داؤد اور نسائی اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کا ذکر کرتے اٹھ کھڑے ہوئے تو گویا وہ لوگ حیضہ نماز (مردا گدھے) کے پاس سے اٹھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے بخاری اور مسلم کی ایک حدیث تفسیر میں ہے کہ بندہ جب کسی عمل نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے عمل کرنے سے پیشتر ہی محض اس کے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لیتے ہیں اور کرنے کے بعد دوش گونہ سے سات سو گونہ تک لکھتے ہیں اور بندہ جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک کہ نہ لے اس وقت تک بدی نہیں لکھنے الی آخر احمد شافعی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنا کا تین گونہ آدمی کے تین ارادوں اور دل خطرات کی بھی کچھ اطلاع ہوتی ہے۔ ورنہ اگر ان کو اطلاع نہیں ہوتی تو محض نیکی کے ارادہ سے وہ نیکی کیسے لکھ لیتے ہیں ابو عمران جوئی فرماتے ہیں کہ اس وقت فرشتے کو نذر دی جاتی ہے کہ نکلاں کے نامہ اعمال میں یہ نیکی لکھ لو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اسے پودہ لگا دیا اس نے یہ نیکی کی نہیں۔ جواب دیا جاتا ہے کہ اگرچہ اس نے یہ نیکی کی نہیں، لیکن اس کی نیت کی ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اندر سے ایک راتھ طیبہ پاکیزہ خوشبو مکنے لگتی ہے فرشتے سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس میں سے راتھ خبیثہ بدبو آٹھتی ہے فرشتے سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے بدی کا ارادہ کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اسی مضمون کو طبری نے ابو معشر بنی سے نقل کیا ہے اور میں نے خود حافظ مغلاطانی کی شرح میں اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بھی دیکھی ہے فتح الباری ص ۲۲۰

کتاب الرقاق باب من ہم بحسنۃ اولیئہ

جس طرح بڑھڑکی جلا گانہ خوشبو ہرتی ہے، عجب نہیں کہ اسی طرح ہر حسنہ عملی کی جلا گانہ

خوشبو ہوتی جو جس طرح عطر ساز اور عطر فروش خوشبو سو نگتھے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ فلاں عطر کی خوشبو ہے ممکن ہے کہ فرشتے بھی خوشبو سو نگتھے ہی پہچان تے ہوں کہ یہ فلاں عطر صانع کی خوشبو ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علما تم و احکم عارف ترانی شیخ عبدالوہاب شعرائی فرماتے ہیں:

کان وحبہ بن مہتہ رحمہ اللہ تعالیٰ  
 یقول لا یموت عبد حتی یری الملکین الکاتبین  
 فان کان معہما بغیۃ قالہ جذاک اللہ  
 من صاحب خیر انفعم الصاحب کنت فکم  
 احضرنا معک فی مجالس الخیر وکم  
 شہ منا منک الدوائع الطیبہ حال  
 طاعتک الخالصۃ وان کان قد معہما  
 بسوقا لہ لاجزاء اللہ عنا من  
 صاحب خیر انفعم احضرنا معک  
 حال معاصیک وکم شہ منا منک  
 رائحة النتن تنبیه المغفین ص ۱۶

وہب بن مہتہ رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ کہیں  
 مرقا کر لی بندہ یہاں تک کہ مرنے سے پہلے کراؤ  
 کاتبین کو دکھ لیتا ہے پس اگر اس شخص نے کراؤ  
 کاتبین کے ساتھ نیکی سے زندگی بسر کی تھی تو  
 اس وقت فرشتے یہ کہتے ہیں جزاک اللہ خیر اللہ  
 تجھ کو جزائے خیر دے تو بڑا اچھا ساتھی تھا کتنی  
 ہی مرتبہ تو نے ہم کو خیر کی مجلسوں میں اپنے ساتھ  
 شریک رکھا اور کتنی بار تیری مخلصانہ عبادت کے  
 وقت ہم نے تجھ میں سے پاکیزہ خوشبوئیں سو نگھی  
 ہیں اور اگر اس شخص نے کراؤ کاتبین کے ساتھ برائی  
 کے ساتھ زندگی بسر کی تھی تو فرشتے اس وقت یہ کہتے

ہیں خدا تجھ کو جزائے خیر نہ دے کتنی بار تیری وجہ سے گناہوں کی مجلسوں میں ہم کو تیرے

ساتھ شریک ہونا پڑا اور کتنی بار تجھ میں بد بوئیں سو نگھیں پڑیں ۱۷۔

وکان محمد بن واسع رحمہ اللہ  
 تعالیٰ یقول لا صحابہ قد غرقنا  
 فی الذنوب و لوان احد امنکم  
 یجد منی ریح الذنوب لہما

محمد بن واسعؒ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے  
 تھے ہم ستر ہا لگن جہوں میں غرق ہیں تم میں سے  
 اگر کوئی شخص میرے گناہوں کی بد بو کو محسوس کرنا  
 تو تعفن اور بد بو کی وجہ سے میرے پاس ہرگز

استطاع ان یجلس الیّ - رحمہ اللہ - نہ بیٹھ سکتا۔

ایں سخن رائیت ہرگز اختتام پس سخن کوتاہ باید والسلام  
عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن ابی توہمین اسلام اور منافقوں کا سردار اور اس کے بیٹے  
جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ اسلام کے شہدائی اور مخلص و جان نثار حقیقت میں وہ اللہ کے بندے  
تھے اور باپ ترخص نام کا عبداللہ تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب باپ کو یہ کہتے سنا  
کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذاتِ واسے کو نکال دے گا تو باپ کو پہچان کر کھڑے ہو گئے اور کہا خدا  
کی قسم میں تجھ کو اس وقت تک ہرگز مدینہ جانے نہ دوں گا۔ جب تک تو یہ اقرار نہ کر لے کہ تو ہی ذلیل  
ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عزیز ہیں۔ چنانچہ باپ نے جب یہ اقرار کر لیا تب بیٹے  
نے چھوڑا۔

مانظہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ابن اسحق اور طبری نے بھی ذکر کیا ہے  
(فتح الباری سورۃ المنافقین)

مدینہ پہنچ کر حضرت عبداللہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے قتل کا حکم دینے واسے ہیں اگر جازت ہو تو میں خود اپنے  
باپ کا سر تلک کر کے آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں مبادا آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں اور میں  
بجوش میں آکر اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں اور اس طرح سے ایک مسلمان کے قتل کا مرتکب  
بنوں آپ نے باپ کے قتل سے منع فرمایا اور اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کا حکم دیا۔

## واقعہ افک

واقعہ افک یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ثبت کا واقعہ اسی سفر سے  
واپسی کے وقت پیش آیا جو تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ وہی ہدہ  
اس سفر میں عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں، چوتھو پرہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے



ہودج میں سوار کی جاتی تھیں اور جب آماری جاتی تو ہودج سمیت ہی آماری جاتیں اور ہودج پر پردے لٹکے رہتے تھے۔ دہاسی میں مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک مقام پر قیام کیا۔ لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاجت کے لئے لشکر سے الوداعی گئیں، جب لوٹنے لگیں تو ارٹوٹ کی جنگلیوں کا تھا ان جنگلیوں کے جمع کرنے میں دیر ہو گئی۔ قافلہ تیار تھا۔ ہودج کے پردے چھٹے ہوئے تھے لوگوں نے یہ سمجھ کر اکر ام المؤمنین محل میں ہیں محل کو آؤٹ پر رکھ کر کوچ کر دیا اس وقت عورتیں عموماً ڈبلی پٹلی ہوتی تھیں اور خاص کر عائشہ صدیقہ صغیرہ اس ہونے کی وجہ سے ابھی ڈبلی پٹلی تھیں اس لئے سوار کرتے وقت لوگوں کو محل کے ہلکے ہونے کا کچھ خیال نہ آیا۔ لشکر روانہ ہونے کے بعد بار ملا جب بارے کر لشکر گاہ میں دہاسی آئیں تو یہاں کوئی بھی نہ تھا سب روانہ ہو چکے تھے یہ خیال کر کے کہ جب آپ آئندہ مقام پر پہنچ کر کچھ کو نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کے لئے آدمی روانہ فرمائیں گے۔ اسی جگہ چار لپٹ کر لیٹ گئیں اسی میں نیندا گئی۔

صفوان بن محرز سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قافلہ کی گری پڑی چیز کے اٹھانے کے لئے پیچھے رہا کرتے تھے وہ آگئے دیکھتے ہی عائشہ صدیقہ کو پہچان لیا۔ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انھوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا۔ اس وقت دیکھتے ہی اِنَّا لَنَجِدُہَا اِنَّا لَنَجِدُہَا وَ لَاحِجَّوْنَ پڑھا عائشہ صدیقہ کی ان کا ناز سے سمجھ کھل گئی نوراً چادر سے منہ ڈھانپ لیا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

وَاللّٰہُ مَا کَلَمْنِی کَلِمَۃً وَّ کَلَامِی سَمِعْتَ مِنْہَا  
خدا کی قسم صفوان نے مجھ سے کوئی بات کہی نہیں کی  
اور نہ انکی زبان سے سوائے اِنَّا لَنَجِدُہَا کے کچھ لکھ کر۔

وَعَلَمَّا حَضَرَتْ صَفْوَانَ لَمْ یَاۡزِہَا اِسْمُہَا اِسْمُہَا اِسْمُہَا  
عائشہ صدیقہ نے بازاں بلند اسی لئے اِنَّا لَنَجِدُہَا کہا تاکہ ام المؤمنین بیدار ہو جائیں اور  
خطاب و کلام کی نوبت نہ آئے چنانچہ نہیں آئی

حضرت صفوان نے اپنا آؤٹ لاکر ام المؤمنین کے قریب بٹھلا دیا ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ صفوان نے آؤٹ سامنے کر کے خود پیچھے بیٹھ گئے آہ۔ ام المؤمنین سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان ہمارے پیکر روانہ ہوئے یہاں تک لشکر میں جا پہنچے۔ عین وہ پہر کا وقت تھا عبداللہ بن ابی اور گدہ خاتون

نے دیکھتے ہی دایہی تباہی بکنا شروع کر دیا جس کو ہلاک اور برباد ہونا تھا وہ ہلاک اور برباد ہوا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیارہ گئیں ایک مہینہ بیماری میں گزرا، افراد ہما زاد اور طوفان اٹھانے والے اسی چرچہ میں تھے مگر حضرت عائشہ کو اس کا مطلق علم نہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مطلق اور مہربانی میں کسی آنے کی وجہ سے جو سابقہ بیماریوں میں مہندل ربی دل کو غلبان اور تردد تھا کہ کیا بات کہ آپ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس ہو جاتے ہیں مجھ سے دریافت نہیں فرماتے، آپ کی اس بے انتہائی سے میری تکلیف ہیں اور اضافہ ہوتا تھا۔ ایک بار شب کو میں اور امّ مسطح قضائے حاجت کے لئے جھل کی طرف چلے، عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدلو کی وجہ سے گھوڑوں میں بیت اخلا نہیں بناتے تھے۔ راستہ میں امّ مسطح نے اپنے بیٹے مسطح کو برا کہا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو کیوں برا کہتی ہو جو بدر میں حاضر ہوا۔ امّ مسطح نے کہا اے بھولی بھالی تم کو قصہ کی خبر نہیں۔ عائشہ صدیقہ نے فرمایا کیا قصہ ہے، امّ مسطح نے سارا قصہ بیان کیا، یہ سنتے ہی مرض میں اور شدت ہو گئی۔ مسجد بن منصور کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ سنتے ہی لرزہ سے ہمار چڑھ آیا، معجم طبرانی میں باسناد صحیح حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے کو کسی کنویں جا کر گرا دوں آہدہ خیرہ ابر علیٰ فیضاً

بغیر قصداً حاجت کے راستہ ہی سے واپس ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اپنے ماں باپ کے یہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں باپ کے ذریعے سے اس واقعہ کی تحقیق کروں آپ نے مجھ کو اجازت دے دی۔ میں اپنے ماں باپ کے یہاں آگئی اور اپنی ماں سے کہا اے ماں تم کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں۔ ماں نے کہا اے بیٹی تو رنج

۱۔ امّ مسطح ذی والدہ صدیقہ اکبر کی خالہ تھیں اور یہ خالہ ذلیحہ بن تھیں اور مسطح حضرت صدیق اکبر کے بھائی تھے ۲۔  
۳۔ یہ شام بن مروہ کی روایت ہے اور یہ صحیح ہے مگر یہ کہ دوسری روایات صحیحہ اور مرسل سے معلوم ہوتا ہے کہ میں روایت ہے  
۴۔ یہاں ہوتا ہے کہ آپ کو قصہ حاجت سے واپس ہی اس واقعہ کا علم ہوا مگر صحیح نہیں۔ اولیٰ ہی صحیح ہے۔ تفصیل  
کے لئے فتح الباری ص ۳۵۵ ۵۔ کہ حاجت کر لی۔

ذکر دنیا کا تادم ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حمد کرنے والی عورتیں اس کے ضرر کے درپے بوجھاتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں میں اس کا چرچہ ہے بیشک میں ہوں، میں نے کہا کیا میرے باپ کو بھی اس کا علم ہے، ماں نے کہا ہاں۔ ابی اسحاق کی روایت میں ہے۔ میں نے کہا۔ اے ماں اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچہ ہے اور تم نے مجھ سے ذکر نکال نہیں کیا۔ یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اور چٹخیں بھل گئیں۔ ابو بکر بالا خانہ پزیر قرآن شریف کی طہارت فرما رہے تھے، میری چیخ سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا، ماں نے کہا کہ اس کو قصہ کی خبر ہو گئی، یہ سن کر ابو بکرؓ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ اور مجھ کو اس شدت لرزہ آیا کہ میری والدہ ام ندان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے تمام شب روتے گزری ایک لمحہ کے لئے آنسو نہیں تھکتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی جب نزل وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم اب تک اے اللہ کے رسول وہ آپ کے اہل ہیں جو آپ کی شایان شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں۔ ان کی عصمت و عفت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپ کے مرم محترم کی طہارت و نماز بہت برا ظہن انہیں ہے اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر حضور کو ہمارا ہی خیال معلوم فرما ہے تو یہ عرض ہے وَمَا لَكُمْ بِالْأَخْيَرِ اَيَّانَ مَسْجِدٍ كَرَّمَ عَلَيْنَا

۱۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں، قَالَتْ يَا بَنِيَّةُ حَوْنِي عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ لَقَدْ كَانَتْ امْرَأًا فَظَةً وَفُتِيَّةً عِنْدَ رَسُولِهَا يَجَاهِدُهَا ضِلَالًا اَكْثَرُونَ عَلَيْهِا ضِلَالًا مُوجِعَ خَيْرٌ لِّكَى ہے جس کے مشہور منہ سن کر کے ہی یکن اس گفت میں قرآن اس عورت کو کہتے ہیں کہ جو کسی کے فراموشی سے دے دے جو چونکہ اس عافت میں حضرت عائشہؓ کی سرکنوں میں انذار مطہرات میں سے کسی نے اشارہ کیا کہ یہ بھی کوئی حوت عائشہ مدنیہ بنت عبدالمطلب کے متعلق نہیں کہا جیسا کہ مغرب میں آئے گا اس نے ہم نے نہ اس کے یہ معنی لئے کہ جو عورتیں انذار مسجد کے مزار کے درپے ہوں گویا کہ وہ عورتیں مسجد کو دھسے نہ لڑے سرکنوں کے ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب مجھ کو اس جہنت کا علم ہوا تو یہ جی بجا کہ کنویں میں گر کر مر جاؤں۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط و جالہ ثقات مجید الزوائد ص ۲۸۹

ہے آپ کے اہل اور ازواج مطہرات میں ہم نے کبھی سوائے طیارہ خوب نیکی اور بھلائی کے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج و غم اور حزن و ملال کے خیال سے یہ عرض کیا:

یا رسول اللہ لم یضیق اللہ  
علیک والنساء سواھا کثیر و ان  
یا رسول اللہ اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی عورتیں  
ان کے سوا بہت ہیں آپ اگر گھر کی لوٹڈی سے  
قَالَ الْحَارِثَةُ تَصَدَّقُ  
درافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتا دے گی۔

یعنی آپ مجبور نہیں مفاقت آپ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی لوٹڈی سے تحقیق فرمائیں  
وہ آپ سے باطل سچ بچ بچ بتلا دے گی اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت مردوں کے۔ غائیگی  
حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہے۔

بعض روایات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ کو اس مشورہ کی بنا پر حضرت علی سے  
کچھ ملال تھا۔ سوا اگر بالفرض والتقدیر یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ ملال شکوہ بھی کمال محبت اور  
کمال تعلق کی دلیل ہے۔ شکوہ اور ملال انہوں ہی سے ہوتا ہے نہ کہ غیروں سے نیز عائشہ صدیقہ اس  
وقت فردوسِ معین، صدمہ کا پہاڑ سر پر تھا۔ ایسے حال میں آدمی بے حال ہو جاتا ہے اور ایسے وقت  
میں ادنیٰ سی بات بھی باعثِ ملال ہوتی ہے۔ حضرت علی نے حضور پر نور کے اضطراب کو دیکھ کر  
حضور کی تسکین کی خاطر کے لئے یہ کلمات فرمائے ظاہر حضور کی جانب کو ترجیح دی اور باطنی اور ضمنی  
طور پر عائشہ صدیقہ کی برائت اور نزاہت کو اس طرح بتلایا کہ رسول اللہ آپ پر ریشیاں نہیں عنقریب

لہ۔ معاذ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عائشہ صدیقہ کی برائت و نزاہت میں ذرہ برابر شک نہ تھا۔ یہ کلمات محض  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے فرمائے مطلب یہ تھا کہ تھک و ملال کی شدت کی وجہ مفاقت میں مہلت  
نہ فرمائیں ان اہل تحقیق حال فرمائیں اور تحقیق حال سے پہلے کوئی خیال قائم نہ فرمائیں اور ہریرہ باندی سے حال دریافت  
کرنے کا آپ کو اس لئے مشورہ دیا کہ ان کے متعلق حضرت علی کو جزہ کامل اور یقین ماثق تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ امین  
کی اہمیت و نزاہت کو جانتا ہے۔ نفع الباری ص ۲۸۵ ۸۵

من جانب اللہ اس معاملہ کی حقیقت آپ پر منکشف ہو جائے گی اور فی الحال بریرہ سے پوچھیں۔

آپ نے بریرہ کو ہوا بقیہ کی روایت میں ہے کہ بریرہ کو ملا کر آپ نے یہ فرمایا :

اتشہدین انی رسول اللہ قالت نعم کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ہرگز

قال فانی سائلک عن شیء فلا تکتمینہ نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے کچھ نہ

قال نعم قال هل رأیت من عایشہ کرنا چاہتا ہوں چھپانا نہیں دودنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو

ما تضرعینہ قالت ۔ کیا بذر لیرہ وی بتلا دے گا۔ بریرہ نے کہا ہاں چھپاؤنگی

نہیں۔ آپ دریافت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے عایشہ سے کوئی ایسا بند یہ چیز دیکھی

ہے۔ بریرہ نے کہا نہیں۔

بخاری میں ہے کہ آپ نے بریرہ سے یہ فرمایا :

ای بریرہ! هل رأیت من شیء یریدک اے بریرہ! اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شیء

ایسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو شبہ اور تردد ہوا تو بتلا۔ بریرہ نے کہا :

لا والذی بعثک بالحق ان رأیت قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق کے

علہا امرا غمصا علیہا سوی انہا بھیجا میں نے عایشہ کی کوئی بات میری زبان گرفت

جاءت حدیثہ السمن تمام عن مجین کبھی نہیں دیکھی الا یہ کہ وہ ایک کسن روک ہے انا اگر دعا

اھلہا فاقی الداجن فتاکلہ ہوا چھڑ کر رو جاتی ہے بکری کا بچہ اگر اسے کھا جاتا ہے

یعنی وہ نواس قدغاف اللہ ہے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں، وہ دنیا کی

ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔ دہنا ما قالہ ابن المنیر نور اللہ وجہ یوم القیامۃ فی شرح

بذا الکلام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ سے یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر

پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اول خدا کی حمد و ثناء کی اور بعد انہا عبد اللہ بن ابی کا ذکر کر کے یہ

ارشاد فرمایا :

یا معشر المسلمین من یبذرونی من  
رجل قد بلغنی اذا کا فی اهل بیتی  
فواللہ ما علمت علی اہلی الاخیار  
ولقد ذکروا رجلاً ما علمت علیہ  
الاخیار۔

اسے گروہ مسلمین۔ کون ہے کہ جو میری اہل بیت کے  
مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت  
کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے خدا کی قسم میں نے  
اپنے اہل سے سوائے نیک اور پاک دامن کے کچھ نہیں  
دیکھا اور علی بذاتِ جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے  
اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

یہ سن سرور اوس سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
میں آپ کی اعانت اور امداد کے لئے حاضر ہوں اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی  
اس کی گردن اڑا دیں گے لہذا اگر بلادرانِ خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعمیلِ حکم کریں گے۔  
سعد بن عبادہ سرورِ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاذ ہم پر تعرض کر رہے ہیں کہ اہلِ اہلِ اہلِ  
قبیلہ خزرج سے ہیں اس لئے ان کو جوش آگیا۔ جیسا کہ ابنِ اسحق کی روایت میں اس کی تصریح ہے!  
اور سعد بن معاذ کو مخاطب بنا کر کہا خدا کی قسم تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے (یعنی اگر ہمارے  
قبیلہ کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے)۔

سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کو  
مخاطب بنا کر کہا تم غلط کہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو قتل کا حکم دیں گے تو ہم ضرور قتل  
کریں گے اگرچہ وہ شخص قبیلہ خزرج کا ہو یا کسی قبیلہ کا ہو کوئی ہم کو روک نہیں سکتا۔ اور کیا تو منافق ہے  
جو منافقین کی طرف سے مجاہد اور جہاد ہی کرتا ہے! اسی طرح گفتگو تیز ہو گئی تریبِ تنحاکہ دونوں قبیلے  
لڑ پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور لوگوں کو خاموش کیا حضرت عائشہ فرماتی  
ہیں کہ یہ دن بھی تمام کا تمام روتے ہوئے گزرا ایک منٹ کے لئے آسٹو نہیں تھمتا تھا۔ اسات بھی اسی  
طرح گزری میری اس حالت سے میرے ماں باپ کہہ تھکا کہ اب اس کا کلیہ بھٹ جائے گا جب  
صبح ہوئی تو باطل میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ اور میں رو رہی تھی اتنے میں انھار میں کی ایک عورت

اگنی اور وہ بھی میرے ساتھ ہونے لگی اسی حالت میں تھے کہ دفعۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سلام کر کے میسرے قریب بیٹھ گئے اس واقعہ کے بعد سے کبھی آپ میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے وحی کے انتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا بیٹھ کر آپ نے اول خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد یہ فرمایا:

اما بعد یا عائشة فانه بلغني عنك كذا وكذا فان كنت برية فسيبرئك الله وان كنت الممت بذنوب فاستغفري الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه لست تاب الي الله تاب الله عليه

اے عائشہ مجھ کو تیری جانب سے ایسی ہی خبر پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تجھ کو ضرور بری کرے اور اگر تو نے کسی گناہ کا جواب دیا ہے تو اللہ سے توبہ اور استغفار کر اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی کو قبول فرماتا ہے

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنے اس کلام کو ختم فرمایا اسی وقت میرے آنسو منقطع ہو گئے آنسو کا ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا اور اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دہا پ لے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں پھر میں نے یہی اپنی ماں سے کہا، ماں نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد میں نے خود جواب دیا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں بالکل بری ہوں لیکن یہ بات تمہارے دلوں میں اس درجہ راسخ ہو گئی ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور اگر بالفرض میں اقرار کروں حالانکہ خدا خود جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور رد کر میں نے یہ کہا واللہ لا اتوب ما ذکروا ابدا۔ خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی توبہ نہ کروں گی جو یہ لوگ میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ بس میں وہی کہتی ہوں کہ جو رؤسف علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا

لے۔ یہ لفظ مفرد۔ یہ سیمبر تک کے سین کا تبر ہے سیمبر یہ سے منقول ہے کہ سین مفاد عفت میں ایسا ہی

منہ کا کلمہ ہے جیسا کہ کنن تاکید نفی کے لئے ہے ۱۲

لے۔ کہ اس وقت حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا ۱۳

فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُسْتَغْنَىٰ عَنْهُ مَا تَصِفُونَ۔ اور یہ کہ کہ بتر پر ہا کر لیٹ گئی۔ اور اس وقت قلب کو یقین کامل اور جزم تمام تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مجھ کو ضرور بڑی فرمائیں گے لیکن یہ وہم و گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلووت ہوتی رہے گی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ گمان نہ تھا کہ قرآن کی آیتیں میرے بارے میں نازل ہوں گی کہ جو مسجدوں اور خانہ دہلیں میں پڑھی جائیں گی۔

ہاں یہ اُمید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خواب کے میری براءت بتلا دی جائے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا۔

نزول آیات برارۃ مبارکہ طہارت نزار است مفرم امت محمدیہ  
 زوجہ طاہرہ خیر البریہ حبیبہ نبی اطمہ زام المؤمنین عالیۃ صدیقہ بنت صدیق  
 اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابیہا وعن آمن سبر ارتھا و  
 نزار ہتھا وعن اللہ من شک فی عصمتھا وطہارتھا۔ آمین ثم آمین  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ سے اٹھے نہ تھے کہ دفعۃً وحی الہی کے آثار نمودار ہوئے باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتی کی طرح پسینہ کے قطرات ٹپکنے لگے۔

ابن احنق کی روایت میں ہے۔  
 فاما اتافو اللہ ما ذرعت قد عرفت  
 انی بریئة وان اللہ غیر ظالمی واما  
 ابوا ی فناسری عن رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم حتی ظننت  
 حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا خدا کی قسم میں باطل نہیں گھبرائی کہ نہ کچھ میں جاتی تھی کہ میں باطل بڑی ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائیں گے لیکن میرے ماں باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ان کی



لنخوحن أنفسهما خوفاً من أن يأتيهما من غفل جهل، ان کو یہ خوف تھا کہ با داوی  
 من الله تحقيق ما يقول الناس۔ اسی کے مطابق نازل ہوا جسے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں  
 ابو بکر کا یہ حال تھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف  
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ معلوم آسمان سے کیا حکم  
 نازل ہوتا ہے جو پھر تباہت تک نہیں مل سکے گا اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور  
 اطمینان کو دیکھ کر ان کو ایک گونہ امید ہوتی، سوائے عائشہ صدیقہ کے سدا گھر اسی خوف درجا اور  
 امید و بیم میں تھا کہ وحی آسمانی کا نزول ختم ہوا اور چہرہ الوری پر مسرت و بشارت کے آثار نمودار  
 ہوئے مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منورہ کو پونچھتے ہوئے حضرت عائشہ کی طرف متوجہ  
 ہوئے پہلا کلمہ چڑھایا مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

ابشری یا عائشہ فقد أنزل  
 اللہ براءاتک علی  
 بشرات ہو چھوڑا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ  
 نے تیری براءات نازل کی۔

میری والدہ نے کہا اے عائشہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کر میں  
 نے کہا خدا کی قسم میں سوائے خدا تعالیٰ کے کہ جس نے میری براءات نازل کی کسی کا شکریہ  
 کروں گی۔

حکمت : عائشہ صدیقہ کی اس صدمہ جانکاہ کی وجہ سے وہ کیفیت تھی جو مریم صدیقہ  
 کی تھی یٰ لیلیٰ یٰ لیلیٰ قبل هذا وکفنت نسیناً منسیناً اس ناامیدی کے عالم میں جب  
 قرآن کریم کی وحی آتیں رتلانک عشمی کچ کا ملکہ، حضرت عائشہ کی کمال براءت اور طہارت  
 کے بیان میں نازل ہوئیں تو عائشہ صدیقہ پر ایسے مشکوٰۃ بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی کہ جمیع

ماضی ہر اللہ تعالیٰ عائشہ صدیقہ سے ایمان کی اس سے ایمان کے باپ ادا ہوا شخص سے جہان کی براءت و طہارت  
 پر ایمان و ایمان سے ہر اللہ کی اس شخص پر کہ جہان کی طہارت و طہارت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو کرے آمین ۱۲۸  
 ۱۲۸۔ یہ الفاظ صحیح بخاری میں ہیں اور بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں یا عائشہ  
 اما اللہ عز وجل فقد براءک

اسوی اللہ سے نظر اٹھ گئی ورنہ یہ انعام بزدانی اور وحی آسانی سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زور جیت کے وسیلہ اور طفیل سے تھی اور واسطہ اور وسیلہ کا شکر یہ بھی واجب ہے۔ حضرت مایہ کا اس حالت عکس میں شکر نبوی سے انکار ناز مجبلی کے مقام سے تھا۔ اور ناز کی حقیقت یہ ہے کول جس چیز سے بے نیاز ہونا ہے اس کے خلاف اظہار ہو۔ ظاہر میں ترش روئی اور لہر پائی ہو اور دل عشق اور محبت سے بے نیاز ہو ظاہر میں ایک ناز تھا لیکن صہیز ناز اس میں مستور تھے بعد ازاں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بابے میں آیتیں

نازل فرمائیں

بِئْسَ الَّذِينَ جَاءُوا إِبْرَاهِيمَ عَصِيَّةً  
مِّنْكُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِهِ وَأَكْفَرُوا  
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ  
مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ  
وَالَّذِينَ تَوَلَّوْا كِبْرًا مِنْهُمْ  
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ  
ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ  
بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا  
إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْنَا  
بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا  
بِالشَّهَادَةِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ  
هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ  
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا

تحقیق جن لوگوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے  
وہ تم میں کی ایک جماعت ہے تم اس کو اپنے  
لئے شر نہ سمجھو بلکہ وہ فی الحقیقت تمہارے  
لئے خیر ہے ہر شخص کے لئے گناہ کا اتنا ہی حصہ  
ہے جتنا اس نے کمایا ہے اور جو اس طوفان  
کے بڑے حصہ کا متوّل بنا ہے اس کے لئے  
بڑا غلاب ہے۔ اس بات کو سنتے ہی مسلمان  
مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے متعلق  
نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہہ کر  
یہ مریخ بہتان ہے اور کیوں نہ لائے اس پر  
چار گواہ، پس جبکہ یہ لوگ گواہ نہ لائے تو میں  
یہ لوگ اللہ کے نزدیک بھڑے میں اور اگر  
تم پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل اور مہربانی

لے لیں اے الہی کہ اس کو تم اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ یہ دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے قیامت کیجئے تمہاری رحمت و رحمت  
بجائے کہ ہر کوئی ۱۳۰

وَالْآخِرَةُ لَمِثْلُكُمْ نَبِيًّا أَفَضَلُكُمْ  
فِيهِمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۖ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ  
بِالسِّنِّتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَلْوَاهِكُمْ  
مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ  
هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۖ وَلَوْلَا  
إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا  
أَنْ نَّسْأَلَكَ بِهَذَا اسْجُنُكْ هَذَا  
بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۖ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعْبُدُوا  
لِلشَّيْءِ أَبَدًا إِنَّ كُنْتُمْ هُمْ مَبِينِينَ  
رُبِّيَّ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتٍ وَاللَّهُ عَلِيمٌ  
حَكِيمٌ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَجْحَدُونَ أَنَّ  
تَشْيِعَ الْفَاحِشَةِ فِي الَّذِينَ آمَنُوا  
لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ  
لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَكُمْ فُضْلٌ وَاللَّهُ  
مَلِكٌ ۚ وَرَحْمَتُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ زَوَّجْتُ  
كَرَّ حَيْمُهُ (النور - ۱۱-۱۲)

نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو  
کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا جبکہ تم اس کو  
اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ  
سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں  
اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ کے نزدیک  
بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ  
کہیں نہ کہا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر  
لانا ہی زیبا نہیں تم کو یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ  
سبحان اللہ۔ یہ تو بیان عظیم ہے اللہ تعالیٰ  
تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے  
اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے  
اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ  
عظیم اور عظیم ہے تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے  
ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو  
ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور  
اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لو اگر  
اللہ کا فضل اور رحمت ہوتی تو وہ حاکم کیا مصیبت آتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آیات برادرت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور صدیق اکبر نے

۱۔ کسی شخص کی بری کے متعلق زبان سے کسی بات کا نہ کہ جس کی تحقیق نہ ہو بڑا سخت گناہ ہے، خاص کر نبی امی  
خاتم الانبیاء و المرسلین کی بری اور تمام مسلمانوں کی روحانی والدہ کے متعلق ایسی بات زبان سے نہ کہ بڑی ہی سنگت  
گناہ ہے، بھلا حق سبحانہ و تعالیٰ کی بچون و بچون خیرت کہ اس کو گوارا کر سکتی ہے کہ اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم  
اکرم الاولیاء و المرسلین کی بری یا جہر ہو۔ "تفسیر ابن کثیر ۱۰۔"

اپنی نعتِ بجز کے عصمت و عفت ہمارت و ذرا بہت پر اللہ عزوجل کی شہادت کو سن لیا تو اٹھ اُڑا۔  
عفت، آب اور عصمت جناب جی کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیا بیٹی نے کہا اے خداوندِ رحمن اے  
باپ پہلے سے تم نے مجھ کو کیوں نہ معذور اور بے قصور سمجھا۔

صدق اکبر نے جس کے رگ پہے میں صدق اور سلاقی سرایت کر چکی تھی۔ صدق اور سلاقی کے جبلت عظیم اور کوہ گراں تھے۔ بڑے سے بڑا حادثہ اور سخت سے سخت صدمہ بال برابر ان کو جاوہ صدق سے ہٹا نہیں سکتا تھا، اس قدرت بیٹی کو یہ جواب بیکہ حمدوں کی انواع و تخیروں پر کندہ کرنے کے قابل ہے۔

اَ اَحَى سَمَاءٍ تَقْلُبُیْنَ وَ اَحَى اَرْضِیْ لَقِلْبَیْ  
اِذَا قُلْتُ مَا لَمْ اَعْلَمْ

کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کونسی زمین  
مجھ کو اٹھائے اور تھکے جب کہ میں اپنی زبان سے

وہ بات کہوں جس کا بھگو علم نہ ہو۔ حافظہ عقلمانی نے فتح الباری ص ۳۳۶ میں اس اثر کو بحوالہ طبری اور ابو عروہ نقل کیا ہے اور علامہ آلوسی فرماتے ہیں آخر وہ البزار بسند صحیح عن عائشہ رضی روح المعانی ص ۵۷۶ ج ۱ طبع جدید۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے مکان سے مسجد تشریف لائے اور مجمع عام میں خطبہ دیا اور عائشہ صدیقہ کی برادرت میں نازل شدہ آیات کی سب کے سامنے تلاوت فرمائی۔ اس فقرہ کے بانی مبانى تو اہل میں منافقین تھے بعد اللہ مسلمانوں میں کوئی اس میں شریک نہ تھا صرف دو تین مسلمان اپنی سادہ لوحی اور بھڑے پن کے حصے سے منافقین کے دھوکہ میں آ گئے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

شطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت، حمزہ بنٹ عخش، ابن ہر عدہ ذوق جاری کی گئی انتہائی قدر کے  
مارے گئے اور اپنی غلطی سے تائب ہوئے۔ عبداللہ بن ابی کے حلق مشہور قول یہ ہے کہ اس کو سزا نہیں  
دی گئی اس لئے کہ وہ منافق تھا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی حد جاری گئی  
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسطح، صدیق اکبر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ عسرت اور تلکستی کی وجہ سے صدیق اکبر ان کو خرچ چاہتے تھے۔ مسطح نے اس فقرہ میں شرک کھا س ہے اور عورت نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کو کبھی خرچ نہ دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ  
 أَن يُكَذِّبُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ  
 وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْمُوا  
 وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ  
 لَعَلَّكُمْ وَاللَّهُ عَفْوٌ رَّحِيمٌ  
 جو لوگ تم میں سے نفیست و امیر اور مسکین  
 ہیں ان کو چاہیے کہ یہ قسم نہ کھائیں کہ اہل قربت اور  
 مسکین اور مہاجرین کی اعانت نہ کریں گمان کو  
 چاہیے کہ معاف کریں اور گزر کر یہ کیا تم یہ پسند  
 نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے قصور و معاف کرے اور  
 اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان کرنے والا ہے۔  
 (النور - ۲۲)

جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو سنائی تو یہ کہنے لگے۔  
 بلی واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ کیوں نہیں۔ خدا کی قسم البتہ تحقیق میں اس کو  
 بہت ہی زیادہ محبوب کھتا ہوں کہ اللہ میری غوریت  
 اللہ مسطح کو بہت خرچ دینا شروع کر دیا۔ اللہ مسطح کا خرچ کبھی بند نہ کروں گا۔  
 معجم بلہرائی میں ہے، کہ جتنا پسند دیتے تھے اس سے وگنا مینے لگے۔

یہ تمام تفصیل صحیح بخاری اور فتح الباری سورۃ النور میں مذکور ہے، یہ حدیث صحیح بخاری کے  
 متعدد ابواب میں مذکور ہے لیکن حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی مفصل شرح کتاب التفسیر میں  
 فرمائی ہے واقعہ انک کے ابتدا سے لے کر یہاں تک جس قدر واقعات لکھے گئے وہ سب صحیح  
 سب صحیح بخاری اور فتح الباری سے لئے گئے ہیں۔

(نکٹہ) اس آیت کریمہ یعنی وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلِ الخ کے نازل کرنے سے صدیق اکبر  
 کو تنبیہ مقصود تھی کہ مقام صدیقیت اور وارثہ کمال سے قدم باہر نہ نکھے غلطی اور خطا کی وجہ سے  
 اگرچہ مسطح کا وظیفہ بند کر لینا جائز ہو مگر مقام صدیقیت کا مقتضی یہ ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے

دیا جائے ابو بکر صدیق اس اشارہ کو سمجھ گئے اور گزشتہ کے اعتبار سے مسطح کا وظیفہ ونگ کر دیا مسطح سے اگرچہ غلطی اور لغزش ہوئی کہ سنی سنائی باتوں پر اعتقاد کر بیٹھے مگر جو کچھ بدرہین میں سے تھے جن کے متعلق حکم خداوندی یہ نازل ہو چکا ہے اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ نَعْدَ عَقْرَتِ كَعْدِ اس لئے حق تعالیٰ نے بحق بدریت مسطح کی شفاعت فرمائی کہ اب بروکم اہل فضل میں سے ہو اور مسطح اب بدر میں سے ہے، لہذا تم اس کے وظیفہ میں کمی نہ کرو اور مسطح سے جو غلطی ہو گئی ہے اس کو مٹا کر دینا اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو معاف کرے گا۔

**ف**۔ یہ آیت صدیق اکبر کی فضیلت کی صریح دلیل ہے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ حق تعالیٰ ان کو اور اہل فضل یعنی صاحب فضل فرمائے۔  
یہ آیت تو صدیق اکبر کے متعلق تھی اس کے بعد پھر چند آیتیں عاشرہ صدیقیہ کی برادری کے متعلق ہیں۔

ان الذین یزعمون انہم صاب  
الغائبات المؤمنات یؤمنوا فی الدنیا  
والاخرۃ ولہم عذاب عظیم  
یوم تشہد علیہما السنۃ ثم یمانہم  
واسر جلتہم بما كانوا یعملون  
یومئذ یوفیہم اللہ دینہم الحق  
ولیکنون ان اللہ ہوالعقوبین  
الجنیات بلخیبیین والکفینون  
للسبیات والکفیات بلطیین  
والطیینون بلطیات اولئک مکرر  
بما ینفون لہم معذرت وکفر

تحقیق جو لوگ ایسی پاکدامن بھول بھالی مردوں  
پر تہمت لگاتے ہیں کہ جن کو اس قسم کی باتوں کی خبر  
بھی نہیں اور ایمان و ایمان میں ایسے تہمت لگاتے  
راہوں پر دنیا اور آخرت کی لعنت ہے اور ان کے  
لئے بڑا عذاب ہے جس دن ان کے خلاف کُن کی  
زبانیں ادا تھیں اور یہ گواہی دیں گے کہ لوگ،  
کام کرتے تھے اس دن اللہ تعالیٰ ان کو پوری  
منزلت سے گاجوان کو مٹنی چاہیے اور جان لیں گے  
کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور عدل اور حق کو ظاہر کرنے  
کا وہ ہے نبیؐ عترتِ نبیؐ مردوں کے لئے  
منزلت میں عدلیہ نبیؐ مردوں کے لئے

کَیْنِیْکَہ (النور-۲۳-۲۴) اہل پاک اندہ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے

اس پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے یہ مگر وہ اس چیز سے بائیں بری اہل پاک ہے کہ جو بڑا  
ان کے باہم مکہ ہے یہاں محفلت کے لئے من جانب اللہ مغفرت اور عفو ملدے رہے۔

### فوائد

(۱)۔ ان آیات سے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ کی فضیلت و منقبت ظاہر و باہر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی کیا اور طیبہ فرمایا اور مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا جس سے عائشہ صدیقہ کی مغفرت کا قطعی اور یقینی ہونا معلوم ہوا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرا گمان یہ تھا کہ میری برادرت کے متعلق حصہ نہ پورے کو کوئی خواب دکھلایا جائے گا۔ مگر یہ دیم و گمان نہ تھا کہ میری برادرت کے بارے میں قرآن کریم کی آیتیں نازل ہوں گی جن کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی یعنی یہ دیم و گمان نہ تھا کہ قیامت تک میری برادرت اور نزراہت کا مسجدوں اور محرابوں اور منبروں اور خلوت خانوں میں اعلان ہوتا رہے گا۔ وہی آیتیں برادرت کے بارے میں نازل ہوئیں اور دوس کا عدد۔ عدد کامل ہے۔ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ مطلب یہ ہے کہ مریم صدیقہ کی طرح عائشہ صدیقہ کی بھارت و نزراہت بے مثال ہے اور حد کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور اس بھارت و نزراہت کا اعلان بھی حد کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ جو قیامت تک جاری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسطح کی والدہ نے مسطح کو جبرا بھلا کہا تو عائشہ صدیقہ نے اُم مسطح کو منع کیا کہ مسطح کو بڑا نہ کہو کیونکہ مسطح مہاجرین اولین میں سے ہے اور اہل بدر میں سے ہے۔

(۲)۔ وَلَا يَأْتِلِ أُولُو الْأَفْئَالِ مِنْكُمْ مَا يَأْتِلِ أَخِي الْأَيْتِہ سے صدیق اکبر کی فضیلت صاف روشن ہے، خدا جس کو صاحب فضل فرمائے اس کے فضل و کمال میں کہاں شخص کی مجال ہے۔  
ہام زانی قدس اللہ سرہ نے تفسیر کہیں میں جو وہ طریقہ سے صدیق اکبر کی فضیلت اس آیت سے ثابت کیا ہے۔ حضرات اہل علم تفسیر کہیں کی مراجعت فرمائیں۔

(۳۴)۔ واقعاً انک سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال و رعب اور غایت تقویٰ کا پتہ چلتا ہے کہ یہ فقہ ایک ماہ سے زائد مدت رہا۔ مگر ٹیٹی کی حمایت میں ایک حرف نہان سے نہیں نکلا، شدت رنج و غم میں صرف ایک مرتبہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہان سے یہ نکلا۔

واللہ ما قیل لنا ہذا فی الجاہلیۃ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے حق میں زائد جاہلیت  
نکیت بعد ما اعزنا اللہ بالاسلام میں بھی نہیں کہی گئی، پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو  
(رواہ الطبرانی عن ابن عمرؓ، فتح الباری ج ۲ ص ۲۹۹) اسلام سے عزت بخشی تو اس کے بعد یہ کیسے ممکن ہے

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ فقہ من جانب الشائبلا اور امتحان تھا مقصد یہ تھا کہ مومنین و مخلصین کا ایمان و اخلاص اور منافقین کا نفاق واضح اور مشکف ہو جائے تو مومنین صادقین کے ایمان و استقامت میں اور منافقین کے نفاق اور شقاوت میں اضافہ اور زیادتی ہو۔ نیز یہ امر واضح اور مشکف ہو جائے کہ کون شخص اللہ لوہاس کے رسول اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے اور کون سو دن رن (بدگمانی) آپ کی انداج مطہرات کے حق میں بدگمانی حقیقت میں اللہ کے ساتھ بدگمانی ہے، کہ اُس نے اپنے حبیب اعظم اور خلیل اکرم، اشرف المخلوقین اور برگزیدہ عالم کی زوجیت کے لئے معاذ اللہ ایک خبیثہ اور زانیہ کو مقدر فرمایا سبحانہ و تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً۔

اور تاکہ اللہ تعالیٰ، اپنے رسول محترم اور اپنے رسول کے پاک اور مطہر حرم کا مرتبہ لوگوں کے سامنے ظاہر فرمائے اس لئے آپ کی زوجہ مطہرہ کی نزاہت و برارت آپ کی بانی نہیں کرائی بلکہ خداوند قدوس خود ان کی برارت کا کفیل اور مددگار ہوا۔ اور اپنی کلام سحر نعام میں ان کی برارت نازل فرمائی کہ جس کی قیامت تک محفوظ ہو، مجلسوں میں محرابوں اور مسجدوں میں خطبوں اور نمازوں میں تلاوت ہوتی رہے گی۔

خداوند قدوس کی بیچون و بچوں غیرت نے گواہ کیا کہ اس کے حبیب ہوسے بنی طیبہ اور رسول الجبر کا انداج طیبیت و طاہرات کی شان میں کوئی منافق اور بدماطن کسی قسم کا ناپاک لفظ اپنی



زبان سے نکلے اس لئے اس بارے میں تقریباً بیس اُتیس نازل فرما کر عایشہ صدیقہ اور انوارِ مہر کی عصمت و عفت، طہارت و نزاہت پر قیامت تک کے لئے مہر لگا دی اور انوارِ مہر کی عصمت و نزاہت میں شک کو نہ دیا۔ پراساد و جبر و جبرائیل فرمائی کہ جو رت پرستوں پر بھی نہیں فرمائی اس لئے علامہ ہاشمی نے تصریح کی ہے کہ جو شخص انوارِ مہر کی بارے میں کوئی حرف زبان سے نکلے وہ شخص منافق ہے۔

اور نزولِ وحی میں جو ایک ماہ کی تاخیر ہوئی اس میں حکمت یہ تھی کہ عایشہ صدیقہ کی مقامِ عبودیت کی تکمیل ہو جائے کہ جب مظلومانہ گریہ و زاری اور عاجزانہ ہے تابی و اضطراب اور بارگاہِ ذوالجلال میں فیقرانہ تذلُّل اور شکوک اور مضطربانہ تصرع اور استہمال حدِ کمال کو پہنچ جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید باقی نہ رہے اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے والوں کے قلوبِ وحی الہی کے انتظار میں رہی ہے اب کی طرح تڑپنے لگیں اس وقت حق تعالیٰ شامہ بارانِ وحی سے مجتہدین و مخلصین کے مردہ دلوں کو حیات بخشے، اور صدیقہ بنتِ صدیق کو برات و نزاہت کے پیش ہا خلعت سے سرفراز فرمائے۔

حافظِ عقلمانی نے حدیثِ انک کے فوائد و لطائف اور ان مسائل و احکام کو فتح الباری میں بسط و شرح سے لکھا ہے جو اس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں اس مقام پر اب گنجائش نہیں اس لئے حضراتِ اہل علم فتح الباری ص ۲۱۲، ۲۱۳ کی مراجعت کریں۔

(۴۵)۔ ان آیات اور روایات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ علم غیب سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اس لئے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ کامل ترویض میں رہے لیکن بدون حق تعالیٰ کے بتلائے حقیقت مال نہ کھلی۔

(۵)۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شش اور غفہ کے وقت حق کے مقابلہ میں قوم اور قبیلہ کی حمایت اور طرف داری جائز نہیں جیسا کہ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کہ تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔

## ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور دیگر ازواجِ مطہرات پر تہمت لگانے والوں کا حکم

قرآن مجید کی ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد جو شخص ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق زوجہ مکملہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) امیرۃ من اسما پر تہمت لگائے وہ باجماع امت کافر و مرتد ہے اس لئے کہ وہ قرآن کریم کا صریح منکذب اور منکر ہے جس طرح مریم صدیقہ بنت عمران کی عصمت و عفت میں شک کرنا کفر ہے اسی طرح عائشہ صدیقہ بنت ام رومان کی طہارت و نزاہت میں بھی شک کرنا بلاشبہ کفر ہے اور جس طرح یہودیہ بہبود مریم صدیقہ پرستان باندہ کی وجہ سے ملعون اور مغضوب بنے اسی طرح روافض عائشہ صدیقہ بنت صدیق پر تہمت لگانے کی وجہ سے ملعون و مغضوب بنے مریم صدیقہ پر تہمت لگانے والے امتہ عیسویہ کے یہود تھے اور عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والے امت محمدیہ کے یہودی ہیں۔

بعض ائمہ اہل بیت کے سامنے کسی رافضی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ پر طعن کیا تو فوراً اپنے غلام کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا:

هَذَا رَجُلٌ طَعَنَ عَلَى النَّبِيِّ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُلَوَّنُونَ مِمَّا كَانُوا فِيهِمْ فَكَفَرُوا بِهِمْ وَرَوْنِي بِكَ

جس شخص نے جب عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو اس شخص نے وحیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ خبیثات خبیثین کے ہیں الی آخر وہ بس معاذ اللہ اگر عائشہ صدیقہ خبیثہ تھیں تو معاذ اللہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خبیث

۱۱۔ حضرت مسروق کی یہ عادت تھی کہ جب حضرت عائشہ سے کوئی روایت بیان کرتے تو یہ کہتے کہ صدیقہ بنت

صدیق حبیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُبَدَّرٌ أَوْ مِنْ السَّامِعِ نے مجھ سے اس طرح بیان کیا ۱۲۔

قَوْنٌ كَانَتْ عَائِشَةُ حَبِيبَةً  
فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبِيبٌ  
فَهُوَ كَأَنَّهُ فَاخِرُ بَوَائِعِ نَفْسِهِ  
عَنْهُ وَإِنَّا حَاضِرٌ  
ہونا لازم آئے گا اور جو حبیبیت۔ رسول اللہ کو  
حبیبیت کہے وہ بلاشبہ کافر ہے اور قابل گورن  
زندگی ہے۔ اس ارشاد کے بعد اس رافضی کی گرد  
ہاری گئی اور یہ اس وقت حاضر تھا جب کہ اس رافضی کی گرد  
ہاری گئی۔  
وَاللَّاسِ كَافٍ

اسی طرح حسن بن زید کے سامنے عراق کے ایک شخص نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے شان  
میں بیہودہ لکھ دیا وہی وقت حضرت حسن بن زید آئے اور ایک ڈنڈا اس کے سر پر اس انداز سے مارا کہ اس کا  
بیمبال اعلیٰ گیا اور ختم ہوا۔ کتنا ہی العاصم السلول علی شاتم الرسول للفاظ ابن تیمیہؒ  
اور اسی طرح دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں بدگمانی کرنے والا بھی کافر اور واجب القتل  
ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق خطبے سے واضح ہے کہ آپ نے برسرِ منبر ارشاد فرمایا  
يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ  
رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي إِذَا لَا فِي أَهْلِ بَيْتِي  
اے گروہ مسلمین کون ہے کہ جو میری اس شخص کے  
مقابلہ میں مدد کرے کہ جس نے مجھ کو میرے اہل خانہ  
کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص آپ کے اہل خانہ میں سے کسی کے حق میں خواہ وہ عائشہ  
صدیقہ ہوں یا دوسری زوجہ مطہرہ۔ اس قسم کا کوئی ناپاک لفظ زبان سے نکالے وہ آپ کے لئے بائست  
ایذا اور تکلیف دہ ہے اور جو شخص اللہ کے رسول کو ایذا پہنچائے وہ شخص بلاشبہ و زب کافر ہے۔  
کما قال تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا۔ اہل قرآن تعالیٰ مُلْعُونِينَ أُنْزِلُوا لِيَقْتُلُوهُمْ أَوْ تُسَبَّحُوا  
تَفْلِيلًا۔ الایۃ تفصیل کے لئے العاصم السلول ص ۳۰۵ کی فراہم کی جائے۔

چنانچہ آپ کے یہ فرماتے ہی کہ کون ہے جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو  
اور میرے اہل بیت اور اہل خانہ کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔ سعد بن حاذی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے

یا رسول اللہ ہم اس کے قتل کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔

اسی وجہ سے حضرت اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص عام مسلمانوں کی بیسیوں پر شہادت لگائے وہ فاسق و فاجر ہے اور جو غیبی شہادت چاہے جسے رسول اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر شہادت لگائے وہ بلاشبہ مرتد اور کافر ہے۔

نیز حق جل شانہ نے پیغمبر علیہ السلام کی بیسیوں کو قرآن کریم میں اَمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ (ماترین) مسلمانوں کی مائیں) فرمایا ہے۔ قال تعالیٰ

اَلْبَيِّنَاتُ اُولٰٓئِیْ بِاَلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِنَّ  
وَ اَسْنُ وَاَجْهَ اَمَّهَاتِهِنَّ  
معاذ اللہ کیا خداوند قدوس کسی زانیہ اور فاجرہ کو اس عظیم الشان لقب سے اپنے کلام قدیم میں سرفراز فرما سکتا ہے؟ حاشا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

مَا بَعَثَ اِمْرَاً نَبِیً قَطُّ  
کسی نبی کی بیوی نے کبھی زانیہ کی (تفسیر ابن کثیر)  
میز جبر پیغمبر اللہ کی جانب سے اس لئے مبعوث ہوا کہ ظاہری اور باطنی فواحش (بجیاتیوں) کا استیصال کرے چنانچہ اس پیغمبر نے دنیا میں آکر چند ہی روز میں ایک پوری اقلیم اور ملک کی بے غیرتی اور بے حیالی کو حیا اور غیرت سے اور ان کی بدکاری کو عفت و عصمت سے بدل دیا۔ کیا ایسے پاک اور برگزیدہ ظاہر و مظهر رسول کے متعلق یہ فاحشہ ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ اس کا گھرانہ ابھی اس سے پاک نہیں ہوا۔ سبحانک ہذا بیتان عظیم واللہ ہذا انک مجتہب۔

نیز حق جل شانہ نے جس کو نبوت و رسالت، محبت و خلعت کے عظیم الشان منصب پر فائز فرمایا اور اس کو اپنا مصطفیٰ اور محبتی، مقدس اور مرتفع پسندیدہ اور برگزیدہ بندہ بنایا عصمت و نزاہت تقدس اور ملکیت جبریل و میکائیل کو اس کا ثانی اور وزیر بنایا۔ اس کی شان تقدس و تنزیہ کے خلاف ہے کہ وہ اکرم المخلوق اور المشرک کائنات کی زوجیت اور صاحبیت کے لئے کسی خبیثہ اور زانیہ کو مقرر فرمائے اسی وجہ سے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ كَا اُدْسِمَعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ  
لَنَا اَنْ نَّكْتُمَكَ بِهَذَا اَسْبَغْنَاكَ هَذَا  
بِهِنَّ اَنْ عَظِيمٌ ۝ ۱۰  
تم نے سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے جائز  
ہی نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں تم کو یہ کہنا چاہیے  
تھا کہ بھلا اللہ یہ تین عظیم ہے۔

اس مقام پر کلمہ سُبْحَانَكَ لائے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اس سے پاک اور منزہ ہے  
کہ اس کے پاک اور برگزیدہ رسول کی بیوی ناجرہ ہو۔ اس نے تم پر محض سنتے ہی سُبْحَانَكَ هَذَا اَبْهَتَانِ  
عَظِيمٌ کہہ دینا فرض اور لازم تھا۔ مہیا کہ سعد بن معاذ اور ابویوب انصاری اور زید بن عاصی رضی اللہ  
عنہم نے جب یہ خبر سنی تو فوراً ان کی زبان سے یہی کلمہ نکلا سُبْحَانَكَ هَذَا اَبْهَتَانِ عَظِيمٌ ۝ ۱۰

ارفع الباری میں ابویوب انصاری اور سعد بن معاذ کے علاوہ۔ زید بن حارثہ کے بجائے اسامہ  
رضی اللہ عنہ کا نام مذکور ہے خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ پیغمبر کی بیوی کی شان میں جو ایسی نازیبا بات کہے  
اس کی طرف التفات ہی جائز نہیں کسی کی بیوی کو ناجرہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کا غور ہر نبوت  
ہے جو لوگ عائشہ صدیقہ کو متم سمجھتے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ درپردہ رسول مہر کر کیا کہ رہے ہیں جس کے  
تصور سے بھی دل کا پتہ ہے۔

## نزول تیمم

بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی غزوہ میں مہاجر کے وقت پھر حضرت عائشہ کا ہاگم  
ہو گیا اور اس کی تلاش میں قافلہ راجح کا وقت آگیا اور بانی نہ تھا اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی اور صحابہ  
نے تیمم کے معنی کی گمانا دیا کہ اوتام صحابہ بید خوش ہوئے اسید بن حصیر نے جوش مسرت میں یہ کہہ  
دیا ہا ہا ہا ہا ابی بکر یعنی اے آل ابی بکر یہ تیمم کا حکم نازل ہونا تمہاری پہلی برکت نہیں بلکہ تمہاری  
برکت سے اور یہی بہت سی سہولت اور آسانیوں کے حکم نازل ہو چکے ہیں۔

اور دیگر علما محققین کا قول یہ ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوہ بنی المصطلق میں نہیں بلکہ اس غزوہ

کے بعد کوئی دوسرا سفر پیش آیا اس میں آیت تیمم کا نزول ہے جیسا کہ مجمع طبرانی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میرا راگم بھگیا جس پر اب لٹاؤ نے کہا جو کچھ کہا اس کے بعد پھر دوسرے سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ گئی اور میرا راگم ہوا اور اس کی تلاش میں دیکھنا چلا تو ابو بکر صدیق نے عائشہ صدیقہ سے کہا اسے ٹیٹی تو ہر سفر میں لوگوں کے لئے مشقت اور بلا بن جاتی ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی کہ بانی مذمت کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کر تیمم کی خصلت اور سہولت نازل ہونے سے ابو بکر صدیق کو خاص مسرت ہوئی اور عائشہ صدیقہ سے مخاطب ہو کر ترین باریہ کہا انک لمبارکۃ انک لمبارکۃ اسے عجیب تحقیق تو بلاشبہ بڑی مبارک ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوہ بنی المصطلق میں نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد کسی دوسرے غزوہ اور سفر میں دوبارہ ایسی جگہ ہارگم ہوا کہ جہاں پانی نہ تھا اور نماز صبح کا وقت آگیا تھا اس وقت یہ آیت تیمم نازل ہوئی۔

## غزوہ خندق احزاب

### شوال ۵ھ

اس غزوہ کے وقوع میں اختلاف ہے موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۵ھ میں ہوا۔ امام بخاری نے اسی کو اختیار فرمایا ہے محمد بن اسحق فرماتے ہیں کہ شوال ۵ھ میں ہوا۔ امام ایبہ منازی اور علماء سیر کا اسی پر اتفاق ہے حافظ ذہبی اور حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح اور قابل اعتماد ہے ابن سعد اور دائدی کہتے ہیں کہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا۔ ۱۰

امام بخاری رحمہ اللہ نے موسیٰ بن عقبہ کی تائید عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے فرمائی

کہ میں احد کے دن رسول اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ اس وقت میں چودہ سال کا

تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا غزوہ احد میں شریک کبریا منظور نہیں فرمایا۔

خندق کے دن پیش ہوا اس وقت میں پندرہ سال کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۱. اہانت دی (بخاری شریف)

جس سے صان ظاہر ہے کہ غزوہ اُحُد غزوہ خندق میں صرف ایک سال کا وقفہ ہے۔  
اسی ستم ہے کہ غزوہ اُحُد ستم میں ہوا لہذا غزوہ خندق کا ستم میں ثابت ہوا۔  
جمہور ائمہ مخازی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ غزوہ ششم میں ہوا۔ اس لئے امام بیہقی فرماتے  
ہیں کہ عجیب نہیں۔ عبداللہ بن عمر غزوہ اُحُد کے وقت پورے چودہ سال کے نہیں بلکہ چودھویں  
سال کا آغاز ہوا اور غزوہ خندق کے وقت پورے پندرہ سال کے ہوں اس اعتبار سے غزوہ اُحُد  
اور غزوہ خندق میں دو سال کا وقفہ ہو سکتا ہے۔

نیز غزوہ اُحُد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے یہ کہا تھا کہ سال آئندہ بدر پر ہمارا اور تمہارا  
مقابلہ ہوگا۔ یہ وعدہ کر کے مکہ واپس ہوا، جب سال آئندہ ایفائے وعدہ کا وقت آیا تو ابوسفیان  
یہ کہہ کر راستہ سے واپس ہوا کہ یہ زمانہ قحط سالی کا ہے جنگ کے لئے مناسب نہیں۔ اس کے ایک سال  
بعد سب نبرآدمیوں کی جمعیت کے لئے مکہ میں پہنچا اور ہوا جس کو غزوہ اُحُد غزوہ خندق کہتے ہیں۔  
جس سے معلوم ہوا کہ غزوہ اُحُد اور غزوہ اُحُد میں دو سال کا وقفہ ہے جو محبوب علیا میر کے قول کا  
مؤید ہے، فتح الباری باب غزوہ الخندق۔

اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ بنو نضیر کی بلا طنی کے بعد حنی بن اخطب مکہ گیا اور قریش  
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ اور جنگ پر آمادہ کیا اور کنانہ بن ربیع نے باکر بنی غطفان  
کو آپ کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور ان کو یہ طع دی کہ خیبر کے نخلستانوں میں جس قدر کھجوریں آئیں گی  
ہر سال اس کا نصف حصہ تم کو دیا کریں گے یہ سن کر عبید بن جحش فزیری تیار ہو گیا اور قریش پہلے  
ہی سے تیار تھے۔

۲۲۔ ایک روایت میں ہے کہ حنی بن اخطب ابولہب بن ابی اسحق اور کنانہ بن ربیع اور ہذہ بن تیس اور ابو طلحہ و انکی  
ایک صف میں کھڑے ہو کر قریش کو اس پر آمادہ کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کرو۔ تم تمہاری ہوائی امداد  
کریں گے یا ان تک کہ آپ کا خاتمہ ہو جائے۔ لہذا سب غطفان میں پہنچے اور ان کو بھی بات پکڑا دی گئی۔ اس طرح قریش اور  
غطفان کے دن نبرآدمیوں کی جمعیت ابوسفیان کی سرکردگی میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئی۔ عین الاثر ص ۲

اس طرح یوسفیان دس ہزار آدمیوں کی جمعیت نے مسلمانوں کے استیصال اور ناکرٹانے کے ارادہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ فتح الہامی ص ۳۷ ج ۱، باب غزوۃ الخندق۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی مدائیگی کی خبر پہنچی تو صحابہ سے مشورہ فرمایا مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا کہ خندقوں میں محفوظ رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے کھلے میدان میں مقابلہ مناسب نہیں سب نے اس رائے کو پسند کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے حدود قائم فرمائے اور خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمائی یہ

خندقیں اس قدر گہری کھودی گئیں کہ تری نکل آئی۔ ۳۷

ابن سعد فرماتے ہیں کہ چھ دن میں خندقیں کھودنے سے فارغ ہوئے۔ طبقات ابن سعد ص ۴۴ ج ۲  
موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ بیس دن میں فارغ ہوئے۔ علامہ سہودی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ خندقیں کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔ مین دن اصل میں مدہ حصار کی ہے تفصیل کیلئے زرقانی ص ۲۷ ج ۱ کی مراجعت کی جائے۔

صحابہ کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہوئے اور اول خود دست مبارک سے کدال زمین پراری اور یہ کلمات زبان مبارک پر تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِہٖ تَبْدِئُنَا وَلَوْ عَبَدْنَا غَافِلِیْنَ لَا شَاقِیْنَا

بسم اللہ۔ اللہ اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں مبادا اگر اس کے سوا کسی اور عبادت

کریں تو ہرے ہی بد نصیب ہیں۔

حَبَّذْ اَسْرَآءُ وَحَبَّذْ اِدْرِیْنَا

وہ کیا ہی اچھا رہ ہے اور اس کا دین کیا ہی اچھا دین ہے۔ رخصلافہ ص ۱۳۳ ج ۱ فتح باب ۱۲



جانوں کا موسم تھا سرد ہوائیں چل رہی تھیں کئی کئی دن کا فائدہ تھا مگر حضرات مہاجرین اور انصار نہایت ذوق کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول تھے مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ پڑھتے جاتے

نحن الذين بايعوا محمداً على الجهاد ما بقينا ابداً  
ہم ہی میں۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیعت کی ہے اور آپ کے واسطے سے اپنی جانوں کو خدا کے ہاتھ فروخت کر رکھے ہیں جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہ ارشاد فرماتے :

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة فاعفوا لانسار والمهاجرة  
اے اللہ بے شک زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما  
اور کبھی یہ فرماتے :

اللهم انما الاخير الاخير الآخرة فبارك في الانصار والمهاجرة  
اے اللہ بے شک حقیقی خیر اور بھلائی آخرت ہی کی خیر اور بھلائی ہے پس برکت دے انصار اور مہاجرین میں۔

برابرین عازبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس مٹی دھو دھو کر لارہے تھے، یہاں تک شکم مبارک گرواؤد بھر گیا۔ اور یہ کہتے جاتے تھے

وَاللّٰهُ لَوْ كَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا  
خدا کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ مدد دیتے اور نہ ناز پڑھتے

فَاَنْزَلَنَّا سَجِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتْ اَكْفَادُكُمْ اَنْ لَا قِيْنَا  
اے اللہ ہم پر سکون اور اطمینان نازل فرما اور طاقی کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ

اِنَّ الْاَمِيَّ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا ارَادُوْا فِتْنَتَنَا اَبْيْنَا  
ان لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا یہ جب کبھی ہم کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم کبھی اس کو

قبول نہیں کرتے اور اُنہیں آئیناً کہا اور بلند بار فرماتے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان اُگئی ہم نے آپ سے عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا شہر میں خود اترتا ہوں اور مجھ کو کی وجہ سے شک مبارک ہوتا ہے نہ چاہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چھپی تھی۔ آپ نے کدال دست مبارک میں بچھری اور اس چٹان پر ماری تو چٹان دفعۃً ایک زدہ ریگ تھی۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مسند احمد اور نسائی میں اس سند اور اضافہ ہے کہ آپ نے جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو وہ چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر مجھ کو کدال کی بجائیں عطا کی گئیں۔ خدا کی قسم شام سے سورج نکلے گا اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹوٹ کر گرا آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر فارس کی کنجیں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم ملائکہ کے قہقہے میں اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں تیسری بار آپ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر میں کنجیں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم صنعہ کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ سند اس روایت کی حسن ہے اور ایک روایت میں ہے پہلی بار کدال مارنے سے ایک بجلی بجی جس سے شام کے محل روشن ہو گئے آپ نے اللہ اکبر کہا اور صحابہ کرام نے بھی تحکیر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جبریل امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔

## فائدہ جلیلہ:

خندق کھودنا یہ طریقہ عرب کا نہ تھا بلکہ فارس کا طریقہ تھا شاہان فارس میں سے سب سے پہلے منوشر بن ابیج بن انریدہ نے خندقیں کھود کر جنگ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اس طریقہ کو اختیار

فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں کفار کے طریقہ جنگ کو اختیار کرنا درست ہے اور علی ہذا کفار کے ایجاد کردہ آلات حرب کا استعمال بھی درست ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف میں منہیق کا استعمال فرمایا اور حضرت عمرؓ نے محاصرہ قسطنطنیہ میں اور سنی اشعری کو منہیق قائم کا حکم دیا۔ اور عمرو بن العاصؓ نے جب اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو منہیق کا استعمال کیا۔ اور علی ہذا اہل اودتیر اور تنوادل کا استعمال بھی درست ہے لیکن تدفین کا استعمال صرف اس وقت جائز ہے کہ جب دشمنوں کے زیر کرنے کی کوئی اور صورت باقی نہ رہے بلاشبہ ضرورت اور مجبوری کے تدفین کا استعمال جائز نہیں۔

اس مسئلہ کی تفصیل اگر دیکھا جائے تو شرح السیر النجیر جلد ثالث کی ریاب قطع الماعن اہل الحرب و تخریق حصونہم و نصب المجانق علیہا سے مراجعت کریں۔

وَقَالَ تَعَالَى وَاعْبُدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۚ  
مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ اَلْخَيْلِ تُرْهِبُونَ ۚ  
بِمَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

اور مہلک و کافروں کے مقابلہ کیلئے جہاد بھی جیسا کہ سکتے ہو اور گھوڑے بھی پاؤں کا تم اس قوت و شوکت سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کر سکو

معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے کہ جس سے اللہ کے دشمن مرعوب اور اللہ کے

دین کی عزت اور شوکت قائم ہو۔

**ضروری تنبیہ :-** کتاب و سنت اور شریعت کسی صنعتی اور حرفتی کی ترقی کو منع نہیں کرتی بلکہ ہر اس صنعت اور حرفت کو جس سے ملک کو ترقی ہو فرض علی الکفایت قرار دیتی ہے جیسا کہ تمام فقہاء کرام کا اجماع ہے البتہ شریعت اسلامیہ یوہپ کی بے حیائی اور بے شرمی اور شہوانی اور نفسانی تہذیب کی خدید مخالفت ہے اس لئے کہ شہوانی اور نفسانی امور میں آنالک اخلاق اور معاشرہ کو تباہ اور برباد کرتی ہے جو ملکی تنزلی کا باعث ہے۔

مسلمان خندقیں کھود کے فارغ ہوئے کہ قریش دشمن ہزار آدمیوں کا لشکر جبرائے کر مدینہ پہنچے۔

۵۔ میں دھواں پھیلا دیا جس سے لوگ مر جائیں جیسے آج کل زمین پر ہو گئیں نکلا ہے۔

اور اُمہ کے قریب پڑاؤ والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کی جمعیت اپنے ہمراہ کے کر مقابلہ کے لئے کہ وہ سلع کے قریب جا کر ٹھہرے خندقین مابین فریقین کے حامل تھیں عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں محفوظ ہوجانے کا حکم دیا۔

یہودی قریظہ اس وقت تک الگ تھے۔ لیکن حمی بن اخطب سردار بنو نضیر نے ان کو اپنے ساتھ لائینے کی پوری کوشش کی یہاں تک کہ خود کعب بن اسد سردار بنی قریظہ کے پاس گیا جو پہلے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب نے حمی کو اتے دیکھ کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حمی نے آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ کعب نے کہا:

ويعلك يا حيي انك امرء مسموم      افسوس سے حمی۔ بلاشبہ تو مسموم آدمی ہے میں محمد  
دانی قد عاهدت محمد افلست بنا      صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکا ہوں میں اب  
تقضى ما بديى ودينه فافلما را      اس عہد کو نہ توڑوں گا کیونکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
منه الا صدقا ووفاء      سے سوائے سچائی اور ایقانے عہد کے کچھ نہیں دیکھا۔

حمی نے کہا کہ میں تمھارے لئے دائمی عزت کا سامان لایا ہوں قریظہ اور غطفان کی فوجوں کو لا کر میں نے یہاں ٹکا ہے، ہم سب نے یہ عہد کیا ہے کہ جب تک محمد اور ان کے ساتھیوں کا استیصال اور قلعہ قمع نہ کروں گے اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہ ملیں گے۔

کعب نے کہا۔ خدا کی قسم تو ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی لئے کرایا ہے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی عہد نہ توڑوں گا، میں نے اُن سے سوائے سچائی اور ایقانے عہد کے کچھ نہیں دیکھا، جی برابر امر کرے گا یہاں تک اس کو عہد شکنی پر آمادہ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو سعد بن معاذ اور حد بن عبادہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا اور علم دیا کہ اگر یہ خبر صبح نکلے تو وہاں سے اہل اُکر اس خبر کو ایسے مبہم الفاظ میں بیان کرنا کہ لوگ سمجھ نہ سکیں اور اگر غلط ہو تو پھر علی الاعلان بیان کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

یہ لوگ کعب بن اسد کے پاس گئے اور اس کو معاہدہ یا دولایا کعب نے کہا کیسا معاہدہ اور  
 کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم امیر ان سے کوئی معاہدہ نہیں جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہ عرض کیا۔ عضل وقارہ یعنی جس طرح قبیلہ عضل اور قارہ نے اصحاب رجب یعنی غیب رضی اللہ عنہ کے  
 ساتھ غد کیا، اسی طرح انھوں نے بھی غداری کی۔ سیرۃ ابن ہشام منہاج ۲، زرقانی ص ۱۱۱ ج ۱۲  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی غداری اور بد بھدی سے صدمہ ہوا۔ کافروں نے ہر طرف سے  
 مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ باہر کے دشمنوں کا ہڈی دل سانسنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اندرونی دشمن  
 یعنی قرظہ بھی ان کے ساتھ مل گئے، ہر شخص مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا۔ انفرض مسلمانوں کے لئے  
 عجب پریشانی کا وقت تھا، جاڑوں کی راتیں تھیں اور کئی کئی دن کا ناکہ تھا۔

حق قبل شانہ نے سورۃ احزاب میں اس موقع کا حال اس طرح بیان فرمایا ہے۔

اِذْ جَاؤُكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ  
 مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ  
 الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِأَنَّكُمْ  
 اَلْقُتِلُوهَا هَٰذَا لَبِثَ الْيَوْمُ ثَنِيونَ  
 وَمِن لَّدُنَّا يَٰ زُلَٰفَ لَٰكُمُ الشَّيْءُ يَدُ ٱلْءَٰلِہِ  
 یاد کرو اس وقت کو کہ جب دشمن تمہارے سر پر  
 آ پہنچے اور پرکھ جانے لگے اور نیچے کی جانب سے  
 بھی اور نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کچھ منہ کرانے لگے  
 اور خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔  
 اس جنگ کا اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلاک گئے۔

یہ وقت ابتلا اور آزمائش کا تھا۔ ابتلا کی کسوٹی پر نفاق اور اخلاص کو کسا جا رہا تھا۔ اس  
 کسوٹی نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ چنانچہ منافقین نے حیلے اور پہلے شر دے کئے اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دیر ہوئے گی ورنہ سے غیر محفوظ ہیں۔ بچوں اور عورتوں کی حفاظت  
 ضروری ہے ہم اس لئے اجازت چاہتے ہیں

يَقُولُونَ اِنْ بَسُوْنَا غُورًا وَكُنَّا مَنَا  
 هِیْ يَبْعُوْنَا يَٰ اِنْ يَرِیدُ ذٰلِكَ الْاِنْدِیَ ٱلْءَٰلِہِ  
 منافقین یہ کہتے تھے کہ تحقیق ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ  
 خالی نہیں تھے۔ انھیں جہاں گناہ چاہتے ہیں سہلے یہ جیسے بہا کر رہے ہیں۔

اور مسلمان بن کے قریب اعلانِ اہدایاں سے گزر رہے تھے ان کی یہ حالت ہر نبیِ برحقِ جل شانہ نے بیان فرمائی۔

وَلَمَّا سَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَخْذَ ابَّ  
قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ  
رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا

اور اہل ایمان نے جب کافروں کی فوجیں آ رہی تھیں تو یہ  
ساختہ یہ کہا یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول  
نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کلمہ رسول نے یہ کہا ہے  
اور اس سے ان کے یقین اور اطاعت میں اور بڑھائی ہو گئی

غرض یہ کہ یہود اور منافقین سب ہی نے اس لڑائی میں بدعتی کی اور مسلمانانہ اندوہی اور سیرتِ نبوی  
دشمنوں کے محارہ اور نرمی میں آ گئے محارہ کی شدت اور سختی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال  
ہوا کہ مسلمان بمقتضائے بشریت کہیں گھبرانے جائیں اس لئے یہ قصد فرمایا کہ عیسیٰ بن حصن اور عدوت  
بن عوف سے (جو قبائل غطفان کے قائد اور سردار تھے) مدینہ کے نخلستان کے تہائی پھل لے کر  
ان سے صلح کر لی جائے تاکہ یہ لوگ اہل ایمان کی مدد سے کندہ کش ہو جائیں اور کافروں کو اس حصار  
سے نجات ملے چنانچہ آپ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا، ان دونوں  
نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے اگر ایسا ہے تو ہم اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔  
یا آپ محض اندازہ شفقت و درافت ہمارے خیال سے ایسا قصد فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا  
کوئی حکم نہیں۔ محض تمہاری خاطر میں نے ایسا ارادہ کیا ہے، اس لئے کہ عرب نے متفق ہو کر ایک مکان  
سے تم پر تیر باری ٹھونس کی ہے اس طریق سے میں ان کی شوکت اور اجتماعی قوت کو توڑنا چاہتا ہوں۔  
سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم اور یہ سب کافرانہ مشرک تھے نبیوں کو پوجتے  
تھے اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہ تھے۔ اس وقت بھی ان کی یہ مجال نہ تھی کہ ہم سے ایک خرابی لے  
سکیں، الایہ کہ مہمانی کے طہ پر یا خرید کر ادب جبکہ ہم کو اللہ عزوجل نے ہدایت کی لافعال اور  
بے مثال منت سے سزاؤ فرمایا اور اسلام سے ہم کو عزت بخشی تو انہاں ہم ان کو دیدین یہ نیکم

ہے، عائشہ انہیں اپنا مال دینے کی ہر گز حاجت نہیں خدا کی قسم ہم ان کو سوائے عتو کے کچھ نہیں دے ان سے جو ہو سکتا ہے وہ کر گزریں۔

اور اس بارے میں جو صلح کی تحریر بھی گئی تھی سعد بن معاذ نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ سے لے کر اس کی تمام عبادت مثلاًوی پہلے

دو ہفتے اسی طرح گزر گئے مگر دست بدست لڑائی اور مقابلہ کی نوبت نہیں آئی صرف طرین سے تیرا اندازی ہوتی رہی۔ بالآخر قریش کے چند سوار عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، بہرہ بن ابی دہب، ضرار بن خطاب، نوفل بن عبد اللہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلے، جب خندق پہنچے تو یہ کہا خدا کی قسم یہ محو فریب پہلے عرب میں نہ تھا۔ ایک مقام سے خندقوں کا عرض کم تھا وہاں سے چنانکہ اس طرف پہنچے اور مسلمانوں کو مقابلے کے لئے آواز دی، عمرو بن عبدود جو جنگ بدر میں زخم کھاکر لگا تھا سر سے پاؤں تک فرق آہن تھا۔ مال بن مجاز کہہ کر مقابلے کے لئے آواز دی شیر خدا حضرت علیؑ اس کے مقابلے کے لئے بیٹھے، اسے عمرو بن جحکم اور اس کے رسولؐ کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ عثر نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اچھا میں تم کو لڑائی اور مقابلہ کی دعوت دیتا ہوں عمرو نے کہا تم کسٹن برا اپنے سے بڑے کو میرے مقابلے کے لئے بھیجو میں تمھارے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمھارے قتل کو پسند کرتا ہوں یہ سن کر عمرو کو طیش آگیا اور گھوڑے سے بچنے اُتر آیا۔ اور آگے بڑھ کر حضرت علیؑ پر مار کیا جس کو حضرت علیؑ نے سپر سے مد کا لکین پیشانی پر زخم کیا۔ بعد ازاں حضرت علیؑ نے اس کو دار کیا جس نے اس کا کام تمام کیا۔

حضرت علیؑ نے اللہ اکبر کو نعرہ لگایا جس سے مسلمانوں نے کچھ لیا کہ اللہ عزوجل نے فتح دی۔

نوفل بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا۔ گھوڑے پر سوار تھا، خندق کو پھانڈنا چاہتا تھا کہ خندق میں گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ مشرکین نے اس کو ہزار ہجیم آپ کی خدمت میں پیش کیے کہ اس کی لاش ہمارے حوالہ کر دی جائے آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی فضیلت

اسنا پاک تھا اور اس کی دیت بھی خلیث لٹا پاک ہے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر بھی اور اس کی لعنت ہو  
پر بھی ہمیں خود ہزار کی خصوصیت ہے اور لا شر کی اور بلا کی معاذ کے لاشعان کے حوالے کر دی۔  
سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہدگ پر ایک تیز کرگاہ حضرت سعدؓ نے اس وقت یہ  
دعا مانگی۔

اے اللہ اگر تو نے قریش کی لڑائی ہائی رکھی ہے تو مجھ کو اس کے لئے باقی رکھ کیوں کہ مجھ کو اس  
سے زیادہ کوئی محبوب اور پیاری چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں کہ جس نے تیرے رسول کو ایذا میں  
پہنچائی اور اس کو جھٹلایا اور اس کو حرم آمن سے نکالا اور اے اللہ اگر تو نے ہمارے اعدائے امین  
لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا اور اس وقت تک مجھ کو موت نہ دے  
جب تک کہ نبی قریش کی وقت اور رسوائی سے میری ٹانھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

مکہ کا یہ وطن نہایت ہی سخت تھا، تمام دن تیر اندازی اور سنگ باری میں گزارا کرتے اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا، یہودی آبادی  
وہاں سے قریب تھی حضرت صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپتی بھی اسی قلعہ میں تھیں حضرت خشان  
اس قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے حضرت صفیہؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے  
اندیشہ ہوا کہ کہیں جاسوس نہ ہو اس لئے حضرت صفیہؓ نے حضرت خشانؓ سے کہا کہ اس کو قتل کر دو ایسا ہنو  
کہ دشمنوں سے ہمارے خبری کرے، حضرت خشانؓ نے کہا کہ میں اس کام کا ہی نہیں حضرت  
صفیہؓ اٹھیں اور خیمہ کی ایک بکری لے کر اس یہودی کے سر پر اس زندہ سے ماری کہ اس کا سر بھٹ گیا  
اور فرمایا کہ یہ مرد ہے اور میں عورت ہوں اس نے میں تو ہاتھ نہ لگاؤں گی تم اس کے ہتھیار اُتار لاؤ  
حضرت خشانؓ نے کہا مجھے اس کے ہتھیار لاؤں ان کی ضرورت نہیں، ابن ہشام،

اشناد صحیحہ میں انیم بن مسعودؓ اور شعبیؓ غطفان کے ایک رئیسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت



خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ میں آپ پر ایمان لایا۔ میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں اگر اجازت ہو تو میں کوئی تدبیر کروں جس سے یہ حصار ختم ہو آپ نے فرمایا اے تم ایک تجربہ کار آدمی ہوا کر کوئی ایسی تدبیر ممکن ہو تو کر گنہ۔

فان الحروب خلد عتہ اس نے لکھ لائی نہ ہی مکمل میں حیلہ اور تدبیر کا ہے چنانچہ نبیؐ نے ایسی تدبیر کی کہ قریش اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی اور بنو قریظہ قریش کی امداد سے دست کش ہو گئے۔ (مفسر تفسیر فتح الباری ج ۳۰۱ اور زندگانی پی ۲۲ و پی ۱۱ اور تاریخ طبری ج ۳ میں مذکور ہے)۔

عمر بن عبدود اور زوف کے قتل ہونے کے بعد قریش کے بقیہ سوار شکست کھا کر واپس ہوئے۔ مسند احمد میں ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حصار کی شدت اور سختی کا ذکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا دعا مانگو۔

اللہم استر عوسا وامن اللہ یہاں سے عبیدوں کو چھپا۔ اور ہمارے روعاتنا۔ خوف کو فٹہ کر۔

اللہ صبح بخاری میں ہے کہ یہ دعا فرمائی۔

اللهم منزل الکتاب ومجری السحاب دھانم الاحزاب

اھزمھم وانصرنا علیھم (صحیح بخاری کتاب البیاد باب لا تمزق القعد العذ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور قریش اور غطفان پر ایک سخت ہراس مسلط کی کہ جس سے ان کے تمام نیچے اکھڑ گئے، رسیا اور طنا میں ٹوٹ گئیں، بانٹیاں الٹ گئیں، گردوغبار اڑا کر آنکھوں میں بھرنے لگا جس سے کفار کا تمام لشکر سراپید ہو گیا۔ اسی بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۵۔ مسند احمد ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے مسجد احزاب میں اتھا شکار کھڑے ہو کر دعا مانگی اور اللہ نبیؐ کی مددیت میں ہے کہ زوال کے بعد ۱۲ روز قحط منہ ج ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْعُوا  
بِعَمَلِهِمْ عَلَيْهِمْ رِجًا وَجَنُودًا  
لَمْ تَدْرُوهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ  
بَصِيرًا۔

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم پر  
اس وقت ہوا کہ جب کافروں کے بیٹے لشکر تیار  
سروں پر پہنچے پس اس وقت ہم نے تمہارے دشمنوں  
پر ایک اندھی بھیجی جو تمہاری مدد کیے آسمان سے  
لشکر آمارے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے یہی فرشتے

(الاحزاب، آیت ۹۱)

اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

جَنُودٌ أَلَمْ تَدْرُوهَا سے فرشتے مراد ہیں جنہوں نے کافروں کے دلوں کو مرعوب اور خوفزدہ  
بنایا اور مسلمانوں کے دلوں کو قوی مضبوط کیا۔ اس طرح کفار کا دش ہزار لشکر وہاں سے سراپہ ہر کو  
بھاگا۔ کما قال تعالیٰ۔

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَلَبِهِمْ  
لَمُيَنَّا لَوْ أَخْبَرُوا كَفَى اللَّهُ الْكَافِرِينَ  
اِنْقِطَالٌ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مع ان کے غیظ و  
غضب کے واپس کر دیا اور ذرہ بڑا کسی بھلائی کو  
مائل نہ کر سکے اور اللہ نے بل ایمان کی طرف سے  
روٹی میں کفایت کی اور اللہ تعالیٰ بڑا قزاق اور غلبہ والا ہے

(ذکر قال ۱۳ ج ۲) لہ

مذہبہ بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہما دی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ ہمارے  
قریش کی خبر لاؤں، میں نے عرض کیا میں کہیں پہنچاؤں جاؤں، آپ نے فرمایا :  
انك من قوم سدر

اور بعد ازاں میں نے یہ دعا فرمائی :

اللهم! حفظنا من بين يديه  
ومن خلفه ومن يمينه ومن شماله  
ومن فوقه ومن تحته۔

اے اللہ اس کچھ آگے سے اور پیچھے سے دائیں  
سے بائیں سے اُدھر سے اور نیچے سے  
حفاظت فرما۔

آپ کی دعا سے میرا تمام غم و غم ہو گیا اور نہایت شادان اور فرحان رہا نہ ہوا۔ جب جانے لگا تو یہ فرمایا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا۔ میں ان کے لشکر میں پہنچا تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی اتنا رعب ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حذیفہ نے اربوسیان کو یہ کہتے سنا کہ اگر وہ قریش یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں ہمارے جانور ہلاک ہو گئے، منبر قریش نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اہل اس ہوائے ہم کو سراسیمہ اور پریشان بنا دیا، چلنا پھرنا اور بیٹھنا شکل ہو گیا بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو، اہل یہ کہہ کر اربوسیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔

حذیفہ فرماتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اس کو تیرے مار ڈالوں لیکن آپ کا ارشاد یاد آ گیا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا۔ اس لئے میرا پس آ گیا۔ نہ قافی ص ۱۱۱ ج ۲:

جب قریش واپس ہوئے تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

الآن تغزوهم ولا يغزونا  
نحن نريد اليهم  
اب جہان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے ہم ہی ان پر حملہ کرنے کے لئے چلیں گے  
(بخاری شریف)

میں نے یہ کہہ کر اسلام کے مقابلہ میں کوئی اقدام کر کے اور اسلام فقط اپنا دفاع کرے بلکہ اس کے برعکس اب اسلام اتنا قوی ہو گیا ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام کرے گا اور باجائز حملہ آور ہوگا۔

(تنبیہ) جو لوگ اسلام میں اقدامی جہاد کے لشکر ہیں وہ بخاری کے روایت کے ان الفاظ کو خوب بخوبی پڑھ لیں۔

اذا جب صحیح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تَابِعُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ مُدَقِّقُونَ

۱۰۔ یہ لفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ ابن اسحق کی روایت میں آیا ہے۔ باقی روایت میں صحیح بخاری کی ہے۔ ۱۰۔

اللَّهُمَّ وَعَدَ لَا وَفَّرَ عَبْدَ لَا وَهَرَمَ الْأَحْزَابَ وَحَدَّ لَا۔ (نہاری شریف ص ۵۹)

ابن سعد اور بلذری کہتے ہیں کہ محاصرہ پندرہ دن رہا۔ واقعہ کہتے ہیں یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے۔ سعد بن مسیب فرماتے ہیں۔ چوبیس دن رہا۔ اس غزوہ میں مشرکین میں کئی آدمی قتل ہوئے نوزل بن عبداللہ۔ عمرو بن عبدود۔ یزید بن عبید اور چھ آدمی مسلمانوں میں کے شہید ہوئے۔

(۱۱)۔ سعد بن مساذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲)۔ انس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳)۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴)۔ طغیان بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵)۔ ثعلبہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)۔ کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ ونام حافظ و میا علی نے اضافہ کیے

(۱۷)۔ قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸)۔ عبداللہ بن ابی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## غزوہ بنی قریظہ

ذی قعدہ ۳۵ھ یوم چہارشنبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبریل امین ایک فخر پر سوار ہمارے ہاتھ سے ہتھیار لائے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبریل امین نے کہا دشمنوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں کھوئے اور وہ ہمنواز واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں اور ان کو جا کر متزلزل کرتا ہوں۔

۱۔ نزہتانی ص ۱۲۷ ج ۲۔ ۲۔ ابن مسعود کا بیان ہے کہ جبریل امین موضع خندق رضی اللہ عنہ جگہ پر پہنچے ہزار خانہ کے سجدے میں نہ ہوا تھا کہ قریب آکر کھڑے ہو گئے۔ طبقات ص ۵۴ ج ۲۔ معلوم ہمارے کہ خانہ مسجد میں نہ پڑھیں چاہیے ورنہ خانہ کے سجدے میں ہجرت ہجرت ہجرت۔

۳۔ البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۱۱۶ - (۱۸ شام ج ۱۲، ص ۳۵)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین پہلے سے معاہدہ تھا جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے تو بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ کر قریش کے ساتھ مل گئے۔ اللہ عزوجل نے جب احزاب کو شکست دی تو بنی قریظہ قلعوں میں گھس گئے جبریل امین فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ فوراً بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں آپ نے فرمایا میرے بھائی ابھی تھکے ہوئے ہیں جبریل امین نے کہا آپ اس کا خیال نہ کریں روانہ ہو جائیں میں ابھی جا کر ان کو منزل نزل کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر جبریل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو کر چہر بنی غنم تہام گرد وغبار سے بھر گیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ عبا کہ جو حضرت جبریل کی سواری سے کوچہ بنی غنم میں اٹھا تھا وہ اب تک میری نظروں میں ہے گویا کہ اس وقت میں اس عبا کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ بخاریؒ جبریل امین تو روانہ ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنی قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ راستہ میں جب نماز عصر کا وقت آیا تو اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تم تو بنی قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے بعض نے کہا ہم نماز پڑھے لیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہ تھا۔ کہ نماز قضا کر دی جائے بلکہ مقصود تعمیل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر اظہارِ ناراضگی نہیں فرمایا (بخاری شریف) اس لئے کہ نیت ہر ایک کی بیز تھی۔

فائدہ :

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ جس نے حدیث کے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اس کو بھی اجر ملا اور جس نے اجتہاد اور استنباط کیا۔ اس کو بھی اجر ملا لیکن جن لوگوں نے ظاہر الفاظ پر نظر کر کے بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز عصر ادا نہ کی حتیٰ کہ وقت عصر مکمل کیا تو ان لوگوں کو فقط ایک فیصلت حاصل ہوئی یعنی حکم نبوی کی تعمیل کا اجر ملا اور جن لوگوں نے اجتہاد اور استنباط سے کام لیا۔

اور سب کا کفش رنبوی پیش کیا کہ نماز معترفا کر دی جائے بلکہ مقصود حلقہ پہننا ہے اس لئے نماز عصر راستہ ہی میں پڑھ لی۔ ان لوگوں کو اس اجتہاد اور استنباط کی بدولت دو فضیلتیں حاصل ہوئیں ایک فضیلت حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اور دوسری فضیلت صلوٰۃ وسطیٰ و نماز عصر کی محافظت کی (جو در حقیقت بے شمار فضائل کو متضمن اور شامل ہے جس کی محافظت کا حکم قرآن کریم میں آیا ہے حافظوں علی الصلوٰۃ والصلوات الوسطیٰ اور حدیث میں ہے کہ جس کی عمر کی نماز فوت ہو گئی اس کے اعمال جسطا ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر الفاظ پر عمل کرنے والوں پر اگرچہ اظہار ناراضی نہیں فرمایا اس لئے کہ نیت بخیر تھی بلکہ جن لوگوں نے اجتہاد اور استنباط سے کام لیا ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔  
(فتح الباری ص ۳۱۶ ج ۴)

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو رایت اسلام دے کر روانہ فرمایا جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں (جو ایک مستقل اور ناقابل عفو جرم ہے)

اور اس کے بعد آنحضرت خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنی قریظہ کا محاصرہ کیا بچپس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اس اثنا میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے یہ کہا کہ میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کر لو تاکہ تم کو اس مصیبت سے نجات ملے۔

اول یہ کہ ہم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور اس کے متبع اور پیروں بن جائیں۔

فرا لہ لقد تبین لکم انہ لنبی  
مرسل وانہ للذی تجدونہ  
فی کتابکم فتأمنون علی دماکم  
واموالکم وابناءکم وناساءکم  
کیونکہ خدا کی قسم تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی  
ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور  
تحقیق یہ بھی بنی ہیں جو تم کو تورات میں لکھا پاتے ہو۔ اگر  
ایمان لے آؤ گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں

سب محفوظ ہو جائیں گے۔

بنی قریظہ نے کہا کہ ہم کو مینگو نہیں۔ ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے۔ کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ تجوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکھت ہو کر پوری ہمت اور تندرستی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرو اگرنا کام ہے تو تجوں اور عورتوں کو کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ بنو قریظہ نے بلا وجہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے زندگی کا تلف کیا ہے۔ کعب نے کہا اچھا اگر مینگو نہیں تو میری بات یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے بائیں وچہ مطمئن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو، بنو قریظہ نے کہا اے کعب تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلام اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بند رہا اور سوز بنائے گئے پھر تو ہکو اسی کا حکم دیتا ہے، الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا

ابو بابتہ بن عبد المذزر رضی اللہ عنہ سے بنی قریظہ کے حلیفانہ تعلقات تھے اس لئے ان کو یہ امید ہوئی کہ شاید وہ اس آٹے وقت میں ہماری کوئی مدد کر سکیں اس بنا پر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابو بابتہ کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں آپ نے ابو بابتہ کو اجازت دی۔ ابو بابتہ کو دیکھ کر سب جمع ہو گئے، بچے اور عورتیں ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ دیکھ کر ابو بابتہ کا دل بھر آیا۔ بنو قریظہ نے جب ان سے یہ دریافت کیا کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منظور کریں اور آپ کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ ابو بابتہ نے کہا ہاں بہتر ہے لیکن حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ذبح کئے جاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا اے قتل کا ہے۔ ابو بابتہ اپنی جگہ سے ابھی چٹے نہ تھے فوراً متنبہ ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی اور سیدھے وہاں سے مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے کو ایک ستون سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اس وقت تک اس جگہ سے نہ ٹلوں گا

اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ نبی قرظیہ میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور جس شہر میں اللہ اور اُس کے رسول کی خیانت کی ہے اس کو کبھی نہ دیکھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا اگر وہ سید حامیر سے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے استغفار کرتا لیکن جب وہ ایسا کر گزرا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ نازل نہ فرمائے۔<sup>۱۵</sup>

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے جس طرح خزر ج اور بنو نغیر میں حلیفانہ تعلقات تھے، اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں حلیفانہ تعلقات تھے اس لئے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزر ج کے اتھاس پر حضور نے بنی نغیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری دستہ عیار بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھارا فیصلہ تم ہی میں کا ایک شخص کر دے انھوں نے کہا یا رسول اللہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے مسجد نبوی میں ایک غیمہ لگا دیا تھا کہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں ان کے جانے کے سے آدمی بھیجا چار پر سوار ہر کوئی شریف لائے جب آپ کے قریب پہنچے تو یہ فرمایا:

قوموا الی استیدکم  
اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو

جب انارک بچھا دئے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا ہے سعدؓ نے کہا میں ان کی مابست یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے کون سے لڑنے والے یعنی موقوف کئے جائیں اور غرض اور بچے میرے لئے لڑیں اور غلام بنائے جائیں اور اُن کا تمام مال و اسباب سلاہوں میں تقسیم کیا جائے اپنے ارشاد فرمایا بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

بعد ازاں حضرت سعدؓ نے یہ دعا مانگی

۱۵۔ ابن ہشام، ج ۲، ص ۱۲۶۔۱ - البیاض والنبایہ ج ۱، ص ۱۱۹

۱۶۔ اور یہ یمن میں لائے جائیں کہ اپنے سردار کے جانے کے لئے اٹھ کر نہ کہ وہ بیمار تھے۔ ۱۷۔



اے اللہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ کچھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں کہ اس قسم سے جہاد کروں جس قسم نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور جرم سے اس کو نکالا۔ اے اللہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے امین لڑائی کو ختم کر دیا ہے۔ پس اگر قریش سے ابھی لڑنا باقی ہے تو جھک کر زندہ رکھ تاکہ تیری سزا میں اُن سے جہاد کر دے اور اگر تو نے لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس ختم کو جاری کر دے اور اسی کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ موما کا قسم کرتا تھا کہ ختم نہ جاری ہوگا اور اسی میں وراثت پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرش بل گیا۔ رواہ البخاری اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے تمام دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور آسمانوں کے فرشتے ان کی روح کے چڑھنے سے مسرور ہوئے (رواہ الحاکم، فتح الباری، مناقب سعد بن معاذ)۔

انہی شہزادہ فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے جو اس سے قبل کبھی آسمان سے نازل نہ ہوئے تھے (ذکرہ ابن عابدی وداہ البربر وداہ اسادہ جیدہ)

چنانچہ انصار میں سے کسی نے اس بارے میں شیخ کو کہا ہے !  
 وما اهتز عرش الرحمن لم يمت الموتى  
 سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُ بِكَ

۱) استیعاب لابن عبدالبر ص ۳۲ ج ۲ ترجمہ سعد بن معاذ (رض)  
ہم نے سوائے سعد بن معاذ کے اور کسی مرنے والے کے لئے کبھی نہیں سنا کہ عرش خداوندی اس  
کے مرنے سے ہلا ہو۔ امدان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی واللہ سبحانہ تعالیٰ علم روضہ لا نفث<sup>۱۹۳</sup>  
تمام نبی قرظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں ان کو ٹھہرا  
رکھا گیا اور بازار میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے  
نکلوا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حمی بن اخطب اور سردار بنی قرظہ کعب

بن اسد کی بھی گردن ماری گئی۔ جی بنی انصہب جس کے کہنے سے کعب بن اسد سردار بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بد عہدی کی اور معاہدہ توڑا جب آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ واللہ میں اپنے نفس کو آپ کی دشمنی کے بارے میں ملامت نہیں کرتا لیکن حق یہ ہے کہ خدا جس کی مدد نہ کرے اس کا کوئی مددگار نہیں پھر لوگوں کی طرف دیکھا اسے لوگوں کو کچھ مضائقہ نہیں اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے جو سزا مقرر کی تھی اور جو مصیبت ان کے لئے لکھ دی تھی وہ پوری ہوئی یہ دیکھ کر جی میٹھ گیا اور اس کی گردن ماری گئی عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی عورت قتل نہیں کی گئی جس کا یہ جرم تھا کہ اس نے کوٹھے سے بچی کا پاٹ گرایا تھا جس سے غلام بن سوئٹہ شہید ہوئے۔ ۱۲۔ ابن ہشام اس عورت کا نام بتا نہ تھا۔ حکم قرظی کی بیوی تھی۔ عیون الاثر ۵۵: ۲۵۰

ترمذی۔ نسائی۔ ابن جہان میں حضرت جابر سے باسناد صحیح مروی ہے کہ ان کی تعداد چار سو تھی اور سب بانی قریظہ یعنی قیادیوں کو فروخت کرنے کے لئے نجد اور شام کی طرف بھیجا گیا اور ان کی قیمت سے گھوڑے اور بھیا خریدے گئے اور حرمال و اسباب بنی قریظہ سے غنیمت میں لانا تھا وہ مسالوں پر تقسیم کیا گیا۔

بنی قریظہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی۔

وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا هُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاحِيهِمْ وَقَذَفَتْ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ذَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَادْرَأَكُمُ أَسْرُسَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَسْرٍ مُّطْلُوقًا هَٰذَا الَّذِي كَفَىٰ لَكُمْ غِيًّا	اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے قتلوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا ایک گروہ کو قتل کرتے تھے اور ایک گروہ کو قید کرتے تھے اور اللہ نے تم کو وارث بنایا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا جس پر تم نے ابھی تک قسمیں نہیں کھائی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے
---	---

تنبیہ دینی قرینہ کے متعلق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ عین قورات کے مطابق تھا جس پر ان کا ایمان تھا۔ چنانچہ قورات سفر استنثار بابِ تہم آیت و ہم میں ہے۔ جب تو کسی شہر کے پاس لڑنے کے لئے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ اگر وہ صلح منظور کرے اور تیسرے دن وہان کھول دے تو ساری مطلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند قدوس تیرا خدا اُسے تیسرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تمہارے سے قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور معاشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہر اس کا سامان لوٹ لینے والے اور تو اپنے دشمنوں کی لوٹ کو جو خداوند تیسرے دن لے کر آئے ہے کھا کر لے

اور ابولبابہؓ مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے تھے صرف نماز اور قضاء حاجت کے لئے کھول دیئے جاتے تھے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ میں اسی طرح رہوں گا یہاں تک مر جاؤں یا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمائیں چھ روز کے بعد عہد کے وقت ان کی توبہ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے اجازت لے کر ان کو بشارت سنائی اور مبارک باد دی۔ مسلمان دودے کو ان کو کہیں۔ ابولبابہؓ نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کہوں گے اس وقت نہ کھوں گا چنانچہ آپ جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو خود سب مبارک سے ان کو کھولا۔

نکتہ ۱۰: ابولبابہ رضی اللہ عنہ پر ہدایت کی کیفیت طاری ہوئی کہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے بانہ خدا والا در قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کہوں اس وقت تک اس ستون سے بندھا رہوں گا اگر میری موت آ جائے یہ ایک خاص کیفیت اور خاص حالت تھی جو کبھی کبھی خداوند ذوالجلال کے متین و مخلصین پر طاری ہوتی ہے

اسی کو اصطلاح میں حال کہتے ہیں جس کو اللہ اس کے رسول نے پسند فرمایا حق جل شانہ نے ابوبکرؓ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَخَوْنَا**  
**أَمَانَاتَكُمْ** مَا نَسْتُمْ تَعْلَمُونَ **الْأَيُّهَا** ای اخیر آیات اور ان کی ترہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی  
**وَأَخَذُوا** انہوں نے اپنی نوبت پر ہر ایک کو اپنے عمل و اصلاح و اخلاق و سیدائے عسی اللہ ان یتوب  
**عَلَيْهِمْ** ان اللہ محفوظ رکھیں **وَالْبُكْرَةُ** پہلی دن تک مسجد کے ستون سے بند رہے جب آیت نازل  
ہوئی تو خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تشریف لے گئے اور ابوبکرؓ کو بشارت سنائی اور خود دست  
مبارک سے ان کو کھولا۔

معلوم ہوا کہ جوشِ محبت میں اس قسم کے احوال اور کیفیات کا طاری ہونا عند اللہ اور عند الرسول  
محسن اور پسندیدہ ہے اس کا انکار کسی طرح مناسب نہیں ایسی کیفیات اور حالات کا طاری ہونا عقلاً  
عشق اور محبت کے لازم میں سے ہے جو لوگ حضراتِ مصفیہ کرام کے حال اور وجد کے منکر ہیں گمان  
ایسا ہوتا ہے کہ ان کا دل جوشِ محبت سے خالی ہے، جب آدمی کو جوشِ آتشے تو اپنا پش نہیں رہتا  
انہی کے نیچے جب آگ زیادہ ہوگی تو آہِ بال کا آنا لازمی نہیں ہے، یہ پر مال و ہوا اور حال کا انکارنا ممکن اور  
محال ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں جب آیات قرآنی کا نزول ہوا تو صدیق اکبر نے عائشہ صدیقہ سے کہا کہ اے بیٹی! اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر یہ ادا کر۔ عائشہ صدیقہ نے کہا انا لا اشکر الا ربی میں تو سوائے خدا کے کسی کا شکر نہ کروں گی

یہ بھی شکوہ و جہد کی ایک کیفیت تھی کہ خلع و ذوالجلال کے اس بے مثال انعام کو دیکھ کر ایسا سرور طاری ہوا کہ اس نے اس درجہ غمخوار بنا دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکریہ سے بھی انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ صاحبِ مال معذور ہے ورنہ حقیقت یہ سب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی برکت تھی نزولِ برارت کی وجہ سے عائشہ صدیقہ پر

ایک سرکاری کیفیت طاری ہوگئی اس حالت میں یہ کلمات زبان سے نکل گئے۔ لہذا توضیح مافادہ  
ایشیخ عبدالحی المحمّد المدحوی فی مدارج النبوة

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب سے نکاح

اسی سال یعنی شہ میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے  
نکاح فرمایا۔

قال قتادة والواقدي وبعض اهل  
المدينة تزوجها عليه السلام  
سنة خمس من اربع مئة في ذي  
القعدة قال الحافظ البيهقي تزوجها  
بعد بني قريظة وقال خليفة بن  
خياط وابو عبيدة ومعمربن  
المثنى وابن مسعود تزوجها  
سنة ثلاث والاول اشهر وهو الذي  
سله ابن جرير وغير واحد من  
اهل التاريخ البداية والنهاية ۱۳۵ھ

قتادہ اور واقدی اور بعض علماء مدینہ کا قول یہ  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب  
سے شہ میں نکاح کیا اور بعض نے اس پر یہ  
اضافہ کیا کہ ماہ ذی قعدہ میں کیا اور امام بیہقی فرماتے  
ہیں کہ حضرت زینب سے نکاح بعد غزوہ بنی قریظہ  
کے کیا اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبیدہ اور عمر  
اور ابن مندہ یہ کہتے ہیں کہ شہ میں نکاح کیا  
اور سیلا قول یعنی شہ میں نکاح کا ہونا یہی  
زیادہ مشہور ہے اور اسی کو ابن جریر اور بہت  
سے مؤرخین نے اختیار کیا ہے۔

حضرت زینب کے نکاح کا مفصل تقدہ انشاء اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کے بیان میں آئے گا۔

## نزول حجاب

اور حضرت زینب ہی کے ولیمہ میں آیت حجاب نازل ہوئی یعنی یہ آیت کریمہ وَإِذَا  
سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ دُونِ جَبَابٍ۔ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اس

آیت کو آیت حجاب کہتے ہیں کہ عورت ایسے شخص کے سامنے نہ آئے کہ جس سے اس کا نکاح جائز ہو اور سورہ نور میں جو آیتیں نازل ہوئیں یعنی قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ لِيُغْضِقْنَ مِنْ أْبْصَارِهِنَّ وَيُحْفَظْنَ مِنْ ذُنُوبِهِنَّ وَلَا يُنْكِحْنَ مَنْ يَبْتَغِيَنَّ أَكْثَرُ مَا ظَهَرَ مِنْهَا إِلَى قَوْلِهِ لِيُعْلَمَ مَا يَحْفَظْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ یہ آیتیں دربارہ ستر عورت نازل ہوئیں یہ آیات ستر کہلاتی ہیں بدن کے کتنے حصہ کو ہر وقت مستور اور پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اور بدن کے کتنے حصہ کا کھلا رکھنا جائز ہے مثلاً گھر میں چہرہ اور ہتھیلیوں کا ڈھکنما واجب نہیں ان اعضا کو اگر ہر وقت گھر میں بھی سنور رکھنا واجب اور فرض ہو تو دشواری ہو جائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کے سامنے چاہے کھول لیا کر۔ اگر چہرہ کھولنے کی سب کے سامنے اجازت ہو تو پھر حجاب اور پردہ کے حکم نازل کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اس کی تفصیل بھی انشاء اللہ حضرت زینب بی کے قصہ میں آئے گی۔

۴

## سیرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ بسوی قرطاء

### ۱۰ محرم الحرام ۳۰ھ

۱۰ محرم الحرام ۳۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سواروں کو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قرطاکہ کی جانب روانہ فرمایا۔ چاکران پر چھاپا مارا۔ دس آدمی قتل ہوئے باقی بھاگ گئے۔ دیر بعد سو اڈٹ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ سب کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انیس دن کے بعد ۲۹ محرم کو یہ لوگ مدینہ پہنچے نفس نکال کر مال غنیمت آپ نے غنائم پر تقسیم فرمایا تقسیم غنائم میں ایک اڈٹ کو دس بکریوں کے معادل قرار دیا۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ لوگ سردار بنی حنیفہ ثمامہ بن ثعلاب

۱۔ قرطاء۔ قبیلہ بنی بکر کی ایک شاخ ہے، مدینہ منورہ سے سات دن کے راستہ پر ہے مقام وادی میں بستے تھے۔ از رتانی

گزرنا کر کے آپ کی خدمت میں لائے آپ نے اُن کو مسجد کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔  
 وہاں کہ مسلمانوں کی نماز بارگاہِ خداوندی میں عجز و نیاز کا نظارہ کریں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا اور  
 ان کے عمل کو دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہوتی تھی۔ اُن کے انوار و برکات اندر ہی اندر دلوں کی ظلمتوں  
 اور تاریکیوں کو مٹا کر تھے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے شام میری نسبت  
 تمھارا کیا گمان ہے شام نے کہا میرا گمان آپ کے ساتھ اچھا ہے۔

ان تقتل تقتل ذ ادم وان تنعم  
 تنعم علی شاکر وان نکنت ترتید  
 الہمال نسل منه ما شئت ہ  
 اگر آپ قتل کریں تو ایک خونی کو قتل کریں گے جو قتل  
 کا مستحق ہے اور اگر انعام و احسان فرمائیں تو ایک شکر  
 گزار پر انعام و احسان ہوگا اور اگر مال مطلوب ہے  
 تو جتنا چاہیں مانگ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کو نماز گزرنے کے دوسرے روز پھر دوسرے گزرے اور شام  
 سے دریافت فرمایا اے شام میری نسبت تمھارا کیا گمان ہے شام نے آپ کا مطلق محسوس کر کے پہلا  
 اور تیسرا جملہ مذمت کر دیا اور صرف اس قدر کہا۔

ان تنعم تنعم علی شاکر  
 آپؐ کو پھر خاموش گزرنے، تیسرے روز پھر اس طرف سے گزرے اور وہی سوال فرمایا شام  
 نے کہا میرا گمان وہی ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔

آج شام نے ان قسم تنعم علی شاکر کو بھی مذمت کر دیا اور اپنا سواط آپ کے خلق جمیل اور عفو و کرم  
 پر چھوڑ دیا، آپؐ نے محاب سے مخاطب ہو کر فرمایا شام کو کھول دو۔ ابنِ الحنفی کی روایت میں ہے کہ خود شام  
 سے آپؐ نے یہ فرمایا۔

قد عفوت عنک یا شامۃ و اعتقتک  
 شام رہا ہوتے ہی مسجد کے قریب کے ایک نخلستان تھا وہاں جاکر غسل کیا اور پھر مسجد میں آئے





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ  
 الْعَلِيمِ عَنِ الَّذِينَ ذُنُوبٌ وَقِيلَ لَهُمُ اتَّوْبُوا  
 سُدَّ بَيْدُ الْعِقَابِ فِي لَطُولِ كَالِ الْهَيْ  
 الْكَاهِرِ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

یہ کتاب اتاری گئی ہے اُس اللہ کی جانب سے جو غالب ہے  
 اور دانا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ کا  
 قبول کرنے والا اور مجرموں کو سخت سزا دینے  
 والا اور دوستوں کو بڑا انعام دینے والا ہے اس کے  
 سوا کوئی معبود نہیں کسی کی طرف لوٹ کر سب کو باٹنا۔

اور بعد ازاں لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا بظلال انصاف تو کرو کہ اس کلام مجہول نظام کو میلہ کذاب  
 کے ہڈیاں سے کیا نسبت۔

حضرت ثناء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور اخلاص میں دودھے ہوئے یہ کلمات اثر کر گئے  
 تین ہزار آدمی میلہ کذاب کا ساتھ چھوڑ کر آغوش اسلام میں آ گئے۔ (زر قافی ص ۱۴۲)

ابن النخعی کی روایت میں ہے کہ جب اہل یامہ مرتد ہوئے تو حضرت ثناء نے ان لوگوں کو میلہ  
 کذاب کے آہٹ سے روکا اور یہ فرمایا:

ایا حکم و امر مظلما لا نور فیہ و انہ لشقاۃ کتبہ اللہ عز وجل علی  
 من اخذ بہ منکم دیلا علی من لم یأخذ منکم یا بنی حنیفۃ

اے لوگو تم اپنے کو اس تاریک امر سے بچنا نہیں  
 کہیں نور کا نام و نشان نہیں البتہ تحقیق یہ شقاوت  
 اور بد بختی ہے جس کو اللہ عز وجل نے ان لوگوں کے  
 حق میں لکھ دیا ہے جنہوں نے اس کو قبول کیا اور

ابتدار اور امتحان ہے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے اسے اختیار نہیں کیا اے بنی حنیفہ اس  
 نصیحت کو خوب سمجھ لو۔

لیکن حضرت ثناء نے جب یہ دیکھا کہ نصیحت کا اگر نہیں بولی اور لوگ کثرت سے اُس کے متبع ہو گئے  
 تو جو مسلمان ان کے ساتھ تھے ان سے فرمایا خدا کی قسم میں اس شہر میں ہرگز نہ رہوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں  
 کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا ہے جو میرے ساتھ چلنا چاہا ہے وہ چلے ثناء مسلمانوں

کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے اور حاکم علامہ ابن حنفیہؒ کے ساتھ مل گئے اور اس بارے میں حضرت ثمامہؓ نے کچھ اشعار کہے۔

دَعَانَا إِلَى تَرْكِ الدِّيَانَةِ وَالْهَدْيِ      مَسِيلَةَ الْكَذِّابِ اِذَا جَاءَ يُسْجَعُ  
مسئلہ کذاب نے ہم کو دین اور ہدایت کے چھوڑنے کی طرف ہم کو گمراہ کیا جس وقت کہ وہ کاذبوں کے سے بچ کر ہٹتا  
فِيَا عَجَابًا مِّنْ مَّعْشَرٍ قَدْ تَنَالَعُوا      لَهُ فِي سَبِيلِ الْغَىِّ وَالْغَىِّ اِشْتَعَمَ

تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کے اتباع سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا حالانکہ گمراہی بہت ہی بُری چیز ہے۔  
لَکَذَانِی الْاِسْتِعَابُ الْاِبْنِ عَبْدِ الْوَلَدِ تَرَجُّمًا مِّنْهُ

## غزوہ بنی لحيان

### ربیع الاول ۱۰ھ

یکم ربیع الاول ۱۰ھ کو آپؐ بنفس نفیس عاصم بن ثابت اور انیسب بن عدی اور دیگر شہداء ریح کا بدلہ لینے کے لئے دینو سواروں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ بنو لحيان آپؐ کی خبر پاتے ہی بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھے ایک دو روز یہاں قیام فرمایا اور اطراف و جہان میں چھوٹی چھوٹی میمن روانہ کیں جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی دس سواروں کے گرد روانہ فرمایا۔ بلا جہل و قتال آپؐ واپس ہوئے اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے۔ آيِسُوْنَ تَائِيْتُوْنَ عَابِدُوْنَ رَبَّنَا حَامِدُوْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ وُغْمَةِ السَّفَرِ وَكَأْتَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسَوْءِ الْمَنْظَرِ الْاَهْلُ وَالْمَالُ۔ طبقات ابن سعد ص ۶۶۶ زر قالی ص ۱۲۱۔

## غزوہ ذی قرد

### ربیع الاول ۱۰ھ

ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد فطغان کے قریب ہے رسول اللہ صلی علیہ وسلم

کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عیدینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی ہمراہی میں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحب زلوے کو جرأونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے ان کو قتل کر ڈالا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہیرو کو پکڑ کر لے گئے۔

سلطنت بن اکوع اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر پامبا  
 حاہ کے مین لغرے لگائے جس سے تمام مدینہ گونج اٹھا۔ سلطنت بن اکوع بڑے تیز انداز تھے، دوڑ کر ان کو  
 پانی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا۔ ان پر تیر برس اتنے جلتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جلتے تھے۔

انا ابن الكرع واليوم يوم الرضع

میں کو رنج و غم ہوں، اور آج کے دن معلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کینہ ہے۔

یہاں تک تمام اونٹیاں اُن سے چھڑائیں اور تیس بیس مہینے چا دیں اُن سے الگ تھیں۔  
ان کے جلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانسویاسات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور  
تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے مدعانہ ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے  
تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر اُن کا مقابلہ کیا۔ دواؤمی مشرکین میں کے مارے گئے ایک سعدہ بن عکرمہ  
جس کو ابو قتادہ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر کو جس کو عکاشہ بن محصن نے قتل کیا اور گالانوں میں سے  
محرز بن نضله رضی اللہ عنہ جن کا لقب انحرث ہے عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

[illegible]

سلطہ بن کوع غنے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کو فلاں جگہ پیاسا  
 تھوڑا پایا ہوں، اگر سو آدمی جھکول جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا،  
 یا ابن اکاعور ملک فاس حجہ اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر لے  
 مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شبانہ روز وہیں  
 مقیم رہے اور صلوة الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے، زندہ تالی ۱۵

### سریہ عکاشتہ بن محسن رضی اللہ عنہ لبسوی غمرہ

اسی ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشتہ بن محسن کو چالیس  
 آدمیوں کے ہمراہ غمر کی جانب روانہ کیا لیکن وہ لوگ خبر پاتے ہی بھاگ گئے جب وہاں کوئی نہ ملا  
 تو شجاع بن وہب کو ادھر ادھر تلاش میں روانہ کیا قرآن سے ان کو ان کے مریشیوں کا کچھ پتہ نہ  
 چلا انھیں میں کا ایک شخص ان کے ہاتھ لگ گیا، اُس کو پکڑ لائے اور اس سے پتہ دریافت کیا، وہاں  
 پہنچ کر بچا پہارا دستاؤں غنیمت میں لے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱۲)

### سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لبسوی ذی القصدہ

ربیع الآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے  
 ساتھ ذی القصدہ کی طرف بنی ثعلبہ اور بنی عموال کے مقابلہ میں روانہ فرمایا۔ رات کو پہنچے اور پہنچ کر  
 سو گئے، غنیمت پہاڑوں میں چھپ گیا جب یہ سو گئے تو سوا آدمیوں نے اگر شب خون مارا اور سب کو  
 خبیثہ کر ڈالا۔ محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے، ایک مسلمان ادھر سے گزرا  
 اور محمد بن مسلمہ کی لاش کو اٹھا کر مدینہ لایا۔

۱۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵،

## سریہ ابو عبیدہ بن الجراح سوی القصۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انتقام لینے کے لئے ابو عبیدہ کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصۃ کی طرف روانہ فرمایا پہنچ کر ان پر حملہ کیا شکست کھا کر بھاگ گئے ابو عبیدہ ان کے مولیٰ بنجر لائے اور مدینہ واپس ہوئے اس کو سریہ ذی القصۃ ثانی کہتے ہیں۔

## سریہ ججووم

ربیع الآخر ۶ھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو ججووم کی جانب جوہنہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے، بنی سلیم کے مقابلہ میں روانہ فرمایا وہاں پہنچ کر ایک عدت مل گئی جس نے ان کا پتہ دیا۔ کچھ قیدی اور کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں وہاں سے لے کر دو دن کے بعد واپس ہوئے۔

## سریہ عیص

جمادی الاولیٰ ۶ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک کاروان تجارت شام سے واپس آ رہا ہے اس اطلاع کے سننے پر آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ عیص کی طرف روانہ فرمایا۔

یہ مقام مدینہ سے چاندن کے راستہ پر ہے، ساحل کے قریب واقع ہے۔ یہاں سے قریش کے تہارتی قافلے گزرتے ہیں۔

مسلمانوں نے پہنچ کر سب قافلہ داروں کو گرفتار کر لیا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا سب کو مدینہ حاضر ہوئے، قیدیوں میں آپ کے داماد ابوالواص بن ربیع بھی تھے، آپ کی صاحبزادی

حضرت زینب نے ان کو پناہ دی اور آپ نے بھی ان کو پناہ دی اعلانِ کمال و اسبابِ واپس کیا۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی واپسی اور ان کے اسلام کا مختصر قصہ غزوہ بدر کے بیان میں گزر چکا ہے۔

## سریہ طُرف

(جمادی الاخریٰ)

طُرف ایک جنگ کا نام ہے، مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے، زید بن حارثہ کو ہندو آویں کے ساتھ بنی ثعلبہ کی سرکوبی کے لئے اس چشمہ کی طرف روانہ فرمایا۔ غنیمت بھاگے اور زید بن حارثہ کچھ اونٹ اور بکریاں لے کر مدینہ واپس ہوئے۔

## سریہ حُشمی

(جمادی الاخریٰ)

وحیدؓ بھی رضی اللہ عنہ، حضور کا والائے لے کر قیصرِ روم کے پاس گئے تھے وہاں سے واپس آ رہے تھے قیصر کے دئے ہوئے ہدایات اور مخالفت آپ کے ہمراہ تھے جب حُشمی کے قریب پہنچے تو بُنیہ جذامی نے قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کو لے کر ٹاکہ مارا صرف ایک بُزانی اور بوسیدہ چادر چھوڑ دی باقی کپڑے اور سامان سب چھین لیا۔ رفاعہ بن زید جذامی (جو مشرت باسلام ہو چکے تھے) جب ان کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ چند مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر پہنچا اور بُنیہ سے وہ تمام سامان چھین کر حضرت وحید کو واپس دلایا، وحید مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کی۔ آپ نے ہانتو سما پر زید بن حارثہ کی سرکردگی میں حُشمی کی طرف روانہ کیا، یہ لوگ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے، جب کو پہنچے ہی ایک نام ان پر چھاپا ہمارا، ہنید اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔ سو عورتیں اور بچے گرتا ہوئے ایک ہزار اونٹ اور پانچ

۱۵۰ - لیلیٰ ابن سعد ج ۲، ص ۶۳۰، ۶۳۱ - حُشمی - ہادی القرنی کے قریب موضع ہے جہاں قبیلہ جذام

آیا، ابی ابن سعد اور ابن سیداناس کہتے ہیں کہ سریہ جمادی الاخریٰ میں ردائیکین اور جافظ بن قیم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ

میل مدینہ کے بعد کا ہے اس لئے کہ مدینہ سے دسویں کے بعد حُشمی کو قیصر روم کے پاس والائے لے کر روانہ

فرمایا ہے۔ زندقالی ۱۵۵ ج ۲

چار بکریاں ہاتھ لگیں، چونکہ انہی کے ساتھ رفاعہ بن زید کے لوگ بھی رہتے تھے جو مسلمان تھے فطیل سے ان کے بچے اور عورتیں گرفتار ہو گئے، رفاعہ بن زید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت علی کو ان کے ہمراہ روانہ کیا کہ زید کو حکم دیں کہ تمام قیدی چھوڑ دیے جائیں اور سب مال واپس کر دیا جائے حتیٰ کہ زندہ اور کجاوہ واپس دے دیا جائے۔

## سریہ وادی القریٰ (رجب ۱۰ھ)

ماہ رجب میں زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کے لئے وادی القریٰ کی جانب روانہ فرمایا، چند مسلمان شہید ہوئے اور زید بن حارثہ زخمی ہوئے۔

## سریہ و مہ الجندل (شعبان ۱۰ھ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ البرکۃ اور عمر اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان اور ابو سعید خدری اور دوسوان میں سب آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک زوجہ انصاری حاضر نہ ہوئی۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا

یا رسول اللہ! ای المؤمنین افضل  
کیا رسول اللہ سب سے بہتر کوئی مسلمان ہے۔  
آپ نے فرمایا۔

احسنہم اخلاقا  
جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں  
بعد ازاں اس نے سوال کیا۔

فاتی المؤمنین اکیس  
کون مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار اور مجاہد ہے۔

آپ نے فرمایا :

اكثرهم للموت ذكرا واكثرهم  
استعدا لله قبل ينزل به  
وكتبهم اكاكيا س -  
جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے اور کہنے والا اور  
موت آنے سے پہلے سب سے زیادہ موت کی تیاری  
کرنے والا ایسے ہی لوگ سمجھاؤ اور ہر شیار میں ۔

انصاری زجران تو ساکت ہو گیا اور آپ مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پانچ خصلتیں  
نہایت خطرناک ہیں اللہ تعالیٰ تم کو ان سے پناہ دے اور ان کے دیکھنے سے محفوظ رکھے۔  
(۱) - جس قوم میں بے حیائی گھٹم گھٹلا پھیل جائے تو اس قوم میں طاعون اور وہ بیماریاں پھیلیں  
کہ جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں۔

(۲) - جو قوم آپ اور تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سالی اور مشقتوں میں مبتلا ہوتی ہے اور ظلم  
بادشاہ ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

(۳) - جو قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتی ان سے بارش رک لی جاتی ہے، اگر جائزہ برتے  
تو باطل مارش سے محروم کر دئے جاتے۔

(۴) - اور جو قوم اللہ عزوجل اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اجنبی دشمنوں کو ان پر  
مسلط کر دیتا ہے اور وہ غیر قوم کے لوگ ان کے ہاتھ میں جو کچھ چھوڑتا ہے وہ سب لے لیتے ہیں۔

(۵) - اور جب پیشوا اور حکام کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کرنے لگیں اور شکیبہ اور سرکش ہو جائیں تو اللہ  
تعالیٰ آپس میں پھوٹ ڈال دیتے ہیں۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو حکم دیا کہ میں آج یا کل تم کو ایک مہم پر  
بھیجے گا لاہور تیار ہو جاؤ، اگلے روز جب نماز سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور اپنے  
سامنے بٹھلایا اور دست مبارک سے ایک سیاہ عمامہ ان کے سر پر باندھا اور چار انگشت کا شملہ  
پہچھے چھوڑا اور فرمایا اے ابن عوف اسی طرح عمامہ باندھا کرو، اس طرح بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔  
بعد ازاں حضرت بلال کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا لا کر عبدالرحمن بن عوف کو دیں اور پھر آپ نے اللہ عزوجل



کی حمد و ثناء کی اس آہنی اور پرورد و پڑھا اور عبدالرحمن بن عوف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جھنڈا لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاؤ۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ان سے قتال کرو۔ خیانت اور غدیر نہ کرنا۔ کسی کے ناک اور کان نہ کاٹنا کسی بچہ کو نہ قتل کرنا۔ یہ اللہ کا عہد ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

سات سو آدمیوں کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف جانے کا حکم دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ بھاری دعوت کو قبول کریں اور اسلام لے آئیں تو وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تامل نہ کرنا۔ عبدالرحمن بن عوف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ قیام و نہ تک بابر ان کا اسلام کو دعوت دیتے رہے تیسرے روز دومتہ الجندل کے رئیس اصبح بن عمر نے اسلام قبول کیا۔ جو کہ مذہباً عیسائی تھا۔ اور اس کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق۔ عبدالرحمن بن عوف کا نکاح وہاں کے رئیس اصبح کی بیٹی ثمار سے ہوا عبدالرحمن اس کو اپنے ساتھ مدینہ لے گئے ابوسلمہ بن عبدالرحمن جو کبار تابعین اور جلیل القدر حفاظ میں سے ہیں، وہ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

## سُریہ فذک (شعبان ۱۱ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ بنی سعد بن بکر نے یثرب و خیبر کی امداد کے لئے فذک کے قریب لشکر جمع کیا ہے آپ نے حضرت علیؓ کو نثار آدمیوں کے ہمراہ فذک کی طرف روانہ فرمایا۔ راستہ میں ان کو ایک شخص ملا۔ ڈرانے اور دھمکانے سے معلوم ہوا کہ بنی سعد کا جاسوس ہے، اسی سے کراس سے تہذیب یافتہ کیا۔ اس نے اُن کا ٹھیک ٹھیک چہرہ بتلایا اسی کے مطابق پہنچ کر اُن پر حملہ کیا۔ بنو سعد کو بھاگ گئے اور سلمان پانسنو اونٹ اور دہزار بکریاں لے کر واپس ہوئے۔

## سُورَةُ اِمِّ قَرْفَةٍ

روضان المبارک ۱۴۳۵ھ

ام قَرْفَةُ ایک عورت کی کنیت ہے جس کا نام ظہیر بنت ربیع تھا، یہ عورت قبیلہ بنی فزارہ کی سردار تھی زید بن حارثہؓ ایک حُر تہہ مال جماعت کے کرشمہ کو جاتے ہوئے یہاں سے گزے، بنی فزارہ کے لوگوں نے ان کو مار مار کر زخمی کیا۔ اور تمام سالان چھین لیا۔ زید مدینہ واپس آگئے، آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر زید کی سرکردگی میں روانہ کیا جو کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ لے

## سُورَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتَيْبٍ بِرَأْيِ رَافِعِ بْنِ حَقِيقٍ يَهُودِيٍّ

ابو رافع یہودی کے قتل کا مفصل واقعہ ۳۳۵ھ کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے۔ ہمارا مقصد اس وقت صرف یہ بتلانا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک ابو رافع کے قتل کا واقعہ ۳۳۵ھ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۳۳۵ھ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۳۳۵ھ میں تفصیل کیلئے، زرقانی کی مراجعت کریں۔

## سُورَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاحِصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

(شوال ۱۴۳۵ھ)

ابو رافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود نے اُس سیر بن ہرثام کو اپنا امیر اور سردار بنالیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے تیاریاں شروع کیں اور قبیلہ غطفان اور دیگر قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو عبد اللہ بن رواحہ کو تین آدمیوں کے ساتھ تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا۔ عبد اللہ بن رواحہ نے اگر خبری کو واقعہ صبح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیش آدمیوں کو عبد اللہ بن رواحہ کے ساتھ روانہ فرمایا کہ ان کو بلا کر لائیں تاکہ ان سے زبانی گفتگو کریں۔

اسیروزن بزامنے بھی تیس آدمی ہمراہ لیے اور روانہ ہوا ایک ایک اونٹ پر دو آدمی تھے ایک یہودی اور ایک مسلمان راستہ میں اکرمین لوگوں کی نیت بدی۔ اُسین بن اور عبداللہ بن انیس ٹرا ایک اونٹ پر تھے، اُسین نے دوسرے ان پر تلوار چلائی چاہی مگر عبداللہ بن انیس متنبہ ہو گئے دوسرے دو گئے فرمایا۔ اُسین نے جب تیسری بلدیہ حرکت کی تو طرفین سے جنگ چھڑ گئی تمام یہودی قتل کر دیئے گئے۔ ان میں کا صرف ایک آدمی بچا جو بھاگ گیا تھا۔ مسلمانوں میں سے محمد اللہ کو قتل نہیں ہوا۔ صرف عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے زخم آیا۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قد نجاكم الله من القوم الظالمين اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔  
اور عبداللہ بن انیس کے زخم پر عذاب مہارک لگا دیا۔ فوراً اچھا ہو گیا اور چہرہ پر ہاتھ پھیلا اور دعا فرمائی۔

سُورَةُ كُرْزِ بْنِ جَابِرٍ هَرِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سُمِّيَ عُرَيْنِي (شوال ۱۱ھ)

قبیلہ عُنْکَس اور عُرَيْنِہ کے چند لوگ مدینہ میں آئے اور اسلام ظاہر کیا۔ چند روز کے بعد آپ سے یہ عرض کیا کہ ہم اہل موثیٰ میں اب ہمک دودھ پر ہمارا گزارا رہا ہے فلد کے ہم عادی نہیں مدینہ کی آب و ہوا ہم کو موافق نہیں اس لئے اگر ہم کو شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے اور ان کے دودھ پینے کی اجازت دے دیں تو بہتر ہے۔

آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور شہر سے باہر چار گاہ میں صدقات کے اونٹ بٹتے تھے۔ وہاں رہنے اور ان کا دودھ پینے کی اجازت دے دی چند روز میں یہ لوگ تندرست اور بڑے قوی ہو کر لوٹا ہوا گئے۔ اس وقت یہ شرارت سمجھی کہ اسلام سے متبرک ہوئے اور آپ کے چرواہے کو قتل اور اُس کے ہاتھ اور ہیز نکال دیا کان کاٹے۔ اور آنکھوں میں کانٹے چھوٹے اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال شدہ میں کرز بن جابر فہرشی کو تقریباً بیس آدمیوں کے ہمراہ ان کے قاتل میں مدافعت فرمایا۔ سب گرفتار کئے گئے۔ آپ نے ان سے تعاص اور بدلہ لینے کا حکم دیا، اور ہر طرح سے ان لوگوں نے چرما ہے کو قتل کیا تھا اسی طرح سے وہ قتل کئے گئے لیکن آئندہ کے لئے یہ حکم ہو گیا کہ کوئی مجرم اگرچہ کتنا ہی سخت جرم کیوں نہ کرے ہرگز ایسی سزا نہ دی جائے ابتداً تو پہلے کسی بڑے سخت دشمن کا مشد کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا لہذا اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو قتل کر کے مشد کرے تو اس کے تعاص میں کافر کو موت قتل کیا جائے گا مشد نہ کیا جائے گا۔

## بِعَثِّ عَمْرٍو بْنِ اَمِيَّةٍ ضَمُرِي رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

ابو سفیان بن حرب نے ایک سفد قریشی کے بھرے بچے میں یہ کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو باکر محمد کو قتل کر آئے ان کے ہاں کوئی پہرہ نہیں محمدؐ زانوں میں چلتے پھرتے میں ایک اعرابی نے کہا کہ میں اس کام میں بڑا ماہر ہوں، اگر تم میری امداد کرو تو میں اس کام کو کر آؤں ابو سفیان نے اس کو ایک اونٹنی دی اور خرچ دیا اور امداد کا وعدہ کیا وہ اعرابی اپنا خضرے کے مدینہ روانہ ہوا حضورؐ اس وقت مسجد بنی عبدالاشہل میں تشریف فرما تھے اس اعرابی کو سامنے سے آتے دیکھ کر فرمایا کسی فاسد نیت سے آ رہا ہے۔ انس بن حفص لٹھے اور اس اعرابی کو پکڑا۔ جو غمخیزوں میں مچھپانے ہوئے تھا وہ ہاتھ سے چھوٹ گیا، آپ نے فرمایا کہ کس نیت سے آیا ہے، اس نے کہا اگر مجھ کو امن عطا ہو تو عرض کروں آپ نے فرمایا میں تمھیں محفوظ امن دیا۔ اعرابی نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور معاف کیا۔ وہ اعرابی یہ معاملہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور یہ کہا۔

یا محمد واللہ ما کنت ما افرق  
الرجال فما هو الا ان رأیتک  
اے محمد میں کسی سے ڈرنے والا نہ تھا مگر آپ کو  
دیکھتے ہی یہ حالت ہوئی کہ عقل جاتی رہی اور

۱۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ ابن جان کا قول ہے امام بخاری و ترمذی نے اس کے نزدیک یہ واقعہ صحیح کے بعد اور شیخ

خیر سے پہلے براہ تفصیل کے لئے روایتی ہیں کہ اس روایت کس - ۱۰۰۰ زرقانی ج ۲ ص ۱۶۱

فذهب عقلی ومنعت نفسی ثم  
اطلعت علی ما هممت بہ عالمہ  
یعلم احد فعدفت انک ممنوع  
وانک علی حق وان حزب ابی سفیان  
حزب الشیطان فجعل رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یتبسم

دل کمزور پڑ گیا، پھر مزید برآں یہ کہ آپ میرے  
ارادہ پر مطلع ہو گئے جس کا کسی کو علم نہیں، پس  
میں نے سوچا کہ کیا کہ آپ مومن اور محفوظ ہیں اور  
یقیناً آپ حق پر ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطان  
کا گروہ ہے۔ آپ یہ سن کر سکھانے لگے۔

اس کے بعد وہ اعرابی چند روز آپ کی خدمت میں رہا اور پھر آپ سے اجازت لے کر رخصت  
ہوا پھر اس کا کوئی حال معلوم نہیں ہوا کہاں گیا۔

بعد ازاں آپ نے عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم انصاری کو مکہ مدانہ فرمایا کہ اگر موقع پڑے تو  
ابوسفیان کو قتل کر دیں۔ جب یہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے تو یہ ارادہ کیا کہ مسجد حرام میں حاضر ہو کر بیت اللہ  
کا پہلے طواف کر لیں حرم میں داخل ہونا تھا کہ ابوسفیان نے ان کو دیکھ لیا اور چلا کر کہا کہ دیکھو یہ عمرو بن  
امیہ ہے ضرور کسی شر کے لئے آیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عمرو بن امیہ شیطان کے نام سے مشہور تھا۔ اہل  
مکہ نے اس خیال سے کہ عمرو بن امیہ ہم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اس ٹڈ سے اس کے لئے کچھ دیر پیشہ  
جس کر دیا۔ عمرو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ابوسفیان کا قتل تو اب ممکن نہیں، بیترے یہ کہ ہم اپنی جان بچا کر چل  
جائیں، چل کر راستہ میں عبداللہ بن مالک تہی کر قتل کیا، آگے چل کر دیکھتے کیا ہیں کہ بنی الدلی کا ایک کاٹا  
شخص لیٹا ہوا یہ شعر گارہا ہے۔

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا وَفَّقْتَنِي  
وَلَسْتُ أَدِينُ دِينَ الْمُسْلِمِينَ

جب تک میری زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہ ہو گا اور نہ ملاؤں کہ دین کو کبھی اختیار کروں گا۔

عمروؓ نے اس شعر پڑھنے والے سے کہا کہ اس کا کام تمام ہوا۔ آگے چلے تو قریش

سلا۔ ایک رعایت میں ہے کہ عمروؓ نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں قبیلہ بنی جبلاہ بن عمروؓ کے کامر جاحم کے بعد  
ہے شخص بیٹ گیا اور پھر یہی شوخا شروع کیا عمروؓ نے پہلے تو ایک تیوس کی دوسری آنکھ میں مارا جو مجھ وسم تھی بند  
میں تلوڑے کام تمام کیا۔ زندہ تھا۔

کے دو جاسوس ملے جن کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے تجسس کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک نے قتل کیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے باگاہِ نبوی میں لاکڑیوں میں لٹکا کر قتل کیا اور تمام واقعہ آپ کو سنایا۔ آپ سُن کر منس پڑے اور مجھے دُعا ئے خیر دی۔ زرقانی ص ۲۷۱

## عُمَرَةُ الْحُمَيْمِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جس کے منقل ایک گھاؤں آباد ہے جو اسی نام سے مشہور ہے یہ گھاؤں مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے، محبِ طبری فرماتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ حرم میں ہے اور باقی حصہ علی میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غراب دیکھا کہ آپ اور آپ کے کچھ اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کے بعض اصحاب نے سر منڈایا اور بعض نے کترا یا درواہ ابھتی فی الدلائل

یہ غراب سنتے ہی دلوں میں جبریت اللہ کی محبت اور حقوق کی جنگاری دلی ہوئی تھی یہ پھر کہ اٹھی۔ اور زیارات بیت اللہ کے شوق نے سب کو بے چین اور بے تاب بنا دیا۔

یومِ دوشنبہ یکم ذی القعدة الحرام ۶۱۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقصد عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد فرمایا۔ تقریباً پندرہ سو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے ذوالحلیفہ پہنچ کر ہدی کے قلابہ ڈالا اور اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا اور بُسر بن سفيان کو جاسوس بنا کر قریش کی خبر معلوم کرنے کے لئے آگے روانہ فرمایا۔ چونکہ امداد جنگ کا نہ تھا اس لئے کسی قسم کا سامانِ حرب اور سلاح جنگ ساتھ نہیں لیا۔ صوف اتنے ہتھیار ساتھ رکھے تھنا کہ مسافر کو ضروری اور لازمی

۱۔ فتح الباری ص ۳۳۹ زرقانی ص ۱۶۹ ۲۔ اس بارے میں راہیں مختلف ہیں۔ مشہور چہرہ سو کہے ہیں کہ ہمیں میں ہار بنی عذیب سے مراد ہے اور ہمیں ہی میں جابر بن عبد اللہ سے پسند سو کہے کہ قریشیہ تفصیل کیلئے زرقانی ص ۲۷۱ کی مراجعت کی جائے۔

سہارودہ بھی نیام میں دفتح المبارکی کتاب الشروط و طبقات ابن سعد ج ۹ ص ۲۲۰  
جب آپ غدیر اشطا پر پہنچے تو آپ کے ہاسوس نے اگر آپ کو یہ اطلاع دی کہ قریش نے  
آپ کی خبر پاتے ہی لشکر جمع کیا ہے اور آپ کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ آپ کو  
مکہ میں داخل ہونے دیں گے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد بن الولید بطور مقدمہ الجیش کے دوسو سواروں کو سب کے مقام غنیم  
میں پہنچ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر پاتے ہی وہ راستہ چھوڑ دیا اور سیدہ سمر راستہ  
سے نکل کر مقام حدیبیہ میں پہنچ گئے۔ اس مقام سے جب آپ نے اپنے ناقہ کو مکہ کی طرف موڑنا چاہا  
تو وہ ناتر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے ناقہ کو اٹھائی غرض سے عن عن کہا ہر چند ناقہ کو اٹھانا چاہا مگر ناقہ اپنی جگہ  
سے نہ اٹھا۔ لوگوں نے کہا خَلَّاتِ أَنْفُصُوا آخِرَ خَلَّاتِ الْقَصَوَادِ اڑنی بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا یہ اس کی  
عادت نہیں لیکن اللہ عزوجل نے اس کو روکا ہے۔ اور بعد ازاں یہ فرمایا قسم ہے اس ذاتِ پاک کی  
جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے جس ایسے امر کی درخواست کریں گے کہ جس میں شاعر  
اللہ کی تعظیم ہوتی ہو میں خود اس کو منظور کر دوں گا یہ کہہ کر اونٹنی کو گر چا دیا۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی وہاں اس  
بہت کہ آپ نے حدیبیہ پر اگر قیام فرمایا۔ گرمی کا موسم تھا یا اس کی شدت اور پانی کی قلت تھی، گٹھے  
میں جو تھوڑا بہت پانی تھا وہ کھینچ لیا گیا۔ صحابہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ پانی نہیں رہا۔ آپ نے  
اپنے ترکش سے تیز کال کر دیا کہ اُس گٹھے میں گاڑ دیا جائے، اسی وقت پانی اس قدر بھوسا بنے لگا،  
تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ ۱۰

حدیبیہ میں قیام کرنے بعد آپ نے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو ایک اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے  
پاس بھیجا کہ ان کو خبر کر دیں کہ ہم نقطہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے، جنگ کے لئے نہیں آئے

۱۰۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد الباب میں مذکور ہے مگر ٹھوسے ٹھوسے۔ مفصل حدیث کتاب المغرر علی الجاہل

والصالحات المأجورہ الا میں مذکور ہے ۱۱۔

۱۲۔ فتح البدی ج ۱ ص ۱۰۵ : ۲۴۲ - ۲۴۵

اہل مکہ نے ان کے اونٹ کو زنج کر ڈالا اور ارادہ کیا کہ ان کو بھی قتل کر ڈالیں مگر آپس ہی کے بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر بچا دیا۔ حضرت غرض اپنی جان بچا کر واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعات بیان کیا۔ تب آپ نے حضرت عمرؓ کو یہ پیام دے کر اہل مکہ کے پاس بھیجے کہ ارادہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے معذرت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اہل مکہ مجھ سے کس قدر برہم ہیں۔ اور کس درجہ میرے دشمن ہیں، مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی شخص نہیں جو مجھے پہاڑ کے اگر آپ حضرت عثمانؓ کو بھیجیں جن کی مکہ میں قرا تیں ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو بلا کر یہ حکم دیا کہ ابوسفیانؓ اور رؤسارہ کو ہمارا پیام پہنچا دو اور جو مسلمان کریں اپنے اسلام کا اعلان داخلہ انہیں کر سکتے ان کو یہ بشارت سنا دو کہ گھبراہٹیں نہیں غمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا اور اپنے دین کو ظاہر اور غالب کرے گا۔ عثمان بن عفانؓ اپنے ایک عزیز ابان بن سعیدؓ کی پتہ ہمیں مکہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا اور ضعفار سلینؓ کی بشارت سنائی۔

سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ اس سال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تم اگر چاہو تو تنہا طواف کر سکتے ہو، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی طواف نہ کروں گا، قریش یمن کو غاموش ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔ حضرت عثمانؓ دہاں روک نہ گئے اور ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ عثمانؓ غمی قتل کر دئے گئے۔

## بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور یہ فرمایا کہ جب تک میں ان سے بدلہ نہ لے لوں گا یہاں سے حرکت نہ کروں گا اور وہیں لیکر کے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں فرودش تھے بیعت لینی شروع کر دی کہ جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد و قتال کریں گے مر جائیں گے مگر بھاگیں گے نہیں۔



سب سے پہلے ابوسنان اسدی نے بیعت کی۔ معجم طبرانی میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جب بیعت کے لئے بلایا تو سب سے پہلے ابوسنان آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے آپ نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتا ہے ابوسنان نے کہا اُس چیز پر جو میرے دل میں ہے، آپ نے فرمایا تیرے دل میں کیا ہے۔ ابوسنان نے کہا یا رسول اللہ میرے دل میں یہ ہے کہ اس وقت تک تلوار چلاؤں تا بہرے جب تک اللہ عز و جل آپ کو غلبہ نصیب فرمائے یا اس ناہ میں مارا جاؤں، آپ نے اُن کو بیعت فرمایا اور اسی پر سب نے بیعت کی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ سلمۃ بن اکروح نے تین مرتبہ بیعت کی ابتداء میں اور درمیان میں اور اخیر میں اور جب بیعت سے فارغ ہوئے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے (رواہ البخاری)

ماہنامہ ہاتھ آپ کی طرف تھا اور بایاں ہاتھ حضرت عثمان کی جانب سے تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو ذکر کرتے تھے کہ میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔

اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ذکر فرمایا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ  
يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ  
مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ  
عَلَيْهِمْ وَأَكَا بِهِمْ فَتَقَانَا وَ  
مَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَ بِهَا وَكَانَ  
اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

تحقیق اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت  
کہ وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے  
تھے ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی  
محبت اور اخلاص جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ اللہ غریب  
معلوم ہے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمت  
اور طمانیت کرتا کر دیا اور انعام میں ان کو قریبی فتح

عطا فرمائی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی غنیمتوں کو میں گئے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر غلط تھی قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو عرب اصغرؓ زندہ ہو گئے اور صلح کے لئے نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کیا۔ (فتح الباری ۵/۳۲۴) قبیلہ خزاعہ اگرچہ ہنوز مشرک باسلام نہ ہوا تھا لیکن ہمیشہ سے آپ کا حلیف اور خیر خواہ اور راز دار تھا۔ مشرکین مکہ آپ کے خلاف جو سازشیں کرتے اس سے آپ کو مطلع کیا کرتا تھا۔ اس قبیلہ کے سردار ہذیل بن وقار قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیوں کو اپنی ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قریش نے فواحی حدیبیہ میں پانی کے بڑے بڑے چشموں پر آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر عظیم جمع کیا ہے کہ آپ کو کسی طرح مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور دودھ والی اونٹینیں ان کے ساتھ ہیں (یعنی طویل قیام کا ارادہ ہے۔ کھاتے پیتے رہیں اور مقابلہ کے لئے ڈٹے رہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم فقط عمرؓ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو نہایت کمزور کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو یہ ان کے لئے ایک مدت مصلح کی مقرر کروں اس مدت میں ایک دوسرے سے کوئی تعزیر نہ کرے اور مجھ کو اور عرب کو چھوڑ دیں۔ اگر اللہ کے فضل سے میں غالب ہوا تو وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں اور فی الحال چند روز کے لئے تم کو آرام ملے اور اگر بالفرض عرب غالب آئے تو تمھاری متناہدی ہوگی لیکن میں تم سے یہ کہے دنیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرر بالضرر اپنے اس دین کو غالب کر کے رہے گا اور اس دین کے ظہور اور غلبہ مستح اور نصرت کا جو وعدہ اُس تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور ان سے جہاد و قتال کروں گا، یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے۔ ہذیل آپ کے پاس آگے کر قریش کے پاس گئے اور یہ کہہ کر یہاں اس شخص کے پاس سے ایک بات سن کر آیا ہوں اگرچہ ہر تو تم پر پیش کروں جو احمق اور نادان تھے انھوں نے یہ کہا میں ضرورت نہیں ہم ان کی کوئی بات مصلحت نہیں۔

چاہتے مگر جو ان میں ذی رائے اور سمجھدار تھے انھوں نے کہا ہاں بیان کرو۔

بہیل نے کہا تم لوگ جلد باز ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے لئے نہیں آئے بلکہ عروہ کرنے کیلئے آئے ہیں تم سے مل کر چاہتے ہیں ترشیش نے کہا بے شک وہ لڑائی کے ارادے نہیں آئے لیکن مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے عروہ بن مسعود نے اٹھ کر کہا۔ اے قوم کیا میں تمھارے لئے بمنزلہ باپ کے اور تم میرے لئے بمنزلہ اولاد کے نہیں۔ لوگوں نے کہا بے شک کیوں نہیں عروہ نے کہا کیا تم میرے ساتھ کسی قسم کی ہجرت کر سکتے ہو لوگوں نے کہا ہرگز نہیں، عروہ نے کہا اس شخص نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمھاری بھلائی اور سبیری کی بات کہی ہے میرے نزدیک اس کو ضرور قبول کر لینا چاہیے اور مجھ کو اجازت دو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر اس بارے میں گفتگو کروں لوگوں نے کہا بہتر ہے۔

عروہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا کہ جو بہیل سے فرما چکے تھے عروہ نے کہا اے محمد تم نے سنا بھی ہے کہ کسی نے اپنی قوم کو خود ہلاک اور برباد کیا ہو۔ علاوہ ازیں اگر دوسری صورت بھی آئی (یعنی ترشیش کو غلبہ ہوا) تو میں دیکھتا ہوں کہ نبیل یعنی منافق قوموں کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے عروہ کو گالی دے کر یہ فرمایا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا ابو بکر ہیں۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا تو ضرور جواب دیتا۔ یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کر دی اور جب کوئی بات کہنے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے مغیرہ بن شعبہ (یعنی عروہ کے بھتیجے) مسلح تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑے ہوئے تھے۔ بارگاہِ نبوی میں اپنے چچا کی یہ حرأت گوارا نہ ہوئی اور نعمان عروہ سے کہا۔ اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے ہٹائے، ایک مشرک کے لئے کسی طرح زبیا نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبکے مغیرہ جو کہ خود وغیرہ پہنے

ہوئے تھے اس لئے عہدہ نے ان کو پہچانا نہیں اور عقدہ ہو کر آپ سے دریافت کیا یہ کون ہے آپ نے فرمایا یہ تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے اب عہدہ نے مغیرہ کو پہچانا اور کہا۔ اوندھارہ کیا میں نے تیری غذا رکھا اور قندہ پروازی کو دفع نہیں کیا۔

مغیرہ نے مسلمان ہونے سے پہلے چند رفتار کے ساتھ سفر کر کے مقوقس شاہ مصر کے پاس گئے بادشاہ نے نسبت مغیرہ کے دوسرے رفتار کو زیادہ انعامات دئے جس سے مغیرہ کو بہت رنج ہوا اور راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے اور شراب پی کر خراب غفلت کی نیند سوئے مغیرہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کر ڈالا اور ان کا مال لے کر بھاگ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے آپ نے فرمایا۔ اسلام تو قبول کرتا ہوں مگر مال سے مجھ کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ دھوکہ اور دغا سے لیا گیا ہے عہدہ نے ان آدمیوں کی دیت دے کر عقدہ کو دفع و دفع کیا۔

بعد ازاں عہدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی حسن عقیدت اور صدق اخلاص کا ایسا عجیب و غریب منظر دیکھا کہ جو اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ یہ کہ جب آپ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے میں اس حکم کو بجالاؤں جب کبھی آپ کے دہن مبارک سے تھوک یا بغم نکلتا ہے تو وہ زمین پر گر گئے نہیں پاتا ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں سے مل لیتے ہیں۔ جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے غسلہ وضو پر بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے، قریب ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں۔ آپ کے جسم سے کوئی بال گرے نہیں پاتا تھا کہ فوراً اس کو لے لیتے ہیں جب آپ کلام فرماتے ہیں تو ایک ستانا ہو جاتا ہے، گویا کہ ہر شخص سراپا گوش بنا ہوا ہے کسی کبھی مجال نہیں کہ نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔

گویا کہ زبان حال یہ عہدہ کی اس ہر گمانی کا جواب تھا جو اس نے ابتداء میں آپ کے جان نثاروں کے متعلق ظاہر کی تھی کہ اگر قریش کو غلبہ ہوا تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، یہ اخلاص و عقیدت و محبت و عظمت کا حیرت انگیز منظر عہدہ کی حضرات صحابہ کے ساتھ ہر گمانی کا شافی اور کافی جواب تھا کہ جن کی شیطانگی اور دافنگی اور محبت و عقیدت کا یہ حال ہو بھلا وہ آپ کو چھوڑ کر

کہیں بھاگ سکتے ہیں۔

عہدہ جب آپ کے پاس سے واپس ہوئے قریش سے جا کر کہا اے قوم! اللہ میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں مگر خدا کی قسم عقیدت و محبت تعظیم و اجلال کا یہ عجیب و غریب منظر کہیں نہیں دیکھا۔

یہ منظر آپ سے پہلے دیکھا گیا اور نہ آپ کے بعد ممکن ہے آپ خاتم الانبیاء تھے عقیدت و محبت کا یہ حیرت انگیز منظر آپ پر ختم ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ عروہ نے یہ کہا کہ اے قوم میں نے بہت سے بادشاہوں کو دیکھا مگر محمد جیسا کسی کو نہیں دیکھا وہ بادشاہ نہیں معلوم ہوتے عروہ ابن ابی شیبہ مرسل<sup>۱</sup>۔

عروہ نے صاف طور سے تو نہیں کہا کہ آپ نبی ہیں مگر اشارۃً یہ بتلادیا کہ یہ شان بادشاہوں کی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے پیغمبروں کی ہوتی ہے۔

عروہ کی یہ گفتگو منکر حدیثوں کے سرورِ حلّیس بن علقمہ کنانی نے کہا مجھ کو اجازت دو کہ میں آپ سے مل کر لوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلّیس کو دور سے آنے دیکھ کر یہ فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کو کھڑا کر دو شخص ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں حلّیس قربانی کے اونٹوں کو کھڑا دیکھ کر راستہ ہی سے واپس ہو گیا اور جا کر قریش سے یہ کہا قسم ہے ربّ کعبہ کی یہ لوگ تو فقط عمرہ کرنے آئے ہیں ان لوگوں کو بیت اللہ سے ہرگز نہیں روکا جاسکتا۔

قریش نے کہا بیٹے جانور تو جنگلی آدمی ہے سمجھتا ہو جتنا نہیں حلّیس کو غصہ آگیا اور کہلائے گروہ قریش خدا کی قسم ہم نے تم سے اس کا عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو شخص محض بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے اس کو بیت اللہ سے روکا جائے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں حلّیس کی پاں ہے۔ اگر تم محمد کو بیت اللہ کی زیارت سے روکو گے تو میں تمام حبشیوں کو لے کر تم سے یکجہت علیحدہ ہو جاؤں گا۔ قریش نے کہا اچھا آپ خفا نہ ہوں بیٹھے ذرا ہم غور کر لیں بعد ازاں مجمع میں سے مکہ زین

حفس اٹھا اور کہا کہ میں آپ کے پاس ہوا کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرز کو آتے دیکھ کر فرمایا یہ آدمی بڑا ہے حدیبیہ کے زمانہ قبام میں ایک مرتبہ مکہ نے پچاس آدمیوں کو لے کر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ صحابہ نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور مکہ زفر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا۔

مگر آپ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں توبہ کی طرف سے سہیل بن عمرو صلح کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو اتنے دیکھ کر صواب سے فرمایا:

قَدْ سَهَّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ ۖ الْبَيْتَ تَحْتَارُ مَعَالَهُ كَيْفَ سَهِّلَ هُوَ كَيْفَا

اور یہ فرمایا کہ قریش اب صلح کی طرف آئی ہو گئے ہیں اس شخص کو صلح کے لئے بھیجا ہے یہ سبیل  
آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دین تک صلح اور شرائط صلح پر گفتگو ہوتی رہی جب شرائط صلح  
طے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو تحریر معاہدہ کا حکم دیا اور سب سے پہلے  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنے کا حکم دیا۔

عرب کا قدیم دستور یہ تھا سزا نامہ پر بِاسْمِكَ اللّٰہُمَّ لکھا کرتے تھے، اس بنا پر پُرسنیل نے کہا میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو نہیں جانتا۔ قدیم دستور کے مطابق بِاسْمِ اللّٰہِ لکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہی لکھو اور پھر فرمایا کہ یکھو۔

یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے صلح کی ہے۔

سبیل نے کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو چھ پر آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے لڑتے۔

۵۔ یعنی پورا اہل ترمینس ہوا لیکن کچھ نہ کچھ برائی یہ من تبغیض کا ترجمہ ہے جو قد سہل لکھن من اصر کم من نفذ من ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نال کار پسند فرماتے تھے اس سے پیش کی آمد سے نیک فانی لا اور نبیل کی آمد کی سہولت کے حق میں نال یک کھا اگر لفظ نبیل جو کہ نبیل کی تبغیض ہے جو تقضیر پر دلالت کرتا ہے اس کے نال میں من تبغیض کا مترادف یا کمال ماخذ نال من، دوزن دلالت تقضیر میں شکر برہنای ۴ نذرانی ۱۹۷۲ء ج ۲

بجائے محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ کھینے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب کرو اور حضرت علیؓ سے فرمایا یہ الفاظ مبارک، ان کی خواہش کے مطابق خالی میرا نام لکھ دو۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو ہرگز آپ کا نام نہ مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے لفظ رسول اللہ لکھا ہے۔ حضرت علیؓ نے انگلی رکھ کر وہ جگہ بتلائی آپ نے خوار اپنے ماتھے سے اُس لفظ کو مٹایا اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو محمد بن عبد اللہؐ کے حکم دیا بشرائط صلح حسب ذیل تھے۔

## شرائط صلح

- (۱)۔ دس سال تک آپس میں لڑائی موقوف رہے گی۔
- (۲)۔ تشریش میں کا جو شخص بغیر اپنے ولی اور آقا کی اجازت کے مدینہ جائے گا وہ واپس کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہو کر جائے۔
- (۳)۔ اور جو شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آجائے تو اس کو واپس نہ دیا جائے گا۔
- (۴)۔ اس درمیان میں کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور نہ کوئی کسی سے خیانت کرے گا۔
- (۵)۔ محمد اس سال بغیر عروہؓ مدینہ واپس ہو جائیں مکہ میں داخل نہ ہوں سال آئندہ صرف تین دن مکہ میں رہ کر عروہؓ کے واپس ہو جائیں سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوں اور تلواریں بھی بنام یا غلات میں ہوں۔

(۶)۔ قبائِل متحدہ کو اختیار ہے کہ جس کے معاہدہ اور صلح میں شریک ہونا چاہیں شریک ہو جائیں۔

۱۔ بعض روایات میں مکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آیا ہے وہاں مذکور ہے کہ میں امر اہل بیت میں لکھتا ہوں کہ تم میرا کتبہ لایقیم کسریٰ میں اسناد مجازی ہے اس لئے کہ انھوں نے قرآن اور احادیث متواترہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماعی ہر نام مانع ہے اس واسطے کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ صلح نامہ لکھو، احادیث متواترہ سے ثابت ہے، وقد قال قائل کسریٰ ذالک شعاعاً  
بریت محسن شریعی دنیا با کسریٰ - وقال ابن رسول اللہ قد کتبنا ۱۲ نفاذی ۱۹ ج ۲

چنانچہ بنو خزاعہ آپ کے عہد میں اور بنو کجتر قریش کے عہد میں شریک ہو گئے بنو خزاعہ آپ کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے اور بنو کجتر قریش کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے

صلح نامہ ابھی لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ عنہ بائز بنی قریظہ سے محل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو پہلے سے مشرف باسلام ہو چکے تھے اور کفار مکہ طرح طرح کی ان ایذاؤں پہنچا رہے تھے سہیل نے کہا یہ پہلا شخص ہے کہ جو عہد نامہ کے مطابق واپس ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا نہیں گیا یعنی لکھے جانے اور سو خط ہونا کے بعد سے اس پر عمل شروع ہونا چاہیے آپ نے بار بار سہیل سے کہا کہ ابو جندل کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے مگر سہیل نے نہیں مانا۔ بالآخر آپ نے ابو جندل کو سہیل کے حوالہ کر دیا۔

مشرکین مکہ نے ابو جندل کو طرح طرح سے ستایا تھا اس لئے ابو جندل نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا افسوس اے گروہ اسلام! میں کافروں کے حوالہ کیا جا رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ابو جندل کو تسلی دی اور یہ فرمایا:

يَا أَبَا جَنْدَلٍ اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَإِنَّا  
كَلَفَدْنَاهُ إِنْ أَتَى جَاعِلٌ لَدَيْهِ  
إِنَّ أَبَا جَنْدَلٍ صَبِرَ كَرَامَةً وَأَوَدَّ اللَّهُ  
خَلَاةَ عَهْدٍ كَرَامَةً لَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ  
فَرَجَا وَمَخْرَجًا

مگر عام مسلمانوں کو ان کی واپسی شاق گذری حضرت عمرؓ نے غصے سے غصہ نہ ہو سکا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں آپ نے فرمایا بے شک حضرت عمرؓ نے کہا چھ یہ دولت کیوں گوارا کریں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اور برحق نبی ہوں اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا اور وہ میرا معین اور مددگار ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا یہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ نے صدیق اکبر کے پاس گئے اور جا کر ان سے بھی یہی گفتگو کی۔ ابو کر صدیق



رضی اللہ عنہ نے لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

حضرت عمر فرماتے ہیں بعد میں یہ اپنی اس گستاخی پر بہت نام ہوا اور اس کے کفارہ میں بہت سی نمازیں پڑھی اور روزے رکھے اور صدقہ اور خیرات کی اور بہت سے غلام آزاد کیے۔

گفتگوئے عاشقان و درکار رب جو شمش عشقت نے ترک ادب

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شرط پر کیسے صلح کی جائے کہ ہم میں سے جو ان کی طرف چلا جائے تو اس کو واپس نہ کیا جائے، آپ نے ارشاد فرمایا ہاں جو شخص ہم میں کا ان سے جا ملے ہمیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور ان میں کا جو شخص مسلمان ہو کر ہماری طرف آئے گا تو اگرچہ از روئے معاہدہ وہ واپس کر دیا جائے لیکن گھبرانے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہی میں اس کے نئے نجات کی کوئی صورت ضرور پیدا فرمائے گا۔ علامہ ازہری رحمہ اللہ ایسی صورت پیش بھی نہیں آئی کہ کوئی مسلمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ گیا ہو

ان فرض ان شرائط کے ساتھ صلح نامہ مکمل ہو گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔

تکمیل صلح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا اور کلام ان شرائط صلح سے اس قدر معذور اور شکستہ خاطر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار حکم دیا مگر ایک شخص بھی نہ اٹھا۔

جب آپ نے یہ دیکھا تو ام سلمہؓ کے پاس تضرعینے گئے اور بطور شکایت یہ واقعہ بیان فرمایا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ صلح مسلمانوں پر بہت شاق گزری جس کی وجہ سے افسوسہ دل اور شکستہ خاطر ہیں اس وجہ سے تعمیل ارشاد نہیں کر سکے آپ کسی سے کچھ نہ

۱۔ مسلمانوں میں سے ابو بکر بن ابی قحافہ عمر بن الخطاب عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب کاتب عبد نامہ عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوسیدہ بن الجراح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم کے دستخط ہوئے اور مشرکین کی طرف سے متذکرہ آدمیوں کے دستخط ہوئے محمد بن ابی بکر بن ابی قحافہ عمر بن عفان، علی بن ابی طالب کاتب عبد نامہ عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوسیدہ بن الجراح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم کے دستخط ہوئے اور مشرکین کی طرف سے متذکرہ آدمیوں کے دستخط ہوئے۔

فرمائیں۔ ہاں شریفینے جانیے اللہ قربانی کر کے سرمنڈائیے خود بخود آپ کی اتباع کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے قربانی کرتے ہی سب نے قربانی شروع کر دی۔

حق تعالیٰ شانہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنائے خیر دے جن کی صائب مائے نے یہ عقدہ حل کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر خاطر سے اس تذکرہ کو دور فرمایا جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا مشورہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صائب اور نہایت صحیح تھا اسی طرح ام المؤمنین ام سلمہ کا یہ مشورہ بھی نہایت صائب اور موجب خیر و برکت ہوا۔ یہ تمام واقعات ہم نے بخاری اور فتح الباری سے لئے ہیں جو بحمد اللہ تعالیٰ نہایت مستند اور معتبر ہیں تطویل کی وجہ سے حوالہ روایات کو ترک کر دیا، چونکہ یہ تمام واقعات ایک ہی باب میں مذکور ہیں اس لئے مفتوح الباری کے حوالہ کافی سمجھتے ہیں تفصیل اور حوالہ اگر درکار ہے تو فتح الباری کتاب الشرح از ۲۳۵ ج ۵ تا ۲۵۹ ج ۵ کی مراجعت کریں۔

یہ تمام واقعات مع شئی زائد زرقانی شرح مواہب میں بھی مذکور ہیں مگر ان کی ترتیب فتح الباری کی ترتیب سے منایا ہے۔ ہم نے ان واقعات میں فتح الباری کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے اس لئے فتح الباری کا حوالہ دیا۔

تقریباً دو ہفتہ قیام کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین پہنچے تو سورۃ فتح نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الی آخر السورۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الی آخر السورۃ سنائی صحابہ اس صلح کو اپنی شکست سمجھے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح سمین فرمایا۔ سن کر ازاں راہ تعجب آپ سے دریافت کیا یا رسول کیا فی فتح ہے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک یہ عظیم الشان فتح ہے۔ (در راہ احمد و ابوداؤد و مالک)

امام زہری فرماتے ہیں کہ فتح حدیبیہ ایسی عظیم الشان فتح تھی کہ اس سے قبل اس شان کی فتح

نصیب نہیں ہوئی آپس کی لڑائی کی وجہ سے ایک دوسرے سے مل جل نہیں سکتے ہیں صلح کی وجہ سے لڑائی ختم ہوئی اور امن قائم ہوا۔ اور جو لوگ اسلام کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور وہ علانیہ طور پر احکام اسلام بجالانے لگے، آپس کی منافرت اور کشیدگی دور ہوئی۔ بات چیت کا موقع ملا۔ مسائل اسلامیہ پر گفتگو اور مناظرہ کی نوبت آئی۔ قرآن کریم کو سننا جس کا اثر یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے بے کرفتح مکہ تک اس قدر کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ ابتدا بعثت سے بے کما اس وقت تک اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اسلام تو مکالمہ اخلاق اور محاسن اعمال معدن اور سرچشمہ اور تمام خوبیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ تھا ہی لیکن حضرات صحابہ کرام بھی فضائل و فاضل محاسن و شمائل کے زندہ تصویر تھے۔ اب تک عناد اور منافرت اور بغض اور عداوت کی آنکھیں ان کے ادراک سے مانع نہیں۔

چشمہ بداندیش کہ برکندہ باد عیب مند یا نہ برش در نظر  
اب صلح کی وجہ سے عناد اور منافرت کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے ہٹا تو اسلام کی دلفریب تصویروں نے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔

مرد مقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیشانی ذی شعور  
صلح سے پیشتر کفار مکہ و یمن لاشعرون کا مصداق تھے اس لئے اسلام اور مسلمان کا نور ان سے پوشیدہ اور چھپا ہوا تھا۔ صلح کی وجہ سے جب عداوت اور منافرت دلوں سے دور ہوئی تو اب ذی شعور بنے اور حقانی لوگوں کی پیشانی کا نور ان کو نظر آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچ گئے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید و بند سے بھاگ کر مدینہ پہنچے قریش نے فریادی و دادی انکے لئے کیلئے پیچھے روانہ کئے آپ نے اذروئے معاہدہ ابو بصیر کو ان دونوں آدمیوں کے حوالہ کر دیا اور ابو بصیر سے فرمایا کہ میں خلافت عبد بنی کر سکتا بہتر ہے تم واپس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کئے دیتے ہیں جو مجھ کو دین سے پھیرنا چاہتے ہیں اور طرح طرح سے مجھ کو ملتاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو

اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کی صورت پیدا فرمائے گا۔ یہ دونوں آدمی ابوبصیر کو لے کر روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو دم لینے کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور کچھ عرصے ساتھ کتبیں رہ کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تمہاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے تلوار کو زمام سے نکال کر کہا ہاں خدا کی قسم یہ نہایت عمدہ تلوار ہے، بارہا میں اس کو آنا چکا ہوں ابوبصیر نے کہا خدا بھلا کون بھی دکھلا دے اس شخص نے تلوار ابوبصیر کو دے دی۔ ابوبصیر نے فوراً ہی اس پر ایک وار کیا جس سے وہ تو ٹھنڈا ہو گیا۔ دوسرا شخص یہ واقعہ دیکھتے ہی فوراً اٹھا گا اور سیدہ حادینہ پہنچا، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی اب مارا جانے والا ہوں۔

اس کے بعد ابوبصیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عبد کو لوہا کیا، آپ تو مجھ کو ان کے حوالہ فرما چکے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے نجات دی یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں مکہ واپس چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھ کو دین اسلام سے پھر جانے پر مجبور کریں گے یہ جو کچھ میں نے کیا وہ فقط اس لئے کیا میرے ادا ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں، آپ نے فرمایا بڑی ہی لڑائی کا بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو۔ ابوبصیر کچھ گئے کہ اگر میں یہاں رہا تو آپ مجھ کو بے کفار کے حوالہ کر دیں گے اس لئے مدینہ سے نکل کر ساحل بحر پر جا کر ٹھہر گئے جس راستے سے قریش کے کاروان تجارت شام کو آتے تھے۔ مکہ کے بکس اور بے بس مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو چھپ چھپ کر ابوبصیر کے پاس پہنچنے لگے اور سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل بھی وہیں پہنچ گئے اس طرح ستر آدمیوں کا ایک جھنڈا ہوا جس میں ہر ایک قریش کا جوتانہ دہاں سے گزرتا اس سے تعرض کرتے۔ ابو جہل غنیمت ان سے حاصل ہوتا اس سے گزرا تو اس سے گزرا تو اس سے گزرتے۔ قریش نے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں آدمی بھیجے کہ ہم آپ کو اللہ کا اور قریبوں کا واسطہ

۱۔ علامہ سیبیل فرماتے ہیں کہ تین ستر آدمی جمع ہو گئے ہیں جیسا کہ نہ ہر ابن ابی موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے

(نسائی ص ۲۷۲)

لے کر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ابو بصیر اور ان کی جماعت کو مدینہ ہالیں اور جو شخص ہم میں سے مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا ہم اس سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔

آپ نے ایک والا نامہ ابو بصیرؓ کو لکھوا کر روانہ کیا۔ جس وقت آپ کا والا نامہ پہنچا اس وقت ابو بصیر اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ آپ کا والا نامہ ابو بصیرؓ کو دے دیا گیا پڑھتے جاتے اور خوش ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ ابو بصیرؓ جان بحق تسلیم ہوئے اور والا نامہ ان کے سینہ پر تھا۔ (کما رواہ السیوطی ص ۲۳۴) اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ میں تھا کہ ذکرہ الحافظ فی الطبع ابو جندل بن سبیل نے ابو بصیر کی تجہیز و تکفین کی اور اسی جگہ ان کو دفن کیا اور قریب یہاں ایک مسجد بنائی اور بعد ازاں ابو جندل اپنے تمام رفقاء کو اسے کر مدینہ حاضر ہوئے۔

سبیل بن عمرو کو جب اس شخص کے قتل کی خبر پہنچی جس کو ابو بصیر نے قتل کیا تھا۔ وہ شخص سبیل کے قبیلہ کا تھا۔ سبیل نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دیت کا مطالبہ کرے، ابو سفیان نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے اس کی دیت کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور ابو بصیر کو تمہارے قاصد کے حوالہ کر دیا۔ اور ابو بصیر نے آپ کے حکم سے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ از خود قتل کیا۔ اور اس دیت کا مطالبہ ابو بصیر کے خاندان اور قبیلہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابو بصیر ان کے دین پر نہیں (فتح الباری کتاب الشرط)

معادہ کے بعد جو مسلمان مرد مکہ سے بھاگ کر مدینہ آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو از روئے معادہ واپس کر دیا بعد چندے کچھ مسلمان عورتیں ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ پہنچیں اہل مکہ نے از روئے معادہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کے ان کی واپسی سے منع فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ واپسی کی شرط مردوں کے ساتھ مخصوص تھی عورتیں اس شرط میں داخل نہ تھیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں، لایاتہ رجل الخ نہیں آئے گا، آپ کے پاس کو مرد مگر آپ اس کو واپس فرمائیں گے اور ظاہر ہے کہ رجل کا لفظ جس کے معنی مرد کے ہیں وہ عورتوں کو کیسے شامل ہو سکتا ہے، مشرکین مکہ عورتوں کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے

انکار فرمایا اور خاص اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ  
الْمُؤْمِنَاتُ مَسَاجِرَاتٍ فَاثْبُتْوهُنَّ  
اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ  
مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ  
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ  
لَهُنَّ وَالْوُحُودُ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ  
عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْنَكُمُوهُنَّ  
أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ  
الْكُفْرِ إِنِمْ رَأْسُهُمْ لَمُشْكُو  
مَا أَنْفَقُوا فِي الْحِكْمِ حُكْمَ اللَّهِ يَخْلُكُمُ  
بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِنْ تَاكُمُ  
شَيْءٌ مِنْ أَوْ جَعَلُوا فِي الْكُفْرِ تَابَتُمْ نَالُوا  
الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَرْزَاجُهُمْ مِنْ أَلْفَقُوا  
وَأَقْبُوا اللَّهَ الَّذِي آتَاكُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ

اے ایمان والو جب سلمان عورتیں ہجرت کر کے  
تھارے پاس آئیں تو ان کا استحسان کرو کہ کس لئے  
ہجرت کر کے آئی ہیں اس پر اگر استحسان کر کے تم کو یہ معلوم  
ہو جائے کہ یہ واقعہ میں مومن ہیں تو پھر ان کا نفی  
کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کا فردوں  
کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کا فردوں  
کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کا فردوں کے لئے  
حلال ہیں۔ اور ان کا فردوں نے جو خرچ کیا ہے  
وہ ان کو ادا کرو۔ اور تھارے لئے کوئی عرج نہیں  
ان مہاجر عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کرو  
اور اسے مسلمانہ تم کا فرد عورتوں کے تعلقات کرنا  
مت رکھو اور طلب کرو کہ فردوں سے جو تم نے خرچ  
کیا ہے اور کافرانہ لیں جو انھوں نے خرچ کیا ہے  
یہ اللہ کا حکم ہے جو تھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے

اور اگر تھاری عورتیں میں سے کوئی عورت کا فردوں کی طرف چلی جائے پھر تھاری عزت آئے تو  
جن کی بیبیاں ہاتھ سے بچ گئی ہیں تو جتنا مہر انھوں نے اپنی بیبیوں پر خرچ کیا تھا اس کی برابر  
ان کو دے دنا۔ ورنہ اس خدا سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس کے بعد کفار بھی خاموش ہو گئے اور عورتوں کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا

## فوائد لطائف اور مسائل احکام

۱۱۔ بادشاہ اسلام اور ذی رائے مسلمان اگر کافروں سے صلح کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کا نفع و مصلحت سمجھیں تو صلح کر لینا جائز ہے۔ ایسی صلح بھی معنی جہاد ہے کیونکہ مقصود جہاد سے کفر اور کافروں کے شر کو دین کرنا ہے جو معنی اس صلح سے حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاِجْتَنِبْهُمْ  
اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہو جائیں۔ مگر اعتماد اور بھروسہ اللہ عزوجل پر رکھیں۔ یعنی صلح پر بھروسہ نہ کریں۔

۱۲۔ اگر صلح کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کا نفع نہ ہو تو دوسرے کر صلح کرنا جائز نہیں اس لئے ایسی صلح مسلمانوں کی تہذیب اور فرائض جہاد و قتال کی تعطیل کا باعث ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَذَعُوا إِلَى السَّلَامِ  
پس مت ہمتی کرو اور صلح کی طرف بلاؤ اور تم قاتلوں کا غلغلو نہ کرو، واللہ معکم  
یہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

یعنی جہاد پر تدرت رکھتے ہوئے کافروں سے صلح جائز نہیں اور صلح کے معنی ترک قتال کے ہیں نہ کہ اتحاد کے اسی وجہ سے فقہانے صلح کے لئے لفظ موادعت کا استعمال کیا ہے اور موادعت کے معنی لغت میں ایک دوسرے کو جنگ اور قتال سے چھوڑ دینے کے ہیں۔

۱۳۔ عند الضرورت کافروں سے بلا معاوضہ اور مال دے کر اور مال لے کر تینوں طرح صلح جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد یثرب و مدینہ سے بلا معاوضہ دیئے اور لئے معاہدہ فرمایا اور اس وقت یہ صلح فرمائی جو صلح حدیبیہ کے نام سے معروف ہے اور نصارائے یثرب سے مال ٹھہر کر صلح فرمائی اور غزوہ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن فراری مدینہ کی نصف کھجوریں دے کر صلح کا ارادہ فرمایا افضل قصہ غزوہ احزاب کے بیان میں گزر چکا

۱۴۔ سبحان اللہ! اللہ کا کلام ہے کہ صلح کے ساتھ تو قتل علی اللہ کا مسئلہ بھی بیان کیا جا رہا ہے۔ ۱۲ منہ عفا

ہے معلوم ہوا کہ تمہیں طرح صلح جائز ہے۔

(۴)۔ اہل اسلام اور اہل کفر میں جب کسی مدت معینہ کے لئے صلح طے پا جائے تو اس کا کھلنا مناسب ہے۔ اس لئے کہ جو عقد اور معاملہ ایک عرصہ تک ممتد ہو تو حل و علاء نے امتیاز اس کے کھنے کا حکم دیا ہے۔

قال تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دَاخَلْتُمْ  
بِذِينِ إِلَىٰ أَهْلِ مَسْجِدٍ فَأُكْتُبُوا لَهُ  
أے ایمان والو جب کسی اصرار کا معاملہ کرو  
مدت معینہ تک اس کو کھو لیا کرو۔

مال جو معاملہ اور جو عقد فوری اور وقتی ہو زمانہ آئندہ پر محمول نہ اس کی کتابت ضروری نہیں۔  
كما قال تعالى: إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بِحَارِثَةٍ  
مُحَارِبَةٍ مَعَهُمْ أَوْ مَعَهُمْ أَوْ مَعَهُمْ  
حَاذِرَةٍ فَإِنْ يَزِدُّهُمْ عَلَيْكُمْ فَارْجُوا  
تَوَارِكُ اس کو نہ کھو تو کوئی حرج  
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلَّا تَكْتُبُوا لَهُ  
نہیں۔

معلوم ہوا کہ جو معاملہ ایسا نہ ہو اس کے نہ کھنے میں حرج ہے یعنی اس کا کھلنا ضروری  
اور لائق ہے۔ (شرح السیاحی ج ۳ ص ۱۲)

(۵)۔ عہد نامہ کی دو نقلیں ہونی چاہئیں تاکہ ہر فریق کے پاس ایک ایک نسخہ محفوظ رہے۔

(۶)۔ اور ہر ایک نقل پر فریقین کے سربراہ اور وہ لوگوں کے دستخط ہونے چاہئیں جیسا کہ حدیبیہ  
میں جو عہد نامہ مرتب ہوا اس پر فریقین کے دستخط ہوئے اور ایک نقل آپ کے پاس اور ایک نقل  
سہیل بن عمرو کے پاس رہی۔

(۷)۔ بشرائط صلح میں سے کسی شرط کے خلاف کرنا بد عہدی اور عہد شکنی ہے۔ اسی بنا پر رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل اور ابو بصیر کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ ہم عہد کر چکے ہیں اس کے خلاف  
نہ کریں گے۔

(۸)۔ اگر کسی ایک علاقہ کا مسلمان فرمانروا کسی سے کوئی معاہدہ کرے تو دوسرے علاقہ کا فرمانروا  
اور دوسرے علاقہ کے مسلمان اس کے پابند نہ ہوں گے، جو مسلمان مکہ سے مدینہ بھاگ کر آیا رسول اللہ  
ﷺ البقرہ آیت نمبر



صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے معاہدہ ان کو مشرکین مکہ کے حوالہ کر دیا۔ آپ پر فقط اسی حد تک بڑی تھی کہ دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ میں ایسے شخص کو ٹھہرنے نہ دیں۔

ابو بصیر اصحابو جندل رضی اللہ عنہما نے جس جگہ جاکر پڑاؤ ڈالا وہ حد و مدینہ سے بالکل خارج تھا۔ ابو بصیر کی جماعت نے جو کچھ کیا وہ حد و مدینہ سے باہر کیا نیز آپ کے حکم اور اجازت سے نہیں کیا۔ (فتح الباری و زاد المعاد)

(۱۹)۔ ابو بصیر نے جس عامری شخص کو قتل کیا وہ محض اپنے دین اور ایمان اور جان بچانے کے خاطر کیا اس لئے کہ ابو بصیر جانتے تھے کہ مکہ جانے کے بعد پھر طرح طرح سے ستایا جاؤں گا۔ اور کفر اور شرک پر مجبور کیا جاؤں گا۔ اس بنا پر انھوں نے اس عامری کو قتل کر کے اپنی جان اور اپنے ایمان کو بچایا۔ (روض الانف ۲۳۴ ج ۲)

(۱۱)۔ جو عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئے تو اس کا نکاح شوہر سے نسخ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد و مسلمان ہو کر دارالحرب سے دارالاسلام میں چلا آئے تو اس کا نکاح اس کا شوہر سے نسخ ہو جاتا ہے۔ (۱۱)۔ لَا تُشْکُوْا لَهُمْ اُنْھُمْ اَفْرَاغُ عَوْرَتُوْنَ کی عصمت کو روک کر نہ رکھو۔ یعنی ان کو جھوڑ دو اور ازواجی تعلق ان سے منقطع کر دو اور مسلمان کو رو دانا نہیں کہ ایک مشرک عورت کو اپنے نکاح میں رکھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اپنی دو مشرک بیبیوں کو جو مکہ میں تھیں انکو طلاق دے دی ایک کا نام قریبہ تھا جس نے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان سے نکاح کیا اور دوسری کا نام ام کلثوم تھا جس نے بعد ابو جہم سے نکاح کیا۔

اس سے حضرات صحابہ کے ایمان و اخلاص کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے کسی تعلق اور محبت کی ذمہ داری پر روانہ تھی اور کہاں سے ہوتی ان کے دلوں میں تو ایک اللہ عزوجل کی محبت اتنی سا جگہ تھی کہ اب دوسرے کے لئے گنجائش ہی نہ رہی تھی۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قُلُوبَيْنِ فِیْ جَوْفٍ ۖ اللّٰهُ تَعَالٰی نے کسی کے دودل نہیں بنائے۔

۱۔ فتح الباری ج ۵، ص ۳۶۱۔ ۲۔ الاغریب آیت نمبر ۶۱

(۱۳۰) اپنی اسخ کی رعایت میں ہے لایسقط من شعرہ شی الا اخذہ۔ یعنی جسدا طہر سے جو  
جواب لگتا تھا حضرات صحابہؓ کو کمال محبت اور غایت عظمت کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لے کر تبرک  
آپؐ سے محفوظ رکھتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ تبرک بآثار الصالحین جائز اور درست ہے (فتح الباری ج ۲)  
وَمَا تَلَّیْ وَلَقَدْ لَعْنَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اَیَّۃً  
مِّنْکُمْ اَنْ یَّاتِیَکُمُ التَّابُوتُ فِیْہِ  
سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَبِّکُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّنْ نِّوَالِ  
اَلْ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَلْ هٰذِیْنَ لَعْنَهُمُ اللّٰہُ اِنَّ  
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ  
مُّؤْمِنِیْنَ ۝

بنی اسرائیل نے جب آپؐ سے نبیؑ کی طاہریت کی بادشاہت کی دلیل پوچھی تو یہ علامت بیان فرمائی کہ اس کے  
ساتھ ایک صندوق ہوگا جس میں طہرت مکی وہاں  
کے تبرکات ہوں گے یعنی حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون  
کے عصا اور کپڑے اور جوتے اور تہذیب کی کچھ نعمتیں  
ہوں گی اور تبرکات کے صندوق کے حامل فرشتے

ہوں گے جس کو دیکھ کر ایمان کو اس کی بادشاہت کا یقین آجائے گا اور ظاہر ہے کہ جو شخص قابل  
تعلیم اور قابل محبت ہو گا تو اس کے آثار کی تعلیم و حقیقت اسی شخص کی تعلیم اور محابہ کلام کا حضور  
پُروردہ کی زندہ اور نورانی پالیہ اور بخشش کی کو بطور تبرک استعمال کرنا صحیح بخاری میں مذکور ہے جس پر  
امام بخاری نے کتاب النہی میں ایک باب رکھا ہے باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و  
عصاه وسیفہ وندھ وواقمہ من شعرہ وندھہ الامم ج ۱ ص ۱۱۱ سند تبرک بآثار الصالحین کی آرزو  
تحقیق و ذکر ہے تو جذب القلوب اور شفا قاضی عیاض اور سید سہوی کی کتاب کو دیکھیں۔

(۱۱۱) واقعہ مدینہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو طرح فضل و کمال ظاہر ہوا۔ اول تو  
اس طرح سے کہ اس صلے سے تمام صحابہؓ حتیٰ کہ فاروق اعظم بھی مغموم اور بخندہ تھے مگر صدیق اکبر۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مطمئن تھے۔ دوم یہ کہ جب عربین الخطاب نے اپنا اضطراب حضرت  
ابوبکرؓ سے جا کر بیان کیا تو ابوبکرؓ نے حزن بحزن لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی زبان مبارک سے نکلا تھا ۱۱

(۱۱۴)۔ امام شافعی رحمہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حدیسیہ کا کچھ حصہ حلال میں ہے اور کچھ حرم میں ہے۔ امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تو حلال میں تھا مگر نمازیں محدود حرم میں اکر لایا کرتے تھے۔

لہذا جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے کہ وہ حرم کے قریب ہو تو نمازیں محدود حرم ہی میں پڑھنی چاہئیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی عمل تھا۔

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک لاکھ نمانوں کا ثواب مجدد حرام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حدود حرم میں جہاں کہیں بھی نماز ادا کرے گا ایک لاکھ نمانوں کا ثواب ملے گا۔

(۱۱۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کو غزوہ بدر کا حکم دیا اور صحابہ نے اس میں ذرا توقف کیا تو آپ نے اُم المؤمنین اُم سلمہؓ کے مشورہ پر عمل فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے مشورہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا ہم اور فراسات اور تقویٰ اور دیانت قابل اطمینان ہو۔

(۱۱۶)۔ سہیل بن عمروؓ کے اصرار سے آپ نے بجائے بسم اللہ کے بسم اللہ منکھن فرمایا اگرچہ بسم اللہ کا لکھنا ادنیٰ اور افضل تھا مگر چونکہ بسم اللہ بھی حق اور درست تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ اور افضل پر اصرار نہ فرمایا۔

## ۱۰۔ بیعت کی فضیلت

بیعت کی حقیقت۔ بیعت عقبہ کے بیان میں گزر چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیعت بیعت سے مشتق ہے جس کے فروخت کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اپنے نفس کو معاوضہ جنت اللہ عزوجل کے ماتھے فروخت کر دینے کا نام بیعت ہے۔ نفس ہی بیعت ہے اور جنت اس کا شن ہے انسان۔ ہاں یہ ہے اللہ عزوجل مشتری ہے تمام عقلا کے نزدیک یہ سلم ہے کہ بیعت ہو جانے کے بعد مبیع ملک ہائے نکل کر۔ ملک مشتری میں داخل ہو جاتی ہے۔ مشتری ہی تمام تصرفات کا مالک ہو جاتا ہے، اس طرح مومن بیعت کر لینے کے بعد اپنے نفس کا مالک نہیں رہتا۔

اس نے مؤمن کو چاہیے کہ اب نفس میں اپنی رائے سے کوئی تصرف نہ کرے۔

مگر یہ معاملہ حق جل و علاء سے براہِ راست نہیں ہوتا۔ حضراتِ انبیاء اللہ علیہم السلام صلوٰۃ اللہ علیہم ان کے وارثین کے توسط سے ہوتا ہے۔

حضرت صحابہ نے حبیبِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو اصل بیعت اللہ عزوجل سے تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں کہیں اور کھیل تھے۔ کما قال تعالیٰ  
 اِنَّ الَّذِیْنَ یَبْتَاعُوْنَ نَفْسَهُمْ بِغَیْرِ حَقٍّ یَّعْتَبُرُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اَمْ لَا یَعْلَمُوْنَ  
 کہ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا

باتھان کے ہاتھوں پر ہے۔

صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا  
 مَنْ یُضْمِنُ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَتَيْهِ وَرَحْلَيْهِ كَوْنَهُ جَوًّا بِنَاصِيَةِ عَيْنَيْهِ اَوْ بِرِجْلِهِ اَوْ بِرِجْلِهِ اَوْ بِرِجْلِهِ  
 اَضْمِنَ لِي الْجَنَّةَ  
 یعنی جو اپنے جگر کے زبانی اور سرِ مگاہ کی حفاظت کا ذمہ لے تو میں اس کے لئے جنت کا کفیل اور ضمان ہوں۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گوشن یعنی جنت کا ضمان قرار دیا ہے کہ اگر اہل ایمان اس کی ضمانت اور ذمہ داری کریں کہ زبان اور سرِ مگاہ میں کوئی تصرف اللہ عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ کریں گے جو ہمارا مشتری ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بیعت (نفس) کا گواہ اور نیت یعنی جنت دلانے کا کفیل اور ضمان ہوتا ہوں۔

اس حدیث میں یضمن اور اضمن کا لفظ اسی بیعت کی طرف متشبیہ ہے اس لئے کہ ضمانت اور کفالت بیعت ہی میں ہوتی ہے۔ بیعت میں اگر کوئی عیب بچے تو مشتری کو خیالِ عیب کی وجہ سے اس کے رد کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے لیکن مشتری اگر بیعت کے عیب کو دیکھ کر یہ کہہ دے کہ رضیت میں راضی ہو گیا تو خیالِ عیب ساقط ہو جاتا ہے اور بیعت باطل مکل ہو جاتی ہے مشتری کی جانب سے رد و انفسخ کا حتمال ہی نہیں رہتا۔

حضرات صحابہ نے جب درخت کے نیچے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ  
يُبَايِعُونَكَ فَتَمَعَتِ الشَّجَرَةُ لَهُ

البتہ تعین اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان مؤمنین  
جھڑلے نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اپنا خیار عیب ساقط فرمایا۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ ان حضرات نے اللہ عزوجل سے معاملہ  
بیع کیا ہے وہ کبھی فسخ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا ظاہر فرما کر اپنا خیار ساقط فرمایا ہے  
لیکن حضرت صحابہ بھی رضینا باللہ کہہ کر اپنا خیار ساقط کر چکے ہیں۔ کما قال تعالیٰ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ  
اللہ تعالیٰ ان راضی ہوا اللہ سے راضی ہوئے

اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی عیب کا امکان نہیں لیکن صحابہ نے رضیت کہہ کر فسخ اطلاق  
کے امکان کو بھی ختم کر دیا غرض یہ کہ طرفین اپنی اپنی رضا اور غرضوں کا ظاہر کر کے اپنا اپنا خیار  
ساقط کر چکے ہیں بیع بالکل مکمل ہو چکی۔ حضرت صحابہ اپنے نفوس اللہ عزوجل کے حوالہ اور سپرد  
کر چکے۔ بقضائے وعدہ الہی ان کے نفوس کا ثمن (یعنی جنت) اللہ کے ذمہ واجب ہو چکا ہے  
حضرات صحابہ کے سوا سب کا معاملہ خطرہ میں ہے۔ معلوم نہیں کس کس کی بیع کو خیال عیب کے  
بنیاد پر زور کیا جائے گا اور بیعت سے لوگ تو دنیا ہی میں اللہ عزوجل سے اپنی بیع کا قائلہ کر چکے ہیں  
جیسے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کہا تھا۔

اقلنی بیعتی میری بیعت واپس کر دیجئے۔

اصطلاح فقہاء میں آقا اللہ تعالیٰ کے حق میں فسخ اور ثالث کے حق میں بیع جدید ہوتا  
ہے اسی طرح جب کوئی بذنوب حق بل و عمار سے اپنی بیعت کا قائلہ کرتا ہے تو اس کے اور حق  
تعالیٰ کے مابین تو بیع ہوتا ہے اور ثالث یعنی شیطان کے حق میں بیع جدید ہوتی ہے

اہم اعظم ابو حنیفہ انھوں نے رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے۔

گلاسہ بوا بین المونی وعبدا ۵ غلام اور آقا کے مابین سود نہیں۔

اس لئے کہ خود غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مولیٰ ہی کی ملک ہے ہم جو کچھ غلام سے چھوکر غلام میں آخر اُس خداوندِ مجلال کے بندہ ہی میں اور بندے بھی ایسے بندے کے کسی طرح اس کی عبدیت سے آزاد نہیں ہو سکتے اور نہ بھلا اللہ ہم اس کی عبدیت سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اس لئے وہ خداوندِ مجلال ہم سے ایک حسنه نکلی کر کم از کم وہ گرنہ سود دیتا ہے یَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ فِي الصَّدَقَاتِ۔

## الحاصل

جن حضرات نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور ان کے دلوں کو سکینت اور طمانیت کی بیش بہا دولت سے موعز کیا اللہ فریب اور مخافہ کثیرہ کا ان سے وعدہ فرمایا۔ کما قال تعالیٰ۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُوكَ لَعَنَ الشَّجَرَةَ فَوَلَّكَ مَنَافِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ هَزِيمًا حَكِيمًا ۝

تحقیق اللہ راضی ہوا مؤمنین سے جس وقت کہ وہ آپؐ سے بیعت کر رہے تھے، درخت کے نیچے بیٹھنا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پس اتاری اللہ نے ان پر اپنی تسکین اور انعام میں وہی قریبی فتح اور بہت سی غنیمتیں جو آئندہ حاصل کریں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اور سورہ توبہ میں بیعت کو فروزِ عظیم فرمایا۔ کما قال تعالیٰ

فَأَسْتَبْشِرُوا بِلَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

پس خوشیاں کرو اس سود سے جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور یہ بڑی ہی کامیابی کا معاملہ ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام پراؤ کبھی ہجرت پراؤ کبھی جہاد پراؤ کبھی ترکِ ملکات پر مثلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ زنا اور چوری نہ کریں گے۔ اولاد قتل نہ کریں گے۔ کسی پر بیتان نہ باندھیں گے اللہ کی نافرمانی نہ کریں گے اور کبھی اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کریں گے۔ پانچوں نازیں ٹھیک ٹھیک ادا کریں گے، زکوٰۃ دیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ ہر مسلمان کی خیر خواہی کریں گے، اپنے امیر اور والی کی اطاعت کریں گے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے کسی سے سوال نہ کریں گے۔ والدین کے ساتھ احسان کریں گے۔ وغیرہ ان امور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت لینا احادیثِ صحیحہ سے ثابت اور مسلم ہے تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۶ تا ۷ اور کنز العمال ص ۲۷۴ ج اول فصل خاص فی احکام البیوع کی مراجعت کریں۔

ان آیاتِ مکررہ اور احادیثِ صحیحہ کے بعد بیعت کے مسنون اور مستحسن اور موجبِ خیر و برکت میں جوئے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کتاب اور حکمت کے مسلم امت کے دلوں کے مژکے یعنی مقبول اور جلا کرنے والے تھے اسی طرح اللہ کی زمین پر اللہ کے خلیفہ بھی تھے جو بیعت آپ نے خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے لی، وہ خلفاء کے لئے سنتِ بروی اور جو بیعت آپ نے مقول و کتاب و احکمت اور مژکے ہونے کی حیثیت سے لی۔ وہ علماء ربانین اور اہل اللہ اور عارفین کے لئے سنتِ بروی۔

(۱۸) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ غائبانہ بیعت بھی صحیح ہے۔

(۱۹) سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تین بار بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ بیعت کی تجدید اور اس کا تکرار مسنون اور مستحب ہے۔

(۲۰) حدیث میں جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی حق جل شانہ نے ہر کسی قید و شرط کے ان سے اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ لَعَنَ الشَّجَرَةُ ۖ - اور نَعَلِمَا مَا فِي قُلُوبِهِمْ اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا سَوَاقِطَ - دلِ خلاص کو بیان فرمایا اور وَ اَنْزَلَ السَّكِينَةَ

عَلَيْهِمْ سَے ان کے اطمینان اور اقیان قلب کو بیان فرمایا کہ ان کے قلوب بالکلیہ مطمئن ہیں۔ اضطراب کا کہیں نام و نشان نہیں اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ ماضی ہوا احسب کے طہ پکینیت و طمانیت کو نازل فرمایا ایسا شخص نہ فی الحال منافق اور نہ فی المال مرتد ہو سکتا ہے احادیث میں ان کے بہت فضائل آئے ہیں۔ چنانچہ مسند احمد میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے وہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

اور آیہ مذکورہ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ سَے ان کا مؤمن مخلص اور اللہ کا مرضی اور پسندیدہ ہونا صاف ظاہر ہے۔ حضرات شیعہ - فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ کو ذرا غور سے پڑھیں کہ کس طرح حق تعالیٰ شانہ ان کے دلوں کے اخلاص کو ذکر فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کا یہ عمل تقیہ کے بنا پر نہ تھا بلکہ اخلاص اور صدق نیت سے تھا فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ کے بعد تقیہ کا احتمال باقی نہیں رہتا جب خدا تعالیٰ نے ان کے ولی اخلاص کی ثبوت ویدی تو لب نفاق اور تقیہ کا احتمال ختم ہوا۔ اور اَنَابَكُمْ فَنُفَخَا قَوْلًا وَمَعَانِيَةً کَثِيرَةً سے دور تک سلسلہ کلام چلا گیا ہے جس میں انہیں حضرات سے فتح خیر اور مغفالت کثیرہ اور فتوحات عظیمہ کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ بھی انہی مخلصین سے تھا معلوم ہوا کہ جن حضرات پر یہ مغفالت تقسیم کئے گئے وہ اللہ کے مخلص اور پسندیدہ بند تھے۔

## بادشاہانِ عالم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط

حق تعالیٰ شانہ نے صلح مدینہ کو فتح مبین اور موجب سکینت و طمانیت فرمایا ہے شک و دہش مبین اور موجب سکینت و طمانیت ہوئی اس لئے کہ فتح کے معنی لغت میں کسی بند چیر کے کھول دینے کے ہیں عرب کی مخالفت کی وجہ سے اب تک دعوتِ اسلام اور تبلیغ احکام کا دروازہ بند تھا اس صلح نے اس دروازہ کو کھول دیا۔ اب وقت آیا کہ اللہ عز و جل کا پیغام اُس کے تمام بندوں کو پہنچا دیا۔



جائے اہل اسلام کے عظیم ائشان دسترخوان پر دنیا کو دعوت اور صلائے عام دی جائے کہ اگر اس دسترخوان کے لذائذ و طیبات فواکہ اور ثمرات سے نطف اندوز ہوں۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کیا اہل اسلام کے دسترخوان پر اگر بیٹھ گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک ایک کے تمام مکالم اخلاق اور مقام محاسن و فضائل و فرائض۔ محامد و شامک کا کوئی وزن ایسا نہیں کہ جواس دسترخوان پر بیٹھ۔ ایسا پاک اور صاف لطیف اور شفاف دسترخوان ہے کہ کسی ظاہری اور باطنی فحشا اور منکر کا ذرہ برابر بھی کہیں دھتہ اور نشان نہیں۔ دیکھو ہاتھ دھو کر اور اللہ عز و جل کا نام پاک لے کر کھانا شروع کیا ابھی ایک ہی دواں پکے تھے کہ زبان نے فوراً ہی اسلام کا مزہ اور ایمان کی علامت اور شیرینی کو محسوس کر لیا۔ اور کچھ گئے کہ تودع کی غذا تو یہ ہے۔ اسی غذا سے روح زندہ رکھ سکتی ہے۔ کفر اور شرک کی بنیاد اور گندگی کھا کر روح کا زندہ رہنا ناممکن اور محال ہے۔

انفرنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجۃ المحرم ۱۱ میں باؤشا ہوا کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے کہ قصد فرمایا صحابہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

ایسا اناس۔ اے لوگو میں تمام عالم کے لئے رحمت بنکر بھیجا گیا ہوں۔ تمام دنیا کو یہ پیام پہنچاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریں کی طرح اختلاف نہ کرنا کہ اگر قریب بھیجے کہ کہتا تو راضی ہو گئے ادا کر کہیں وعدہ جانے کا حکم دیا تو زمین پر راجع ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت صحابہ جو کہ اطاعت اور جان نثاری اخلاص اور دنا شکاری کے سمت سے سمت امتحان میں ہر موقع پر درجہ اعلیٰ میں کامیابی کی سند اور رضی اللہ عنہم و رضوانہ کا زین تمغہ حاصل کیے تھے۔ بجلادہ کب اس موقع سے جو کئے وائے تھے دل و جان سے تعمیل ارشاد کے لئے تیار ہو گئے ادا ایک مناسب مشورہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ یا رسول اللہ۔ لو کہ اور سلاطین جس طہر ہر نہ ہواس کو قابل ادا و ثوق ادا و ثمن نہیں سمجھتے حتیٰ کہ ایسے خط کو پڑھتے تک نہیں۔ آپ نے صحابہ کے مشورہ سے ایک مہر کندہ کرائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا مگر صنعت مہیشہ کی تھی محمد رسول اللہ اس مہر پر کندہ تھا۔ (ﷺ) (ﷺ) سب سے نیچے لفظ محمد تھا اور سب سے

اوپر لفظ اللہ تھا۔ اور لفظ رسول درمیان میں تھا۔ تاریخ طبری ج ۳، ۳۳۵، ۳۴۰  
 اور سلاطین اور احوار کے نام خطوط روانہ فرمائے اُن کو حق کی دعوت دی اور اس سے انکار کیا  
 کہ رعایا کی گمراہی کی تمام تر ذمہ داری تم پر ماند ہے۔  
 ماقدی کہتے ہیں کہ یہ خطوط سب کے اخیر میں اہ ذی الحجہ میں قصہ حدیبیہ کے بعد روانہ کئے گئے  
 اور بعض اہل سیر کے نزدیک سب میں روانہ کئے گئے مگر یہ کہ حضور پر نور نے شانِ عالم کے  
 نام خطوط بھیجے کا ارادہ کو سب کے اخیر میں فرمایا ہوا دیکھیں سب میں خطوط روانہ کئے ہوئے  
 اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ غزوہ موتہ کے بعد خطوط روانہ فرمائے مگر اس پر سب متفق ہیں  
 کہ حدیبیہ کے بعد اتر فتح مکہ سے پہلے یہ خطوط روانہ کئے گئے۔  
 یعنی اس مدت کے مابین خطوط کا سلسلہ جاری رہا واللہ اعلم۔

## (۱) قصیر روم کے نام نامہ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یہ خط ہے بحوالہ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول کی کُر	من محمد عبد الله ورسول له الى
سے ہر قل کی جانب جو روم کا بڑا شخص ہے سلام ہو	هو قد عظیم الروم - سلام علی من
اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔ اب بعد میں تجھ کو دعوت	ا بتع الهدی - اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوکَ
دیتا ہوں۔ اس کلمہ کی جو اسلام کی طرف لانے والا ہے	بِیْدِ عَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْتُ تَسْلَمُ
یعنی کلمہ طیبہ کی۔ اسلام لے آ سلامت رہے گا اور	یَرْتَکَ اللّٰهُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِن تَوَلَّیْتَ
اللہ تعالیٰ دھرا جبر عطا کرے گا جیسا کہ اہل کتاب	فَاِن عَلَیْکَ اِثْمُ الْیَہْرَسَلِیْنِ
حق تعالیٰ کا وعدہ ہے دَاوْلَتُکَ یُوْتُوْنَ اَجْرَہُمْ	رَیَا اَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلَی کَلِمَۃ
مَرْکَبَیْنِ پس اگر تو اسلام سے روگردانی کرے تو تمام	سَوَاعِیْنَا وَبِیْسَکُمَا اِن لَا تَعِیْدَ اِلَّا اللّٰہَ

ولا تشرك به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقلوا اشهدوا اننا مسلمون

دعا کے اسلام نہ لانے کا لگانہ تہمیر ہوگا کہ تیرے آقا  
ہم اسلام کے قبول سے اندہ ہے اور اے اہل کتاب آؤ  
ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اللہ تھا ہے درمیان

میں تم ہے وہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک  
گوانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور مہبود نہ بنائیں پس اگر وہ اسلام  
قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم سے بنے ہو چکے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے یہ والا نامہ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے کر قیصر روم کی طرف  
 روانہ فرمایا۔ قیصر روم اس وقت فارس پر فتحیابی کے شکر یہ میں محسوس سے پیدل چل کر بیت المقدس  
 آیا ہوا تھا۔ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ مرم سٹہ میں بیت المقدس پہنچے اور امیر نصیری کے توسط سے قیصر روم  
 کے دربار میں پہنچ کر آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ لہ  
 اور والا نامہ پیش کرنے سے پہلے ایک مختصر سی تقریر فرمائی وہ ہوندا۔

## قیصر روم کے دربار میں حضرت حنیہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

اے قیصر روم جس نے مجھ کو آپ کی طرف سفر بنا کر بھیجا ہے وہ آپ سے کہیں بہتر ہے اور  
 جس ذات بابرکات نے ان کو سفیر بنا کر بھیجا وہ سب ہی سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہذا جو کچھ عرض کروں  
 اس تواضع کے ساتھ سنئے اور اخلاص سے اس کا جواب دیجئے۔ اگر تواضع کے ساتھ نہ سنیں گے تو اس کو  
 کما حقہ نہیں یکن گے اور اگر جواب میں اخلاص نہ ہوگا تو وہ جواب عادلانہ اور منصفانہ نہ ہوگا۔  
 قیصر روم فرمائیے۔

وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم علی نبینا وعلیہ  
 وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔

قیصر روم۔ اں۔ بے شک ناز پڑھا کرتے تھے۔

وجہ کئی۔ میں آپ کو اس ذات پاک کی طرف بلاتا ہوں جس کے لئے حضرت مسیح نازیں پڑھتے اور جس کے سامنے جہنم نیاز مکتبے تھے اور جس نے حضرت یحییٰ کو یمن میں بنایا اور جس نے اُن تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور بعد ازاں میں آپ کو اُس نبی مکتبی کی طرف بلاتا ہوں جس کی حضرت موسیٰ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے بشارت دکھائی۔ آپ کو اس کا کافی اور ثانی علم اور پوری خبر ہے اگر آپ اس دعوت کو قبول کریں تو آپ کے لئے دنیا اور آخرت دونوں ہیں۔ ورنہ آخرت تو آپ کے ہاتھ سے باقی ہی رہے گی اور دنیا میں دوسرے لوگ آپ کے شریک ہوں گے اور یقین جلیسے کہ آپ کا ایک پروردگار ہے جو ممکنین کو کھل دیتا ہے اور اپنی نعمت کی بدلتا رہتا ہے۔

قیصر روم نے آپ کا والا نامہ وجہ کے ہاتھ سے لے کر سر اٹکھوں پر رکھا اور بوسہ دیا۔ اور کھڑی کر اس کو چڑھا اور کہا سوچ کر کل اس کا جواب دے گا۔ روض الانف ص ۲۵۵ ج ۲  
اور اپنے خدام کو یہ حکم دیا کہ جو لوگ آپ کی قوم کے میرے ملک میں آئے ہوئے ہوں ان کو حاضر کیا جائے تاکہ اُن سے احوال معلوم کروں۔ اتفاق سے البرسفیان قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس وقت بصرہ میں تھے۔ اس وقت غزوہ میں مقیم تھے۔ البرسفیان اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ قیصر کے آدمی ان کو غزوہ سے جا کر لائے اور دربار میں حاضر کیا، بڑی شان و شوکت سے دربار منعقد کیا۔ قیصر روم قیسین اور رہبان سب حاضر تھے۔

جماعت عرب سے آؤں مخاطب ہو کر یہ دریافت کیا کہ تم میں سے اس بڑی نبوت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون شخص ہے، البرسفیان نے کہا میں، قیصر روم نے کہا تم میرے قریب ہو جاؤ اور اُن قریش کی جماعت کو ان کے پیچھے پیچھے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ میں اُن سے کچھ دریافت کروں گا۔ اگر جھوٹ ہو تو تم ان کی تکذیب کرو دینا۔ البرسفیان کہتے ہیں اگر جھوٹ یا دلشہ نہ ہو تاکہ لوگ میری تکذیب کریں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ بے لفاظی حسب ذیل گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

۱۔ کہو کہ اے روم! مجھے کا لاف تکذیب سے ملنے نہ ہو۔ ۲۔ فتح الباری

قیصر۔ تم میں ان کا نسب کیا ہے۔

ابوسفیان۔ وہ بڑے عالی نسب میں ان کے نسب سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں۔

قیصر۔ کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا تم لوگوں نے ان کو دعائے نبوت سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ ان کے پیروں کس قسم کے لوگ ہیں افراد اور دولت مند ہیں یا غریب اور کمزور۔

ابوسفیان۔ اکثر غریب اور ضعیف۔

قیصر۔ ان کے متبعین روز بروز بڑھتے جلتے ہیں یا گھٹتے جلتے ہیں۔

ابوسفیان۔ دن بدن زیادہ ہوتے جلتے ہیں۔

قیصر۔ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بیزار اور متنفر

ہو کر مرتد یعنی ان کے دین سے پھر بھی جاتا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا وہ خلافت عہد بھی کرتے ہیں۔

۱۵۔ پہلا جملہ صحیح بخاری کی روایت کا ترجمہ ہے اور دوسرا جملہ سند بزار کی روایت کا ترجمہ ہے۔ قال ہونی

حسب مالہ بفضل ظہر احد فتح الباری ج ۱۶

۱۵۔ اسلام کو بڑا کچھ کر کوئی شخص بھی آج تک اسلام سے نہیں پہلے ہاں زن اور مذکر میں کچھ فرقیں اور طالع اور ہوا پرست

اسلام سے مرتد ہونے جو قابل ہفتا نہیں اسلام محمد اللہ صلی علیہ وسلم کے ذریعے کسی کو دعوت

دے، حیدر آلہ میں ایک عیسائی میل بسایہ اندم ملے تھا میرے پاس آتا جاتا تھا پچیس سال کی عمر تھی۔ ایک مرتبہ میں نے

اس کو قسم کے کر دیا تھا کہ تم اللہ کو حاضر و غایب کر پکے تلو کو اتنی عمر میں تم نے کوئی ایک مسلمان بھی ایسا دیکھا ہے کہ

دین اسلام کو بڑا کچھ کر عیسائی بنا ہو اس نے جواب دیا خدا کی قسم ایک مسلمان بھی ایسا نہیں دیکھا جو بھی عیسائی ہوتا ہے

وہ فقط پیر اور عورتوں کے لالچ میں عیسائی ہوتا ہے اور وہ بھی نقد نام کا، باقی عقائد میں اس کے کوئی تغیر اور

تبدیل نہیں ہوتا۔ فقط وہی اور ہم کی خاطر وہ اپنے کو عیسائی کہتا ہے مگر مذہب اسلام کی دین سے ایسا شخص ضرور مرتد ہے۔

ابوسفیان۔ کبھی نہیں آج تک انہوں نے کبھی جوشکنی نہیں کی لیکن آجکل ہمارے اور ان کے مابین ایک مدت صلح ٹھہری ہے معلوم اس میں کیا کرتے ہیں ابوسفیان کہتے ہیں کہ سوائے ایک بات کے مجھے کسی اور بات لگانے کا کہیں موقع نہیں ملا۔ ابن ابی نعش کی روایت میں ہے۔

فواللہ ما التفت الیہا منی ابوسفیان کہتے ہیں خدا کی قسم میرے سر پر اس بات کا طوق جو میں نے اپنی طرف سے لائی۔ فورہ برابر یہی اتفاق ہو گیا۔

قیصر۔ کبھی تم ان سے لڑے کبھی ہو۔

ابوسفیان۔ ہاں۔

قیصر۔ لڑائی کیسی رہی۔

ابوسفیان۔ کبھی وہ غالب ہوئے اور کبھی ہم۔

قیصر۔ وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔

ابوسفیان۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور کفر اور شرک کے تمام مراسم جو تمہارے آباء و اجداد کرتے تھے ان سب کو چھوڑ دو۔ اور نماز اور زکوٰۃ اور سچائی اور پاک دامن اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

قیصر۔ ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا ان سے کہہ دو کہ میں نے اول تم سے اُن کا نسب دریافت کیا تم نے کہا کہ وہ بنی امیہ عالی نسب اور شریعت خاندان سے ہیں بے شک انبیاء ایسے ہی خاندان سے بھیجے جاتے ہیں جو حسب نسب میں سب سے بالا ہو۔ پھر میں نے تم سے یہ دریافت

کی۔ یہ ترجمان نے قبل قاتلہ کا قیصر نے ابتداءً قتال کو قریش کی طرف منسوب کیا اور یہ نہیں کہا نہیں تا حکم کیا اپنے قاتلہ کی لڑائی کہ قیصر نے آپ کو احرام کو حرد کر کے بتلایا قتال کو قریش کی طرف منسوب کیا نیز وہ کہ پھر قریش سے کچھ بتلایا قتال نہیں کیا اول ان کو انشکی طرف بتلایا ہے جب وہ حق کو نہیں سمجھتے اور بہت دھڑی سے انبیاء کے مقابلہ پر آ جاتے ہیں تب حضرت انبیاء سے جہاد قتال کا سلسلہ شروع فرماتے ہیں۔

لیکہ ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا کرتا تو یہ سمجھتا کہ یہ اس طرح سے اپنے باپ دادا کا کیا بھلائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ تم نے ان کو جھوٹا تو نہیں پایا تم نے کہا نہیں جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں پر تو جھوٹ نہ باندھے اور معاذ اللہ اللہ پر جھوٹ باندھے۔ میں نے تم سے یہ دریافت کیا کہ کیسے لوگوں نے ان کا اتباع کیا تم نے کہا کہ ضعف اور غبار نے۔ بے شک حضرات انبیاء کے اتباع اور پیروی کرنے والے اکثر ضعیف اور غریب ہی ہوتے ہیں میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے پیرو بڑھتے جلتے ہیں یا گھٹتے جلتے تم نے کہا۔ بڑھتے جلتے ہیں بیشک ایمان کا یہی حال ہے اس کے پیرومند ہر روز بڑھتے ہی بہتے ہیں یہاں تک کہ وہ حد کمال کو پہنچ جاتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان کے دین سے نڈا اض اور سزا اور کرم و ثوابی ہو جاتا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ بے شک ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی شرفی اور علوات اور اس کی فرحت و مسرت دلوں میں سما جائے تو سمجھ کر کسی طرح نہیں ٹھکتی، میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا وہ بدعہد کرتے ہیں تم نے کہا نہیں۔ بے شک پیغمبروں کی یہی شان ہوتی ہے وہ کبھی بدعہدی نہیں کرتے، میں نے تم سے اڑانی کے متعلق دریافت کیا تم نے کہا کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب بیشک انبیاء کے ساتھ اتہداء اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب تاکہ ان کے متبعین کے صدق اور اخلاص کا امتحان ہوتا ہے لیکن انجام کار غلبہ و فتح انھیں کو ہوتا ہے میں نے تم سے دریافت کیا وہ تم کو کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں تم نے کہا اللہ عز و جل کی عبادت کا حکم دیتے شرک اور بت پرستی سے منع کرتے ہیں۔ ناز اور زکوٰۃ اور سچائی اور پاک دامنی وغیرہ کا حکم کرتے ہیں اگر یہ تمام چیزیں جو تم نے بیان کی ہیں صحیح ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہے اور وہ معقریب اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں میرے یہ دونوں قدم ہیں۔ مجھ کو معلوم تھا کہ یہ نبی ظاہر ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں

۱۔ میں مغرور اور تکبر نہیں ہوتے مال و دولت کے نشہ سے محفوظ ہوتے ہیں بلکہ ان کے قریب سحر اور غرور اور نفرت سے فاصلہ ہوتے ہیں اس نے حق بات کو سنتے ہیں اور قبول کرتے ہیں۔

سے ظاہر ہوں گے مجھے اُن سے ملنے کی بڑی تمنا ہے، اگر میں آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے قدم دھلایا کروں۔ بعد ازاں آپ کا مال نامہ تمام مجمع کو پڑھ کر سنایا گیا۔

خط کا سننا تھا کہ ایک شور برپا ہو گیا اور سرِ طوف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اہلِ سفیان کہتے ہیں اُس وقت ہم سب کو باہر نکال دیا گیا۔ باہر آنے کے بعد میں نے کہا کہ عقب کی بات ہے کہ آپ سے روم کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ اسی روز سے مجھ کو یقین کامل ہو گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی توفیق دی (بخاری شریفین رحمۃ اللہ علیہما)

امام زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مراد کے زمانہ میں ابنِ الناطلہ نصاریٰ کے ایک بڑے عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ جو قیصر کے اس دربار میں شریک تھا کہ قیصر نے اس دربار کے بعد رومیہ کے ایک بڑے عالم کو جس کا نام ضغاطر مدی تھا آپ کے بارے میں خط لکھا۔ یہ شخص آسمانی کتابوں سے بخوبی واقف تھا خط لکھوانے کے بعد بیت المقدس سے مصر کی جانب روانہ ہوا بادشاہ مصر میں تھا کہ اس کا حجاب کیا کہ یہ رومی نبی ہیں جن کا ہم کو انتظار ہے اور جن کی علیٰ السلام نے بشارت دی ہے۔ میں نے ان کی تصدیق کی اور میں ان کا اتباع کروں گا۔ ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

تم ضرور ان کی تصدیق کرو اور ان کا اتباع قبول کرو بادشاہ نے ایک عظیم شان دربار منعقد کیا اور تمام بطارقہ روم کو جمع کیا اور تمام دروازے بند کرادیئے اور خود ایک جھروکے اور بالاخانہ میں بیٹھا اور وہاں سے تمام درباریوں کو مخاطب کر کے یہ کہا۔

یا معشر الروم انی قد جہمتکم لخیبر اے گروہِ روم حقیق میں نے تم کو ایک عظیم الشان خیر انہ قد اتانی کتاب ہذا للرجل یدعونی کہنے میں کیا ہے یہ کہ میرے پاس اس شخص کا ایک خط

۱۔ اس حدیث کو امام بخاری نے متعدد ابواب میں ذکر فرمایا ہے حافظ عسقلانی نے دیباچہ میں اس حدیث پر مرقع

کہ فرمایا ایک بڑا ہی مستحق اولیٰ تا مشاہدہ اولیٰ اور دوسرے کتاب التفسیر سورۃ آل عمران مشاہدہ ۱۱۱

۲۔ اس عالم کا نام ابنِ الناطلہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے (فتح الباری مشاہدہ ۱)



الی دینہ وانہ واللہ البنی الذی حکما آیا ہے جس میں اس نے جھکوا اپنے دین کی دعوت دیا ہے  
 ننظرہ ونجدہ فی کتبنا فہلموا للبتیح اور البتہ تحقیق خدا کی قسم یہ دہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر ہیں  
 ولنصدقہ فتسلمنا دنیا و آخرتنا اور جن کو اپنی کتابوں میں پاتے ہیں پس آؤ اور دعوہ ہم  
 سہل کو ان کا اتباع انسان کی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں سلامت رہیں۔

یہ سنتے ہی تمام بطارتہ روم جلاؤٹھے اور بکھنے کی غرض سے اٹھ کر بھاگے دیکھا کہ دروازے بند  
 ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ داس بلاؤ۔ داس بلا کر یہ کہا میں تم کو آزانا چاہتا تھا تمہاری دینی شدت اور  
 مضبوطی اور مذہبی خشکی دیکھ کر مجھ کو مسرت ہوئی یہ سن کر سب خوش ہو گئے اور بادشاہ کے سامنے بچہ  
 میں گر پڑے بعد ازاں قیصر نے وحیہ کہی رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلا کر یہ کہا۔ خدا کی قسم میں غریب جانتا  
 ہوں کہ تمہارے دست نبی مرسل میں جھکوا اندیشہ ہے کہ روم کے لوگ جھکوا قتل نہ کر ڈالیں اگر جھکوا یہ  
 اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ان کا اتباع کرتا۔ تم ضغاطر۔ روم کے اسقف اعظم کے پاس جاؤ وہ بہت  
 بڑا عالم ہے مجھ سے زیادہ عالم رکھتا ہے، نیز رومیوں میں اس کی عظمت و وقعت مجھ سے بہت زائد  
 ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اپنے پیغمبر کا حال بیان کرو۔ وحیہ کہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضغاطر کے  
 پاس پہنچے اور آپ کا تمام حال بیان کیا۔ ضغاطر نے کہا خدا کی قسم وہ نبی مرسل میں ہم ان کی شان  
 اور صفات آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی پاتے ہیں یہ کہہ کر ایک حجرہ میں گیا اور سیاہ کپڑے جو پہلے  
 سے پہنے ہوئے تھا ان کو اتار کر سپید کپڑے بندے اور مصالے کر کینسہ میں آیا اور سب کو مخاطب کر کے  
 یہ کہا،

یا معشر الروم انہ قد جاءنا کتاب اے گروہ روم۔ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
 من احمد یدعوننا فیہ الی لقاء عزوجل ایک خط آیا ہے جس میں ہم کو اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔

۱۷۔ حافظ عسقلانی کونستجہ ابابکر میں اس بابے میں تامل ہے کہ ضغاطر اور مدیر کا عالم دو شخص ہیں یا ایک شخص  
 اور ضغاطر کسی رومیہ کے عالم کا نام ہے لیکن جبری کے اس سیاق سے جزم نے جہش کیا ہے اس سے مبادرہ  
 معلوم ہوتا ہے کہ دو شخص ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۷۔

و اِنَّ اَحْمَدَ عَبْدَكَ وَرَسُولَهُ  
و اِنَّ اَشْهَدَانَكَ اَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
میں لوگ راہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود  
نہیں اور محمد تعالیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

یہ سنتے ہی تمام لوگ اُس پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ اسے مار کر پھینک دیا۔ رضی اللہ عنہ نے  
ٹوٹ کر یہ تمام حال قیصر سے بیان کیا۔ قیصر نے کہا مجھ کو بھی یہی خوف ہے کہ لوگ میرے ساتھ بھی  
ایسا ہی معاملہ کریں گے۔ تاریخ طبری مجلہ ۱۰ ص ۲۷۱ و ۲۷۲ تا ۲۷۳۔ الجواب  
الصالح ۱/۲۱۱ و فتح الباری ۱/۲۱۱

مجمع طبرانی میں ہے کہ قیصر روم نے وحیہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ میں خوب جانتا اور پہچانتا ہوں  
کہ آپ نبی ہیں جیسا کہ مضاف طر نے کہا لیکن میں اگر ایسا کرو تو قیصری سلطنت جاتی رہی اور روم کے لوگ  
مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

لیکن قیصر نے آپ کے اس ارشاد پر غور نہیں کیا۔  
اَسْلِمْتُ تَسْلَمُ  
اسلام لا سلامت رہے گا  
اگر اسلام لے آتا تو دنیا اور آخرت دونوں اس کی سلامت تھیں۔

## تکمیل

قیصر روم نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کے والا نامہ کو سونے کے قلعہ دار میں  
رکھا۔ امیر سیف الدین منصوری فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک مرتبہ شاہ منصور نے کچھ دیباچات دے کر شاہ  
مغرب کے پاس بھیجا۔ شاہ مغرب نے ایک سفارش کی غرض سے مجھ کو شاہ فرنج کے پاس روانہ کیا جو  
قیصر روم کی اولاد میں سے تھا۔ جب میں نے شاہ فرنج کے پاس سے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھ نے کی  
بابت امر کیا اور یہ کہا اگر آپ مجھ کو ایک عظیم الشان اور نادر حیرت کھلاؤں گا میں مجھ کو گدا ایک

۱۵۔ یہ تمام واقعہ تفصیل کے ساتھ تاریخ طبری اور الجواب الصالح میں مذکور ہے مگر اس واقعہ کے کچھ اجزاء فتح الباری  
میں بھی مذکور ہے اس سے حوالہ میں فتح الباری کا نام بھی شامل کر دیا گیا۔ ۱۲۔

صندوق منگایا جس پر سونے کے پتھر چڑھے ہوئے تھے اس میں سے ایک سونے کا ٹھکان نکالا  
 اس اس کو کھولا تو اس میں سے ایک خط نکلا جو حریر میں لپٹا ہوا تھا۔ اکثر حروف اس خط کے اڑ چکے تھے  
 بادشاہ نے کہا۔ یہ آپ کے سپنیر کا خط ہمارے خادانہ کے نام جو درائشہ ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے  
 دادائے یہ وصیت کی تھی جب تک یہ والا نامہ تمہارے پاس محفوظ رہے گا۔ اس وقت تک سلطنت  
 باقی رہے گی۔ لہذا اپنی سلطنت کی وجہ سے ہم اس خط کی بیخفاقت اور تعظیم و تکریم کرتے اور نصاریٰ سے  
 پرشیدہ رکھتے ہیں۔

## فوائد و لطائف

- (۱)۔ خط کی ابتداء اللہ عزوجل کے نام سے ہوئی چاہیے، جیسا سیلمان علیہ السلام نے ملکہ سبا  
 کے نام جب والا نامہ تحریر فرمایا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اس کی ابتداء فرمائی۔
- (۲)۔ خط بھیجے والا اپنا نام پہلے لکھے اور مکتوب الیہ کا نام بعد میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنا نام پہلے لکھوایا۔ دو بعد میں شاہ روم کا۔ حضرت صحابہ کا یہی معمول تھا کہ جب آپ کو خط  
 لکھتے تو پہلے اپنا نام لکھتے (کنز فی شرح البخاری للامام النووی ص ۹۶)
- لیکن ضروری اور واجب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور خالد بن الولید کا ایک  
 جگہ بھیجا وہاں پہنچ کر دونوں حضرات نے آپ کی خدمت میں عرض کیا لکھا حضرت علی نے تو آپ کا نام  
 قبلہ لکھا اور اپنا بعد میں اور حضرت خالد نے اپنا نام پہلے لکھا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں ائمہ  
 جائز ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ نے جب حضرت معاویہؓ اور عبدالملک بن مروان کو خط لکھا تو پہلے حضرت  
 معاویہ اور عبدالملک کا نام لکھا اور علی بن ابی بن ثابتؓ نے جب حضرت معاویہ کو خط لکھا تو انھوں  
 نے بھی حضرت معاویہ ہی کا نام پہلے لکھا۔

(۳)۔ آپ نے اپنے نام کے ساتھ عبداللہ کا لفظ اضافہ فرمایا اس میں نصاریٰ کے عقیدہ فارسی  
الوہیت مسیح کے ابطال کی طرف اشارہ تھا کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام معاذ اللہ خدا نہ  
تھے بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے محترم رسول تھے جن کو اللہ نے اپنی طرف اٹھایا نیز اشارہ  
اس طرف بھی تھا کہ جتنے پیغمبر بھی آئے سب کے سب اس کا اقرار کرتے تھے کہ ہم اللہ کے  
بندے ہیں معاذ اللہ خدا نہیں۔

۱۱۔ الی ہر قتل عظیم الروم۔ ہر قتل کے بعد عظیم الروم کا لفظ بڑھانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب  
کفار سے مکاتبتہ اور مراسلت کی جائے تو مناسب القاب سے ان کو خطاب کیا جائے  
(شرح البخاری للنفردینی)

(۱۵)۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ سلام ہو اللہ کا اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے  
یعنی نہیں تو نہیں یہ جملہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے اشارہ اس طرف ہے کہ کافر کو  
مطلقاً اسلام علیک نہ لکھا جائے بلکہ سلام علی من اتبع الہدی لکھنا چاہیے کہ تم پر سلام اس شرط  
کے ساتھ مشروط ہے کہ ہدایت کا اتباع کرو اسی وجہ سے قرآن کریم اس کے بعد یہ جملہ آیا ہے  
فَاِنْ اَلْعَذَابُ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلٰی اور حدیث نبوی میں سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ  
الْهُدٰی کے بعد جبرہ جملہ آیا ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ الْخِصْيٰی سُوْرۃ مائدہ ۵۱ اِنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ  
كَذَّبَ وَتَوَلٰی کے قائم مقام ہے۔

(۱۶)۔ اِسْلَمَ قَسْلَمَ لِيُوْتِكَ اللّٰهُ اَجْرًا۔ اسلام آے سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ  
مہربان ہوگا۔

ایک اجرا اپنے سابق نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے اور ایک اجر نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کی  
وجہ سے کما تال تعالیٰ اَوْ تَلٰی يُوْتُوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرْتَبٰتٍ۔

(۱۷)۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلٰیكَ اِلٰهًا اَحَدًا۔ اگر تو نے اسلام سے روگردانی کی تو تمام  
رعایا کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔

اس لئے کہ جو شخص کسی کی نگاہی یا ہدایت سے باز رہے گا سبب بنے اس کا گناہ بھی اس کے سر رہے گا۔ قال تَمَنَّيْ وَلْيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ أَتَمَّ أَتَمَّ أَتَمَّ

(۸)۔ وحیہ کہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط و دے کر تنہا روانہ فرمایا اس کی دلیل ہے کہ خط و قبت اور معتبر ہے نیز خبر واحد قبت اور سند ہے اگر خبر واحد معتبر نہیں تو تنہا وحیہ کو بھیجنے سے کیا فائدہ رکھتا قال الامام السنوخی فی شرح البخاری

(۹)۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستورا محال کی روایت معتبر ہے جب تک کوئی قرینہ اس کے کذب اور خطا کا نہ ہو اس لئے کہ حضرت وحید ہرقل کے حق میں مستورا محال تھے۔

(۱۰)۔ ہرقل خوب جانتا تھا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے لیکن اسلام نہیں لایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان۔ نام۔ جاننے اور پہچاننے کا نہیں۔ بلکہ اس نے تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے لہذا جو شخص آپ کو نبی جانتا ہو مگر اس نے ہرگز وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں۔ اسی وجہ سے علماء محققین کا قول یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ہرقل شاہ روم اسلام نہیں لایا سند احمد بن حنبل میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے ایک خطاً مغفرت صل اللہ علیہ وسلم کو لکھا جس میں یہ لکھا کہ میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ شخص مجھ سے بھی تک اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔

## (۲) خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
من محمد رسول الله انی کسری عظیم  
فارس سلام علی من اتبع الهدی  
والا من بالله ورسوله وشهد  
ان لا اله الا الله وحده لا شریک  
بسم الله الرحمن الرحيم من جانب محمد رسول الله کتاب  
کسری شاہ فارس سلام ہے اس شخص پر جبرہ دایت  
کا اتباع کرے ادا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان  
لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں  
وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صل اللہ

لہ وان محمد اعبدا ورسولہ  
 اعموک بدعایہ اللہ عزوجل  
 نافی انا رسول اللہ الی الناس لہ  
 کلّھم لا ندہ من کان حیا و بحق  
 القول علی الکافرین ائسم تسلم  
 فان تولیت تعلید ائسم لم یجوس۔

علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔  
 میں تمہارا اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق اس دین کی  
 دعوت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام  
 لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اس شخص کو جس کا  
 دل زندہ ہے اور پسند ہو حقیقت اللہ کی کافروں  
 پر اسلام لا سلامت رہے گا اور اگر تولے دنگوئی  
 کی تو ہم جو اس کا گناہ بخود پر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو یہ والا نامہ دے کر روانہ فرمایا۔  
 کسریٰ آپ کے والا نامہ کو دیکھتے ہی آگ بجھ لایا اور خط کو چاک کر ڈالا اور یہ کہا کہ یہ شخص مجھ کو  
 یہ خط لکھتا ہے کہ محمد یہ ایمان لے آؤ، حالانکہ یہ شخص میرا غلام ہے۔ عبداللہ بن حذافہ نے اسے تاکر  
 آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا، اور  
 کسریٰ نے باذان کو زمین کو کھنکھاکر فوراً دو قوی آدمی جواز روانہ کر دیا کہ وہ اس شخص کو کہ جس نے  
 ہم کو یہ خط لکھا ہے گرفتار کر کے میرے سامنے لائیں۔

باذان نے فوراً دو آدمیوں کو آپ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جب یہ دونوں آدمی  
 باذان کا خط لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے تو آپ کی خداوند عظمت و ہیبت سے ہتھ پرکھ کر اپنے گئے  
 اسی حالت میں باذان کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا خدا سکر آپ مسکرائے اور دونوں کو اسلام  
 کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ کل آنا۔ اگلے روز یہ دونوں شخص حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا۔  
 آج شپ میں فلاں وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیوہ کو مسلط کر دیا۔ اور شیر نے

۱۲۔ کما قال تعالیٰ قل یا ایہا الناس اِنّی رسول اللہ اَلِیْکُمْ جَمِیْعًا۔

۱۳۔ اس ملازم میں کوئی شک اللہ! اجنبی مَرْتَلَبِی نہیں تحریر فرمایا اس نے کسریٰ کی آتش پرست تھامی  
 آملی کتاب بعد پیغمبر رحمت کا نام لیا نہ تھا۔ اس لئے وہ دواجر کا حق نہ تھا۔ زندہ تالی ملے ۳ ج ۲

کسری کو قتل کر ڈالا۔ یہ شبِ رستہ شبنم کی شب تھی دس راتیں وہ جہادی سلسلہ کی گڑبگڑ تھیں آپ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ اور ہاذان سے جا کر یہ سب حال بیان کر دو اور فرمایا کہ ہاذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرا دین اور میری سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسری کی پہنچی ہے ہاذان نے سن کر یہ کہا کہ بہ بات بادشاہوں کی کسی نہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو خدا کی قسم وہ بلاشبہ نبی ہیں چنانچہ اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہاذان مع اپنے خاندان اور رفقاء اور احباب کے مشرت باسلام ہو گیا۔ اور اپنے اسلام سے حضور پروردگار کو مطلع کیا۔

### (۳) نجاشی شاہِ حبشہ کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ من محمد  
رسول الله الى النجاشي ملك الحبشة  
سلام عليك اما بعد فاني احمدك  
الله الذي لا اله الا هو الملك  
القدوس السلام المؤمن المهيمن  
ماشهد ان عيسى بن مريم من الله  
وكلمة القاها الى مريم البتول لطيفة  
الحصينة وحملت عيسى فخلقه الله  
من روحه ونفخه كما خلق ادم بيده  
فاني ادعوك الى الله وحده لا شريك  
له والمواكاة على طاعته وان تتبعني  
وتؤمن بالذي جاءني فانه

بسم الله الرحمن الرحيم محمد انبیا کی جانب سے  
نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سلام ہو تجھ پر اے مہم  
میں حمد و ثناء کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود  
نہیں۔ وہی حقیق با دشاہ ہے تمام عیبروں سے پاک  
ہے امن دینے والا اور سب کچھ جاننے والا وہی تبارک  
کو علیٰ مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا  
کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم پاک کی طرف اتقا  
کیا پس عابد بریں عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ  
نے ان کو اپنی خاص روح اور صفی سے پیدا کیا  
جیسے آدم علیہ السلام کو اپنے بے چون و چوکون اتہ سے  
یلا ان باپ کے پیدا کیا میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا  
ہوں جو ایک ہے کوئی اس کا کوئی شریک نہیں اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنود کے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی محنت کی طرف  
 اے اللہ تعالیٰ فقد بلغت ونصحت اور اپنے تمام کلمات کی طرف اور اس بات کی طرف کہ  
 فاقبلوا النصیحتی والسلام علی جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی  
 من اتبع الهدی۔ قرآن) اس پر ایمان لا تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں

میں تجھ کو اور تیرے تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اللہ کا پیام پہنچا چکا اور  
 نصیحت کی۔ پس میری نصیحت کو قبول کر واپس لاتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

عمر بن ابیہ غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ عمر بن امیر لے آپ کا خط  
 پہنچایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا: اے محمدؐ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ امیر ہے کہ آپ  
 غور سے سنیں گے ہیں آپ پر اعتماد اور اطمینان اور آپ سے حسن ظن ہے ہم نے جب کبھی آپ سے  
 کسی خیر اور بھلائی کی امید کی ہیں وہ بھلائی آپ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے سایہ امن میں ہم کبھی خوف  
 و ہراس نہیں پیش آیا یا بخیل جس کا جنت ہونا آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے وہ ہمارے اور آپ کے  
 مابین شاہ عادل ہے جس کی شہادت رو نہیں کی جاسکتی۔ اور ایسا قاضی اور حاکم ہے کہ جتنے فیصلے میں  
 عدل اور انصاف سے تجاوز نہیں کرتا۔ اگر آپ نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ تو آپ اس نبی امی کے  
 حق میں ایسے ہی ثابت ہوں گے جیسا کہ یسوعی علیہ السلام کے حق میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے فاسد اور غیر اوروں کے پاس بھی روانہ فرمائے ہیں لیکن پنہایت و مددوں کے قہر سے زیادہ  
 اتید ہے۔

## بخاشی کا جواب

بخاشی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ قسم لکھتا ہوں کہ آپ وہی نبی امی ہیں جن کا اہل کتاب  
 انتظار کرتے تھے۔ اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے راکب الہمار سے عیسیٰ السلام کی بشارت دی ہے۔



اسی طرح راکب الجمل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے اور مجھے آپ کی نبوت و رسالت کا اس درجہ یقین ہے کہ معنی مشاہدہ کے بعد بھی میرے یقین اور اذغان میں اضافہ نہ ہو گا۔ جیسا کہ بعض صالحین کا مقولہ ہے۔ کو کشف الغطار ما از دوت یقیناً۔ اگر پردہ بھی اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی۔

اور آپ کے والا نامہ کراٹھوں سے لگا یا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کے والا نامہ کا جواب لکھوایا۔

## نجاشی کی طرف سے آپ کے والا نامہ کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی جانب نجاشی  
 احم بن ابجر کی جانب ہے۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے  
 پیغمبر اور امتیں اور بکتریں ہوں اللہ کی آپ پر میں  
 تعریف کرتا ہوں اُس ایک خدا کی جس نے مجھ کو  
 اسلام کی ہدایت اور توفیق مرحمت فرمائی۔ یا  
 رسول اللہ۔ آپ کا والا نامہ پہنچا۔ عیسیٰ علیہ السلام  
 کی بابت جو کچھ آپ نے ذکر کیا قسم ہے آسمان اور  
 زمین کے پروردگار کے عیسیٰ علیہ السلام اس سے  
 فردہ برابر زیادہ نہیں بلاشبہ اُنکی شان دی ہے جو  
 آپ نے ذکر کیا جو دین دے کہ آپ باری ظن بھیجے  
 گئے ہم اُس کی پہچان لیا اور آپ کے ابن عم اور اُن کے  
 رفقاء کی ہوائی کی پس میں گرا ہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ  
 کے پیچھے اور تعبد حق کے برے رسول ہیں میں نے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مِنَ النَّجَاشِيِّ الْأَصْحَمِ  
 بْنُ أَبِيزِيسْلَامَ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ  
 اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. أَهْمَدُ اللَّهَ الَّذِي لَا  
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الَّذِي هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ  
 أَمَا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغْنِي كِتَابُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 فَمَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ عِيسَى نَوْرِبِ السَّمَاءِ  
 وَالْأَرْضِ أَنَّ عِيسَى مَا يَزِيدُ عَلَيَّ مَا ذَكَرْتَ  
 فَعَزَمْتُ أَنَّهُ كَمَا قُلْتَ وَقَدْ عَرَفْنَا مَا بَشَّرَ  
 بِهِ الْبَنَاءُ وَقَدْ قَرَّبْنَا ابْنَ عَمَلِكُ وَاصْحَابَهُ  
 فَاشْهَدَ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَادِقًا مُصَدَّقًا  
 وَقَدْ بَلَغْتَهُ وَبَايَعْتَ ابْنَ عَمَلِكُ وَ  
 اسَلَّمْتَ عَلَيَّ يَدِيهِ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَقَدْ

بعثت إليك بابني ارمها ابن الامم  
 بن الابجذ فاني لا املك الانفسى  
 فان شئت ان ايتك فعلت يا رسول  
 فاني اشهد ان ما تقول حق والسلام  
 عليك يا رسول الله .  
 میں گمراہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں، وہ باطل ہی ہے سلام ہو آپ پر اسے اللہ  
 کے رسول۔

بخاشی نے اپنے بیٹے کو حبشہ کے ساتھ آمدیدوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار کر کے آپ کی  
 خدمت میں روانہ کیا لیکن وہ کشتی راستہ میں غرق ہو گئی۔  
 یہ وہی بخاشی ہے کہ جس کی طرف مسلمانوں نے شہ جہ نبوی میں ہجرت کی اس کا نام اصم ہے  
 حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور حبشہ میں اس نے وفات پائی جس روز اس کا انتقال  
 ہوا اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اس کی وفات کی خبر دی اور عید گاہ میں مصابہ کے  
 ہمراہ جا کر بخاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

اس کے وفات کے بعد جو دوسرا بخاشی اس کا جانشین ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 دعوت اسلام کا ایک خط اس کے نام بھی روانہ فرمایا جس کو امام بیہقی نے ابن اسحق سے روایت کیا  
 ہے وہ خط یہ ہے۔

من النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 الی النباشی الاصحم عظیم الحبشة  
 سلام علی من اتبع الهدی وامن  
 با اللہ ورسوله وشہدان لا الہ الا  
 از جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطرف بخاشی عظیم  
 حبشہ بسلام ہر اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے  
 اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور شہاد  
 دے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ ان کے

اللہ وعدہ لا شریک لہ لہریتخذ  
صاحبۃ ولا ولد وادان محمد اعبدا  
وہ سولہ وادعوك بد مایۃ اللہ  
فافی انامہ سولہ فاسلم تسلم یا اہل  
الکتاب تعالوا لی کلمۃ سوا بیننا و  
بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک  
بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا  
من دون اللہ فان قولوا فقولوا اشہد  
وا باننا مسلمون فان ابیت فعلیک  
اشم النصارى من قومک .

بیوی ہے اور نہ اولاد۔ اور گواہی دے کہ محمد اللہ  
کے ہندے اور اُس کے رسول ہیں میں تمھکو اللہ  
کی دعوت دیتا ہوں تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں  
اسلام لاسلامت رہے گا۔ اے اہل کتاب آؤ  
ایک صاف اور سیدھی بات کی طرف جو ہمارے  
اور تمھارے درمیان میں مسلم ہے وہ یہ کہ سوائے  
خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو  
شریک نہ کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو سب  
نہ بنائیں۔ پس اگر دو گواہی کریں تو کہہ دو کہ گواہ ہمارے  
کو ہم تو مسلمان لہذا اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اے

نہاشی اگر تو نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا تو تیری قوم کے تمام نصاریٰ کا گناہ تجھ پر ہوگا۔  
اس نہاشی کا اسلام ثابت نہیں ہوا اور نہ اس کا نام معلوم ہوا حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ  
نہاشی۔ اُس نہاشی کے علاوہ ہے کہ جو حضرت جعفر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا آہ کلام بعض لوگوں کو القباس  
برگیا اور دروز کو ایک ہی کچھ لیا۔ صحیح مسلم کی روایت سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ نہاشی دو ہیں اس دوسرے  
خط میں جو نہاشی کے ساتھ ائمہ کا لفظ مذکور ہے وہ راوی کا وہم ہے، ائمہ پہلے نہاشی کا نام ہے راوی  
نے دروز کو ایک کچھ اس خط میں ہی ائمہ کا لفظ غلطی سے بڑھا دیا۔ (روافعی فی التذاتی ص ۳۳۳)

### (۴) مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے نام نامہ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اس کے  
رسول کی جانب سے مقوقس عظیم القبط کے نام۔ سلام ہو  
اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے میں تمھکو اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم د من  
مع محمد عبد اللہ وہ سولہ اے  
المقوقس عظیم القبط سلام علی من

اتبع الهدى اما بعد فاني ادعوك  
بدعايه الاسلام اسلم تسلم  
يونسك الله اجرلك مرتين فان  
قوليت فعليك اثما القبط يا اهل  
الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا و  
بينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك  
به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا  
من دون الله فان قولوا فقولوا  
اشهدوا بانا مسلمون  
کی و عمرت دیتا ہوں اسلام لای سلامت ہے گا اور  
اللہ تعالیٰ تجھ کو دو بار اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو نے  
اس و عمرت سے اعراض کیا تو تمام جہنم کے حق ز  
قبول کرنے کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اسے اپنی کتاب لکھو اسی  
سیدنی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے دین  
مستقیم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی عبادت  
نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور  
اور ہم میں کا بعض بعض کو سوائے خدا کے رب نہ  
بنائے پس اگر اس سے اعراض کریں تو کہہ دو کہ گواہ  
ہم کہ ہم مسلمان اور اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

مہر نگار۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ میرے کر شاہ مصر کے پاس روانہ ہوں  
حاطب آپ کا والانامہ لے کر روانہ ہوتے اہل مصر پہنچے معلوم ہوا کہ بادشاہ اسکندریہ میں  
ہے اسکندریہ پہنچے دیکھا کہ بادشاہ ایک جموں کے میں بیٹھا ہوا ہے حارب و ردا واقع ہے  
نیچے سے روانہ مبارک اشارہ سے بلایا بادشاہ نے اندھلانے کا حکم دیا۔ حاطب اندھ  
پہنچے اور آپ کو والانامہ پیش کیا۔ ترقی اور عظمت کے ساتھ آپ کے والانامہ کو لیا اور پڑھا۔

(دستخانی مشکک ج ۳)

حضرت حاطب راوی میں کہ بعد ازاں شاہ اسکندریہ نے بطور مہمان مجھ کو ایک مکان میں  
مستحبہ دیا۔ ایک روز تمام بھارتی زمین زعماء اور قائدین کو جمع کر کے مجھ کو بلایا۔ اور یہ کہہ گا کہ میں تم سے  
کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں مجھ کو جواب دینا۔ حاطب نے کہا بہتر ہے مقرر قس نے کہا جن کا تم خط لے کر  
آئے ہو کہیادہ نبی نہیں ہیں۔ حاطب نے کہا کہیں نہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں مقرر قس نے کہا اگر وہ  
دائمی اللہ کے رسول ہیں تو جس وقت ان کی قوم لے ان کو مکہ سے نکالا تو اس وقت ان کے حق میں ثبوت

کہیں نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہ تھے تو تم نے کہا ہے شک وہ اللہ کے رسول تھے حاطب نے کہا کہ جب وہ اللہ کے رسول تھے تو جس وقت ان کے دشمنوں نے ان کو رسول دینے کا ارادہ کیا تو حضرت یحییٰ نے اس وقت ان کے حق میں کہیں یہ وہ عاقل کی کہ اللہ عزوجل ان کو ہلاک کر دیتا یہاں تک کہ تمہارے نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ مقتوس نے کہا ہے شک تو حکیم ہے اور حکیم کے پاس آگاہ ہے۔

## حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی دوبار مقتوس میں تقریر

مقتوس حضرت حاطب کے اس حکمانہ جواب کو سن خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت حاطب نے بلو شاہ کو مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی۔

اے کھلم کھلا ایک شخص اس شہر مصر میں پہلے گزرا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میری رب اہل ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑا اللہ عزوجل اللہ ہلاک اللہ برباد کیا تم کو چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت پکڑیں۔ ایک دین ہے جو تمہارے دین سے کہیں بہتر ہے وہ دین اسلام ہے جس کے متعلق خداوند اجل نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو تمام دنیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ تمام ایمان اس کے سامنے منھیں ہرجائیں گے اس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعوث برکرو گوں کو اس دین کی دعوت دی اس بارے میں تفریق نہ کیا۔ زیادہ محنت اور سود سب سے زیادہ دشمن اللہ نصاریٰ سب سے زیادہ قریب ثابت ہوئے۔ خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینا بعید ایسا ہی ہے جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بشارت دی دونوں میں کوئی تفریق نہیں اس بار تم کو ترکین کی طرف بلانا باطل ایسا  
ہی ہے جیسا کہ تم اہل تورات کو انجیل کی طرف بلاتے ہو جو تم کی نبی کی کہنے وہ تم اس  
نبی کی ہمت ہے ان کے ذمہ لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں اور اسے بادشاہ تو رہیں  
انہیں لوگوں میں سے جہنم نے اس نبی کا زمانہ پایا ہے۔ تم کو دیکھ سہی سے روکتے نہیں  
بلکہ حکم دیتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اتہاء کرو۔

## بادشاہ کا جواب

مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں غور اور فکر کیا تو یہ پایا کہ وہ پسندیدہ چیزوں کا  
حکم دیتے ہیں اور ناپسند چیزوں سے منع کرتے ہیں قابل نفرت چیزوں کا حکم نہیں دیتے اور قابل رغبت  
چیزوں سے منع نہیں کرتے۔ ہمارے گروہ گمراہ نہیں۔ کابن اور جھوٹے نہیں۔ نبوت کی علامتیں ان میں پاتا  
ہوں مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا اور اس بارے میں پھر غور کروں گا۔ اور آپ کے والانامہ کو ہاتھی  
دانت کے ڈبیر میں بند کر کے اپنے خزان کو حکم دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھیں اور ایک کاتب کو ملا کہ  
عربی زبان میں آپ کے والانامہ کے جواب لکھنے کا حکم دیا وہ جواب یہ تھا۔

## مقوقس شاہ مصر کی طرف سے والانامہ کا جواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط محمد	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - یہ خط محمد بن عبداللہ کے
بن عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط	ہم مقوقس سردار قبط کی جانب سے سلام بہ آپ پر
سلام ملیک - اما بعد فقد قرأت	اما بعد - میں نے آپ کا خط پڑھا اور کچھ اور اس
کتبک و فہمت ما ذکرک فیہ وما یدبر	کے مضمون کو اور اس چیز کو جس کی طرف آپ دعوت

۱۔ کہہ کر حضرت مسیح علیہ السلام نے خود آپ کی بشارت دی ہے مُبَشِّرًا اِیَّیْہُ سُبُوْلَیْہِ یَا اٰیُّہِیْنَ یٰبَنُوْا اٰمَنًا اُحْمَدُ  
اور آپ کے اتہاء اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔ آپ کا اتہاء میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حکم کا اتہاء ہے ۲

الیہ وقد علمت ان نبیا تدبئی و  
 كنت اظن ان یخرج من الشام وقد  
 اکرم رسولک وبثته الیہ بجاریتین  
 لهما من القبط مکان عظیم وکسرة  
 واهدیت الیہ بعله لتركها والسلام  
 دی ہے بجا۔ میں یقین جانتا ہوں کہ ایک نبی باقی  
 رہ گیا ہے۔ میرا گمان یہ تھا کہ شاید اس کا خروج شام  
 سے ہو میں نے آپ کے قاصد کا اklam اور احترام کیا  
 دو باندھیں اور کچھ کپڑے اور غنیمت دیتے آپ کی خدمت  
 میں بھیجا ہوں۔ والسلام

ایک جاریہ کا نام ماریقہ بطریقہ تھایہ آپ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت  
 ابراہیم انھیں کے بطن سے پیدا ہوئے، دوسرے کا نام سیریں تھا جو حسن بن ثابت کو عطا ہوئیں اور  
 غنیمہ کا نام دُلدُل تھا۔

مقوقس نے آپ کے قاصد کا اklam و احترام کیا اور آپ کے والا نام کی نہایت توقیر و تعظیم کی  
 اور اقرار کیا کہ آپ دی نبی ہیں جن کی انبیاء سابقین نے بشارت دی ہے۔ لیکن ایمان نہیں  
 لایا، انصاریت پر قائم رہا۔ حاطب بن ابی بلتعجب آپ کی خدمت میں پہنچے اور تمام واقعہ بیان کیا تو  
 یہ ارشاد فرمایا کہ ملک اس سلطنت کی وجہ سے اسلام نہیں قبول کیا اور اس کا ملک اور سلطنت باقی نہیں  
 رہ سکتی چنانچہ مصر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ (الجواب الصحیح للامام ابن قیمیہ  
 ۹۹ ج اول تامنا ج اول ذی قلی ص ۳۲ ج ۲ روض الانف ص ۴۵ ج ۲ و ہایتہ الحیاری ص ۴۳)

مقوقس۔ اس سے پیشتر آپ کے حالات مغیرہ بن شعبہ سے معلوم کر چکا تھا۔ مغیرہ مشرف باسلام  
 ہونے سے پہلے بنی مالک کے چند آدمیوں کے ساتھ مقوقس کے پاس گئے تھے اس وقت  
 مقوقس نے ان لوگوں سے آپ کے حالات دریافت کئے۔ مغیرہ نے کہا وہ بالکل ایک نیا  
 دین لے کر آئے ہیں جو ہمارے آبائی اور جدی دین کے بھی خلاف ہے اور بادشاہ کے دین  
 کے بھی خلاف ہے۔

مقوقس۔ ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔  
 مغیرہ۔ اکثر فرجواڑوں نے ان کا اتباع کیا اور بوڑھوں نے مخالفت کی اور مخالفین سے

رہائی کی زینت اُن کی کبھی فتح ہوئی اور کبھی شکست

موقوف۔ وہ کس چیز کی طرف تم کو بلاتے ہیں۔

مغیرہ۔ ایک اللہ عزوجل کی عبادت کریں کسی کی اس کے ساتھ شریک نہ کریں، جن بتوں کی ہمارے  
آباد اجداد پرستش کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں اللہ ناز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔

موقوف۔ کیا ناز کے لئے کوئی وقت اور زکوٰۃ کے لئے کوئی مقدار معین ہے۔

مغیرہ۔ دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

میں شغال سونے میں نصف مشغال یعنی ماں کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔

موقوف۔ زکوٰۃ لے کر کیا کرتے ہیں۔

مغیرہ۔ نقرار اور ساکنین پر تسلیم کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں صلہ رحمی اور ایثار عہد کا حکم کرتے ہیں ناز اور  
سود اور شراب کو حرام بتاتے ہیں غیر اللہ کے نام پر جو جانور ذبح کیا جلتا ہے اس کو نہیں کھاتے۔

موقوف۔ بیشک وہ نبی مرسل ہیں تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے ہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی انھیں باتوں

کا حکم دیتے تھے اور اس سے پہلے تمام انبیاء کلامِ علیم الصلاۃ والسلام بھی انھیں باتوں کی

تعلیق فرماتے تھے اور انجام کار آپ ہی کو غلبہ ہوگا، یہاں تک کہ کوئی آپ کا مزاحم نہ رہے گا اور

تمہارے بعد جو تک آپ کا دین پہنچے گا۔

مغیرہ۔ ساری دنیا بھی اگر آپ پر ایمان لے آئے تو ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔

موقوف۔ تم لوگ نادان اللہ بے عقل ہو۔ اچھا یہ تو بتلو کہ ان کا نسب کیا ہے۔

مغیرہ۔ سب سے بہتر۔

موقوف۔ حضراتِ انبیاء اللہ ہمیشہ سب سے اعلیٰ اور اثر و خاندان سے ہوئے ہیں۔

اچھا ان کی سچائی اور راستی کے متعلق کچھ بیان کرو۔

مغیرہ۔ ان کی سچائی اور راستی ہی کی وجہ سے سارا عرب ان کو آمین پکارتا ہے۔

موقوف۔ تم اس بارے میں غور و فکر کرو کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں سے سچ بولے اور



خدا پر جھوٹ بولے۔ نیز یہ بتلاؤ کہ ان کے پیرواں میں کس قسم کے لوگ ہیں۔

منفیہ۔ نور جان۔

مقتوس۔ آپ سے پیشتر جس تمدن یا مگرزے ان کے اتباع کرنے والے اکثر نور جان ہی ہوتے ہیں۔ بعد ازاں یہ دریافت کیا کہ مشرب کے پیرو یوں نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا وہ لوگ اہل قہارت ہیں۔

منفیہ۔ مخالفت کی آپ نے ان میں سے کسی کو قتل کیا اور کسی کو قید اور کسی جلاوطن۔

مقتوس۔ یہود و حاسد قوم ہے یہود نے آپ پر حسد کیا ورنہ وہ ہماری طرح آپ کو خوب پہنچاتے ہیں۔  
منفیہ۔ یہ سن کر ہم غل سے باہر آ گئے اور اپنے دلوں میں یہ کہا۔ کہ شاید ان عجم بھی آپ کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ آپ سے بیعت دے دیں اور ہم تو آپ کے رشتہ دار و بعد پڑوسی ہیں ہم اب تک آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے حالانکہ آپ نے ہم کو ہمارے گھروں پر آکر بلایا۔ یہ بات میرے دل میں اڑ کر گئی اور میں اسکندریہ ہی میں ٹھہر گیا کوئی گرجا ایسا نہ چھوڑا کہ میں اس میں رنگیا ہوں اور ماں

لج۔ کیونکہ اخلاق اور عادات پورے عہدوں میں پختہ اور صلاح ہو جاتے ہیں ان کو اپنی عادات اور مراسم کا چھوڑنا بہت شاق ہوتا ہے۔

ان الغصون اذا لانت بها اعترت ورن ملین اذا لانت به خشب

شاخیں جب تک نرم ہوں ان کو سیدھا کیا جاسکتا ہے لیکن لکڑی پہنچنے کے بعد ان کا سیدھا کرنا ناممکن ہے۔  
یہی وجہ ہے کہ اکثر نور جان انتہار بعثت میں مشرب باسلام ہوتے اور سردار اور سرداران قریش فتنہ مکر میں اسلام لائے۔ حضرت بن ابیہ ربنی مشرک ایک مرتبہ تشریف فرما تھے اور جو انزل کی ایک جماعت نصیحت سننے کے لئے آپ کے ارد گرد بیٹھیں ہوتی تھی ایک شخص ادھر سے گزرا۔ جو انزل کے مجمع کو دیکھ کر اس نے حضرت مذہب سے سوال کیا کہ آپ کے گرد جو افراد کا مجمع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اھل الخیر اکافی الشیباب جو انزل کا وہ کس میں غیر ہے کہ وہ نصیحت کو سنیں اور بعد ازاں یہ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو سنا۔ قالوا سمعنا فتی یذکرہم یمقال لہ ابراہیم۔ انہم فتیۃ امنوا بربہم۔ قال لفعلا انا عندنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بنا کر بھیجا مگر جب کہ اس کا شاباب اور جوانی مکن ہوگی یعنی ہامی سدا کو پہنچ گیا۔ کہا قال تعالیٰ۔ اذ اسلم اشداک وبلغ اربعین سنۃ اکنانی تنبیا لفقیرین للامام الشریع رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲۲

کے پادریوں سے آپ کی محنت اور شان دریافت نہ کی ہو یہاں تک میں ان کے  
اُستفادہ سے بڑے پادری سے ملا جو بڑا عابد و زاہد تھا لوگ مریضوں کو اس کے پاس دوا  
کرانے کے لئے لاتے تھے، میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا ابھی کسی نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے  
اس نے یہ جواب دیا۔

نعم هو آخر الانبياء ليس بينه وبين عيسى بن مريم احد وهو بنى مرسل وقد امرنا عيسى بالتباعد وهو النبي الا في العربي اسبه احمد ليس بالطويل ولا ببيض ولا بالاحمر بعض شعرة ويلييس ما غلظ من الثياب وبيجترى بما لقي من الطعام سيفنه على عاتقه ولا يبالي بمن لا يقي مباشر القتال بنفسه ومعه اصحابه يندوته بانفسهم هم له اشد حبا من اولادهم يخرج من ارض حرم ديارتي الى حرم مهاجر الى ارض سباخ وغل يددين بددين ابراهيم عليه السلام

ہاں وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں وہ نبی مرسل ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو ان کے ابتداء کا حکم دیا وہ نبی امی عربی ہیں نام ان کا احمد ہے نہ دراز قدیں نہ نسبت قامت بلکہ میانہ قدیں آنکھوں میں اچھی صرخی ہے نہ بالکل سفید ہیں نہ بالکل گندمی۔ بال ان کے زیادہ ہوں گے موٹے کپڑے پہنیں گے جتنا کھانا میسر آجائے گا اسی پر کھنا اور شاعیت کریں گے۔ تو ان کے کا ندھے پر ہر گئی کسی مقابلہ کی پرانا نہ کریں گے، خود جہاد و قتال کریں گے ان کے اصحاب ان کے ساتھ ہوں گے جو دل و جان سے ان پر نذا ہوں گے اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت رکھتے ہوں گے وہ نبی حرم رکھ میں ظاہر ہوگا اور ہم کی طرف ہجرت کرے گا وہ زمین شریا نہ غلشتا ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیرو ہوگا۔

مغیرہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی کچھ اور صفات بیان کرو اس نے کہا کہ آپ انا بہ بند ہوں گے اپنے اطراف اور اعضاء کو دھوئیں گے یعنی دھو کریں گے۔ آپ سے پہلے جس قدر نبی گزرے

وہ صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ تمام عالم کی طرف مبعوث ہوں گے تمام رستے زمین اُن کے لئے مسجد اور ظہور ہوگی، جہاں نماز کا وقت آجائے گا وہاں پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کریں گے۔ بنی اسرائیل کی طرح کنیسہ اور گرجا کے پابند نہ ہوں گے کہ کلیسا کے سوا کہیں دوسری جگہ نماز ہی درست نہ ہو۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ تمام باتیں میں نے خوب غور سے سنی اور یاد رکھا اور وہاں ہرگز آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کا حلقہ بگوش نہ بنا۔

## (۵) منذر بن ساویٰ شاہ بحرین کے نام نامہ مبارک

علاء بن حفص رضی اللہ عنہ کو۔ منذر سادی کی طرف دعوت اسلام کا خط لے کر روانہ فرمایا۔ علاء بن حفص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کا والا نامہ لے کر منذر کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے یہ کہا۔

اے منذر۔ دنیا میں تو بڑا عاقل اور ہر شیا رہے۔ آخرت کے بارے میں نادان اور ذلیل نہ بن یہ جو سمیتِ راتش پرستی، بدترین مذہب ہے۔ نہ اس میں عرب کا سائنت اور کرم ہے اور نہ اہل کتاب کا سا علم۔ اس مذہب واسے ان عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن کے ذکر ہی سے حیا اور شرم آتی ہے۔ اور اُن چیزوں کو کھاتے ہیں جن کے کھانے سے طبعیتیں نفرت کرتی ہیں۔ دنیا میں اس آگ کی پرستش کرتے ہیں جو نیا امت کے دن ان کو کھائے گی اے منذر تو بے عقل اور نادان نہیں۔ تو خوب سوچے اور غور کرے۔ جو ذات کہیں جھوٹ نہیں بولتی اس کی تصدیق کرنے اور اس کو صادق اور راستباز سمجھنے میں تمھو کو کیا تامل ہے اور جو ذات کہیں خیانت نہیں کرتی اس کے امین سمجھنے میں اور جو ذات کہ اس کی بات میں کہیں خلاف نہیں ہوتا اس پر شوق اور افتاد کرنے میں

۱۔ ابواب الصبح لابن تیمیہ - ص : ۱۰۱ - ۱۰۳ - ۱۵۰ - حاشیہ کبریٰ ج ۲ : ص ۱۲

۲۔ روایات سے آراء ثابت ہے کہ آپ نے منذر بن سادی کے نام دعوت اسلام کا خط تحریر فرمایا لیکن باوجود تبتح اندر حاشیہ کے اس والا نامہ کے افغانوں میں معلوم ہر کے۔ زرقانی ص ۳۵۳ ج ۳

تبعہ کو کیا تر وہ ہے، اگر آپ کی فائت یا برکات ایسی ہی ہے اور یقیناً ایسی ہے تو مجھ سے کہہ دیا  
 شبہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول میں صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے رسول ہیں کہ جس چیز کے کرنے کا  
 آپ نے حکم دیا۔ اس کے متعلق کوئی ذی عقل یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز سے منہ فرماتے  
 اور جس چیز کے کرنے سے آپ نے منہ فرمایا اس کے متعلق کوئی ذی عقل اور ذی ہوش یہ نہیں کہہ  
 سکتا کہ کاش آپ اس چیز کے کرنے کے کا حکم دیتے، یا جس چیز کو جس حد تک آپ نے معاف فرمایا  
 اس سے نادمہ معاف فرماتے یا جس چیز کی آپ نے جو سزا تجویز فرمائی اس میں کوئی تخفیف یا کمی  
 فرماتے۔ اس لئے کہ آپ کا ہر امر اور ہر نبی اور آپ کا ہر ارشاد اہل عقل اور اہل نظر کی انتہائی  
 تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔

## (۵) منذر بن ساوی کا جواب

منذر نے کہا میں جس دین پر ہوں میں نے اس میں غور کیا تو اس کو فقط دنیا کے لئے پایا۔  
 آخرت کے لئے نہیں اور تمہارے دین میں نظر اور فکر کی تو اس کو دنیا اور آخرت دونوں کے لئے پایا۔  
 پس مجھ کو اس دین کے قبول کرنے سے کیا شئی مانع ہے کہ جس کے قبول کرنے سے زندگی کی تمنا میں  
 اور موت کی راحت مائل ہوتی ہو اب تک میں اس شخص پر تعجب کرتا تھا جو اس دین کو اسلام کو قبول  
 کرے اور اب اس پر تعجب کرتا ہوں کہ جو اس دین پر حق کو رد کہے۔

## منذر بن ساوی کی طرف سے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے الانامہ کا جواب

منذر مشرف باسلام ہوا اور آپ کے والانامہ کا یہ جواب کھرایا۔

اما بعد یا رسول اللہ فانی قدأت کتابک  
 اے رسول اللہ میں نے آپ کا والانامہ اہل بحرن کو  
 ملے اهل البحرین فمنہم من احب  
 سنا ویا بعضہوں نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں

الاسلام واعجبه ودخل فيه ومنهم  
من كرهه وبارضى يهود ومجوس  
فاحدث ابي في ذلك امره.

آپ نے یہ جواب کھوا کر بھیجا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ من محمد  
رسول الله الى المنذر بن ساري سلام  
عليك فاني احمد اليك الله الذي لا  
الله الا هو واشهد ان محمدا رسولا  
الله اما بعد فاني اذكرك الله عز وجل  
فانه من يتصيح فانها يتصيح لنفسه  
وانه من يطعم رسلي ويتبع امرهم  
فقد اطاعني ومن نصح لهم فقد نصح  
لي واني رسل قد انشأ عليك خيرا فاني  
قد شفعتك في قومك فانترك للمسلمين  
ما اسلموا عليك وعفوت عن اهل  
الذيوب فاقبل منهم وانكضهما  
تصلح فلن نغزلك عن عملك ومن  
اقام على يهوديته او مجوسية  
فعليه الجزية له

داخل ہوئے اور بعضوں نے ناپسند کیا اور میرے  
ملک میں یہودی اور مجوسی رہتے ہیں اس بارے میں  
آپ اپنا حکم صادر فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی جانب  
منذر بن ساری کی طرف۔ سلام ہو تم پر میں تیری طرف  
میں خدا کے پاک کی حمد پہنچاتا ہوں جس کے سوا کوئی  
معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد۔ اللہ کے رسول  
ہیں۔ بعد ازاں میں تجھ کو اللہ عز وجل یا دلاتا ہوں  
اس لئے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ خیر خواہی اور نفاکاری  
کرسے وہ حقیقت میں اپنی ذات کی خیر خواہی کرتا ہے  
اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور ان کے  
حکم کا اتباع کیا پس تحقیق اس نے میری اطاعت کی  
اور جس نے ان کی خیر خواہی کی، میرے قاصدوں نے  
اگر تمہاری تعریف و توصیف کی میں نے تمہاری قوم  
کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی پس وہ اہلک  
مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ دو جس پر وہ اسلام لائیں  
اور خطا کا رد کو میں نے معاف کیا اس کے سلام یا  
قرۃ قبول کرو اور جب تک تم ٹھیک اور درست رہو

تو ہم تم کو سوزل نہ کریں گے اور جو شخص اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے تو اس پر جزئیہ ہے۔

## (۶) شاہ عثمان کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَنْ  
 مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَى جَبْرِ  
 وَ عُبَيْدِ ابْنِ الْجَلْدَةِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ  
 اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَأَيُّ أَدْعَاكُمْ  
 بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلَبًا تَسْلَبُنَا فَأَيُّ رَسُولِ  
 اللَّهِ إِلَى النَّاسِ سَافَهُ لَا نَذَرُ مَنْ كَانَ  
 حَيًّا وَيَحْتَقِ الْعُرَى عَلَى الْكَافِرِينَ وَأَنْكَبَا  
 أَنْ أَقْرَبْتُمَا بِالْإِسْلَامِ وَلَيْسَكُمَا وَان  
 أَيْتَانِ تَقْرَأُ بِالْإِسْلَامِ فَإِنْ مَلَكَكُمْ  
 زِلْزَلٌ عَنْكُمْ وَغِيْلٌ تَحِلُّ بِأَحْكَمَا  
 وَتُظْهِرُ بِنُوقِي عَلَى مَلَكَكُمْ - لَه  
 اور میری نبوت و رسالت تمہارے ملک کے تمام ادیان پر غالب آکر رہے گی۔

ذی قعدۃ الحرام ۳۳ھ میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے دعا لائے دے کر  
 پسرانِ جَبْدِی۔ عُبَید اور جَبْرِ کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں آپ کا ملاقات  
 سے کر۔ عثمان پہنچا اول عُبَید سے ملاقات ہوئی۔ نہایت حمیم اور بُردبار اور نیک خور تھے میں نے  
 کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خط  
 دے کہ آپ اور آپ کے بھائی کی طرف بھیجا ہے۔ عُبَید نے کہا کہ اعلیٰ رئیس اور بادشاہ میرے بڑے

لے۔ میں دل میں اس کے حیات اور زندگی کہ آئندہ باقی ہیں درجہ میں کا دل باطل مردہ ہو چکا ہے اس کے حق میں  
 لے لانا بعد نہ لے لانا سب برابر ہے ۱۲۔ ۳۵۰ نمراد الحاد ج ۳ ص : ۶۱۔ ۶۲۔ زبانی ج ۳ ص ۳۵۲

بھائی جعفر ہیں، میں آپ کو اُن سے ملا دوں گا۔ یہ خط اُن کے سامنے پیش کر دینا۔ بعد ازاں مجھ سے کہا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دینے آئے ہو۔

عمر بن العاصؓ: ایک اللہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی کو چھوڑ دو اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

عبداللہ: اے عمر بن العاصؓ، تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو تب لاؤ کہ تمہارے باپ نے کیا کیا ہم انھیں کی اقتدار کریں گے۔

عمر بن العاصؓ: میرے باپ مر گئے اور آپ پر ایمان نہیں لائے اور میری تمنا تھی کہ کاش وہ اسلام لاتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔ ایک عرصہ تک میں انھیں کی رائے پر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق سے سرفراز فرمایا۔

عبداللہ: تم کب مسلمان ہوئے۔

عمر بن العاصؓ: چند ہی روز ہوئے۔

عبداللہ: کہاں مسلمان ہوئے

عمر بن العاصؓ: بنی شامہ حبشہ کے ہاتھ پہلا۔ بنی شامہ بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

عبداللہ: بنی شامہ کے اسلام لے آنے کے بعد اس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

عمر بن العاصؓ: حسب سابق اس کو بادشاہت پر برقرار رکھا اور اس کے متبع اور پیروئے عبداللہ اساتذہ و پارویں اور رہبان نے کیا کیا۔

عمر بن العاصؓ: سب نے اُس کا اتباع کیا۔

عبداللہ: اے عمر وغیرہ کو کیا کہہ رہے ہو خوب سمجھ لو کہ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بڑی خصلت

نہیں اور انسان کے لئے جھوٹ سے زیادہ رسوا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

۱۔ لطیف: عجیب بات ہے کہ ایک صحابی تابعی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے کہ عمر بن العاصؓ صحابی تھے۔

اور بنی شامہ تابعی تھا ۱۲۔ نزہۃ القلوب ص ۳۵ ج ۳

عمر بن العاصؓ ۱۔ ماشاؤ نکلا میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہمارے دین میں جھوٹ بڑا حلال ہے۔  
عُبَید ۱۔ معلوم نہیں کہ ہر قل قیصرِ روم کو نباشی کے اسلام لانے خبر ہوئی یا نہیں۔  
عمر بن العاصؓ ۱۔ ہر قل کو نباشی کے مسلمان ہونے کا علم ہے۔  
عُبَید ۱۔ تم کو کیسے معلوم ہوا۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ نباشی۔ قیصرِ روم کو خراج ادا کرتا تھا، مسلمان ہونے کے بعد خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر قیصرِ روم مجھ سے ایک دیم بھی مانگے تو وہ بھی نہ دوں گا۔ قیصرِ روم کو جب نباشی کی یہ بات پہنچی تو قیصرِ روم خاموش ہو گیا۔ قیصر کے خاموشی کو دیکھ کر قیصرِ روم کے بھائی نیاق نے نہایت غصے سے یہ کہا کہ کیا آپ اپنے اس غلام یعنی نباشی کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے کہ خراج بھی ادا نہ کرے اور آپ کا مذہب چھوڑ کر نیادیں اختیار کرے۔  
قیصر نے کہا نباشی کو اختیار ہے کہ وہ جس دین کو چاہے اختیار کرے اس نے اس دین کو پسند کیا خدا کی قسم اگر مجھ کو اپنی سلطنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی یہی دین اختیار کرتا۔  
عُبَید ۱۔ بہت تعجب ہو کر اسے عمر و کیا کہہ رہے ہو۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ خدا کی قسم میں نے باطل سے کچھ کہا ہے۔  
عُبَید ۱۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں۔  
عمر بن العاصؓ ۱۔ اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اس کی معصیت اور نافرمانی سے منع فرماتے ہیں بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں غلام اور تعدی۔ زنا اور شراب خواری بت پرستی اور صلیب پرستی سے منع فرماتے ہیں۔

عُبَید ۱۔ کیا ہی اچھی دعوت اور کیا ہی عمدہ تلقین ہے۔ کاش میرا بھائی بھی میرے ساتھ اتفاق کرے اور دونوں مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں لیکن ممکن ہے کہ میرا بھائی اپنی سلطنت کی وجہ سے اس بارے میں تامل کرے۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ اگر اسلام سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی بادشاہت کو بدستور



برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ اپنی قوم کے امراء اور غنیوں سے صدقات وصول کریں۔ اور اپنی قوم کے فقراء اور مساکین پر ان کو تقسیم کریں۔

عبداللہؓ۔ یہ تو نہایت عمدہ بات ہے۔ یہ بتاؤ کہ صدقات کتنے اور کس طرح لئے جاتے ہیں۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ میں نے تفصیل بتایا کہ سونے اور چاندی میں اتنی زکوٰۃ لی جاتی ہے اور لونٹ اور بکریاں میں اتنی بعد ازاں عبداللہؓ نے نجد کو اپنے بھائی جحفیز کے سامنے پیش کیا میں نے آپؐ کو دلا نام سر بھر اس کو دیا مہر کھول کر اس کو پٹھیا اور کھجور بٹھنے کا حکم دیا اور قریش کا کچھ حال دریافت کیا ایک مدونہ کے تامل کے بعد جحفیز بھی اسلام پر آمادہ ہو گیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک مہنا اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے اور مگر سلمان نہیں ہوئے ان پر جزیہ نام کر دیا گیا۔ (رواۃ المعاد ص ۶۲ بدایت الحمیری المصنف ابن القیم ص ۴۲)

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اصل بادشاہ ان کا باپ جلدی تھا شاید بڑھ چڑھے ہو جانے کی وجہ سے سلطنت بیٹوں کے سپرد کر دی ہو۔ ابن النخعی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن العاصؓ کو جلدی کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمایا ممکن ہے کہ آپؐ نے عمرو بن العاصؓ کو باپ اور بیٹوں سب کی طرف روانہ فرمایا ہو۔ (دکذافی الاماہ ص ۲۶۲)

و ص ۲۶۳ ج ۱ ترجمہ جلدی و جحفیز قسم ثالث)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ عمرو بن العاصؓ نے جلدی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔

اے جلدی تو اگرچہ ہم سے بہت دُعا ہے لیکن اللہ عزوجل سے دُور نہیں جس ذات پاک نے تجھ کو بلا کسی شریک کے تنہا پیدا کیا تو تنہا اُسی کی عبادت کر اور جو ذات تیرے پیدا کرنے میں خدا کی شریک نہیں تو اس کو نہ اُسی کی عبادت میں شریک نہ کر اور یقین رکھ کہ جس خدا نے تجھ کو زندہ کیا ہے وہ تجھ کو موت دینے والا ہے اور جس نے تمھاری پیدائش کی ابتداء کی وہی تجھ کو اپنی طرف لوٹائے گا۔ پس اس نبی اُمّی کے بارے میں خوب غور و فکر کر کہ جو دنیا اور آخرت کی بھلائی اور سہجودی لیکر

آیا ہے۔ مگر وہ تم سے کسی قسم کا کوئی اجر اور معاوضہ چاہتے ہوں تو وہ روک لو اور اگر ان کے کسی قول اور فعل میں ہوائے نفسانی کا شبہ محسوس کرو تو اس کو چھوڑ دو بھڑاپ کے لئے ہوئے دین میں غور کرو کہ آپ کا دین لوگوں کے خود ساختہ قوانین کے مشابہ ہے یا نہیں۔ اگر آپ کی شریعت اور آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ ہے تو بتلاؤ کس کے مشابہ ہے اور اگر آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ نہیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے پس اس کو قبول کرو اور جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرو اور جس سے ڈرتا ہے اس سے ڈرو۔

جملہ یانے کہا میں نے اس نبی اُمّی کے بارے میں غور کیا۔ بے شک وہ کسی خیر اور بھلائی کا حکم نہیں دیتے مگر سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے وہ خود ہوتے ہیں اور کسی برائی سے منع نہیں کرتے مگر سب سے پہلے خود اس کے ترک کرنے والے ہوتے ہیں جب وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں عہد کو پورا کرتے ہیں وعدہ کی وفا کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ نبی ہیں۔<sup>۱۳</sup>  
اور یہ اشعار کہے :

اتانی عسرو بالی لیس بعدہا      من الحق شئی والنصح فیصح  
فما عمرو قد اسلمت للہ جہرہ      ینادی بربانی الوداین فیصح

## (۵) رئیسِ پیامہ ہوزہ بن علی کے نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝  
من محمد رسول اللہ الی ہوزہ بن علی  
علی سلام علی من اتبع الهدی ۝  
اعلم ان دینی سیطھرائی منتھو ۝  
بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی  
طرف سے ہوزہ بن علی کے نام پر سلام ہے اس پر  
جو ہدایت کا اتباع کرے ملزم کر کہ میرا دین وہاں  
تا پہنچے گا جیساں اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں سلام

والخف والمخاف فاسلم تسلم واجعل لے آؤ سلامت رہو گے اور تمہارے مقبوضات  
لك ماتحت يديده۔  
پر تم کو بہت بڑا رکھیں گے۔

سليط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ ہوزہ نے آپ کا والانامہ پڑھا اور  
حضرت سلیط کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ آمانا سلیط رضی اللہ عنہ نے ہوزہ سے  
مخاطب ہو کر کہا

اے ہوزہ تجھ کو پرانی اور بوسیدہ ڈبڑوں نے سردار بنا دیا ہے اللہ حقیقت میں سردار وہ ہے  
کے جہا ایمان سے متمتع ہوا اور تقویٰ کا ترشہ لیا۔ میں تجھ کو ایک بہترین شئی کا حکم کرتا ہوں اور ایک بدترین  
شئی سے تجھ کو منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور شیطان کی عبادت سے منع  
کرتا ہوں اگر تو اس کو قبول کرے تو تیری تمام امیدیں برائیاں لگیں اور غوث سے مامون ہوگا۔ اور اگر انکار  
کرتا ہے تو قیامت کا ہول ناک منظر ہمارے اور تیرے درمیان سے اس پردہ کو اٹھا دے گا۔  
ہوزہ نے کہا مجھے بہت دیکھے کہ میں سوچ لوں اور بعد ازاں آپ کے والانامہ کا یہ  
جواب لکھوا۔

ما احسن ماتد عوالیہ واجعله جس چیز کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ کیا ہی خوب  
والعرب تهاب مکافی فاجعل لی بعض اور بہتر ہے عرب میرے دبدر اور مرتبہ سے ڈرتے  
اکاملا تبعك میں آپ مجھے کچھ اختیار دیکھیے میں آپ کا اتنا بکروں گا۔

اور چیتے دقت حضرت سلیط کو ہدیہ اور تحفہ دیا اور کچھ بچہ کے بٹے ہوئے کپڑے دینے دینے  
پہنچ کر آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے خط پڑھ کر فرمایا خدا کی قسم اگر ایک باشت زمین میں  
مانگے گا تو نہ دوں گا وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کا ملک بھی ہلاک ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبریل امین نے ان کو آپ کو ہوزہ  
کے مرنے کی خبر دی اپنے صحابہ کو یہ خبر سنا کر فرمایا کہ یہاں میں غمگین ایک کتاب ہوگا جو بزرگ  
کا دعویٰ کرے گا اور میرے بعد نقل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ملہ - زاد المعاد ج ۳، ص ۶۳)

## ۸۰) امیر و مشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، من محمد رسول اللہ الی الحارث بن ابی ضمہ  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے رسول کی طرف  
 حارث بن ابی ضمہ کے نام سلام ہوا اس پر جہادیت  
 سلام علی من اتبع الهدی وامن باللہ  
 اتباع کرے اور اللہ پر ایمان لے اللہ کے حکام کی  
 وصدق فانی ادعوا الی ان تؤمن باللہ  
 تصدیق کرے پس میں تمکو دعوت دیتا ہوں اس  
 وحد لا شریک، بہت ہی عظیم  
 بات کی کہ تو ایمان لائے اُس ایک خدا پر جس کا کوئی  
 شریک نہیں اگر تو ایمان لے آیا تو تیری سلطنت باقی رہے گی۔

شجاع بن وہاب اسدی یہ والا نام لے کر و مشق پہنچے حارث غسانی اس وقت قیصر روم کیلئے  
 سامان ضیافت جتیا کرنے میں مشغول تھا قیصر اس زمانہ میں فارس پر فتحیابی کے شکر میں معص سے  
 پایادہ چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا انتظار میں کسی مہزگرز رگے مگر حارث سے ملاقات نہیں ہوئی  
 میں نے حارث کے دربار سے وکر کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا قاصد ہوں بادشاہ سے ملنا  
 چاہتا ہوں، دربار نے کہا کہ بادشاہ ایک دو روز میں برآمد ہوں گے اس وقت ملاقات ہو سکے گی  
 دربار روم کا رہنے والا تھا نام اُس کا قمری تھا، اُس نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے  
 حالات دریافت کرنے شروع کئے۔ میں آپ کے حالات بیان کرنا جاتا تھا اور وہ روتا جاتا تھا آپ کے  
 حالات سن کر یہ کہیں انجیل پڑھ رہے ہیں آپ کے نام و صفات پتا ہوں ہیں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور  
 آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور تمکو نامہ پیش ہے کہ حارث تمکو کڑے گا اور میرا نہایت اکرام اور احترام کیا اور  
 نہایت اچھی بھائی کی ایک روز حارث برآمد ہوا آج بہن کو بھیجا اور ان کو نامہ سنانے کی اجازت دی گئی  
 حضرت شجاع بن وہب نے آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ حارث اس کو پڑھ کر برجم ہوا اور آپ کے  
 والا نامہ کو بھینک دیا اور غصہ ہو کر کہا کہ وہ کون شخص ہے جو میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں ہی خود اس کی  
 طرف جانے والا ہوں اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا اور ایک خط اس مضمون کا قیصر روم کے

نام سعادۂ کیمہ قیصر دم کا جواب یہ آیا کہ اپنا ارادہ ملتوی کر دو۔ قیصر دم کا جواب آنے کے بعد حضرت شجاع کو طایا اوسد بیا نت کیا کہ واپسی کا کب ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ کل ارادہ ہے، حادث نے آپ کو تنہا خفا سونا بدیشہ پیش کرنے کا حکم دیا اور دربان نے بھی کچھ نذرانہ پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دینا۔ میں واپس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا اُس کا ملک ہلک ہوا۔ بعد ازاں میں نے تمہاری کا سلام پہنچایا اور کچھ اُس نے کہا تنخواہ بیان کیا آپ نے فرمایا سچ کہا۔

## فوائد

(۱)۔ شاہان عالم کے نام جو دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے یہ اس نام کی صریح دلیل ہیں کہ حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کی رسالت عرب اور عجم جن اور انس یہود و اور نصاریٰ اور مشرکین اور مجوس سب کے لئے ہے۔ قیصر دم نے جو کہ مذہب عیسائی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا مگر اسلام نہیں لایا۔ علی ہذا عوین مصر یعنی مقوقس نے بھی جو کہ مذہب انصرانی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا مگر اسلام نہیں لایا بخاشی شاہ حبشہ جر عیسائی تھا وہ اسلام لایا نصاریٰ کے بعض فرقوں کا یہ گمان ہے کہ حضور پر نور نبی اور رسول تو تھے مگر فقط عرب کے لئے تھے، یہود و نصاریٰ کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ ان کا یہ گمان بالکل غلط ہے۔

اگر حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امین کے لئے مخصوص ہوتی تو یہود اور نصاریٰ اور مجوس کو دعوت اسلام کیوں دیتے اور یہود اور نصاریٰ پر حزیہ کیوں لگاتے، امام زہری سے منقول ہے کہ سب سے پہلے آپ نے نصاریٰ بنجران پر حزیہ مقرر کیا اور جب معاویہ بن جبل کو مین کا حکم مقرر کر کے بھیجا تو حکم دیا کہ مین میں جو یہودی رہتے ہیں ان کے ہر مانع سے سالانہ ایک دینار حزیہ وصول کیا کریں۔

(۲)۔ اب تک اکثر غزوات اہل عرب سے رہے اس کے بعد شہدہ میں یہودی خیر سے آپ نے جہاد قتال فرمایا اور پھر شہدہ میں مقام موت کی طرف نصائی کے مقابلہ کے لئے ایک سرور روانہ فرمایا جس میں حضرت زید اور حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر فرمایا۔ جس کی تفصیل عنقریب آجائے گی اور پھر شہدہ آپ نفیس نفیس قیدیوں کے مقابلہ کیئے مقام تبرک کی طرف روانہ ہوئے جو غزوہ تبرک کے نام سے مشہور ہے یہ غزوہ نصاریٰ شام سے تھا معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت فقط مشرکین عرب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ اور تمام عالم آپ کی دعوت اور شریعت کا مکلف ہے ورنہ جو آپ کی شریعت کا مکلف نہ ہو اس سے جہاد کیا مسمیٰ۔

(۳)۔ نیز قرآن وحدیث سے متواتر یہ ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرماتے تھے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَنَالُوا إِلَى كَلِمَةٍ مِّنْهُم مَّا بَيْنَكُمْ وَابْنِ كِتَابِ كَوْنِ الْإِسْلَامِ كِي دَعْوَتِ دَعِي تَحِي

پس اگر نصائی کے اس فرقہ کے نزدیک اگرچہ آپ عرب ہی کی طرف نبی بن کر بھیجے گئے تھے مگر بہر حال نبی تھے اور نبی اگرچہ کسی خاص قوم کی طرف بعثت ہو مگر عقلاً و نقلاً یہ ضروری ہے کہ نبی اپنے اقوال اور دعاوی میں قطعاً صادق ہو گا مگر یہ ناکمل ہے کہ نبی ہر اور کسی بات میں کاذب ہو پس اگر نصائی کے اس فرقہ کے نزدیک آپ نبی عرب تھے تو آپ یقیناً اس دعوے میں اِنِّي رَسُولُ اللَّهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا میں ضرور صادق ہوں گے جب آپ کو نبی مان لیا تو دعوائے عمر نبوت میں بھی آپ کو یقیناً صادق ماننا پڑے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## غزوہ خیبر، محرم الحرام ۸ھ

عَدَدَ كُمْ اللّٰهُ مَغَابَهُ كَثِيرًا تَاْخُذُ وَهَمًا فَنَجِّلَ لَكُمْ هٰذَا  
اسورہ فتح (زمرہ) کیا ہے اللہ تعالیٰ تم سے بہت سی غیبتوں کا جن کو تم لوگ پس یہ خیبر کی نعمت  
اللہ تعالیٰ نے تم کو جلدی دے دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے واپس ہوئے تو ماہی میں سورہ فتح نازل ہوئی  
جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے عموماً اور اصحاب بیعت الرضوان خصوصاً یہ وعدہ فرمایا کہ تم کو  
بہت سی فتوحات ہوں گی اور بہت سی غیبتیں طس گی اور بالفعل اس بیعت الرضوان کے انعام  
میں فتح خیبر دی اور فتح مکہ جس وقت ہاتھ نہ لگی کچھ لوگ وہ بھی مل ہی چکی ہے اور آئندہ چل کر تم کو  
اور بھی فتوحات نصیب ہوں گی جن کا علم ہم کو ہے چنانچہ آیت مذکورہ میں فَنَجِّلَ لَكُمْ هٰذَا  
سے خیبر کی فتح مراد ہے اور علی ہذا گذشتہ آیت وَ اِنَّ اِلَهُكُمْ فَتُخَا فَرِیْثًا میں بھی فتح قریب  
فتح خیبر ہی مراد ہے۔

چنانچہ آپ مدینہ سے واپس ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور ذی الحجہ اور احوال محرم میں مدینہ  
ہی میں مقیم رہے اس اشار میں حضور پروردگار کو یہ حکم ہوا کہ خیبر پر چڑھائی کریں جہاں غدار بیٹو آباد تھے  
اور جو بد عہدی کر کے جنگ احزاب میں کفار مکہ کو مدینہ پر چڑھا کر لائے تھے اور حق تعالیٰ نے حضور  
پر لڑ کر یہ خبر دی کہ فتح خیبر کی بشارت سن کر منافقین بھی آپ سے استعفا کریں گے کہ ہم بھی آپ کے  
ساتھ سفر میں چلتے ہیں اللہ کا حکم ہے کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ اس سفر میں ہرگز نہ جائیں اور اس  
بار سے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ  
مَعَانِمَ إِنَّا خُذُوا هَٰذَا فَمَا نَبْغُكُمْ  
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ  
فَلَنْ تَكْفُرُوا كَذِبَكُمْ قَالَ  
اللَّهُ مَنِ قَبِلَ بِهِ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسَدُونَا  
بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَوْلًا يَل

جو لوگ سفرِ عید میں پیچھے رہ گئے تھے وہ غریب  
جب تم خبر کی غیبتیں لینے چلو گے تو یہ طعن لوگ تم سے  
یکہیں گے کہ تم کو بھی اجازت دو کہ تمہارے ساتھ خبر  
چلیں حق تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ  
لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکم اور اس کے وعدہ کو  
بدل ڈالیں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں

جاسکتے اللہ تعالیٰ نے پیچھے رہنے سے یہ حکم دے دیا ہے پھر یہ اہل حق یہ اعتراض کریں گے کہ تم ہم پر  
حسد کرتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ غیبت میں ہم تمہارے شریک نہ ہوں حالانکہ یہ باطل غلط  
ہے صحابہ کرام کے ثوبِ حسد اور حرص سے پاک منزہ ہیں بلکہ یہی لوگ بات کو ہیبت  
ہی کم سمجھتے ہیں جن حضرات کی نافرمانی دینا پتھر کے پیکے برابر بھی وقعت نہیں  
رکھتی ہوا ان کے متعلق حسد کا تصور ہی کمالِ اہلی و نادانی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں کچھ قیام کے بعد اخیرِ راہِ محرم الحرام ۶۱۰ھ میں  
چوردہ سو پیادوں اور دوسو سواروں کی جمعیت کے ساتھ خیبر کی طرف خروج فرمایا ازواج  
مطلہات میں سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی ساتھ تھیں دفع المبارک ۲۵۴  
درز قاتی ۲۱۵ ۱۲ ج

میچ بخاری میں سہ بن اکریغ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ رات کے وقت خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو عامر بن اکوع مشہور شاعر یہ رجز پڑھتے ہوئے  
آگے آگے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْ كَاَنْتَ مَا اَهْتَدَيْنَا وَ لَوْ كَاَنْتَ لَقَدْ قَتَلْنَا وَ لَوْ كَاَنْتَ لَقَدْ قَتَلْنَا

اے اللہ اگر تو ہلاکت نہ فرماتا تو ہم کبھی ہلاکت نہ پاتے اور اگر تو نہ ہوتا تو ہم قتل کر دیتے اور اگر تو نہ ہوتا تو ہم قتل کر دیتے۔



فَاَغْفِرْ ذُنُوبَهُ مَا اتَّقَيْنَا ۖ فَاَتَقَيْنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا ۝

اے خدا ہم تجھ پر نہ مانتے تھے کہ ہم جہاد کا حکم ہم نہیں بجالائے ان کو معاف فرما اور خاص سکینت اور طمانیت ہم پر نازل فرما تاکہ قلب کو سکون اور چین حاصل ہو اور ہر قسم کی پریشانی اور بے چینی دل سے دور ہو۔

وَبَشِّرِ الْأَقْدَامَ إِنَّهَا قُنُوتُنَا ۖ إِنَّا إِذَا صَبَّحْنَا أُتِينَا

اور دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثبات قدم رکھ، ہم کو جب جہاد کا قتال کئے پکارا جائے تو فوراً کھینچے ہیں

وَبِالْصَّبَاحِ عُولُوا عَلَيْنَا

اور پکار کر ہم سے استغاثہ کیلئے۔ (فتح الہامی ص ۴۲)

مسند احمد میں بعض کلمات رجزیہ اور زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا عَلَيْنَا ۖ إِذَا أَسْرَدُوا فِئْتَنَةً أَبَيْنَا

تحقیق جن لوگوں نے ہم پر ظلم اور تعدی کی جب وہ ہم کو کفر اور شرک کے کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے۔

وَنُغْنِي عَنْهُمْ فَضْلًا ۖ مَا اسْتَغْنَيْنَا

ہمے پروردگار ہم تیرے فضل و کرم سے مستغنی اور بے نیاز نہیں

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ حدیث پڑھنے والا کون ہے لوگوں نے کہا۔

عامر بن اکوع ہے آپ نے فرمایا۔ یہ رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا غفر لک رہا کہ پروردگار تیری مغفرت فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی کو خاص کر کے دعائے مغفرت فرماتے تو وہ شخص ضرور شہید ہوتا۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ۔ اس کے لئے تو جنت واجب ہو گئی۔ کاش آپ مامر کی شجاعت سے اور چند روز

۱۵۔ اور ایک روایت میں مَا اتَّقَيْنَا کے بجائے مَا أَبْقَيْنَا ہے یعنی جو گناہ ہمارے وقت باقی ہیں جن سے ہم نے توبہ نہیں کی ان کو معاف فرما۔ اس کے کچھ تو یہ کہنے سے گناہ نامہ اعمال سے مٹائے جاتے ہیں توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتا۔

بیا کہ حدیث میں کہا ہے کہ ایک روایت میں مَا اتَّقَيْنَا یعنی اے اللہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں وہ معاف فرما ۱۳

ہم کو متبع اور متفق ہونے دیتے مدفع الباری ص ۳۵ ج ۱

راستہ میں جب ایک بلند مقام پر پہنچے تو صحابہ نے نعرہ تجبیر بلند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا اپنے اوپر دم کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو اس فات پاک کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں آپ کی سوا ہی کے قریب تھا آپ نے مجھ کو لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پڑھتے ہوئے سن کر عبد اللہ بن قیس کہہ کر آواز دی۔ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں جنت کا خزانہ نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیوں نہیں۔ ضرور بتلائیے، آپ نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنی یہ کل جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری شریف)

چونکہ آپ کریم معلوم تھا کہ غطفان نے یہودی خیر کی امداد کے لئے لشکر جمع کیا ہے اس لئے آپ مدینہ سے چل کر مقام رجب میں جو خیر اور غطفان کے امین ہے پڑاؤ ڈالا تاکہ یہودی غطفان سے مرعوب ہو کر یہودی خیر کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔ چنانچہ یہودی غطفان کو جب یہ معلوم ہوا کہ خود ہماری ہی جان خطر میں ہے تو واپس ہر گئے۔ (ابن ہشام ص ۱۵۵ ج ۲)

جب خیر کے قریب پہنچے تو سمار کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اور یہ دعا مانگی۔

اللھم رب السموات وما اظللن ورب الاصلین وما اقللن ورب الشیاطین  
وما اضللن ورب الریاح وما اذرنین فانا نسألك خیرھذا القریة وخیر اھلھا  
وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شھھا وشھھاھلھا وشھما فیھا اقدموا لیب اللہ۔

۱۔ یہ ابو موسیٰ اشعری کا ہم تھا ابو موسیٰ کہتے تھے۔ ۱۲۔ اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ الشکامیت سے بدلہ اللہ کی اعانت و امداد کے نہیں بچ سکتا اور ہندو کو کسی طاعت اور عمل صالح کی قوت اور قدرت نہیں بلکہ اللہ کا نایاب اور تعجبیظ اور ظاہر ہے کہ اپنی حول و قوت کو بیکہ کر اللہ کی حول و قوت اور اس کی تائید و امداد کی اعانت و امداد کی توفیق اور ہدایت پر نظر کرنا ہے یہ اعمال و جدجکی توفیق باللہ تسلیم ہے جو جنت کا خزانہ ہے اور جو یہ عزائم ہیں ہمیں ہے وہ مستند اور پائیدہ ہوتی ہے۔ اسی دبر سے علامہ لا قوۃ الا باللہ کے اجمال و شہاب کی مقدار کہ حدیث میں مذکور ہے کہ خزانہ کی چیز تھی اس لئے اس کا اجر بھی پورے ہو کر رکھا گیا ۱۳۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۵۵ ج ۲ ص ۱۵۵ ج ۲

آپ کی یہ عادت شریف تھی کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ۱۲ (ابن ہشام ص ۱۷۸)  
 یہ صبح بخدا میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں رات کو پہنچنے  
 آپ کی عادت شریف یہ تھی کہ رات میں کسی پر حملہ نہیں فرماتے تھے صبح کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ نہ  
 فرماتے ورنہ حملہ فرماتے۔ اسی سنت کے مطابق خیر میں بھی صبح کی اذان کا انتظار فرمایا، جب صبح کی اذان  
 نہ سنی تو حملہ کی تیاری کی۔ صبح ہوتے ہی یہود و کڈال اور بھارے لے کر اپنے کاروبار کے لئے نکلے۔ آپ کے  
 لشکر کو بڑے دیکھ کر یہ کہا محمد فانیس یعنی محمد اپنی کل فوج اور لشکر کے ساتھ آجئے۔

شکر کو غمیں اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے پانچ حصے ہوتے ہیں

مقدمہ - میمنہ - مدیسرہ - قلب - ساقہ

آپ نے ان کو دیکھ کر دعا کے لئے دو لڑن ہاتھ اٹھائے اور یہ فرمایا۔

اللہ اکبر خیرت خیر انما اذا انزلنا السلۃ قوم نساء معبار المنذرین بھاری وفتح الباری ص ۳۵۹  
 خیر میں یہودیوں کے متعدد قلعے تھے، یہود آپ کو دیکھنے ہی میں اہل و عیال کے قلعوں میں محفوظ ہو گئے  
 آپ نے ان کے قلعوں پر پتے شروع کئے یکے بعد دیگرے فتح کرتے جاتے تھے۔

### (۱) قلعہ ناعم

سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح فرمایا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قلعہ کے دامن میں تھے

کہ یہودیوں نے آپ سے ان ہایک چکی کا پاٹ لگایا جس سے وہ شہید ہوئے

### (۲) قلعہ قموص

قلعہ ناعم کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا یہ قلعہ خیر کے قلعوں میں نہایت حکم تھا جب اس قلعہ کا محاصرہ  
 ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ورد شقیہ کی وجہ سے میدان میں تشریف نہ لاسکے اس لئے نشان دہی کر  
 ایدیکر حدیثی ذکر نبیاء باوجود وہی جدوجہد کے قلعہ قموص نہ ہوسکا واپس آگئے۔ دوسرے روز نافع بن عوف کو

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغاۃ میں تین مرتبہ اللہ اکبر لہجہ تین مرتبہ ان کلمات کا کائنات مذکور ہے ۱۲۔ زند تالی ص ۲۵۵ ج ۲

۳۔ ابن ہشام ج ۲، ص ۱۸۵۔ عین الاثر ج ۲، ص ۱۳۲، فتح البدر ج ۱، ص ۳۵۸

نشان دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے پوری جدوجہد سے قتال کیا لیکن بغیر فتح کے ہوئے واپس آئے۔ رسدواہ احمد والنسائی وابن حبان والحاکم عن بریدہ بن انصیبؓ

اس روز آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کل نشان اس شخص کو دوں گا جو اللہ اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب رکھتا ہو اور اس کے ہاتھ پر اس کو فتح فرمائے۔

بعض منظر تھا کہ دیکھیے یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے تمام شب اسی قتال و اشتیاق میں گزری جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ حضرت علیؓ کی آنکھیں اس وقت آشوب کی ہوئی تھیں بلکہ آنکھوں کو ٹعاب دھن لگایا اور دعا پڑھی۔ فوراً اسی وقت آنکھیں اچھی ہو گئیں گویا کبھی کوئی شکایت پیش ہی نہیں آئی تھی اور نشان مرحمت فرمایا اور یہ نصیحت فرمائی کہ جہاد و قتال سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو خبردار کرنا۔ خدا کی قسم۔ اگر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے ہدایت نصیحت فرمائے تو وہ تیرے سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت علیؓ نشان لے کر روانہ ہوئے اور قلعہ ان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ (رداہ البخاری) ۷

یہود کا مشہور و معروف بہاد و چلبان مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا مقابلہ کے لئے نکلا۔

قد علمت خیبرانی مرحب      شاک السلاح لبطال مجرب  
اہل خیبر کو خوب معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں      سلاح پوش اور بہادر اور تجسہ بکار ہوں  
عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے یہ رجز پڑھتے ہوئے نکلا۔

قد علمت خیبرانی عامر      شاک السلاح لبطال مغامر

عامرؓ نے اس کے پیر پر تلوار مارنے کا ارادہ کیا کہ تلوار ٹپٹ کر خرداں ہی کے گھٹنہ پڑے گی جس انھوں نے وفات پائی۔ سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو غنیمت دیکھ کر سبب دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ لوگوں کا گمان یہ ہے کہ عامر کے اعمال جلد ہو گئے

۱۔ تبارک فی اللہ رسدواہ احمد و جابر و ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۷ ج ۱ و قال الامام ذوالالباب عن ابن کثیر عن مشرک بن العباد  
سردیم ای کم فی اللہ بل و ابن نعیم فی اللہ بل فتح الباری ۳۶۵ ج ۱ و لا بد من تصحیف ہمدانی و ابن کثیر  
۲۔ فتح الباری ج ۱ ص ۳۶۵

اس لئے کہ وہ خود اپنی تلوار سے مرے اپنے فرمایا جسے غلط کہا۔ وہ بڑا مجاہد ہے اور ان گلیوں سے اشارہ کے فرمایا کہ اس کے لئے دعا جریں۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔<sup>۱۷</sup>

بعد ازاں حضرت علیؓ اس کے جواب میں یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔  
 اَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي اُمِّي حَيْدَرًا      كَلَيْتَ عَابَاتٍ كَرِيحَ الْمُنْظَرِ<sup>۱۸</sup>

میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام جہدِ دشیر رکھا ہے شیرِ یمن کی طرح نہایت بُسبب ہوں۔  
 یہ کہہ کر اس زور سے تلوار ماری کہ مہرب کے سر کے دوہر گئے اور تلوعہ فتح ہوا۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اس کا بھائی یا سر مقابلہ کے لئے آیا۔ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑھے اور یا سر کا کام تمام کیا۔ زاد المعاد<sup>۱۹</sup>

یہ تلوعہ بنیِ رز کے محاصرے کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا مالِ غنیمت کے علاوہ بہت سے قیدی ہاتھ آئے جن میں صفیہؓ۔ حبیب بن اخطب سردار بنیِ نضیر کی بیٹی اور کن ننتہ بن الریح کی بیٹی بھی تھیں۔  
 (شکستہ) بنیِ اکرم علی اللہ علیہ وسلم ہر روز جب کسی تلوعہ پر حملہ کا ارادہ فرماتے تو اُغیانیہ مہاجرین انصار میں سے کسی کو منتخب فرماتے کہ رایتِ اسلام یعنی اسلام کا جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر وہ تلوعہ فتح کرا دیتے چونکہ تلوعہ قوموں کی فتح کی فضیلت تضافازی میں حضرت علیؓ کے ہاتھ تھی اس لئے آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کو عطا کیا اور حضورؐ پر نور کا یہ فرمانا کہ جھنڈا ایسے ایسے شخص کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو درست رکھے یہ ازراہِ تدریسی اور حوصلہ افزائی تھا معاف انداز کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس شخص کے سوا کوئی اللہ اور اس کے رسول کو درست نہیں رکھتا۔

حضرت صفیہ اور ان کی دو چچا زاد بنیں اس تلوعہ قوموں سے قید ہوئیں جن کا قہر آئے گا اور حضرت

۱۷۔ طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۸۰۔ ۱۸۔ کہا جاتا ہے کہ مہرب نے اس بات یہ خواب دکھا کہ ایک شیر اس کو پھاڑ رہا ہے حضرت علیؓ کو بطور کشف اس کا علم ہو گیا۔ حضرت علیؓ کا انا الَّذِي سَمَّيْتَنِي اُمِّي حَيْدَرًا سے اس طرف اشارہ تھا کہ اسے مہرب بن شیر کہہ کر فخر خواہیں دکھایا ہے وہ خیر میں ہی ہوں چنانچہ حضرت علیؓ نے سبوت سے عزیز پھینکا مہرب سننے پر کانپ گیا اور بیان دی کہ اس لاشہ کا نور ہو گیا۔ زاد المعاد ج ۲، ص ۲۲۲۔ ۱۹۔ ابنِ ہشام ج ۲، ص ۱۸۰۔ ۲۰۔ فتح البیہ ج ۲، ص ۳۴۳۔

صفیہ کے شوہر کا نام کن کن بن ربیع تھا جو اس غزوہ میں مارا گیا۔

### (۳) قلعہ صعوب بن معاذ

قلعہ قموص فتح ہو جانے کے بعد صعوب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا جس میں قلعہ اور چربی اور خورد نوش کا بہت سامان تھا وہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب مسلمانوں کو خورد نوش کی کمی ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کی درخواست کی آپ نے دُعا کی دوسری ہی روایت قلعہ صعوب بن معاذ فتح ہو گیا اور خورد نوش کا بہت سامان ہاتھ آیا جس سے مسلمانوں کو مدد ملی۔

اسی روز آپ نے یہ دیکھا کہ ہر طرف اُگ جل رہی ہے، پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ گوشت پکا رہے ہیں، آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت ہے۔ کہا اہلی گھوڑوں کا گوشت ہے، آپ نے فرمایا وہ عجیب ہے سب سپینکد اور برتنوں کو توڑ دو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر گوشت پھینک دی اور برتنوں کو دھو لیں اس کی اجازت ہے آپ نے فرمایا اچھا برتنوں کو دھو ڈالو۔

### (۴) حصن قلہ

اس کے بعد یہود نے حصن قلہ میں جا کر پناہ لی یہ قلعہ بھی نہایت محکم تھا پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اس وجہ سے اس کا نام حصن قلہ تھا۔ قلعے کے منی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں جو بعد میں قلعہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس لئے کہ یہ قلعہ تقسیم غنائم کے بعد حضرت زبیر کے حصہ میں آیا۔

تین روز تک آپ اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہے حسن اتفاق سے ایک یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم آپ اگر مہینہ بعد میں ان کا محاصرہ کئے رہیں تب بھی ان لوگوں کو پرہا وہ نہیں ان کے پاس زمین کے نیچے پانی کے چٹے ہیں رات کو نکلتے ہیں اور پانی لے کر قلعہ میں محفوظ رہ جاتے ہیں آپ اگر ان کا پانی قطع کر دیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پانی بند کر دیا مجبور

ہو کر قلعے سے باہر نکلے اور سخت مقابلہ ہوا، دشمن یہودی مارے گئے اور کچھ مسلمان بھی شہید ہوئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ قلعہ قلعہ - علاقہ نضار کا آخری قلعہ تھا اس کی فتح کے بعد حضور پر نور ﷺ علاقہ شقی کے قلعوں کی طرف بڑھے اس علاقہ میں سب سے اول قلعہ ابی کو فتح کیا جو شدید معرکہ کے بعد فتح ہوا۔ اور سان اس میں داخل ہوئے، اس کے بعد دوسرے قلعوں کی طرف پیش قدمی کی۔

### د، و ط یح اور اسلام

حصن قلعہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیۃ تلعات کی طرف بڑھے، جب تمام قلعوں پر قبضہ ہو گیا تو انہیں میں و ط یح اور اسلام کی طرف بڑھے اور بعض روایت میں اکیبتہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ اس سے پیشتر تمام قلعے فتح ہو چکے تھے صحت یہی مدخلے ہوتی تھے۔ یہود کا تمام زور مان ہی پر تھا۔ یہود ہر طرف سے سٹ کر انہی قلعوں میں اگر محفوظ ہو گئے تھے۔ جو وہ دن کے محاصرہ کے بعد مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی درخواست منظور کی یہودیوں نے ابن ابی اھتھیق کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بھیجا آپ نے اس شرط پر جان بخشی کہ خیر کی سرزمین کو یکجہت خالی کر دیں یعنی سب جلا وطن ہو جائیں اور سونا اور چاندی اور ہتھیار اور سامان سب یہاں چھوڑ جائیں اور کسی شئی کو چھپا کر نہ لے جائیں اگر اس کے خلاف ہوا تو اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہیں۔

مگر یہود باوجود اس عہد و پیمان کے پھر اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور عیسیٰ بن اخطب کا ایکٹیجی ٹھیلہ جس میں سب کا زور و لہر محفوظ رہنا تھا، اس کو غائب کر دیا۔ آپ نے کنانہ بن الربیع کو بلا کر دریافت کیا کہ وہ ٹھیلہ کہاں گیا کنانہ نے کہا کہ اطالیوں میں خرچ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا زمانہ تو کچھ زیادہ گزرا انہیں اور مال بہت زیادہ تھا۔ یہ ابن سعد کی روایت ہے البودادہ کی روایت میں ہے کہ سفیہ سے دریافت فرمایا۔ یہی ہے اور ابن سعد کی دوسری روایت میں ہے کہ کنانہ اور اس کے بھائی وغیرہ سے بھی دریافت کیا۔

۱۔ ابہ ایۃ و المناہیۃ، ج ۴، ص ۱۹۸۱۔ ۲۔ زاد المعاد، ج ۲، ص ۱۳۶۔  
۳۔ حافظ عسقلانی یہی کہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں رماہ ۱۰ بیہقی باسناد رجال الثقات من حدیث ابن عمر  
فتح ہباری ص ۱۹۱، غزوہ خیبر۔

سب نے یہی کہا کہ خرچ ہو گیا آپ نے فرمایا اگر وہ تھیلہ برباد ہو گیا تو تمھاری خیر نہیں یہ کہہ کر آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ غلام جگہ ایک درخت کی چڑ میں دبا ہوا ہے چنانچہ وہ صحابی گئے اور مال برباد کیا جس کی قیمت دس ہزار دینار تھی اس جرم میں یہ لوگ قتل کئے گئے یہ جن میں ایک صفیہ کا شوہر بھی تھا جس کا نام کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق تھا۔ ۷۷

علاوہ ازیں کنانہ کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ کنانہ نے محمد بن مسلمہ کے بھائی محمد بن مسلمہ کو اسی معرکہ میں قتل کیا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حامل کیا کہ اپنے بھائی محمد بن مسلمہ کے بدلہ میں اس کو قتل کریں (سیرۃ ابن ہشام)

درستبیر قلعہات خیر کی فتح کی جو ترتیب اس ناچیز نے ذکر کی ہے کہ اول قلعہ نام فتح ہوا اور پھر قلعہ قمر اور پھر قلعہ صعب اور پھر خیر میں قلعہ طلیح اور سلام فتح ہوئے یہ ترتیب سیرۃ ابن ہشام اور البدایت والنہایتہ لایمن کثیر ص ۱۹۲ تا ۱۹۴ ج ۴ میں مذکور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں ان کے علاوہ قلعوں کا بھی ذکر ہے اور ترتیب فتح بھی کچھ مختلف ہے۔ علامہ طبری سیرۃ طبریہ میں لکھتے ہیں کہ علاقہ لظاہ میں تین قلعے تھے حصن نام۔ و حصن قلعہات لظاہ میں سب سے پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ قلعہ نام تھا جو یہودی قلعہ نام سے جان بچا کر بھاگ گئے انھوں نے لظاہ کے دوسرے قلعہ حصن صعب بن معاذ میں جا کر پناہ لی۔ دوسرے روز غروب آفتاب سے قبل دو دن کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔

بعد ازاں آپ نے حصن قلعہ کا محاصرہ فرمایا۔ اس قلعہ کو حصن قلعہ اس نے کہتے ہیں کہ قلعہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور چونکہ یہ قلعہ بعد میں حضرت زبیر کے حصہ میں آیا اس لئے اس کو قلعۃ الزبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں قلعے علاقہ لظاہ کے تھے۔

اس کے بعد سلمان قلعہات شقی کی جانب بڑھے اس علاقہ میں دو قلعے تھے ایک حصن ابی دوسرا حصن بری۔ اول حصن ابی امد بعد میں حصن بری فتح ہوا۔



جب یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا تو سپہ سالاروں نے بھاگ کر قلعہ کی قبتہ میں پناہ لی کی قبتہ میں تین قلعے تھے قوموں - و طیح - اسلام - سب سے بڑا قلعہ قوموں تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ جب یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا تب مسلمانوں نے و طیح اور اسلام کا محاصرہ کیا۔ چودہ دن کے محاصرے کے بعد ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہم کو اس عمارت سے الگ دیکھا کر دیا جائے ہم خیر کو چھوڑ کر اہل جہنم جانیں گے آپ نے اس کو منظور فرمایا۔

## فتح فک

جب اہل فک کو اس کی اطلاع ہوئی کہ پیوند خیر نے ان شرائط پر صلح کی ہے تو ان لوگوں نے بھی اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجا کہ ہماری جانوں کو امان دیا جائے ہم ہتھ مال و اسباب چھوڑ کر یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں گے آپ نے اس کو منظور فرمایا اور محیقہ بن مسعود کے واسطے گفتگو ہوئی چونکہ فک بغیر کسی حملہ اور فوج کشی کے فتح ہوا اس پر نہ سوار اہل جہنم پڑے اور پیادہ اس لئے فک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں رہا اور بغیر کی طرح غنائین تقسیم نہیں ہوا سیرۃ ابن ہشام۔

فائدہ: اس غزوہ میں چودہ یا پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور تیراڑے کافر مارے گئے۔ فتح کے بعد جب اہل غنیمت اور قیدی جمع کئے گئے تو ان میں صفیہ حبیبہ کی بیٹی اور کنانہ ربیع کی بیوی بھی تھیں قریب ہی کی شادی ہوئی تھی۔

حی بن اخطب، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے تھا، لڑائی کے بعد جب قیدی جمع کئے گئے تو حضرت وحید نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک جاہل مجھ کو عطا فرمائیے، آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے جس جاہل کو چاہو گے۔ حضرت وحید نے حضرت صفیہ کو پسند کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ان کے سردار کی بیٹی ہے۔ آپ ہی کے لئے مناسب ہے اس لئے آپ نے اُن سے صفیہ کو واپس لیا۔

اور ان کے معاوضہ میں حضرت صفیہ کی پھانچاؤ بہن ان کو عنایت کی اور حضرت صفیہ کو اناد کر کے ان کے نکاح فرمایا۔

حضرت صفیہ کے نکاح کا مفصل قصہ انشاء اللہ تعالیٰ اندازِ مطہرت کے بیان میں آئے گا جس طرح غزوہ بنی المطلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کے ساتھ ان کی خاندانی عزت و دجاہت کے موافق معاملہ فرمایا اسی طرح اس موقع پر بھی حضرت صفیہ کے ساتھ ان کے خاندانی مرتبت اور حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے ہونے کے شرف کو ملحوظ رکھ کر ان کو آزاد فرما کر اپنی نذیمیت میں لے لیا۔

## زہر دینے کا واقعہ

فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز غیری میں قیام فرمایا۔ اسی اثناء میں ایک دن زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے ایک بھٹی بھری بکری بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کی اور اس میں زہر ملا دیا۔ آپ نے چکھتے ہی ہاتھ روک لیا۔ بشر بن براء بن معرود جو آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے ماحضوں نے کچھ کھالیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاتھ روک اس بکری میں زہر ملا ہوا ہے۔

زینب کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ بے شک اس میں زہر ملا یا گیا ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ نبی پر حق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دے گا اور اگر آپ نبی کا ذیاب ہیں تو لوگ آپ سے نجات پا جائیں گے چونکہ آپ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے اس لئے آپ نے اس سے گواہی تعرض نہیں فرمایا۔ لیکن بعد میں جب بشر بن براء بن معرود اس زہر کے اثر سے انتقال فرما گئے تو زینب و ارثان بشر کے حوالے کر دی گئی اور انھوں نے اس کو بشر کے قصاص میں قتل کیا۔

بیوقوفی کی ایک روایت میں ہے کہ زینب اقرار جرم کے بعد اسلام لے آئی اور یہ کہہ کر ہلکوا آپ

آپ کا صادق بھائی اہل ماضع ہو گیا۔ آپ کہہ اور تمام حاضرین مجلس کو گواہ بتائی ہوں کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور اقرار کرتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ہر ایک اللہ سلیمان نے اہل ذرۃ قتل کرنے کی وجہ یہی بتلائی ہے کہ وہ اسلام نے آئی تھی۔

## مخبرہ

جب غیر فتح ہو گیا اللہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کی ہو گئی تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہود (حسب معاہدہ) یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں لیکن یہود نے یہ درخواست کی کہ آپ اس زمین پر ہم کو رہنے دیجئے ہم زراعت کریں گے جو پیداوار ہوگی اس کا نصف حصہ آپ کو ادا کیا کریں گے آپ نے یہ درخواست منظور کی اللہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سراسر فتح فرمادیا۔

نصہ محمد علی ذلک ماشنا جب تک چاہیں گے اس وقت تک تم کو برقرار رکھیں گے۔ بخاری شریف ج ۱۱ کتاب المزارعۃ باب اذ قال رب الارض افرک ما افرک اللہ الخود فتح الباری ص ۳۷۰ ج ۵ فتح الباری ص ۳۷۰ ج ۵ کتاب الشروط۔ باب اذ اشتراط فی المزارعۃ اذ اذشت اخربک اس طرح کا معاملہ سب سے پہلے غیر میں ہوا اس لئے ایسے معاملہ کا نام خبرہ ہو گیا۔

جب نبائی کا وقت آتا تو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیداوار کا اعزاز کرنے کے لئے عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجتے۔ باب الخیر من من الی ما رد ص ۳۳ ج ۲

عبد اللہ بن رواحہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے کہتے کہ جس حصہ کو چاہو اسے لو یہود اس عدل انصاف کو دیکھ کر یہ کہتے کہ ایسی ہی عدل اور انصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ یہ فرماتے ہیں۔

یا معشر الیہود انتم اضعاف الخلق اے گروہ یہود تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغض تم ہو تم ہی نے اللہ کے پیغمبروں کو قتل کیا۔

علی اللہ ولیس یحملنی بغض ایاکم تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہارا بغض مجھ کو  
ان ا حیف علیکم۔ لہ کبھی اس پر آمادہ نہیں کر سکتا کہیں تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو۔

## ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حاضری

ابوہریرہ اومان کے ساتھ چند زقار فتح خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے مگر آپ  
نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا بخاری شریف (غزوہ خیبر)

## غنائم خیبر کی تقسیم

خیبر کی غنیمت میں سونا اور چاندی نہ تھا، گائے بیل اور اڑھ اور کچھ سامان تھا اور سب بڑی  
چیز خیبر کے زمینات اور باغات تھے زمینات کے علاوہ جو سامان تھا وہ حضور نے نفس قرآنی کے مطابق  
غنائم تقسیم کر دیا اور زمینات کو نقطہ الہی حدیبیہ تقسیم کیا۔ لہ

غزوہ حدیبیہ کے ارادہ سے جب حضور پر نور مدینہ سے روانہ ہوئے تو اعراب کو دعوت دی  
کہ اس سفر میں ساتھ چلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ مقتولین بداد اور اعدا و احزاب  
کی وجہ سے اہل مکہ کے قلوب اہل اسلام کے کینہ اور عداوت سے لبریز ہیں مبادا مکہ مکرمہ پہنچ کر کوئی صورت  
قتال کی پیش آجائے اور اہل مکہ سرے ہی سے دخول مکہ سے مانع ہو جائیں اس لئے اس وقت تدبیر عقلی  
کا مقصد یہ تھا کہ جماعت کثیر آپ کے ہمراہ چلے تاکہ قریش کے شتر کا کوئی خطرہ نہ رہے بہت سے اعراب  
نے آپ کی اس دعوت کو قبول نہ کیا اور بہت سوں نے شغل ضروریہ اور اپنی مصروفیات کا بہانہ کر دیا۔  
مخلصین مسلمین جو سرتاپا بشارت ایمان سے مملو اور لبر نہ تھے آپ کی معیت اور ملاقات کو دنیا اور آخرت  
کی سعادت سمجھ کر آپ کے ساتھ ہوئے حدیبیہ کے قریب احصاء پیش آیا اور منہ بانہ صلح کی صورت سامنے  
آئی جس پر ان حضرات نے ممبر کیا۔ جب اس سفر میں ان مخلصین کا اخلاص مدلل اور مبرحین ہو گیا تو بارگاہ

خداوندی سے ان شکستہ دلوں کی شکستگی دور کرنے کے لئے فتح خیبر کی بشارات نازل ہوئی کہ غنیمتِ خیبر تم پر فتح ہوگا اسی حکم نازل فرمایا کہ خیبر کی غنائمِ حاضرینِ حدیبیہ کے لئے مخصوص ہوں گی کوئی دوسرا ان میں شریک نہیں کیا جائے گا لہ تفصیل اگر درکار ہو تو کتبِ تفسیر میں سورۃ فتح کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

اب رہا یہ امر کہ خیبر کی زمینوں کو آپ نے کس طرح تقسیم فرمایا سواس کی کیفیت سنن ابی داؤد میں مذکور ہے کہ اُن حضرت صل اللہ علیہ وسلم نے غس نکالنے کے بعد زمینِ خیبر کو چھتیس<sup>۳</sup> سهام تقسیم کیا جن میں سے اٹھارہ سهام کو علیہؑ کو دیا یعنی مسلمانوں کی ضروریات کے لئے مخصوص کر لیا۔ اور مجاہدین پر اس کو تقسیم نہیں کیا اور باقی اٹھارہ سهام کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور ہر سہم میں سو سو کا حصہ مقرر کیا جس کو حسب ارشاد خداوندی اصحابِ حدیبیہ تقسیم کیا۔

انہی خیبر کا وہ نصف حصہ جس کو آپ نے تقسیم نہیں کیا اس میں الحیبتہ اور الطیج اور السلام اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔

اور نصف حصہ آپ نے اہلِ حدیبیہ میں تقسیم کیا۔ اس میں اشق اور النظاۃ اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔ یہ رعایتِ سنن ابی داؤد میں سہل بن ابی حمزہ صحابی سے موصول اور شیر بن یسار تابعی سے مرسلام و کا ہے یتہ

اطلاوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام خیبر کی تمام زمینوں کو تقسیم نہیں کیا۔ صرف اشق اور النظاۃ اور ان کی ملحقہ زمینیں مجاہدین پر تقسیم کیں اور باقی تمام زمینیں مصالحِ مسلمین کیلئے محفوظ فرمادیں یتہ

اب رہا یہ امر کہ یہ اٹھارہ سهام کس طرح تقسیم ہوئے سوان میں روایتیں مختلف ہیں مشہور روایت میں ہے کہ کل چودہ سو آدمی جن میں دو سو گھوڑے تھے چودہ سو آدمیوں کے چودہ سہام ہو گئے

۱۔ انارۃ الغنار، لاشادولہ اللہ: ۷، ج ۱، ص ۳۰ - ۲۵ البرادۃ ج ۲، ص: ۷۵- نیز بدل الجود

ج ۲، ص: ۱۴۵ - ۱۴۶ شرح معانی الآثار - ج ۲، ص: ۱۴۵



اموال منقولہ میں سے قبل اذتقیم غنیمت بطور اعانت کچھ عطا فرمایا اور پھر یہ کہ حضور ﷺ نے محض اپنی رائے اور امتیاز سے دیا یا غنائین اور مجاہدین کی اجازت سے دیا اور اللہ اعلم فتح الباری و شرح شیخ الاسلام دہلوی ۱۷۵

اور غزوہ خیبر میں کچھ غلام اور کچھ عورتیں بھی مجاہدین کی خدمت اور اعانت کے لئے شریک ہوئے تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ماسل شدہ سامان میں سے بطور اعانت کچھ عطا فرمایا۔ باقی زمینات میں سے مردوں کی طرح ان کو کوئی حصہ نہیں عطا کیا جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی کے روایات سے ظاہر ہوتا ہے ۱۷۶

## رد مناسخ الانصار یعنی

### مہاجرین کی طرف سے انصار کے باغات کی واپسی

ابتداء ہجرت میں جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین کی اعانت اور امداد کے لئے انصار نے ان کو کچھ زمینیں اور باغات دینے کے کام کریں اور خود بھی متفق ہوئے اور کچھ ہم کو نفع پہنچائیں۔

خیبر کی فتح کے بعد مہاجرین کلام اعانت اور امداد سے مستغنی ہو گئے تو مہاجرین نے انصار کی زمینیں اور درخت واپس کر دیئے حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند درخت دیئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے عطا کردہ درخت اپنی دایہ ام امین یعنی اساتر بن زید کی والدہ کو دے دیئے تھے۔

فتح خیبر کے بعد جب مہاجرین نے سب انصار کے درخت واپس کر دیئے تو ام سلیم نے بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درخت طلب کیے۔ یہ وہی درخت تھے جو آپ ام امین کو لے چکے تھے، آنحضرت نے ام امین سے فرمایا کہ ام سلیم کے یہ درخت داپس کرو ام امین نے داپس کرنے سے انکار کر دیا اس کی گردن میں کپڑا لٹک کر لھینچے لگیں اور کہا خدا کی قسم یہ درخت ہرگز داپس کرونگی جو حکام امین حضور پر نوز کی حاضنتہ رکھنا چاہتے تھے۔ حضور نے فرمایا اے ام امین تم یہ درخت داپس کرو اور ان کے بدلہ میں دوسرے درخت لے لو، آپ برابر یہی فرماتے رہے، یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی خاص جانداروں میں سے ایک سلیک درخت کے بدلہ میں دس درخت دے جب راضی ہوئیں حضور پر نوز نے ان کے حق حضانہ و تربیت میں ان کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و کرم یہ

## مسائل و احکام

اس غزوہ میں حلال و حرام کے جو احکام نازل ہوئے یا جہاں مسائل اس غزوہ کے پیش واقعات سے فقہاء کلام نے مستنبط کئے وہ بالا جمال یہ ہیں۔

## (۱) شہر حرام میں قتال

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ غزوہ خیبر کے لئے حضور پر نور نے ماہ محرم الحرام میں خروج فرمایا تو معلوم ہوا کہ شہر حرام میں قتل و قتال ممنوع نہیں اور جن آیات اور احادیث سے شہر حرام میں قتل و قتال کی مانعت مفہوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہے تفصیل اگر درکار ہو تو لیسنا لئونڈا عَنِ الشَّهِيرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فَبِئْسَ الْاَمْرُ مِنْهَا اَمْرٌ لَّعَنَ اللَّهُ مَنَ بَعَثَهُ

کی تفسیر ملاحظہ کریں۔



## (۲) تقسیم اراضی

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور پر نور نے خیبر کی کل زمین کو غنائیں تقسیم نہیں فرمایا بلکہ صرف اشق اور النطاۃ اور اس کی محققہ زمینوں کو مجاہدین تقسیم کیا اور اکیکیدہ اور الوطیح اور السلام اور اس کی محققہ زمینوں کو مسلمانوں کی مصطلحتوں اور ضرورتوں کے لئے اس کو محفوظ رکھا جس سے معلوم ہوا کہ امیر مملکت کو اراضی مفتوحہ میں اختیار ہے کہ جو مصطلحت سمجھے وہ کچے، چلبے وہ مجاہدین پر تقسیم کرے اور چاہے وہاں کے باشندوں کے تصرف میں چھوڑ دے اور ان پر خراج مقرر کر دے اور امام البرصہ اور امام مالک اور صاحبین اور سفیان ثوری کا مسلک یہی ہے

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اموال منقولہ کی طرح زمینات کو بھی مجاہدین پر تقسیم کرنا ضروری ہے اور شوافع تقسیم خیبر کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ خیبر کا نصف حصہ تہرا فتح ہوا اور نصف حصہ صلحی فتح ہوا پس ہر نصف تہرا فتح ہوا اس کو حضور پر نور نے مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور نصف صلحی فتح ہوا وہ تقسیم نہیں فرمایا مگر تمام روایات حدیث اور سیرت میں اس امر کی تصریح ہے کہ پورا خیبر نہایت سخت جنگ اور سخت مقابلہ اور شدید مقابلہ کے بعد فتح ہوا، جب یہود مقابلہ سے مجبور ہو گئے تب صلحوں سے بچے اترے اور ہر قسم کی ملک اور اختیار سے دست بردار ہوئے اور اس بات پر رضامند ہوئے کہ زمینات اور باغات پر ان کا کسی قسم کا حق نہ ہو گا، عزدوں کی طرح اس میں کام کریں گے اور سلطان جب تک چاہیں گے ان کو برقرار رکھیں گے اور جب چاہیں گے ان کو اس زمین سے نکال دیں گے، یہ لوگ محض اہیر تھے کسی زمین اور مکان کے مالک نہ تھے اور حضور پر نور نے معاملہ کرتے وقت صراحتاً ان سے یہ شرط کر لی تھی کہ جب چاہیں گے زمین تم سے واپس لے لیں گے چنانچہ اسی شرط کی بنا پر فادق اعظم نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام زمینیں ان سے واپس لے لیں اور ان کو ملک سے نکال باہر کیا۔ معلوم ہوا کہ تمام خیبر تہرا فتح ہوا ہے اور جن اکابر جیسے امام مالک وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کا نصف حصہ تہرا اور نصف صلحی فتح ہوا اس کے معنی اصطلاحی صلح کے نہیں بلکہ اس کی

مراویہ ہے کہ ابتدا میں یہود نے مقابلہ اور مقابلہ کیا لیکن بعد میں جب مقابلہ سے مجبور ہو گئے تو ہتھیار ڈال دیئے اور طرانی ختم کرنے کی درخواست کی اس نہ ٹرنے اور نہ مقابلہ کرنے کو بعض علمائے صلح کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی آدھا خیر طرانی سے فتح ہوا اور آدھا خیر بدون طرانی کے فتح ہوا اس مسئلہ کی تحقیق اور تفصیل اگر درکار ہو تو ازالۃ الخفا للشتاء ولی اللہ اور احکام القرآن للبغصاص اور شرح معانی الآثار للعلیادی باب ما یفعل الامام بانراض المفتوحہ کی مراجعت کریں۔  
نیز تیسرا نقاری و شرح شیخ الاسلام کی بھی مراجعت کریں۔

### (۳) ممنوعات خیر

خیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا۔ (۱) اہل گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (۲) مال غنیمت جب تک تقسیم نہ ہو جائے اُس کے بیچنے سے منع فرمایا (۳) اور لہسن (یعنی کچے لہسن) کے استعمال سے منع فرمایا (۴) اور لحوم خیل کی اجازت دی جس میں فقہاء کا اختلاف ہے ان تمام امور کی تفصیل زرقانی از ج ۲/۳ تا ج ۳/۱ میں دیکھیں۔

### (۴) تحکیم متعہ

صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر میں سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی متعدد آیات سے متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) تَالِی مَا لَیْزِنَ حَمْلَ لَعْنٍ وَجْهَهُ حَافِظُونَ الْاَعْلٰی اَدُوْا جِهَهُ اَوْ مَا مَلَکَتْ یَمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ عِنْدَ مَلٰئِکَہِمْ فَمَنْ اَبْتَغٰی ذٰلَکَ فَاُولٰٓئِکَ کُفَرٌ لِّہِمْ سِوَاہِ  
یعنی فلاح اور بہتری اسی میں ہے کہ اہل ایمان اپنی شرمگاہوں کی پوری پوری حفاظت کریں سوائے بیوی اور شرعی باندی کے جماع حلال نہیں اور جو شخص ان دو طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ نکلتے تو

وہ حدودِ شریعت سے تجاوز کرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ متعہ کی عورت شیعہوں کے نزدیک بھی نہ باندی ہے اور نہ بیوی ہے، اس لئے کہ متعہ کی عورت کے لئے نہ شہادت ہے نہ اعلان ہے نہ ان و نفقہ ہے نہ نکاح ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ لعان ہے اور نہ ظہار ہے اور نہ ایلا ہے اور نہ عدت ہے نہ میراث ہے (۱۲)۔ نیز حق بل شانہ نے فائیکہ حوا اٹا بککھ من البتسا و مصنفی و ثلاث و کبلاغ میں نکاح کی حد مقرر فرمادی ہے کہ چار سے زیادہ نکاح کی اجازت نہیں اور متعہ میں نہ حد متعین ہے اور نہ کوئی عدد خاص ہے۔ (۱۳)۔ نیز اس رسمِ فبیع کے جاری ہونے کی صورت میں نکاح کی بھی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اکثر نکاح کرنے والے نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے نکاح کرتے ہیں اور یہ خواہش جب متعہ سے پوری ہو سکے گی تو پھر نکاح ہی کی کیا ضرورت رہے گی۔

## حرمتِ متعہ

ابتداءً اسلام میں حلال اور حرام کے بہت سے احکام رفتہ رفتہ نازل ہوئے چنانچہ شراب اور سود کی حرمت کا حکم نبوت اور بعثت کے تقریباً پندرہ بیس سال کے بعد نازل ہوا۔ اسی طرح متعہ کے بارے میں حکم خداوندی کے نازل ہونے سے پہلے جاہلیت کے عادت اور رسم و عواج کے موافق لوگ متعہ کیا کرتے تھے اور اب تک اس بارے میں کوئی صریح اور واضح حکم نازل نہ ہوا تھا، سب سے پہلے خیبر کی لڑائی میں جو ہجرت کا ساتواں سال تھا حضور پر نور نے متعہ اور محرمِ اہلبیہ کی حرمت کا اعلان فرمایا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باسائید صحیحہ مروی ہے۔ (بخاری و مسلم)

پھر اس کے بعد ہجرت کے آٹھویں سال کے اخیر میں جنگِ ادھاس کا واقعہ پیش کیا صرف تین روز کے لئے متعہ کی اجازت ہوئی اور اس وقت کے یہودیوں میں کہ جن لوگوں نے حسب سابق متعہ کر لیا تھا اور خیبر میں جو متعہ کی مانعت کی گئی تھی اُس کا اُن کو علم نہ تھا اس لامعلیٰ میں جن لوگوں نے متعہ کر لیا ان پر مواخذہ نہیں کیا گیا، لیکن اس کے بعد جب حضور پر نور صبر و صبر کے لئے کہ معظمہ



اور حقہ کے مارے چہرہ شروع ہو گیا اور سر بارہ آپ نے اس کی حرمت کے لئے خطبہ دیا اور قیسری بار اس کی حرمت کا تاکید اعلان فرمایا۔ اس کے بعد پھر حقہ الوداع میں حرمت متعہ کا اعلان عام فرمایا تاکہ انہیں اور عوام سب ہی کو اس کی حرمت کا علم ہو جائے۔

بعض راویوں کو تحریم متعہ کے اس بار بار اعلان سے یہ گمان ہو گیا کہ منعہ دو یا تین مرتبہ حلال کیا گیا اور دو یا تین مرتبہ حرام کیا گیا حالانکہ دوبارہ اور سہ بارہ اعلان کوئی جدید تحریم نہ تھی بلکہ تحریم قدیم اور نبی سابق کا اعادہ اور تاکید تھی۔

بعد ازاں حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں بعض نفاقیت کی بنا پر جن کو تحریم متعہ کی خبر نہ پہنچی تھی اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو سخت ناراض ہوئے اور منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا اور متعہ کی حرمت کا اعلان فرمایا تاکہ اس کی حرمت میں کوئی شہدہ باقی نہ رہے اور یہ فرمایا کہ میرے اس اعلان کے بعد اب اگر کوئی متعہ کرے گا تو میں اس پر زنا کی حد جاری کروں گا اس دست سے متعہ بالکل موقوف ہو گیا اور اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور عبداللہ بن عباس وغیرہ جو لاعلمی کی بنا پر متعہ کے اباحت کے قائل تھے جب ان کو متعہ کی حرمت اور محاربت کا علم ہوا تو اپنے قول سے رجوع کیا جیسا کہ ابو بکر جصاص نے احکام القرآن ص ۱۲۱ میں نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے حضرت اہل علم۔ فَمَا اسَلَّمْتُمْ خَتَمَ رَبِّهِمْ مِنْهُمْ فَاَنْتُمْ هُمْ اَوْ هُمْ اَنْتُمْ هُمْ فَاَنْتُمْ هُمْ فَاَنْتُمْ هُمْ فَاَنْتُمْ هُمْ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے ہوئی اور آٹھ یا نو برس کی عمر تک اپنے والدین کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہے۔ فتح مکہ کے بعد مدینہ میں جب حضرت عباس نے مع خاندان کے ہجرت فرمائی تو ابن عباس اپنے والد محترم کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور غزوہ خیبر۔

رجس میں حرمت متعہ کا اعلان ہوا تھا وہ ابن عباس کے مدینہ منورہ آنے سے قبل ہو چکا تھا اور اس عرصہ میں کوئی متعہ کا واقعہ بھی پیش نہیں آیا، اس لئے حضرت عباس کو بذاتِ خود متعہ کے متعلق کو شہر نہیں ہوئی صرف دوسرے صحابہ کی زبانی سنا اور اس بنا پر یہ فتویٰ دیا کہ جس طرح مجبوری کی حالت میں مردار اور خنزیر مباح ہو جاتا ہے اسی طرح مجبوری کی حالت میں متعہ بھی جائز ہے لیکن بعد میں جب حضرت علیؑ کی

وجہ نے اور دیگر صحابہ نے متعہ کے متعلق قیامت تک کی حرمت اور طہارت کی روایتیں ابن عباس کو سنائیں تو ابن عباس نے اس سے رجوع فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حرمت متعہ کی روایتیں بیچارہ آئی ہیں مگر حضراتِ شیعہ متعہ کے اس وجہ شیدائی ہیں کہ حضرت علی کی بھی نہیں تھنئے۔

قال اکامام ابو جعفر الطحاوی کل ھو کلام  
الذین رواد عن النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم اطلاقھا اخبارا  
انھا کانت فی سفردان النہی  
لحقہا فی ذلک السفر بعد ذلک  
فمنع منھا ولیس احد منهم  
یخبر انھا کانت فی حضرہ وکذلک  
مری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
تفسیر قطوبی ۱۳۱ ج ۵

امام حمادی فرماتے ہیں کہ قبضہ لوگوں نے بھی متعہ کی اباحت اور نہضت کو بیان کیا ہے سب نے  
الاتفاق یہی بیان کیا ہے کہ یہ وقتی رخصت فقط  
حالتِ سفر میں پیش آئی ہے اور پھر یہ بھی بیان کیا کہ پھر  
اس سفر میں اس اباحت کے بعد متعل فرمایا متعہ  
کی طہارت کا اعلان ہوا اور ایک ماویٰ بھی ایسا  
نہیں کہ جو یہ بیان کرتا ہو کہ متعہ مکمل ہوا تو سفر میں پیش  
آیا ہو اور ایسا ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے  
مروی ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اور اسی طرح امام حازمی فرماتے ہیں  
وانما کان ذلک فی اسفارہم ولم  
یبلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم اباحہ لھم وہم فی بیوتہم  
(کتاب الاعتبار ص ۱۱۱)

متعہ کی اباحت کا جو واقعہ بھی ہوا وہ جزائیت کہ  
سفر میں ہوا اور ہم کو کسی ایک ماویٰ سے یہ خبر نہیں پہنچی  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھراؤروں میں رہنے  
کی حالت میں بھی ان کو متعہ کی اجازت دی ہو یعنی ایسا  
کہیں نہیں ہو کہ وطن میں رہ کر کسی نے متعہ کیا ہو۔

## ابتداء اسلام میں کس قسم کا متعہ مباح تھا

جاننا چاہئے کہ لفظ متعہ متاع سے مشتق ہے جس کے معنی نفع نفیل کے ہیں کا قائل تھائے

إِنَّمَا هَذِهِ الْخِيَارُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ۔ اور مطلقہ کو جو کچھ دل کا جو لایا جاتا ہے اس کو بھی متاع  
 اس لئے کہتے ہیں کہ متاعہ مہر نفیسِ طہیل ہے۔ کما قال تاملے فَمَتَّعُوهُنَّ۔ قال تاملے وَلَمْ يَمْلِكُوا  
 مَتَاعًا بِأَلْمَحْزُونِ۔ یہ متعہ کے اصل معنی ہوتے اور متعہ کا اطلاق دوسری پر آتا ہے ایک یہ کہ متعہ سے  
 نکاح موقت مراد ہوتی ہے ایک مدتِ معینہ کے لئے گواہوں کے سامنے کسی عورت سے ازوطیٰ تعلق قائم  
 کیا جائے اور مدتِ معینہ گزرنے کے بعد بلا طلاق مفارقت واقع ہو جائے لیکن مفارقت کے بعد ابتداء  
 رحم کے لئے ایک مرتبہ آیامِ ماہرہ کی کا انتظار کرے تاکہ دوسرے نطفہ کے ساتھ اختلاف سے محفوظ رہے  
 فقط یہ صورت ابتداء اسلام میں جائز تھی بعد میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی یعنی متعہ یعنی نکاح موقت  
 ابتداء اسلام میں جائز تھا اور بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا اور متعہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی  
 شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تجھ سے ایک روز کے لئے منفعت ہوں گا اور اس ایک روزہ یا دو  
 روزہ انتفاع کی چھکویہ اجرت دل کا تریہ صریح زنا ہے اور عین زنا ہے متعہ کی یہ صورت کبھی بھی  
 اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی تاکہ اس کو منسوخ کیا جائے بلکہ متعہ کی صورت کسی دین میں بھی حلال  
 نہیں ہوئی اس لئے کہ متعہ کی یہ صورت صریح زنا ہے اور زنا کسی دین میں کبھی بھی حلال نہیں ہوا البتہ متعہ  
 کی پہلی صورت یعنی نکاح موقت (یعنی مدتِ معینہ کے لئے گواہوں کی موجودگی میں ولی کی اجازت  
 سے تعلق قائم کرنا اور مدتِ معینہ گزرنے کے بعد ایک حیضِ عدت گزارنا) یہ ایک برزخی مقام ہے یعنی  
 یہ نکاح موقت نکاح مطلق اور زنا محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے کہ جو نہ زنا محض ہے اور نہ  
 نکاح مطلق ہے کہ جس میں طلاق اور عدت اور میراث ہر نکاحِ منقہ کی یہ صورت حقیقی نکاح نہیں بلکہ نکاح  
 حقیقی کے ساتھ صرف ظاہری مشابہت ہے کہ متعہ کی اس صورت میں گواہ کی بھی اور ولی کی اجازت کی بھی  
 ضرورت ہے اور مرد سے علیحدہ ہونے کے بعد اگر دوسرے مرد سے منقہ کرنا چاہے تو عیب تک ایک مرتبہ  
 حیض نہ آجائے اس وقت تک دوسرے مرد سے منقہ نہیں کر سکتی اس لئے اس صورت کو محض زنا بھی نہیں  
 جاسکتا ایسے نکاح موقت میں اگر جس میں ابتداء گواہی اور اذن ولی ضروری ہو اور انتہاء استبراء و جسم  
 کے لئے حیض کا آنا ضروری ہو اور نکاح صحیح و موبہد میں صرف موقت اور موند اور میراث کا فرق ہے

باقی شرائط میں دونوں متفق ہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔

روى الليث بن سعد عن بكير بن  
الاشج عن عماد صولى الشريد  
قا سألت ابن عباس عن المتعة  
اسفاح هي ام نكاح قال لا سفاح  
ولا نكاح قلت فما هي قال لمعة  
كما قال تعالى قلت هل عليها عدا  
قال نعم حبيضة قلت يتوارثان  
قال لا

امام ليث بن سعد۔ بکیر بن  
عمار مولائے شریک کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ  
سے متعہ کے متعلق یہ سوال کیا کہ متعہ زنا ہے یا نکاح  
فرمایا متعہ زنا ہے نہ نکاح ہے میں نے پھر سوال  
کیا کہ آخر وہ ہے کیا۔ فرمایا کہ وہ متعہ ہے جیسا کہ اللہ  
تعالیٰ نے اس پر لفظ متعہ کا اطلاق کیا ہے یہی سوال  
کیا کہ متعہ دالی عورت پر درست ہے، فرمایا کہ ہاں متعہ کی تہ  
گزرے کے بعد اس پر ایک عین کا انظار کرنا واجب ہے  
میں نے سوال کیا کہ وہ ایک دو سکر کے ارش ہو گئے فرمایا

(تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۵)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نکاح متعہ یعنی موقت ایک برزخی مقام ہے یعنی نکاح  
مطلق اور زنا و محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔ ابتداء اسلام میں صرف یہ صورت بھی  
ایسی مجبوری کی حالت میں جائز تھی جیسا کہ مجبوری کی حالت میں مرد اور خنصر پر حلال مہر تاجا ہے  
اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قال ابو عمر لم يختلف العلماء من السلف والخلف ان المتعة نكاح الى اجل  
عيراث فيه والفرقة تقع عند انقضاء الاجل من غير طلاق وقال ابن عطية وكانت المتعة  
ان ينزوجه الرجل بشاهدين واذن الولي الى اجل مسمى وعلى الاكاميراث بينهما وعليها  
ما الفقا عليه فاذا انقضت المد لا فليس له عليها سبيل وليست برى رحمها لان الولد  
لا حق فيه بملاشنة فان لم تحمل حلت بغيره وفي كتاب النكاح في هذا اخطاء وان الولد  
لا يلحق في نكاح المتعة قلت: هذا هو المفهوم من عبارة النكاح فانه فقال انما  
المتعة ان يقول لها اتزوجك يوما او ما شبه ذلك على انه لا عدا عليها ولا ميراث



بینا ولا طلاق ولا شاهد یشہد علی ذلک۔ وھذا ھو الزنا بعینہ ولم یبع قط فی الاسلام۔ ولذا قال عمرؓ لا اوفی برجل تزوج متعاً الا غلیبۃ تحت الحجارۃ ۱؎

## خلاصہ کلام

یہ کراہیث نبویہ میں جس نکاح متعہ کی اباحت اور پھر اس کی حرمت اور مانعت کا ذکر ہے اس سے یہ عرفی متعہ ہرگز ہرگز مراد نہیں جس کے حضرات شیعہ قائل ہیں بلکہ اس سے وہ نکاح موقت مراد ہے کہ جو نکاح ایک مدت معینہ کے لئے گواہوں کے موجودگی میں دلی کی اجازت سے منعقد ہو اور پھر مدت معینہ گزر جانے کے بعد بلا طلاق کے مفارقت واقع ہو جائے اور پھر اس کے بعد وہ عورت بغیر ایک حیض آنے دوسرے مرد سے متعہ نہ کر سکے فقط یہ صورت ابتداء اسلام میں بائیں معنی جائز اور مباح تھی کہ شریعت میں اس خاص صورت کی مانعت اور حرمت کا ابھی تک کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا جیسا کہ شراب اور سود کے ابتداء اسلام میں مباح اور حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ابتداء اسلام میں حق تعالیٰ کی طرف سے شراب اور سود کی مانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور جن لوگوں نے مانعت سے پہلے شراب پی یا سود لیا، شریعت کی طرف سے ان پر کوئی حد جاری نہیں کی گئی اور نہ ان کو کوئی سزا دی گئی یہاں تک شراب اور سود کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔

ابتداء اسلام میں شراب اور سود کے حلال ہونے کے معنی نہیں کہ معاذ اللہ شریعت کی طرف سے اجازت تھی کہ جس کا جی چاہے شراب پیے اور جس کا جی چاہے سود لے اسی طرح متعہ یعنی نکاح موقت کے ابتداء اسلام میں جائز اور مباح ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ابتداء اسلام میں نکاح متعہ یعنی نکاح موقت کی مانعت نہ تھی، معاذ اللہ یہ معنی نہیں کہ حضور پر نورؐ نے تو لا نکاح متعہ کی اجازت دی تھی نکاح متعہ کی حرمت کا پہلا اعلان غزوہ خیبر میں ہوا اور پھر غزوہ اوطاس میں اور پھر

غزوہ تبوک میں اور ہجر حجۃ الوداع میں تاکہ علوم و خواص کو اس کی حرکت کا خوب علم ہو جائے اور حضور پُر نور کا حرمت متعق کے متعلق یہ بار بار اعلان اسی پہلے اعلانِ حرمت کی تاکید کے لئے تھا کہ جو آپ غزوہ غیر میں فرما چکے تھے، کوئی جدید حکم نہ تھا۔ باقی شیعوں والا متعہ کہ مرد و عورت سے ایک دن یا دو دن ایک گھنٹے یا دو گھنٹے کے لئے معاوضہ ملے کر کے استفادہ کرے تو یہ خالص ننانا اور صریح بدکاری ہے یہ صورت کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوگی چہ جائیکہ منسوخ ہو جائے زنا نہ کبھی مباح ہوا اور نہ منسوخ ہوا۔

### بلکہ

ابتداءً آفرینشِ عالم سے لے کر اب تک سوائے مذہبِ شیعہ کے کسی دین اور مذہب میں متعہ جائز نہیں ہوا، معاذ اللہ اگر شیعوں والا متعہ جائز ہو جائے تو پھر نسب میں بھی خلل واقع ہوگا اور اولاد بھی ضائع ہوگی اور وارث اور مورث کی تمیز نہ ہوگی اور نہ یہ معلوم ہوگا کہ کون بیٹا ہے اور کون بھائی، نیز میراث اور طلاق اور عدت کے جو احکام شریعت میں آئے ہیں وہ سب معطل ہو جائیں گے نیز شریعت نے نکاح میں جو چار عورتوں کی حد مقرر کی ہے وہ بھی معطل ہو جائے گی اس لئے کہ متعہ میں نہ چار کی قید ہے نہ عدت ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ میراث ہے، ایک متعہ کے قائل ہونے سے قرآن و حدیث یہ تمام احکام یکجہت معطل ہوئے جاتے ہیں۔ بلکہ نکاح کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ مرد اپنی حاجتِ متعہ سے لپڑی کر لیں گے اور عورتیں اپنے نان نفقہ اور دکھ اور درد کے مستقل کفیل اور ذمہ داری سے محروم ہو جائیں گی اور چلتے پھرتے اور ماشوں پران کی نظر ہوگی اور پھر وہ بے شجاب گزرنے کے بعد کون ان کا کفیل اور ذمہ دار ہوگا۔ حضراتِ شیعہ غور کریں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ذلت اور مصیبت کا منظر ہو سکتا ہے شیعوں کو چاہیے کہ دل و جان سے فاروقِ اعظم کے شک و گمانوں کو جس نے اپنے درِ غلات میں اس بے حیائی کا نام نشان بھی مشاویا۔

تحریمِ متعہ کے اگر تفصیلی دلائل اور اس کے مفاسد معلوم کرنے ہوں تو حضراتِ اہل علم احکامِ القرآن بحصصہ ج ۲ تا ۱۵ ص ۲ اور تحفۃ آشنا عشریہ اور فتاویٰ عربیہ کی مراجعت کریں۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و سلمہ اتم و احکم۔

### حرمتِ متعہ کی ایک وجدانی دلیل

ہر شریفِ الطبع اور با عزت انسان اپنے اور اپنی بیٹی اور بہن کے نکاح کے اعلان کو فخر سمجھتا ہے اور غایتِ مسرت اور انسا ط کے ساتھ ولیۃِ نکاح پر اتار ب اور اجلب کو مدعو کرتا ہے، بخلتِ متعہ کے کہ اس کو چھپاتا ہے اور اپنی بیٹی اور بہن اور اس کی طرف متعہ کی نسبت کرنے سے عاجز و محسوس کرتا ہے، آج تک کسی اونی غیرت مند بلکہ کسی بے غیرت کے متعلق بھی یہ نہیں سنا گیا کہ اُس نے کسی مجلس میں بطور فخر یا بطور ذکر کر یہ یہ کہا ہو کہ میری بیٹی اور بہن اور میری ماں نے اتنے متعہ کئے ہیں، نیز تمام عقلاءِ نکاح پر مرد و عورت کو اور اس کے والدین کو مبارک باد دیتے ہیں مگر متعہ کے متعلق کہیں مبارک باد دیتے نہیں سنا۔

### مہاجرین حبشہ کی حبش سے واپسی

جو مہاجرین مکہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے جب ان کو یہ علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو ان شران میں سے حبشہ مدینہ چلائے۔ عبداللہ بن مسعود اس وقت مدینہ پہنچے کہ جب آپ بدر کی تیاری فرما رہے تھے لے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ساتھ جو چند آدمی رہ گئے تھے وہ اس روز پہنچے کہ جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ ان حضرت سلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر کو گلے لگایا اور پیشانی کو ہوسہ دیا۔ اور بعد انک یہ فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی مسرت نیا وہ ہے یا جعفر کے آنے کی۔ (سداہ البیہقی عن جابر رضی)

ابو موسیٰ اشعرئی (جو حضرت جعفر کے ساتھ آئے تھے) راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے کہ جب آپ خیبر فتح فرما چکے تھے۔ مالِ غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ عطا فرمایا ہمارے سوا جو نسخ خیبر میں شریک نہ تھا کسی کو حصہ نہیں دیا۔

یہ بخاری کی روایت ہے بیہقی کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں سے کہہ کر ان لوگوں کو غنیمت میں شریک فرمایا۔

### فتح وادی القریٰ، و تیمار

فتح خیبر کے بعد آپ نے وادی القریٰ کا رخ فرمایا۔ چار دن کے محاصرہ کے بعد فتح فرمایا۔ آپ کا غلام و غم آپ کا بجا وہ آتد رہا تھا کہ ایک ناگہانی تیرا کر لگا جس سے وہ شہید ہوا۔ لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو، آپ نے فرمایا: نہیں۔ خدا کی قسم جس چادر کو اس نے مال غنیمت میں سے چھو لیا ہے وہ آگ بن کر اس پرشتعل ہوگی۔ ایک شخص نے جب آپ کو یہ کہتے سنا تو ایک جوتی کا تسمہ لے کر آیا آپ نے فرمایا جوتی کا ایک تسمہ بھی (خیانت کیا ہوا) جہنم سے ہے (رواہ البخاری)۔ اہل تیمار کو جب وادی القریٰ کے فتح کا حال معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیرہ پر صلح کر لی۔

### مراجعت اور واقعہ لیلۃ التقریب

وادی القریٰ اور تیمار کی فتح کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر وہ ایک وادی میں اخیر شب میں آرام لینے کی غرض سے نزول فرمایا۔ اتفاق سے کسی کی آنکھ نہیں کھلی یہاں تک آفتاب بلند ہو گیا۔ سب سے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور گھبرا کر اٹھے اور صحابہ کو جگایا۔ اور اس وادی سے کرچ کرنے کا حکم دیا کہ یہاں شیطان ہے اس وادی سے نکل کر اپنے نزول فرمایا۔ اور بلالؓ کو افان کا حکم دیا۔ وضو کر کے صبح کی دو رکعت سنتیں پڑھیں بعد ازاں بلال نے آقامت کہی اور جماعت کے ساتھ صبح کی نماز تھا کی گئی۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃؓ)۔

### فوائد

(۱) نماز اور عبادت میں حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام صلوٰۃ اللہ (کو غفلت کی وجہ سے کبھی سہو نہیں ہوتا بلکہ من جانب اللہ سہو میں مبتلا رکھے جاتے ہیں تاکہ امت کو سہو کے مسائل معلوم

ہوں بلند اگر آپ کو یہ سہو نہ مہی آتا تو امت کو فرت شدہ غمازوں کی تضار کا مسئلہ کیسے معلوم ہوتا اور اگر ظہر یا عصر کی دو یا تین رکعت پر آپ بھول کر سلام نہ پیر دیتے مد جیسا کہ حدیث ذوالیدین میں ہے، تو امت کو سجدہ بھوکا مسئلہ کہاں سے معلوم ہوتا۔

سبحان اللہ خدا کی کیا حکمتیں اور کیا رحمتیں ہیں کہ جن حضرات کو نبوت و رسالت کا خلعت پہنا کر تشریح احکام کی مسند پر بٹھلایا۔ ان کے سہو اور نسیاں کو بھی تشریح احکام کا ایک ذریعہ بنایا حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر سہو نسیاں نہ پیش آتا تو قربہ اور استغفار کی سنت کہاں سے معلوم ہوتی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ اے کہہ کر قیامت تک کے لئے خداوند ذوالجلال کی رضا اور نذر شغور دی اور اطمینان کی ذلت اور رسوائی کا طریقہ بتلا گئے۔ قرآن جائے ایسے سہو و نسیان کے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے رحمتوں کا دروازہ کھل گیا۔

حضرت عارفین کے کلام میں صدیق اکبر کا یہ مقولہ نقل کیا جاتا ہے۔

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ سَهُوً مَخْدُوعًا صَاحِبًا  
كَاسْخٍ فِي سُرْتَابٍ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم۔

غائبانہ صدیق اکبر نے یہ کچھ کہہ کر حضرت انبیاء کا سہو کس درجہ موجب خیر و برکت اور کس درجہ عند اللہ مقبول ہوتا ہے۔ یہ تمنا فرمائی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(۲) اسی حدیث سے میرے مسئلہ معلوم ہوا۔

کہ جس جگہ عبادت نے ذہن اور غفلت پیش آجائے تو منتخب یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جائے بظاہر یہ انتقال مکانی ہجرت کبریٰ کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہے جس کو اگر ہجرت معرّیٰ کے نام سے موسوم کیا جائے تو شاید بیجا نہ ہو جس جگہ اللہ جل جلالہ کی طاعت و شواہ ہو جائے اور اس کی معصیتوں کا بازار گرم ہو جائے اسی جگہ کو چھوڑ کر ایسے مقام پر جا کر سکونت اختیار کر لے کہ جہاں اللہ عز و جل کی طاعت اور بندگی آسان ہو شرعاً واجب ہے اور اسی کو ہجرت کبریٰ کے نام سے موسوم

کیا گیا ہے۔

اور جس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت پیش آجائے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری قریبی جگہ میں عبادت کا بجائے مستحب ہے اسی کو ہم نے ہجرت معرکے کے نام سے موسوم کیا ہے۔  
 رد افواجک منزل نستر! جب تمہکو کوئی منزل ناموافق آئے تو وہاں سے کوچ کر۔ باقی ہجرت کے احکام  
 سوان کی تفصیل کتب فقہ سے معلوم کی جائے۔

## زفات ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اسی سال ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ آئیں جسے حضور پر نور  
 نباشی کے توسط سے نکاح فرمایا تھا جن کے نکاح کا مفصل واقعہ انشاء اللہ از سراج مہلرات کے  
 بیان میں آئے گا۔

## عمرۃ القضاء

### ذی قعدة المحرم ۱۱ھ

صلح حدیبیہ میں قریش سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ امسال بغیر عمرہ کئے ہوئے واپس  
 چلے جائیں اور سال آئندہ عمرہ کئے لئے آئیں اور عمرہ کر کے تین دن میں واپس ہو جائیں اس بنا  
 پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ کا پانزدہم کو صحابہ کو حکم دیا کہ اُس عمرہ کی قضا کئے لئے  
 روانہ ہوں جس سے مشرکین نے حدیبیہ میں رد کا تھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک  
 تھے ان میں سے کوئی رہ نہ جائے، چنانچہ ہجران لوگوں کے کہ جو اس عرصہ میں شہید ہو چکے تھے یا وفات  
 پا چکے تھے کوئی شخص بغیر شریک ہوئے باقی نہ رہا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲، زند تانی ص ۲۵۲)

۱۵۔ قال ابن اسحق خرج النبي صلى الله عليه وسلم في ذي القعدة مثل الشهر الذي صدق فيه المشركون  
 معتمرا وعمرته القضاء مكان عمرته التي صدقوا عنها. وقال الحاكم في (الكامل) (ابن أبي عمير)

اس طرح دو ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آپ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے ہدی کے شتر اونٹ آپ کے ہمراہ تھے ذوالحلیف پہنچ کر مسجد میں آپ نے اور صحابہ نے احرام باندھا۔ لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے احتیاطاً ہتھیار ساتھ رکھ لئے مگر چونکہ معاہدہ حدیبیہ میں یہ شرط تھی کہ ہتھیار ساتھ نہ لائیں اس لئے ہتھیار بطن یا غنچ میں چھپڑ ویسے جو کہ سسے اٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور دو تلو آدمیوں کا ایک دستہ ان کی حفاظت کے لئے چھپڑ دیا۔ اور آپ مع اصحاب کے تبلیہ کہتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۶۲)

ابو عبد اللہ بن مراحہ آپ کی ناقہ قصواء کی مبارک پٹھے ہوئے یہ جرز چمکتے ہوئے آگے آگے تھے۔

خَلَّوْا بَنِي الْكَفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ فِي تَنْزِيلِهِ

اے کافروں آپ کا راستہ بھڑدو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم نازل کیا ہے

هٰا ن خيرا القتل فى سبيله      نحن قتلناكم على تاويله

لَمَّا قَتَلْنَاكُمْ عَلَىٰ تَنْزِيلِهِ ۖ (رواه عبد الرزاق عن انس)

کو بہترین نسل وہ ہے کہ خدا کی راہ میں ہر دم نے تم سے جہاد و قتال کیا اس کا حکم نہ ان کے لئے ہے جیسے قرآن منسل من اللہ کے نہ ان کے لئے ہے تم سے قتال کیا۔

وہیہ بھی صفحہ کا حاشیہ، قرأت الایضاح اندکی اللہ علیہ وسلم لما اهل فوالقصد ان اصرا صحابہ ان یختاروا  
انفاد عن قلم وان لا یختلف احد سہم شہد الحدیثیہ فخر جوالا من استشهد وخرج معاً آخرین  
معمورین نکات عظم الفین سوی النساء والصبيان قال وتسمى ایضاً عمرہ الصائم۔ رتہ باری  
ص ۳۱۰۔ عالم الکلیل میں میں فرماتے ہیں کہ امام دین متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
زیقہ کا چاند بھجوا کر اس عمرہ کی قضاء کا حکم دیا جس کو مدحیہ میں تریش کے مدکنے کو وجہ سے نہیں کر سکتے تھے۔  
اد یہ تاکید فرمائی کہ جو لوگ مدحیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی نہ نہ جائے چنانچہ سورن ان لوگوں کے کہ جس اشار  
میں شہید ہوئے سب سب کے ساتھ عمرہ کی قضاء کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ  
عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے جب کہ عمرہ کی آمد مدقرون اور بخیر کے ساتھ ہی روانہ ہوئے اس عمرہ کو عمرہ اولی کہتے ہیں ۱۲  
یہ حال ان روایات سے یا مرزبان واضح ہے کہ اگر کسی وجہ سے عمرہ اور حج نہ کر سکے تو اس آئندہ اسکی قضاء ہو جب امام غزالی نے فی التذکرۃ  
جی مسلک پر تفصیل کے لئے کتب فقہیہ کی مراجعت کی جلد ۱۲ ص ۱۰۰۔ علی تاویل اور علی تفسیر کہ یہ شرط بلا مرتبہ زمانی نے  
بیان کیا ہے لیکن آثار تاویل اور آثار تفسیر میں اور بھی ہے کہ یہ بھی ہیں کہ تم سے جہاد و قتال اس کے حکم کے مطابق کہتے ہیں ۱۳۔

اور یہی سچی کہ روایت میں اس کے بعد یہ زیادہ ہے۔

السیوم نضر بکم علی تنزیلہ  
ضَرْبًا یَزِیْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِیْلِهِ  
آج اللہ کے حکم کے مطابق ایسا کریں گے کہ تمہاری کھوپری سے سر سے الگ ہو جائے۔  
وَبِذَٰلِکَ هَلَکَ الْخَلِیْلُ عَنْ خَلِیْلِهِ  
یا رب انی موء من بقیلہ  
مرد دوست کو دست سے بچرنا دے، اے اللہ میں اس کے تول پر ایسا نہ رکھتوں۔  
اور ابن اسحق کی روایت میں ہے۔

یا رب انی موء من بقیلہ  
انی سَأُیْتِی الْعَقَّ فِی قَبُولِهِ

میں اس کے قبول کرنے ہی کو حق سمجھتا ہوں

حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر پڑھتا ہے آپ نے فرمایا اے عمر رہنے دو۔ یہ شعر کافروں کے حق میں تیرا باری سے زیادہ سخت ہیں۔ (رداء الترمذی والنسائی وقال الترمذی حسن غریب) یہ تمام تفصیل فتح الباری ص ۳۳۳ میں مذکور ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا، اے عمر میں سن رہا ہوں۔ اور عبد اللہ بن رواحہ

کو یہ حکم دیا کہ اے ابن رواحہ یہ پڑھو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا نَهْیَ عِبْدَ لَہٗ وَاعْزَجْنَدَ لَہٗ وَهَکْزَامَ الْأَخْزَابِ  
وَحْدَهُ لَہٗ۔ عبد اللہ بن رواحہ کے ساتھ اور صحابہ بھی ان کلمات کو پڑھتے جاتے تھے۔ اس شان سے مکہ میں داخل ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی میں الصفا والمردہ کر کے بڑی کو غر فرمایا اور طواف ہو گئے بعد ازاں کچھ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا نج چلے جائیں اور جرأی اسکو کی حفاظت کے لئے وہاں چھوڑ دیجئے گئے تھے وہ اگر طواف اور سعی کر لیں اور یہ فرما کر کعبتہ اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ ظہر تک اندر ہی رہے۔ آپ کے حکم سے خانہ کعبہ کی چھت پر حضرت بلالؓ نے ٹھہر کر اذان دی۔



قریش نے اگرچہ از روئے معاہدہ آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت دے دی لیکن شدت غیظ اور غایت حسد کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھ نہ سکے اس لئے سردارانِ قریش اور ان کے کبراء و اشراف مکہ مکرمہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ ۱۷

## حضرت میمونہ سے نکاح

اداءِ عمرہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن مکہ میں مقیم رہے اور حضرت میمونہ بنت الحارث سے نکاح فرمایا جب تین دن گزر گئے تو قریش لے چند آدمی آپ کی خدمت میں بھیج کر مدت گزر گئی ہے آپ چلے جائیں آپ نے فرمایا اگر تم ہجرت دو تو میں میمونہ بنت الحارث کی عروہ اور عورت ولیمہ کروں، ان لوگوں نے نہایت ترش روئی سے یہ جواب دیا کہ ہمیں آپ کے ولیمہ اور دعوت کی ضرورت نہیں آپ چلے جائیے۔

۱۸ آپ نے فوراً صحابہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور اپنے غلام ابورافع کو حضرت میمونہ کے پاس بھجڑ گئے، وہ ان کو لے کر مقام سرف آپ کے پاس لائے۔ یہاں آپ نے عروہ فرمائی۔ اور یہاں سے چل کر ماہ ذی الحجہ داخل مدینہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ  
(الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الَّذِي أَهْلُ الْأَرْضِ يُنَادُونَ أَنَّهُ مَبْعُوثُ خِدْرٍ وَأَنَّهُمْ يُخْفُونَ  
لَا تَعْلَمُونَ لَعَلَّكُمْ فَالَمَ تَعْلَمُوا جَعَلْنَا مِنْ ذُلِّكَ ذَلِيلًا فَتَعَارَفْنَا ۝ ۱۷

عمرہ اتھوار سے فارغ ہو کر جب آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حمزہ کی چھوٹی صاحبِ زاوی آپ کو چپا چپا رتی برٹیں آپ کے پاس آئیں حضرت علی نے

۱۷۔ زرقانی، ج ۲، ص ۲۵۵۔ ۱۸۔ صحیح بخاری کے متعدد مواضع میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے نکاح احرام میں کیا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح بڑھ کے بعد کیا۔ صحیح بخاری کی روایت سے صحیح ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے تفصیل کے لئے شریعت مدینہ کی مراجعت کی جائے۔ ۱۹۔ سورۃ الفتح، آیت ۲۴، ابن ہشام، ج ۲، ص ۲۰۲۔ ۲۰۔ حضرت حمزہ آپ کے رضائی بھائی تھے۔ اس رشتہ سے آپ چپا برٹے۔

فوراً ان کو اٹھا لیا اب حضرت علی اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ میں اختلاف ہوا۔ ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میری پرورش میں رہے۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں نے اس کو اٹھا لیا ہے۔ حضرت جعفر نے کہا۔ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے حضرت زید نے کہا کہ میرے اسلامی اور نبی بھائی کی بیٹی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ روٹی اپنی خالہ کے پاس رہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ خالہ بمنزلہ مال کے ہے (رواہ البخاری عن البراء بن عازب)

## سریہ اخزم بن ابی العوجار

### ذی الحجہ ۱۰ھ

ماہ ذی الحجہ میں اخزم کو چچاں آدمیوں کے ہمراہ نبی کریم کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ فرمایا نبی سلیم نے کہا میں اسلام کی ضرورت نہیں اور تیرا مذازی کر کے مسلمانوں کی اس قلیل جماعت کو شبید کر دیا صرف اخزم کو مردہ سمجھ کر جھوٹ دیا۔ یہ زخموں کی وجہ سے نیم جان ہو گئے تھے بعد میں زندہ ہو کر صفحہ کی پہلی تاریخ کو مدینہ پہنچے۔

## سریہ غالب بن عبد اللہ لثنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### صفر ۱۰ھ

صفر ۱۰ھ میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ لثنی کو مقام کید کی جانب بنی الملوح پر حملہ کرنے کے لئے ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر شب خون مارا اور ان کے اونٹ پکڑ کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے بنی الملوح کی ایک جماعت مسلمانوں کے تعاقب میں مدئی اسی وقت من جانب اللہ اتنی زد کی بارش ہوئی کہ مسلمانوں اور کافروں کے

درمیان میں جو ایک دادی حالت تھی وہ پانی سے بھر گئی اور وہ لوگ مسلمانوں تک نہ پہنچ سکے اس طرح مسلمان صبح و سالم مدینہ منورہ پہنچے۔ ۱۷

## بعض سرائیا

غزوہ خیبر اور غزوہ موتہ کے درمیان حضور پر نورؐ نے اندھ بھی چھوٹے چھوٹے سریے روانہ فرمائے جو کجہہ تعالیٰ کامیاب واپس آئے۔ ۱۸

## اسلام خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ و عمرو بن العاص

اسی عرصہ میں اسلام کے مشہور سپہ سالار خالد بن ولید اور عرب کے مشہور عاقل عمرو بن العاص مسلمان ہوئے ان کے زمانہ اسلام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ معشر مشہد میں مشرف باسلام ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ خیبر کے بعد مشہد میں مسلمان ہوئے۔

یہ امر روایت صحیحہ اور صریحہ ثابت ہے کہ غزوہ حدیبیہ کے وقت خالد بن ولید کفار کی فوج میں تھے اور آئندہ غزوہ موتہ کے بیان میں بخاری کی روایت سے معلوم ہو جائے گا کہ خالد بن ولید غزوہ موتہ میں شریک ہوئے اور اخیر میں نبی اکرمؐ نے انہی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ اور غزوہ موتہ کے درمیانی مدت میں مسلمان ہوئے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ جل شانہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی، یکایک میرے دل میں یں خیال آیا کہ میں جس دوائی میں بھی قریش کو کڑی طرح سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں جاتا ہوں اور پھر واپس آتا ہوں واپسی پر میرے دل کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل اندر سے یہ کہتا ہے کہ تیری یہ تمام کوشش اور یہ تمام جدوجہد بلا حاصل اور بے سود ہے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اضرر غالب ہوں گے چنانچہ حدیبیہ کے موقع پر میں شکر کریں

مکہ کے سواروں میں سے تھا تو میں نے آپ کو مقام عسفان میں دیکھا کہ اپنے اصحاب کو صلاۃ الخوف پڑھا رہے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ نماز کی حالت میں حضور پر حملہ کروں مگر حضور میرے ارادہ سے مطلع ہو گئے اور میں حملہ نہ کر سکا تو اس وقت میں یہ سمجھ گیا کہ یہ شخص من جاب اللہ باموں کو محفوظ ہے غیب سے اس کی حفاظت ہو رہی ہے میں ناکام واپس ہو گیا۔

اور اس حضرت جب قریش سے صلح کر کے واپس ہوئے تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قریش کی نرت اور شرکت ختم ہوئی اور شاہ حبشہ یعنی نجاشی آپ کا پیر و ہو چکا ہے اور آپ کے اصحاب حبشہ میں امن و امان کے ساتھ رہتے ہیں اب اس کے سوا کیا صورت ہے کہ میں ہر قل شاہ روم کے پاس چلا جاؤں اور وہاں جا کر یہودی یا نصرانی ہو جاؤں اور عجم کے تابع اور ماتحت رہ کر عیب کی زندگی گزاروں اور چند روز اپنے وطن ہی میں وہ کر دیکھوں کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اسی خیال میں تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سالِ اُندھ عمرۃ القفار کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو اس وقت میں مکہ سے بھل گیا اور ردپوش ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ سے فارغ ہو گئے تو میرا بھائی ولید بن ولید جو حضور کے ہمراہ تھا، اس نے مجھے تلاش کیا مگر میں نہ ملا بعد ازاں میرے بھائی نے میرے نام اس مضمون کا ایک خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِیْ لَمَّا سَرَّ اَعْجَبَ مِنْ ذَهَابِ رَاٰیْدٍ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَقْلًا عَقْلًا وَبِشْلِ الْاِسْلَامِ جَهْلًا اَحَدًا وَقَدْ سَأَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْكَ وَقَالَ اِسْبِیْ خَالِدٌ فَقُلْتُ یَا قِیُّ اللّٰہُ بِہٖ فَقَالَ مِثْلُہٗ جَهْلًا الْاِسْلَامِ وَلَوْ کَانَ جَعَلَ نَکَیْتِہٖ وَجَدَہٗ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانَ خَیْرًا لِّہٖ وَلَقَدْ مَنَّا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِیْ لَمَّا سَرَّ اَعْجَبَ مِنْ ذَهَابِ رَاٰیْدٍ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَقْلًا عَقْلًا وَبِشْلِ الْاِسْلَامِ جَهْلًا اَحَدًا وَقَدْ سَأَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْكَ وَقَالَ اِسْبِیْ خَالِدٌ فَقُلْتُ یَا قِیُّ اللّٰہُ بِہٖ فَقَالَ مِثْلُہٗ جَهْلًا الْاِسْلَامِ وَلَوْ کَانَ جَعَلَ نَکَیْتِہٖ وَجَدَہٗ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانَ خَیْرًا لِّہٖ وَلَقَدْ مَنَّا

میں نے اس سے زیادہ کوئی تعجب خیز امر نہیں دیکھا کہ تیری رائے اسلام جیسے پاکیزہ مذہب کے قبول کرنے سے منحرف ہے حالانکہ تیری عقل تیری عقل ہے جو معرور و مشہور ہے اور اسلام جیسے پاکیزہ مذہب سے کس کا بے خبر نہ بننا ثابت تعجب خیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تمہارا حال دریافت کیا اور فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو سے کرائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ اس جیسا فاضل اسلام جیسے

علی غیریہ فاستدرک یا اخی ماتد پاکیزہ مذہب سے بے خبر زماناں ہو جائے اور فرمایا  
فاتک من موطن صالحہ کہ اگر غلام مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد کرے اور

اہل باطل کا مقابلہ کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا اور ہم اس کو دوسروں پر مقدم رکھتے ہیں۔ پس اے  
بھائی تجھ سے جو عمدہ مقامات فوت ہو گئے ہیں تو ان کی تلافی اور تدارک کرے ابھی تدارک کا  
وقت ہے۔

گیس وقت پھر اتھ آتا نہیں سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا یہ خط جب میرے پاس پہنچا تو اس خط نے میری غیبت  
اسلام میں اور زیادہ کردی اور سفر ہجرت کا ایک خاص نشاۃ اور انسا طول میں پیدا ہو گیا اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا اس نے مجھ کو مسرور کیا اور اسی اثنا میں میں نے  
ایک خراب دیکھا کہ میں تنگ بلادی ہوں جن میں قحط ہے۔ میں اس قحط اور تنگ علاقہ سے نکل کر  
سر سبز اور کشادہ شہروں میں چلا گیا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خاص خراب ہے جو میری تنبیہ  
کے لئے مجھ کو دکھایا گیا ہے۔ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور اسباب سفر متیار کر کے مدینہ کی طرف چلا اور یہ چاہا  
کہ کوئی اور بھی میرے ساتھ ہو جائے میں نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ تم دیکھتے ہی  
نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب و عجم پر غلبہ پالیا۔ اگر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور  
اور ان کا اتباع کریں تو یہ ہمارے لئے بہتر ہوگا محمد کا شرف ہمارا شرف ہوگا، صفوان نے نہایت سختی سے  
انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر روئے زمین پر میرے سوا کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے  
باقی نہ رہے تو میں جب بھی آپ کا اتباع نہ کروں گا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کا آپ  
اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں اس لئے اس سے کوئی ترقی نہیں کی جاسکتی بعد ازاں میں مکرہ بن  
ابی جہل سے ملا اور جرأت میں نے صفوان سے کبھی متقی دہی مکرہ سے کہی۔ مکرہ نے بھی مجھے دہی جواب  
دیا جو صفوان نے دیا تھا خالد کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا اور ادا مٹی کو تیار کیا اور یہ خیال کیا کہ لاؤ غمخ  
بن طلحہ سے ملاقات کروں وہ میرا سچا دوست ہے لیکن مجھ کو اس کے باپ دادا کا قتل بڑا یاد آیا اور

مترود ہو گیا کہ عثمان سے ذکر کروں یا نہ کروں پھر یہ خیال آیا کہ ذکر کرنے میں میرا کیا نقصان ہے میں تو اب جا ہی رہا ہوں، چنانچہ شیخ عثمان بن طلحہ سے وہی امر ذکر کیا کہ جو مصفوان سے ذکر کیا تھا عثمان بن طلحہ نے میرے مشورہ کو قبول کیا اور کہا کہ میں بھی مدینہ چلتا ہوں مقام یاج میں تم سے مل لوں گا تم اگر پہلے پہنچ جاؤ تو میرا انتظام کرنا اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میں بھی روانہ ہوا اور حسب وعدہ مقام یاج میں عثمان بن طلحہ مجھے مل گئے، علی الصبح ہم دونوں دہاں سے روانہ ہوئے ہم دونوں جب مقام حدہ میں پہنچے تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی اسلام کے امادہ سے مدینہ جا رہے ہیں عمرو بن عاص نے ہم کو دیکھ کر مر جاب کہا ہم نے بھی مر جاب کہا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو کہا کہ اسلام میں داخل ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے ارادہ سے جا رہا ہوں ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی امادہ سے نکلے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ اس طرح ہم تینوں ساتھ ہوئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنے سواری کے اونٹ مقام قرہہ میں بٹھلائے کسی نے ہماری خبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی آپ ہماری آمد کی خبر سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ کہنے لے اپنے جگر گوشہ کی پھینک دیا ہے، خالد کہتے ہیں کہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلا راستہ میں مجھے میرا بھائی ولید آ ملا اور کہا کہ جلدی چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی خبر پہنچ گئی ہے، حضور پُر نور تمہاری آمد سے بہت مسرور ہوئے اور تمہارے منتظر ہیں۔ ہم تیزی کے ساتھ چلے اور حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا اشہدان الا الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا قریب ہو جاؤ اور یہ فرمایا،

الحمد لله الذي هدانا لهذا قد  
كنت اري لك عقلاً وجوت  
ان لا يسلمك الا ابي خير  
حمد ہے اُس ذات پاک کی جس نے تجھے اسلام کی توفیق  
دی میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں عقل ہے اور امید کرتا تھا کہ وہ  
عقل تجھ کو خیر اور بھلائی کی طرف تیری رہنمائی کرے گی۔

خالد کہتے ہیں میں عرض کیا کہ آپ دیکھتے تھے کہ مقامات جنگ میں آپ کے اور حق کے مقابلہ میں حاضر ہوتا تھا جس سے میں شرمندہ اندام ہوں اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ان تمام خطاؤں کو معاف کر دے آپ نے ارشاد فرمایا:

اے السلام یجب ماکان قبلہ اسلام ان تمام امر کا خاتمہ کو دیتا ہے جو اس پہلے ہو چکے ہیں میں نے پھر یہی درخواست کی تو آپ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی۔

اللہم اغفر لخالد بن الولید لے اللہ تو خالد بن ولید کی ان تمام خطاؤں کو معاف ما اوضع فیہ من صد عن سبیل اللہ کرے جو خالد نے خدا تعالیٰ کی راہ سے دیکھ کھینچ لی میرا خالد کہتے ہیں کہ میرے بعد عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص آگے بڑھے اور حضور پر نور کے دست مبارک پر بیعت کی یہ تمام تفصیل البدائیۃ والنہائیۃ میں ہے اور اسی طرح خصائص کبریٰ للسیوطی میں مذکور ہے۔ لہ

عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد پہلے خالد بن ولید نے بیعت کی اور پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی۔ پھر میں بیعت کے لئے آگے بڑھا مگر اس وقت میری حالت یہ تھی۔

فواللہ ماہواکا ان جلست بین نیدیہ فعا استطعت ان ارفع طرفی حیام منہ قال فبا یعتہ علی ان یغفر لی ما تقدم من ذنبی ولم یحضر فی ماتاخر فقال ان اے السلام یجب ماکان قبلہ واللہ حیرتہ تعجب ما کان قبلہا۔

خدا کی قسم میں حضور کے سامنے بیٹھ کر گیا مگر شرم اور اندام کی وجہ سے آپ کی طرف آنے کا ہشام دیکھ نہیں سکتا تھا عمرو کہتے ہیں کہ بالآخر میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور عرض کیا کہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میری تمام گزشتہ خطائیں اور قصور معاف کر دے جائیں عمرو کہتے ہیں کہ اُس وقت یہ خیال نہ آیا کہ یہ بھی عرض کر دیتا کہ میرے آئندہ اور کچھ قصور میں معاف کر دیتے جائیں

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام ان تمام گنہوں کو منہدم کر دیتا ہے کہ جو اسلام سے پہلے کفر کی حالت میں کئے گئے ہیں اور اسی طرح ہجرت بھی تمام گنہ گناہوں کو منہدم کر دیتی ہے۔

عمر بن العاص کہتے ہیں کہ مجھ سے لائیزال جس دن سے ہم مسلمان ہوئے اس دن سے جو ہم پیش آئی اس حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے ہماری ہر ایک کو نہیں فرمایا۔ عمر بن العاص کہتے ہیں کہ میں اور خالد اور عثمان شروع صفر ۳ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۳ ج ۴)

## غزوۂ موتہ

### جمادی الاولیٰ ۳ھ

موتہ ایک مقام کا نام ہے جو ملک شام میں علاقہ بلقاریہ واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو شرجیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا۔ شرجیل قبیلہ فہر کی طرف سے شام کا امیر تھا حارث بن عمر رضی اللہ عنہ جب آپ کا یہ خط لے کر مقام موتہ میں پہنچے تو شرجیل نے ان کو قتل کر دیا۔ اس وجہ سے آپ نے تین ہزار کا لشکر ماہ جمادی الاولیٰ ۳ھ میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا اسلئے

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ سردار لشکر ہوں اور اگر عبداللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ (رداء الجنائی و احمد السنائی باسناد صحیح) اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ جلیش الامراء کہتے ہیں جیسا کہ مسند احمد اور نسائی میں باسناد صحیح ابوقحافہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیش الامراء روانہ فرمایا الی آخر الحمد للہ

اور ایک سفید چھڑا زید بن حارثہ کو دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اول اس مقام پر جانا جہاں



مارش بن غیر شہید ہوئے اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں تو تو فیہا ونمت ورنہ خداوند فدا بحال سے اعانت اور ساداکہ درخواست کر کے اُسے جہاد و قتال کرنا اور شیعۃ الرداع تک خود بنفس نفیس مشایعت کے لئے تشریف لے گئے شیعۃ الرداع کچھ دیر ٹھہر کر لشکر کریمہ وصیت فرمائی کہ ہر حال میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں اپنے رفقاء کی خیر خواہی کریں اللہ کی ماہ میں اللہ کے نام پر اللہ سے کفر کرنے والوں سے جہاد و قتال کریں، فدا و خیانت نہ کریں کسی بچہ اور عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں لڑک جب امر لشکر کو رخصت کرنے گئے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رو پڑے لوگوں نے کہا اے ابن رواحہ کس چیز نے تم کو مدللایا تو عبد اللہ بن رواحہ نے یہ جواب دیا۔

اما والله ما بی حب الدنيا ولا صباية  
بکم ولكنی سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما حب الدنيا  
اور تم شیعی تھے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے سنا ہے نہیں ہے تم  
من کتاب الله  
عز وجل وان منکم الا وارس دھا کان  
علا ربک حتما مقضیا فلست ادری  
کف فی ہا لصد ر بعد الوعد۔

شکر جب روانہ ہونے لگا تو مسلمانوں نے پکار کر کہا خدا تعالیٰ تم کو صحیح عالم اور کامیاب واپس لائے تو عبد اللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھا۔

لکنی اسأل الرحمن مغفیرا  
و صلیا ذات فرغ تقذات الزبد  
میں واپس نہیں چاہتا بلکہ اللہ کی مغفرت اور اس کی راہ میں ایسے گہرے زخم کا خواہشمند ہوں کہ جو جگ بھینکتا ہو۔  
او طغنة بیدئی حذران مجہز  
بحربة تنفد الاحشاء الکبد  
میں ایسا کاری زخم ہو کہ جو تیرے لئے گہرے زخم کی جگہ سے ہار ہو جائے۔  
حتى یقالا امر و علی جدتی  
یا اوشد الله من غایر وقد رشدا

یہاں تک کہ لوگ جب میری قبر پر گزریں تو یہ کہا جائے کہ واہ واہ کیا غازی تھا اور کیا کامیاب ہوا۔  
 لشکرِ جب چلنے کے لئے باطل تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے قریب آئے اور یہ شعر پڑھے  
 انت الرسول نعم یخترم نوافله والوجه منه فقد اذرنی بالنقد  
 آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں جو شخص آپ کے فیوض و برکات اور آپ کے چہرہ النور کے دیدار سے محروم  
 رہا۔ تو سمجھ لو کہ قضا قدر نے اس کی تحیر کی کہ اس کو اس قدر عظمیٰ سے محروم رکھا۔

فَقَدَّتْ اللّٰهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ تَنْبِیْئِ مُوسٰی وَنَاصِرًا لِّدَیْ لِقَیْهِ  
 پس اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے محاسن کو ثابت و قائم رکھا اور نیا راہِ یقین کی طرح آپ کی مدد فرمائی۔  
 اِنِّیْ لَنَقَرُّ نَسْتُ فِیْكَ الْخَیْرَ نَا فِلْتَا فِرَاسِنَا خَالَفْتُ فِیْكَ الَّذِیْ لَنُظَرُوا  
 میں نے آپ میں خیر اور بھلائی کو بیش از بیش محسوس کر لیا ہے اور میرا یہ حساس مشرکین کی نظر اور احساس کے  
 کے برخلاف ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

وانت فتبتک اللہ یا ابن رواحہ اور تجھ کو بھی اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے  
 شرحِ جبل کو جب اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو ایک لاکھ سے زیادہ لشکرِ مسلمانوں کے مقابلہ  
 کے لئے جمع کیا۔ اور ایک لاکھ فوج لے کر ہر قتلِ خود شرحِ جبل کی مدد کے لئے بلقار میں پہنچا۔ معان  
 پہنچ کر مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ دو لاکھ سے زیادہ سپاہیوں کا لشکر جبرائیل بن ہر مسلمانوں کے  
 مقابلہ کے لئے مقامِ بلقار میں جمع ہوا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر و شبِ معان میں ٹھہرا اور مشورہ ہوتا  
 رہا کہ کیا کرنا چاہیے، اسے یہ پہلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ کے حکم  
 اور امداد کا انتظار کیا جائے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

یا قوم واللہ ان الی تکرہون لستی اے قوم خدا کی قسم جس بات کو تم کردہ کچھ رہے ہو  
 خرجتم اباہا تطلبون الشہادۃ وہی شہادت ہے جس کی تلاش میں تم نکلے ہو ہم  
 وما نقاتل الناس لبعث دوما تو قوت کا فرد سے کسی قوت اور کثرت کی وجہ سے نہیں

وہا کثرۃ ما لقا تالہم اہل ہذا  
الدین الذی اکرمنا اللہ بہ  
فالطلقوا فانا ما ہی احد الحنین  
اما ظہور واما شہادۃ۔  
رہتے۔ ہمارا رونا تو محض اس دین اسلام کی وجہ  
ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشے۔ پہلے تھو  
اور چلو دو بھلائیوں میں ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی  
یا تو کفایت پر غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت کی نعمت نصیب ہوگی۔

لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہ نے بالکل سچ کہا۔ اور خدا کے پرستاروں اور جاں بازوں  
کی یتیم ہزار جمعیت اعداء اللہ کے دلاکھ لشکر جبار کے مقابلہ کے لئے موتہ کی طرف روانہ  
ہوئی موتہ کے میدان میں دونوں جماعتیں مقابلہ کے لئے سلسلے میں ادھر سے زید بن حارثہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پا پیادہ راایت اسلام لے کر آگے بڑھے اور رڑتے رڑتے شہید ہوئے۔ اُن کے  
بعد حضرت جعفر علم ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے جب دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا اور گھوڑا زخمی  
ہو گیا تو گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کے کچے کاٹ کر سینہ سپر ہو کر اعداء اللہ سے رونا  
شروع کیا۔

گھوڑے کے کچے اس لئے کاٹ ڈالے کہ اعداء اللہ اس سے نفع نہ ہو سکیں۔ دیکھنا  
الہدایہ رڑتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔

یا حبذا الجنة واقترابہا طيبة وبأسرّٰا شربہا

جنت اور اُس کا قرب کیا ہی پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور پانی اُس کا نہایت ٹھنڈا ہے۔

والروم روم قد دنا عذابہا کافرًا لبعیدًا انسابہا

اور رومیوں کا عذاب قریب آگیا ہے کافر میں اور اُن کے نسب ہم سے بہت دور یعنی ہم میں

علیٰ اذکما قیتہا ضریبہا

۔ اور اُن میں کوئی قربت نہیں مقابلہ کے وقت اُن کا مارا بھ پرفرض اور لازم ہے

رڑتے رڑتے جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو راایت اسلام کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا جب

ایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھنڈا گرو میں لے لیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس کے

عرض میں ان کو دوبارہ عطا فرمائے جن سے جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔  
صبح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر کی لاش کو تلاش کیا گیا  
تو نوٹے سے زیادہ تیر لور تلوار کے زخم تھے اور سب سامنے تھے۔ پشت کی جانب کوئی زخم  
نہ تھے۔

حضرت جعفر کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھے گھوڑے پر  
سوار تھے چند لمحوں کے لئے نفس کو کچھ تر دو لاحق ہوا تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ فرمایا:  
اُشْمِتْ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّكَ رَهْتًا اَوْ لَتُطَاوَعَنَّ  
میں نے نفس تجھ کو تم ہے کہ تو فرار گھوڑے سے اتر کر اعداء اللہ سے جہاد و قتال کرنا گوارا ہی سے اتر یا خوشی  
اور رغبت کے ساتھ

کدانی فتح الباری ص ۳۹۳

اِنَّ اُجْلِبَ النَّاسُ وَشَدَّ وَالرَّهْتُ مَا لِي اِرَاكَ شَكَرَ هَيْنَ الْخَنَةِ  
اگر لوگ جیغ و پکار کر رہے ہیں تو کیا وجہ ہے تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت کو پسند کر رہا ہے مگر جلدی دم  
کیوں نہیں بڑھاتا۔ پیش قدمی میں مستی کرنا گوارا کہ جنت کو ناپسند کرتا ہے یہ نقطہ نفس کی فروع اور انام کیلئے تدم  
قَدْ طَالَمَا قَدْ كُنْتَ مُظْمِئًا هَلْ اَنْتِ اِلَّا لُطْفَتِي فِي شَنَةِ  
تو بہا اتفاقات مطمئن رہا ہے اس وقت تجھ کو کیا ہوا تیری حقیقت کیا ہے تو تو روم ماور میں ایک لفظ  
ی تھا۔ اس بے حقیقت نقطہ کے لئے تھک رہا ہے یا پشیمیں کمر رہا ہے۔

اور یہ کہا ہے

يَا نَفْسُ اِلَّا تَفْتِكِي تَمُوْتِي هَذَا جَمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلَبْتَ

اے نفس اگر تو تس نہ ہوا تو مر جائے تو ضرور اور یہ ہے قفائے موت میں تجھ کو مبتلا ہر نا ضروری ہے۔

وَمَا تَكُنْتِ فَقَدْ اُعْطِيتِ اِنْ تَفْعَلِي فَعَلَهُمَا هَدِيَّتِ

جو چیز کی تو نے تمنا کی تھی وہ تجھ کو مل گئی یعنی شہادت فی سبیل اللہ کا موقع۔ اگر تو نے زیادہ جعفر  
جیسا کام کیا تو جاہلیت پائے گا۔

یہ کہہ کر گھوڑے سے اتر پڑے ان کے ابن عم رجاءؓ نے بھائی کے آگے بڑھ کر ان کو ایک گوشت کی ہڈی دی کہ اس کو چوس لو تاکہ اس کی قوت سے کچھ لڑ سکو کئی دن تم پر فائق کے گزرنے چکے ہیں۔ ابن رواحہؓ نے بڑی سے لی اور اس کو ایک بار چوسا لیکن فوراً ہی پھینک دیا اور کہا اے نفس لوگ جہاد کر رہے ہیں اور تو دنیا میں مشغول ہے اور تلوار لے کر آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور رائیتؓ اسلام ہاتھ سے گر گیا۔ ثابت بن اظمؓ رضی اللہ عنہ نے فوراً رائیتؓ اسلام آج میں لے لیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے گروہ مسلمین! اپنے میں سے کسی شخص کے امیر بننے پر متفق ہو جاؤ لوگوں نے کہا آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ ہم آپ کے امیر ہونے پر راضی ہیں۔ ثابتؓ نے فرمایا۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہہ کر بھٹا خالد بن ولیدؓ کو پکڑ دیا اور کہا کہ آپ جنگ سے خوب واقف ہیں۔ خالد بن ولیدؓ نے امارت قبول کرنے میں کچھ تامل کیا، لیکن تمام مسلمانوں نے ان کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا خالد بن ولیدؓ نے اسلام لے کر آگے بڑھے اور نہایت شجاعت اور مہارت سے اعداء اللہ کا مقابلہ کیا۔

صحیح بخاری میں خود خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ غزوہ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے تلواریں ٹوٹیں صرف ایک یعنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

دوسرے روز خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی ہریت تبدیل کر دی مقدمۃ الجیش کو ساتھ اور مینہ کو میرہ کر دیا دشمن لشکر کی ہریت بدلی ہوئی دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور یہ کچھ کٹمی مدد آ پہنچی۔

ابن سعد ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب خالد بن ولیدؓ نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کو اسی ناش شکست دی کہ میں نے اسی شکست کبھی نہیں دیکھی۔ مسلمان جہاں چاہتے تھے وہیں اپنی تلوار رکھتے تھے

زہری اور عروہ بن زہیر اور موسیٰ بن عقیقہ اور عطاف بن خالد اور ابن عاصمؓ سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حتی فتحہ اللہ علیہم۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

حاکم کی روایت میں ہے کہ غنیمت میں کچھ سلمان بھی ملا۔ رمیوں کی پسپائی کے بعد خالد بن ولید نے تعاقب مناسب درجہ اور اپنی تلیل جماعت کو لے کر مدینہ واپس آ گئے۔

اس غزوہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱)۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲)۔ حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳)۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)۔ سراق بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵)۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶)۔ البرکلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷)۔ مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸)۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۹)۔ عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰)۔ عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۱)۔ عباد بن نفیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲)۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳)۔ وہب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴)۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵)۔ عباد بن نفیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ تمام تفصیل زرقانی اور فتح الباری باب غزوہ موتہ سے لی گئی ہے۔

جس روز اور جس وقت مقام موتہ میں غازیان اسلام کی شہادت کا یہ حادثہ پیش آ رہا تھا تو حق

جل شانہ نے سرزمین شام کو انبی قدرت کا مد سے آپ کے سامنے کر دیا کہ میدان کارزار آپ کی نظروں

کے سامنے تھا۔ آپ کے اور شام کے درمیان تمام مجاہدات اٹھائے گئے، آپ نے صحابہ کو جمع کرنے

کے لئے الصلاۃ جامعہ کی منادی کرادی صحابہ کرام جمع ہو گئے تو آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے، میدان

کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ زید نے رایت اسلام اپنے ہاتھ میں لیا اور کافروں سے

خوب قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔ زید کے بعد جعفر نے رایت اسلام ہاتھ

لے لیا۔ کما اخرجہ الواقدي عن شيوخه قالوا رفعت الارض لرسول الله صلى الله عليه وسلم حتى نظر الى

معركة القوم۔ كذا في الخصائص للسيوطي ۲۶۶ وقال ابن كثير قال الواقدي حدثني عبد المجار بن عمار عن

عبد الله بن ابي بكر بن عمر بن حزم قال لما التقى الناس بموتة جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم على

المنبر وكشف له ما بينه وبين الشام فهو ينظر الى معسكرهم فقال اخذ الراية ازيد الحديث

البداية والنهاية ۲۶۶ وكذا في الخصائص ۲۶۶ وفي رواية البيهقي والي نعم عن موسى بن عقبه قال ان الله

رفع لي الارض حتى رايت معسكرهم۔ كذا في الخصائص ۲۵۹

میں آیا اور اس عدار اللہ سے خوب ڈرایا، تاکہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں دوبارہ نوروں کے ساتھ اُترنا چھڑتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے رأیت اسلام سبھا لا انا نھزت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر تک سکوت کا عالم طاری تھا۔ انصاریہ دیکھ کر گھبرا گئے اور چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے اور یہ خیال ہوا کہ شاید عبداللہ بن رواحہ سے کوئی ناپسندیدہ امر ظہور میں آیا ہے جس سے آپ خاموش ہیں۔

کچھ دیر سکوت کے بعد یہ فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے بھی کافروں سے خوب جہاد و قتال کیا، یہاں تک شہید ہوئے اور یہ نیز جنت میں جنت اٹھائے گئے اور تخت زرین پر متمکن ہیں لیکن میں عبداللہ بن رواحہ کا تخت کچھ بڑھتے ہوئے دیکھا کہ میں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کا تخت جتنا ہوا دیکھتا ہوں تو مجھ کو یہ بتلایا گیا کہ عبداللہ بن رواحہ کو مقابلہ کے وقت کچھ تھوڑا سا تر دیش آیا اور تھوڑی سی پس دیش کے بعد اگے بڑھے اور زید اور جعفر بلا کسی تر دوا د بلا کسی پس دیش کے اگے بڑھے۔

یہ اور ایک روایت میں اس طرح ہے۔

ثم اخذ الراية عبد الله بن رواحة  
ناستشهد ثم دخل الجنة معترضا  
فتشق ذلوه على اكالنصار فقتلوا  
رسول الله ما اغترضا فقال لما  
اصابته الجراح بكل فعاتب نفسه  
اُپ نے فرمایا: پیچہ عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور  
شہید ہوئے پھر وہ جنت میں کچھ دیر کتے رکتے داخل  
ہوئے یہ سن کر انصار کو رنج ہوا کسی نے پوچھا کہ یا  
رسول اللہ اس کا کیا سبب ہے آپ نے اشارہ فرمایا  
کہ جس وقت عبداللہ بن رواحہ کو میدان کا رنڈا میں

۱۵۔ قال ابن اسحاق وحدثني محمد بن جعفر عن عروة قال ثم اخذ الراية عبد الله بن رواحة  
فالتوى بها بعض الاقدام ثم تقدم على فرسه ثم نزل فقالا حتى - كذا في فتح الباري ۵/ ۳۹۵ ج ۵  
اور ابن اسحاق کی روایت میں یہ لفظ ہیں فرأيت في سرير عبد الله بن رواحة انه ازول رايا ميلا و عوجا، عن سعد بن  
عاصبيه نقلت ثم هذا اقليل لي مضميا وتورد عبد الله بعض التورود ثم مضى (سيرة ابن هشام)

فتجمعنا مشهده فدخل الجنة ۱  
 وغم لگے تو وہ مقتضائے بشریت تھوڑی دیر کے لئے  
 فسرى عن قومه اخذوا البهيقي كذاني  
 سست ہو گئے اور بیٹھ گئی تھی میں پس ویشی کرنے لگے  
 البديايت والنهيات ۳۷ ج ۴  
 پھر انھوں نے اپنے نفس کو طاعت کی اور غائب کی اور  
 والخصائص الكبرى ۲۶  
 ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور اگر کشید ہو گئے اور  
 جنت میں داخل ہو گئے یہ سن کر انھار کی پریشانی مٹ رہی اور البديايت والنهيات

آپ یہ کہہ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر فرمایا کہ اب ان کے بعد سیف  
 من سيف الله اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے یعنی خالد بن ولید نے اسلام کا جھنڈا سنبھالا  
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا۔  
 اللهم اني سيف من سيوفك  
 اے اللہ خالد بن ولید کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے  
 فانت تنصره فمن يومئذ سمى  
 ہیں تو ہی اس کی مدد فرمائے گا بس اسی روز  
 سيف الله -  
 سے خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے  
 اصل واقعہ تو صحیح بخاری میں مذکور ہے باقی تفصیل ابن اسحق اور بیہقی کی روایت سے  
 لے گئی ہے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید کو مرثدین کے قتال کے لئے مامور فرمایا  
 اور ان کو امارت کا جھنڈا دیا تو یہ فرمایا:

اذا سمعت رسول الله صلى الله عليه  
 صدیق اکبر کہتے کہ تمہیں میں خود رسول اللہ صلی اللہ  
 وسلم يقول نعم عبد الله واخو  
 علیہ السلام کو میزاتے منجے کیا ہی اچھا ان کا ہے اللہ  
 العشيرۃ خالد بن الوليد سيف  
 کا بندہ اور قبیلا کا بھائی خالد بن ولید۔ اللہ کی  
 من سيوف الله سلمه الله على  
 تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے

۱۔ البديايت والنهيات ، ج ۴ ، ص ۲۵۵ - فتح الباری ، ج ۱ ، ص ۳۹۲

الخصائص الكبرى ، ج ۱ ، ص ۲۶۰



انکسار۔ اصابہ ترجمہ خالد بن ولید۔ اس کو کافروں پر چلانے کے لئے سوتا ہے بنی نایم سے نکالا ہے۔

(نکتہ مطلب یہ ہوا کہ خالد بن ولید تراب اللہ کی تلوار میں اور اُس تلوار کا چلانے والا اور کافروں پر اس کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر ہے کہ جس تلوار کو حق تعالیٰ چلائے اُس تلوار سے کون بچ کر بھاگ سکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اول صدر مدرس دارالعلوم دہلی دہلی فرمایا کرتے تھے کہ خالد بن ولید نے اپنی ساری عمر شہادت کی متاعیں جہاد و قتال میں گزاری لیکن ان کی یہ متاپوری نہیں ہوئی اور شہادت اُن کو نصیب نہ ہوئی۔ مولانا یعقوب صاحب میں کچھ شان جذب کی تھی، اسی شان جذب میں فرمایا کہ خالد بن ولید خوا خواہ ہی شہادت کی متاع اور آرزو کرتے تھے ان کی اس متاع اور آرزو کا پورا ہونا ناممکن اور محال تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تلوار بتایا ہوا ہے نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ مڑ سکتا ہے اللہ کی تلوار کا توڑنا ناممکن اور محال ہے۔

(نکتہ و گمراہی) عبداللہ بن رواحہ کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے ان کا تخت ہٹے ہوئے دیکھا یہ وحقیقت۔ عبداللہ بن رواحہ کے تردد کی مثال تھی عبداللہ بن رواحہ کو شہادت سے کچھ پہلے اس عالم شہادت میں جو تردد و لاحق ہوا تھا عالم غیب میں اس کو ہٹے ہوئے تخت کی شکل میں دکھلایا گیا۔ جو چیز یہاں پوشیدہ ہے وہی چیز عالم غیب میں کسی صورت اور شکل میں ظاہر اور نمایاں ہو جاتی ہے۔

## حکایت

مخدوم غزنوی نے جب ہندوستان کو فتح کیا اور سومات مندر کے تمام بت توڑ ڈالے تو جو بت ان میں سب سے بڑا تھا جب اس کو توڑنا چاہا تو سومات کے چھاریوں نے بڑی

الحاج وزاری سے عرض کیا کہ اس بت کے برابر تول کر ہم سے سونے لیا جائے مگر اس بت کو نہ توڑا بلکہ سلطان محمود نے ارکان دولت سے مشورہ کیا سب نے یہ کہا کہ ہم کو فتح تو ہم ہی چاہیے اگر ایک بت کو بھڑی دیا جائے تو ہمارا خاص نقصان نہیں اور اُس کے بدلہ میں جو مال ملے گا وہ لشکر اسلام کے کام آئے گا اسی مجلس سپہ سالار مسعود غازی بھی تھے فرمایا کہ یہ تو بت فروشی ہے اب تک بادشاہ بت شکن مشہور تھا اب بت فروش کہلائے گا۔ یہ بات محمود غزنوی کے دل کو لگ گئی مگر ایک گونہ تردید باقی رہا، وہ پہرہ کو سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ میلان حشر پاب ہے اور ایک فرشتہ اُس کو دوزخ کی طرف یہ کہہ کر کھینچتا ہے کہ یہ بت فروش ہے دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ نہیں یہ تو بت شکن ہے اس کو جنت میں لے جاؤ اتنے میں آنکھ کھل گئی اور حکم دیا کہ فوراً بت کو توڑ دیا جائے جب بت کو توڑا تو اس کے پیٹ میں سے جو اہرات بھرے ہوئے نکلے حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا اُس نے بت فروشی سے بچایا اور جس مال کی طرح میں بت فروشی اختیار کرنا چاہتا ہے اُس سے کہیں زائد مال عطا کر دیا۔ فرشتوں کا دوزخ اور جنت کی طرف کھینچنا یہ اُس تردد کی صورت تھی جو محمود غزنوی کو بت کے توڑنے میں لاحق ہوا تھا بحالت بیداری جو تردد ہوا تھا اُس کو خواب میں اس صورت میں دکھلایا گیا کہ ایک فرشتہ دوزخ کی طرف کھینچتا ہے اور ایک جنت کی طرف کبھی خیال بت کے توڑنے کی طرف جا رہا ہے اور کبھی خیال بت کے بھوڑنے کی طرف جا رہا ہے درنہ حقیقت یہ ہے کہ بت کو بھوڑ دینا حقیقت میں بت فروشی نہ تھا لیکن صورت میں بت فروشن کی مشابہت تھی جس کو حق جل شانہ نے اس شکل میں دکھایا۔

اسی طرح عبداللہ بن رواحہ کے تردد کو بٹے ہوئے تخت کی شکل میں دکھلایا کسی عبادت کا بلا کسی تردد کے بجا لانا یہ نفس مطمئنہ کی شان ہے اور تردد کے وقت نفس کو ملامت کرنا اہلبیسا کہ عبداللہ بن رواحہ نے کی یہ نفسِ نادم کی شان ہے جس کی حق جل شانہ سورۃ قیامہ کے شروع میں قسم کھائی کہ لَا أَقْسِمُ بِبِزْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ عبداللہ بن رواحہ عین معرکہ کے وقت جو شعر پڑھتے تھے اُن سے مقصود اپنے ہی نفس کو ملامت تھی ایک ہی دو شعر

سلامت کے پڑھے کہ نفس مطمئن ہو گیا اور آگے بڑھ کر خدا کی راہ میں شہید ہوا اور آپ رفقا کے ساتھ جنت میں جا ملا یا اِنَّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ اِنَّ جِئِنِ اِلٰی رَبِّكَ رَاضِيَةً مُّطْمَئِنَّةً نَّادِيْنَا فِيْ عِبَادِيْ وَادْخِلْنِيْ جَنَّتِيْ ۝

یہ حادثہ فاجعہ بیان فرما کر آپ حضرت جعفر کے مکان پر تشریف لے گئے بچوں کو بلایا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور آنکھوں سے آنسو رداں ہو گئے حضرت جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس کچھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں روئے کیا جعفر اور ان کے رفقا کے متعلق آپ کو کوئی اطلاع ملی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ آج وہ شہید ہو گئے۔ اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں سنتے ہی میری چیخ نکل گئی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا پکا کر بھیجو۔ آج وہ اپنے صدمہ میں مشغول ہیں اور خود اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس صدمہ کا بہت اثر تھا۔ اس غم میں تین دن تک مسجد میں تشریف فرما رہے۔ (ازرقانی)

خالد بن ولید جب لشکر اسلام کو لے کر موتہ سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مدینہ سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا۔

## سیرہ عمرو بن العاصؓ بسوئے ذات السلاسل

ماہ جمادی الثانیہ ۳۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ تبیلہ بنی قضاہ کی ایک جماعت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے آپ نے ان کی سرکوبی کیلئے عمرو بن العاص کو مقام ذات السلاسل کی طرف روانہ کیا یہ مقام مدینہ منورہ سے دس منزل پر ہے تین سو آدمی اور تیس گھوڑے سواران کے ساتھ کئے، جب اس مقام کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ کافروں کی جمعیت بہت زیادہ ہے اس لئے توقف کیا اور رافع بن مکینؓ کو حضور پر نور کی خدمت میں روانہ کیا کہ مدد کے لئے کچھ اور آدمی بھیجیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابو عبیدہ بن الجراح کو دوسو آدمیوں کے ساتھ مدائن فرمایا جن میں ابوبکر و عمر بھی تھے اور یہ تاکید فرمائی کہ عمرو بن العاص سے جاملو اور آپس میں متفق رہنا اور باہم اختلاف نہ کرنا جب ابو عبیدہ وہاں پہنچے اور نماز کا وقت آیا تو ابو عبیدہ نے امامت کرنی چاہی۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ امیر لشکر تو میں ہوں اور تم تو میری مدد کے لئے آئے ہو ابو عبیدہ نے کہا تم اپنی جماعت کے امیر ہو اور میں اپنی جماعت کا امیر ہوں۔ بعد ازاں ابو عبیدہ نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت مجھ کو آخری حکم یہ دیا تھا کہ ایک دوسرے کی اطاعت کرنا اور اختلاف نہ کرنا، لہذا میں تمھاری اطاعت کروں گا اگرچہ تم میری مخالفت کرو۔ اس طرح ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص امارت اور امامت کو تسلیم کر لیا چنانچہ عمرو بن العاص امامت کرتے تھے اور ابو عبیدہ اُن کی اقتدا کرتے تھے بالآخر سب مل کر قبیلہ بنی قضاہ میں پہنچا اور اُن پر حملہ کیا۔ کفار مرعوب ہو کر بھاگ اٹھے اور منتشر ہو گئے۔ صحابہ نے عوف بن مالک انجمنی کو خبر دے کر مدینہ مدائن کیا۔ عمرو بن العاص نے غلبہ کے بعد کچھ مدد مانا قیام کیا اور مختلف جوانب میں سوا سول کو بھیجتے رہے۔ وہ اونٹ اور بکریاں بکڑ کر لاتے اور مسلمان ان کو بچا کر کھاتے، اسی سفر میں یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ عمرو بن العاص کو احلام ہو گیا۔ سرور کی شدت تھی اس لئے عمرو بن العاص نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے نماز صبح پڑھائی، اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس واقعہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عمرو تو نے اچھا صحاب کو سب امت جنابت نماز پڑھائی عمرو بن العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ تھا اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ حَدِيماً، حضور پُرندہ نے قسم فرمایا اور کچھ نہ فرمایا۔

(فائدہ) خالد بن ولید اور عمرو بن العاص دونوں ساتھ اسلام میں داخل ہوئے، ان دونوں کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد غزوہ موتہ پیش آیا جس میں خالد بن ولید امیر بن گئے اور غزوہ موتہ کے بعد غزوہ ذات السلاسل پیش آیا اس میں عمرو بن العاص امیر ہوئے۔

## سیرۃ البوعبیدہ بسوئے سیف البحر

اس کے بعد نازھ رجب ششم میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تین سو آدمیوں پہامیز مقرر کر کے سیف البحر رسا مل بحر کی طرف قبیلہ جہینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر میں عمر بن الخطاب اور جابر بن عبد اللہ بھی تھے اور چلتے وقت ترشہ کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تخیلہ کھجوروں کا مرحمت فرمایا جب وہ کھجوریں ختم ہو گئیں تو کھجوروں کی گٹھلیاں چوس چوس کر اور پانی پی پی کر جہاد کیا۔ اور جب یہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے جھاڑ کھانی میں تر کر کے کھانے لگے، اسی وجہ سے اس سریرہ کو سریرۃ الخبط بھی کہتے ہیں اسلئے کہ خبط کے معنی لغت میں درخت سے پتے جھارنے کے ہیں۔ درختوں کے پتے کھانے سے ہونٹ اور منہ زخمی ہو گئے۔

بالآخر ایک روز دریا کے کنارہ پہنچے اور بھوک سے بچپن اور بے تاب تھے یکایک ایک غلی غلیت کا کرشمہ ظاہر ہوا کہ دریا نے اپنے اندر سے ہر ایک اتنی بڑی مچھلی پھینکی جس سے تمام لشکر نے اٹھاہ دن تک کھایا صحابہ کہتے ہیں کہ اسے کھا کر ہمارے جسم تو انا اور تندہر گئے اس مچھلی کا نام عنبر تھا بعد ازاں ابو عبیدہ نے اس مچھلی کی پسلیوں میں سے ایک ہڈی لی اور اس کو کھڑکھا اور لشکر میں سب سے لمبا آدمی جن کو سب سے بڑے اونٹ پر اس کو بٹھایا اور حکم دیا کہ اس ہڈی کے نیچے سے گزند تو وہ سوار بلا تکلف اس کے نیچے سے گزر گیا اور سوار کا سر بھی اس ہڈی سے نہ لگا۔

جب ہم مدینہ واپس آئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے تمہارے لئے بھیجا تھا اگر اس میں کا کچھ گوشت باقی ہو تو لاؤ۔ چنانچہ اس میں کا گوشت آپ کے سامنے لایا گیا اور آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور اس سفر میں کسی قتال کی نوبت نہیں آئی لشکر اسلام بلا کسی قتال کے مدینہ واپس ہوا۔

رحمۃ) جو رزق براہِ ماست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور بندہ کی کسی عمل اور  
ضعف کو اس میں دخل نہ ہو وہ رزقِ ہدایت ہی مہارک اور پاکیزہ ہوتا ہے، اس لئے آپ حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اس کی برکت اور پاکیزگی کی وجہ سے اس کی فراہم کی اور اس میں سے تناول فرمایا  
نَبِّ اِنِّیْ لَمَّا اَشْنَلْتُ اِنِّیْ مِنْ حَیْثُ فِیْہِ ذَکَ۔

فائدہ :- بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے پہلے روانہ کیا گیا اس لئے  
کہ حضور پر نور نے صلح حدیبیہ کے بعد قریش پر حملہ کرنے کے لئے کوئی سریہ نہیں بھیجا اور مشہور قول  
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سریہ قریش کی عہد شکنی کے بعد اور فتح مکہ سے تھوڑا پہلے روانہ  
فرمایا اس لئے کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے رمضان المبارک میں روانہ ہوئے  
اور یہ سریہ ماہِ رجب میں روانہ کیا اور میان میں صرف شعبان کا مہینہ رہ جاتا ہے۔ عجیب نہیں کہ  
قریش کے عہد شکنی کی بنا پر ماہِ رجب ہی سے فتح مکہ کی تیاری شروع فرمادی ہو اور یہ سریہ اسی  
کی تمہید ہو۔

مسئلہ :- ماہِ رجب الحرام میں سریہ کو روانہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ شہرِ حرام میں  
کافروں سے قتل و قتال جائز ہے۔

# دیگر مطبوعات



**اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ، یو۔ کے۔**

قاری عبدالرشید نیلر

119-121 ہالی ویل روڈ، پوٹن۔ BL13NE

فون / فیکس : 01204 389080، موبائل : 07930 464843

**دارالعلوم المدنیہ، یو۔ ایس۔ اے**

182، سویتسکی سٹریٹ، نیو یارک۔ NY-14212

فون : 0716 892 2606، فیکس : 0716 892 6621

ای میل : office@madania.org

**صدیقی ٹرسٹ**

صدیقی ہاؤس، المنظر پارشمنس، 458، گارڈن ایسٹ، پی۔ او۔ بکس 609

کراچی-74800 پاکستان، فیکس : 7228823